Acc. No : 2939

891.55
KHA A
C2939
J. & K. ACADEMY LIBRARY SRINAGAR
100

عوض نظر و حسن توفیقہ گنجینۂ موعظت و نصیحت

بستان حکمت

ترجمہ اردو

انوار سہیلی

مترجمۂ فارس مضمار سخندانی یکہ تاز عرصۂ اعجاز بیانی

حسام الدولہ فقیر محمد خان گویا طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

2939

باہتمام کیسریداس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں چھپکر شایع ہوا

قیمت
RS 31-

891.55
KHA A
2939

بعض صنائع ملکی و مکانی فضلی و حیلی ملمع زر و سیم نما

بستان حکمت

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع سنہ ۱۹۲۳ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در فیض ست نشین از کشایش نا امید اینجا ٭ برنگ دانہ از ہر قفل مے روید کلید اینجا ٭ حمد و ثنا پروردگار عالم کو ابتداے ازل سے انتہاے ابد تک سزاوار ہی کہ جسنے اپنے وجوب وجود قدیم سے تعین اول کو منصۂ ظہور پر جلوہ گر فرمایا اور اُسی نورِ مقدس سے تمامی عالم کو خلوتکدۂ عدم سے میدان وجود مین لایا اور حمد و سپاس اُس حلیم حاکم کو زیبا ہی کہ ارادۂ ازلیہ سے کارخانۂ جہان کو بوسیلۂ ذاتِ پاک مظہرِ کُل موجودات مصدر لاہوتی مجمع صفاتِ جبروتی یعنی مخرِ جملہ نسل بنی آدم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مرتب کیا اور سارے ذرآت عالم کو اُسی آفتاب عالمتاب کے جمالِ جہان آرا سے نور دیا اور وجود اُسکا نور دیدہ باریک بین علم مطلع معنی کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْن اور مقطع مضمون اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن اور بشربہ بشارت لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اور مشرف بہ تشریف وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کیا خلاصہ موجودات سُلالۂ کائنات دافع مکر و حیلہ سازی رافع بازار

غدر و دغا بازی شیرازۂ جمعیت قلوب دوستان دین معیار رجال دشمنان شرع متین
مروّج قواعد جزم و تدبیر مخرب اساس فتنہ و تزویر ناظم ممالک عدل و انصاف ہادم
مراسم جور و اعتساف مفتاح مشکلات جملہ بنی آدم مصباح تمامی ظلمات عالم مطلوب
ارباب شریعت مقصود اصحاب طریقت نبی الحرمین امام القبلتین رئیس الثقلین
انیس العالمین شفیع المذنبین قدوۂ جن و بشر اسوۂ شفیعان یوم محشر عامل قابل نبوت
و ایالت خاتم فصوص ناموس رسالت مہبط جبرئیل امین وحی رب العالمین مجمل خطاب آسمانی
مورد کتاب نورانی رموزدان سپیدی و سیاہی موصل فیوض و برکات نامتناہی عارف معارف
قیوم و قدیر کاشف دقائق معضلات تقدیر عارج معارج سبع سموات صاعد مصاعد
مدارج عالیات مصداق آیۂ کریمہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بارنشین مسند بلند پایۂ سدرۃ المنتہی
والی قبضۂ کاب قوسین اَوْ اَدْنٰی المکحّل بکحل الجواہر مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی غرض اصلی جملہ
موجودات علت غائی آفرینش مکنونات منبع زلال صدق و صفا حضرت ابوالقاسم محمد مصطفےٰ
صلوات اللہ علیہ من الملک الاعلےٰ ہ زلاف حمد و نعت اولیست بر خاک ادب
خفتن ٭ سجودے می توان کردن درودے می توان گفتن ٭ نظم خدا مدّاح حضرت مصطفےٰ
بس ٭ محمد حامد حمد خدا بس ٭ محمد از تو می خواہم خدا را ٭ الٰہی از تو عشق مصطفےٰ را ٭
آور درود نامحدود اُسپر اور اُسکی آل اطہار اور اصحاب اخیار پر کہ جانشینان محفل شریعت
و صدر گزینان مسند طریقت کارفرمایان کشور دین متین ہادیان طریق صدق و تلقین
گنجوران خزانۂ رحمت الٰہی سررشتہ داران فیض نامتناہی شاہان ملک تسلیم و رضا تاجداران
اقالیم اجتبا و اصطفا پیشوایان ذی عقول راہ نمایان منہاج مستقیم حضرت رسول ہین
خصوصاً چار قطب خلافت عظمیٰ و چار عنصر کالبد ولایت کبریٰ کہ کمال صدق اور
عدالت اور سخاوت اور شجاعت کا انکے ابدان مطہرہ مین نمودار ہوا اور جلایل و صفا
زعامت قصوی نے انکے نفوس منورہ مین ظہور فرمایا اعنی قاتل الکفرۃ والزندیق

فی الغار الصاحبہ رفیق افضل الامۃ والخلایق بعد الانبیاء بالتحقیق نظام المومنین وامام
المسلمین ابوبکر الصدیق واعدل الاصحاب صاحب الدرۃ والاحتساب غرۃ المنابر والمسابح
والمحراب امیرالمومنین عمر بن الخطاب و مقتدی الصابرین فی الباساء والضراء الثابت فی الرسوخ
فی البلوی والابتلاء جامع آیات القرآن کشکل الترتیب فی لوح الرحمن امیرالمومنین
امام المتعبدین عثمان بن عفان ومظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب ذوی المفاخر
والمناقب اشجع العرب والعجم اکرم الامم یعسوب المسلمین رئیس المتقین امیرالمومنین علی ابن ابیطالب
رضوان اللہ علیہم وعلی اتباعہم واشیاعہم اجمعین اسکے بعد بیان کیا جاتا ہی کہ کتاب
کلیلہ ودمنہ کہ حکیم روشن رای بیدپا برہمن نے رای دابشلیم ہندی کے واسطے
کہ اُس عہد مین وہ فرمانروا بعض مملکت ہندوستان کا تھا اور پایۂ تخت اُسکا
سومنات تھا زبان سنسکرت مین تالیف کی تھی اور مطلب اس کتاب کا ایسے
پند ونصائح پر ترتیب دیا تھا کہ سیاست رعیت اور بسط عدل ورافت اور
ترتیب تقویت اولیاے دولت اور نظم ونسق آداب مملکت اور بہت سے
مطالب دینی اور دنیوی کے بکار آمد ہو اور دابشلیم اس کتاب کو قبلہ مقاصد اور
کعبۂ فوائد سمجھ کر قفل جمیع مشکلات کو کلید مطالعہ سے اِس کتاب کے کھولتا تھا اور
یہ گوہر بے بہا اسکے زمانے مین سب کی نظر سے درج کتمان مین رہتا تھا اور مانند
لعل بدخشان کے کان خزائن سلطانی مین مخفی رہا کرتا تھا اس لئے کہ بادشاہ کا
قدغن تھا کہ اس عروس پردہ نشین پر کسی نامحرم کی آنکھ نہ پڑے باوجود انہمہ اخفا
اسکی نسیم عنبر شمیم نے اطراف جہان کو معطر کر رکھا تھا اور اس مشک منافع کی
نکہت اخبار سے شامۂ عالم معطر ہو رہا تھا القصہ نوشیروان کسرے کے زمانے
مین یہ خبر فرحت اثر مشتہر ہوئی کہ بادشاہ ہند کے کتب خانے مین ایک کتاب
ہی کہ زبان بہائم ووحوش اور طیور وحشرات سے لوازم سیاست وجہانداری

اور قواعد سلطنت و شہریاری جو کچھ کہ بادشاہون کو چاہیئے اُس مین جمع کیے ہین اور اُس کو سرمایۂ منفعت اور وسیلۂ ہر مصلحت مقرر کیا ہی نوشیروان عادل کو کہ طبع عالی اُسکی جویاے آئین عدل و داد تھی یہ سُن کے بیحد اور بکمال رغبت پیدا ہوئی اور چاہا کہ کسی طرح اُس کتاب کو دستیاب کیجیے اِس لئیے برزویہ پزشک کہ مقدم اطباے پارس اور سب زبانون کا ترجمان تھا اور جمیع فنون کمالات مین گوے سبقت اپنے امثال سے لے گیا تھا حسب الحکم نوشیروان کے واسطے تلاش اُس کتاب کے کہ وہ زمانہ راے تلہند کا تھا آیا اور ہزار تدبیر سے اُس کتاب کو حاصل کر کے زبان سنسکرت سے الفاظ پہلوی مین کہ اُس زمانے مین زبان اہل ایران کی تھی ترجمہ کر کے حضور مین بادشاہ کے لایا اور شرف استحسان بدرجۂ کمال پایا اور اُسکے جلدو مین رتبہ برزویہ نامدار کا انتہاے اوج عزت کو پہونچا اُسکے بعد مصلحت کار مملکت نوشیروان از جزئی تا کلی مشورے پر اس کتاب کے موقوف تھی اور بعد نوشیروان کے سب بادشاہان عجم مخفی اور عزیز رکھنے مین اس کتاب کے مبالغہ کرتے رہے کہ کسی نااہل دناسزا کے ہاتھ نہ آئے تا اُسکے فیض مطالعہ سے لیاقت سلطنت کی کسی فرومایہ کو حاصل نہ ہو جائے چنانچہ دہقان ابوالقاسم فردوسی لکھتا ہی کہ باشندگان شہر سے ایک پہلوان فرومایہ تھا بہرام چوبینہ نام اُسنے خازن ہرمزشاہ بن نوشیروان سے ملکر اس کتاب کو لیا اور مطالعہ کر کے دستور العمل اپنا کیا آخر تمام وضیع و شریف ایران کو مسخر کر کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور خسرو پرویز کہ فرزند شاہ ہرمز تھا اُسکے ہاتھ سے ناچار ہوکر روم کو بھاگا تفصیل اُسکی شاہنامہ مین موجود ہی حقیقت تو یون ہی کہ یہ کتاب وہ دریاے فیض ہی جو شخص کہ مادہ قابل رکھتا ہو اور اُسکو دیدۂ دل سے دیکھے اور گوش جان سے سُنے یقین غالب ہی کہ سعادت دارین سے محروم نہ رہے المختصر بعد

خرابی سلطنت ساسانیان اہل اسلام نے کہ شرکت فاروقی سے تمام مملکت ایران
وتوران پر تسلط پایا کتاب بھی بادشاہ ایران کے ملک و مال کے ساتھ غارت ہوگئی
اور اسکے بعد جب کہ خلیفہ ثانی عباسیان یعنی ابوجعفر منصور بن محمد علی ابن عبداللہ
ابن عباس نے فوائد اسکے سُنے تو شوق بے انتہا پیدا ہوا پھر بہزار تدبیر اُسنے ملک
حبش سے بہم پہونچائی اور ترجمہ اُس کا ابوالحسن عبداللہ بن مقنع سے کہ سرآمد فضلاے
عصر تھا لکھوایا پھر اُسکے بعد یہ نسخہ مطالعے مین اُس بادشاہ کے رہتا تھا اور اُسکے
اساس احکام خلافت اور بناے شرائط عدل ورافت پند ونصائح پر اس کتاب
کے موقوف تھے اسکے بعد تیسری بار ابوالحسن نصر ابن احمد ساسان نے ایک فاضل
تبحہ کو حکم کیا کہ اس نسخے کو زبان عربی سے فارسی مین ترجمہ کرے اور چوتھی بار رودکی شاعر
کو حکم دیا کہ اس سلک دُرنایاب کو رشتۂ نظم مین انتظام دے پانچوین بار ابوالمظفر
بہرام شاہ ابن مسعود نے کہ اولاد سے سلطان محمود غازی غزنوی کے تھا اور ممدوح
حکیم سنائی کا ہے حکم دیا کہ افصح الفصحا اور ابلغ البلغا یعنی ابوالمعالی نصر اللہ
بن محمد بن عبدالحمید نسخہ ابن مقنع کا ایسی فارسی سلیس مین ترجمہ کرے کہ فائدہ اسکا
خاص وعام کو پہونچے اور یہ نسخہ کہ فی الحال دستیاب ہوکر ملا اور مشہور بکلیلہ ودمنہ
ہی ترجمہ ہے مولانا مشارٌ الیہ کا اور الحق کہ عبارت اُسکی لطافت اور خوش بیانی
مین راحت افزاے روح سخن فہمان ہے اور یہ سب ترجمہ کہ مذکور جنکا ہو چکا بسبب کثرت
لغات عربیہ اور اشارات بلغیہ کے کہ اکثر فارسی خوان اقتباس معنی سے دور و بے بہرہ
رہتے تھے اس واسطے یہ نسخے سب متروک رہے اور مقبول طبع وپسند ہر خاص وعام
کو نہوے فلہذا جناب امارت مآب کہ ذات والا صفات اُسکی جامع کمالات تھی یعنی
امیر الاعظم دستور المعظم مستجمع الفضائل والمعالی نظام الملۃ والدولۃ والدین
شیخ احمد المشتہر السہیلی نے کہ بے تکلف گویا سہیل تھا کہ یمن سے تابان ہوا تھا واسطے

منافع کافۂ انام کے چھٹی بار حکم فرمایا کہ حاکم ملک معانی سرآمد فضلاے حقانی واقف
رموز یزدانی یعنی حسین ابن علی الواعظ متخلص بکاشفی اس عروس مذکور کو لباس نو
پہنائے اور زیبا رویان معانی کو پردۂ الفاظ مغلقہ اور حجاب کلمات مشکلہ سے نکال کے
عبارات روشن اور اشارات لطیفہ سے حسن افزائی کرے تا ناظرین مشتاق کو جلوہ
الفاظ اور حسن معانی بوجہ سہل نظر آئے اُسکے بعد ساتوین بار ابوالفضل نے عبارت
انوار سہیلی کی کچھ کاٹ کوٹ کے عیار دانش تصنیف کی لیکن انوار سہیلی سے اسے کچھ
نسبت نہوئی لہذا اُسنے بھی کچھ رونق نہ پکڑی اب معلوم کیا چاہیے کہ بنار کتاب کلیلہ دمنہ
حکمت عملی پر ہی اور وہ حکمت عملی کیا ہی کہ جاننا مصالح حرکات ارادی اور افعال طبیعی
نوع انسانی کا اُس طور سے کہ جس سے انتظام احوال معاد و معاش اور حصول کمال ہو
اور یہ قسم حکمت عملی کی دو قسم پر منقسم ہی ایک وہ ہی کہ مصالح ہر فرد انسان سے جداگانہ
تعلق رکھے اور اُسمین اشتراک دوسری کا متصور نہو یعنی مثلاً گھر مین دس آدمی ہین
بی بی اور اولاد اور کنیز اور غلام پس مصلحت ہر ایک کی جدا جدا ہی یعنی آداب فرزند کے
والدین کے ساتھ اور طرح سے ہین اور معاشرت والدین کے ساتھ اور طرح سے ہین اور
معاشرت والدین کی اولاد سے اور طرح پر لازم ہی وعلی ہذا القیاس غلام اور مولی کی مصلحت
جدا جدا اُنکی ذاتون سے متعلق ہی دوسرا اُسمین شریک نہین ہو سکتا ہی پس اُسکو تہذیب
اخلاق کہتے ہین اور دوسرے وہ ہی کہ تعلق اُسکا مصالح جماعت مشترکہ سے ہو وہ بھی دو قسم پر
منقسم ہی ایک وہ ہی کہ جس سے مصالح مشارکت منزل اور گھر کے معلوم ہون اُسکو تدبیر منزل کہتے
ہین اور قسم دوسری وہ ہی کہ جس سے مصالح مشارکت شہر اور ولایت بلکہ اقلیم و ممالک کے
دریافت ہون اُسکو سیاست مدن کہتے ہین تفصیل اُسکی یہ ہی مثلاً بادشاہ اہل شہر اور
اہل ولایت سے معاملہ کرے یعنی ہر ایک کے لایق جدا جدا معاشرت اور معاملات جاری
رکھے اور رعایا و سپاہ بادشاہ سے کیونکر پیش آئین یعنی متابعت اور فرمانبرداری

وجان نثاری مین سرگرم رہین پس یہ تفصیل ہر سیاست مدن کی اور یہ کتاب شامل ہے
تینون قسمون کو مگر بعض فوائد تدبیر منزل اور سیاست مدن کی اور جو کچھ کہ تعلق تہذیب
اخلاق سے رکھتا ہے اسمین مذکور نہین مگر جستہ جستہ جابجا کچھ بیان مین آگیا ہے اگرچہ ممکن
تھا کہ اندک مکارم اخلاق مذکور کیے جاتے لیکن باعث تبدیل وضع کتاب کے ہوتے
تھے اور زیادہ تصریح کا یہ محل نہ تھا کہ اپنی جگہ پر حکمانے بشرح وبسط بیان کر دیا ہے
اس سبب سے قصد زیادتی کلام کا نہ کیا پس اسی طریق پر حکیم بیدپا چلا تھا ہمنے بھی مصلحت
جانا اور دو باب اول کے کہ مذکور ہین برزویہ پزشک اور بزرجمہر کے تھے اور اصل
کتاب سے کچھ علاقہ نہ رکھتے تھے اس لیے وہ دونون باب کہ بجز حکایت اور کچھ فائدہ
نہ تھا موقوف کرکے باقی چودہ باب کو کہ وہ وصایا تھے ہوشنگ پیشداد کے انھین
عبارت روشن وسلیس مین لکھا اور ان حکایتون کو راے اور برہمن کے طریق
سوال وجواب پر قید کتابت مین کیا اب امیدوار ہون صاحبان پاک
طینت سے کہ اس کتاب پر نظر الطاف و دیدۂ عنایت سے کرین تا بحکم ع
وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ * خطا اس بے بضاعت کی پوشیدہ رہے اور
بہ نظر عیب پوشی اصلاح مناسب سے کوتاہی نہ فرمائین اور ستاری کہ صفت ہے
صفتہاے خداے پاک سے اُسکی پیروی کرین چنانچہ مضمون شعر گویا اسکے مناسب
حال ہے ؎ کام پوشاک سے نہین ہمکو * عیب پوشی ہمارا شیوہ ہے * اب بیان
کیا جاتا ہے کہ اس رسالے نے کہ پہلے مسمی بانوار سہیلی تھا اور اب ملقب ہے بہ بستان حکمت
چودہ باب پر یون ترتیب پائی ہے کہ باب پہلا اجتناب کرنے مین قول سے ساعی
اور نمام کے ہے باب دوسرا سزا پانے مین بدکارون کے اور اُنکے شامت احوال
مین ہے باب تیسرا موافقت مین دوستون کے اور اُن کے فوائد اور مقاصد
مین ہے باب چوتھا ملاحظہ کرنے مین احوال دشمنون کے اور ان کی تدبیرے

بے فکر نہ رہنے مین باب پانچوان ہو مضرت مین غفلت کرنے کی اور جو کچھ کہ سبب تساہل اور سستی سے حاصل ہوتا ہو باب چھٹا آفت تعجیل اور ضرر شتاب کاری مین ہو باب ساتوان ہو احتیاط اور تدبیر مین کہ دشمنون کی بلا سے کسی حیلہ کے سبب نجات پائے باب آٹھوان ہو احتراز کرنے مین ارباب مکر سے اور اعتماد نہ کرنا تملق پر اُن کے باب نوان فضیلت مین عفو کے ہو بموجب حدیث شریف عفوا لملک ابقاءٌ للملک کہ بادشاہون کے واسطے بہتر اس سے صفت دوسری نہین ہو باب دسوان مضرت مین زیادہ طلبی کے ہو کہ بہ سبب اُسکے انسان اپنے مطلب سے بھی محروم رہتا ہو باب گیارھوان جزاے اعمال اور طریق مکافات مین ہو باب بارھوان فضیلت مین حلم اور وقار اور سکون و ثبات کے ہو خصوصًا بادشاہون کے واسطے واجب ہو باب تیرھوان بیچ پرہیز کرنے مین بادشاہون کے اہل غدر اور خیانت سے ہو باب چودھوان اس مین ہو کہ التفات نہ کرے انقلاب زمانہ پر بلکہ ہر کام کو قضا و قدر پر رکھے اور ہر دم یہ شعر مؤلف کا مدنظر رکھے بیت دیکھ کہ دیتے ہین ہو جائیگا کل طعمہ مور ❊ آج بالفرض جو تو مثل سلیمان ہوگا ❊ بعد بیان ان باتون کے وہ حکایت کہ جو منشا اس ترجمہ کی ہو شروع کی جاتی ہو اب یہان تک تو جستہ جستہ مضمون بنا د تالیف انوار سہیلی کا تھا اب ضرور ہو کہ مترجم اس اردوی معلی مین حال اس کتاب کی تالیف کا کہ مسمی بہ بستان حکمت ہو اور کچھ حال مولد اور مسکن اور اپنی نژاد کا اور بعض واردات زمانہ سے کہ جو لائق حال اپنے ہوے ہین اور پست بلند دوران سے کہ جو پیش نظر آیا ہو جستہ جستہ بیان کر کے اس کے بعد حاصل کتاب لکھے آپ سُنا چاہیئے کہ ایک روز بندہ اور خواجہ وزیر اور میان فرخ شاعر کہ یہ دونون شاگرد ارشد شیخ ناسخ صاحب کے ہین اور چند احباب اور بھی باہم بیٹھے ہوے تھے اور وقت شغل انوار سہیلی کے مطالعے کا تھا اور اُسکے مصنف کی فکر رسا پر سب نے زبان ثنا کھولی تھی کہ سبحان اللہ مصنف اسکا عجب حکیم

بےمثل تھا اور عجب کتاب تصنیف کی ہی کہ گنجینہ ہی اسرار الٰہی کا اور خزینہ ہی فیض غیر تمنا ہی کا
بلکہ قرینہ اسپر دال ہی کہ جو کچھ اُس نے بیان کیا ہی مظنہ ہی کہ بامداد الہام غیبی ہو والا رائے
انسان ضعیف البنیان کب کنہ کو اس قدر جزئیات عالم کے پہونچ سکتی ہی اگر مطالب را اس
کتاب کے کوئی بچشم خود دیکھے تو کوئی دقیقہ فوائد دینی اور دنیوی سے باقی نہین چھوڑا ہی اور
اگر کوئی غریب و فقیر خواہ رئیس و امیر خصوصًا بادشاہ اِس کتاب کے مطالب کو اپنا قبلۂ
مقاصد کرے تو یقین ہی کہ سعادت دارین سے سرفرازی پائے اور رونق اُسکے ہر امر
کی روز بروز ترقی کرتی جائے اِس گفتگو مین سب اہل محفل نے اصرار کیا کہ اکثر زبانون مین ترجمہ
اُسکا ہو چکا ہی اگر تم اُردو مین اُسے ترجمہ کر دو تو خوب چیز ہو راقم نے ہر چند عذر کیا پیش رفت
نہوا کچھ من اللہ بندے کو بھی توفیق رفیق ہوئی اور ہمت اسپر آئی کہ وما توفیقی الا باللہ
کہکر ارادہ کرو اگر فضل الٰہی شامل حال ہی تو سب بخیر و خوبی انجام ہوگا لہذا خدا کی
عنایت پر تکیہ کرکے شروع کیا جاتا ہی اب سُننا چاہیے کہ جب ارادہ ہوا کہ ترجمہ اسکا اُردو
مین کرون تو اوّل ضرور ہوا کہ بنظر تامل اس کتاب کی عبارت اور مطالب کو دیکھا چاہیے
اس لیے بغور تمام دیکھا تو بیشتر مطالب پر اعتراض وارد ہوتے ہین اور بعض جگہ اجمال
مین مثلاً دو چیز کا مذکور تھا جب تفصیل کی تو ایک کا مذکور ہوا اور دوسرا مطلب رہ گیا
بعض جگہ اگر کچھ بیان اور ہو تو مطلب برآمد ہوتا ہی ورنہ نقصان رہتا ہی اور اکثر
فقرات کہ واسطے رنگینی کلام کے طول دیے گئے تھے سو حذف کرنا اُسکا ضرور تھا اور
بہت اشعار کہ مطالب سے چسپان اور دست و بغل نہ تھے موقوف کرنا اُنکا مناسب تھا
لیکن خیال مین یون آتا ہی کہ اتنا بڑا اُستاد اتنے نقصان دیدہ و دانستہ کیونکر رہنے دیتا
مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصۂ دراز سے جو لوگون نے اسکا مطالعہ کم کر دیا تو کاتبون کی
غلط نویسی سے یہ نقصان سب عارض ہوئے ہین لہذا بندے نے اپنی دانست مین
اُسے درست کیا اور بیشتر عبارت اور مطالب جا بجا کم و بیش کیے اور اکثر جا پر

کہ قصہ اُسکا ضروریات سے تھا اور بعض جگہ بڑھانا عبارت اور مطالب کا مناسب تھا اسی طرح عمل مین لایا زیادہ تفصیل کرنے مین طوالت ہوتی ہی لہذا اُسپر موقوف رکھا کہ جس نے انوار سہیلی کو دیکھا ہوگا آپ نظر تامل سے مقابلہ کرے گا اُس پر خود منکشف ہو جائیگا کہ گویا صورت کتاب کی اور ہی ہو جائیگی براے نام ترجمہ کہا جاتا ہی ورنہ یہ کتاب حقیقت مین جدا جدا ہی لیکن حق یون ہی کہ یہ احسان نقاش اوّل کا ہی ورنہ مجھسے بے مایہ کو کہان طاقت اسکے بیان کی تھی

شروع کتاب

جوہریان رشتہ بازار معانی وصیرفیان دار العیار سخندانی نے دفاتر اخبار کو اسطرح سے آرایش دی ہی کہ اقصاے ممالک چین مین ایک بادشاہ تھا کہ شہرہ اُسکی دولت وکامگاری کا اطراف وجوانب مین دائر اور چرچا اُسکی عظمت وشہریاری کا مانند نیرّ اعظم کے ظاہر تھا سلاطین نامدار نے حلقہ اُسکی اطاعت کا گوش جان مین ڈالا تھا اور بادشاہان رفیع المرتبہ نے غاشیہ فرمانبرواری کا دوش پر رکھا تھا **نظم** فریدون حشمت وجمشید اورنگ ٭ ہو اُسکو دیکھکر بیہوش ہوشنگ ٭ سکندر دیکھتا یہ شوکت وشان ٭ تو رہتا صورت آئینہ حیران ٭ اور اُسکے حاشیہ بساط دولت روز افزون پر ہمیشہ امراے عالمگیر اور وزراے صاحب تدبیر کمر خدمت گاری کی چست باندھے رہتے تھے اور پاے تخت اُسکے ہمیشہ فضلاے بزرگوار اور حکماے نصیحت شعار کرسیہاے عزت پر پایہ بپایہ بیٹھتے تھے اور خزانہ اُسکا زر سُرخ اور جواہر بے بہا سے تابان اور لشکر جرار ملازم رکاب بے پایان تھا اُس بادشاہ کو ہمایون فال کہتے تھے حقیقت مین اسم بامسمی تھا کہ رعایا وبرایا کے حق مین سراپا ہمایون اور عدل وداد مین رونق نوشیروان تھا سچ تو یہ ہی کہ اگر شحنہ عدل ضبط احوال رعیت مین اہتمام نہ کرے تو یہ فتنہ دہر دستیاری ستم سے بنیاد عالم کی برباد کر ڈالے اور اگر پرتو شمع انصاف دردمندون کے کلبہ تاریک کو عدل وداد سے روشن نکرے تو ظلمات ظلم سے اطراف مملکت

خاک سیاہ ہو جاے اور اُس بادشاہ کا ایک وزیر تھا رعیت پرور رحمت گستر کہ راے عالم آرا
اُسکی میزان خرد مین گران وسبک عالم امکان کو خوب تولتی تھی اور فکر صواب اندیش اُسکی ایک
تامل مین ہزار عقدہ لاینحل کھولتی تھی اور کشتی دریاے فتنہ کو لنگر حلم گران سنگ اُسکا گرداب
اضطراب مین ٹھہرا لیتا تھا اور خارستان بیداد کو تند باد سیاست سے برباد کر کے گلستان رعایا
کو امن مین رکھتا تھا **نظم** ناسخ کام لیتا ہو وہ جیسے خامۂ تحریر سے ✤ کر سکے ہرگز نہ کوئی تیر سے
شمشیر سے ✤ عقل کیا اُسکو کہین اشراق سے بھی ہو زیادہ ✤ پس بھڑا دیتا ہو وہ تدبیر کو تقدیر سے
اور اُس وزیر با تدبیر کو خجستہ راے کہتے تھے ہمایون فال کسی مہم مین اُسکے مشورۂ اصول اندیش
کے سوا کوئی کام نہ کرتا تھا نہ بے ایما اُسکے میدان رزم مین کمر محاربے کی باندھتا تھا اور نہ
بے اشارے اُسکے دیوان عام مین مسند عیش پر جلوہ گر ہوتا تھا ہر آئینہ بادشاہان نامدار
و امیران کامگار کو چاہیے کہ بحکم شاورہم فی الامر بغیر مشاورت بزرگان نکتہ دان و دور اندیش
و ربے اصلاح کار آگاہان عقیدت کیش کے مصالح مملکت امور سلطنت مین عجلت خود پسندی
کو پسند نہ فرمائین اور تمام نظام ملکی اور احکام شرعی صوابدید خیر خواہان کامل اور مشیران
عاقل پر رکھین **بیت** در ہمہ کار مشورت باید ✤ کار بے مشورت نکو ناید ✤ ایک دن
ہمایون فال شکار کے واسطے سوار ہوا اور خجستہ راے بھی سائے کے مانند ہمراہ رکاب
سعادت مآب تھا آخرکار اُس جگہ پہونچا کہ فضاے صحرا اور پہن دشت کثرت شکار سے غیرت
چرخ و پرویں تھا اور نسر طائر خوف باز بلند پرواز سے مانند طائر قبلہ نما مخفی و خوفناک تھا
اور جانوران شکاری بند گسستہ ہر طرف تلاش صید مین کوشش کرتے تھے اور
یوزان پلنگینہ پوش شوق مشاہدۂ آہوان سیہ چشم مین ہمہ تن چشم بن گئے تھے اور
سگان شیر چنگال از روے شکار گرگ و شغال مین ہزار رنگ کی روبہ بازیان کرتے تھے اور
باز بلند پرواز تیر کمان جستہ کے مانند سبک پروازیان کر رہے تھے اور شاہین آہنین چنگال نے
نشترہاے ناخن سے خون شریان مرغان ہوا کا جاری کیا تھا **نظم** بہ بردن جستند

بازان سبک خیز ÷ بجون صید کردہ چنگ ریز ÷ در آمدہ بجنگل شاہین تیماراج ÷ نہ طوطی ماند بربالا نہ دُرّاج ÷ جبکہ شاہ نے صحرا کو چرندون سے اور ہوا کو پرندون سے خالی کیا اور شیرو شکار سے دل بھر چکا شاہ و وزیر مع لشکر متوجہ دار السلطنت کے ہوئے اُس ایام مین نیر اعظم برج حمل مین تھا القصہ بادشاہ مع فوج ایک ایسی دشت مین کہ سطح ریگستان تھا پہونچا جس وقت کہ آفتاب تابان وسط السما پر گرم جاہ ہوا ہر ذرہ ریگ نے شدت حرارت سے آفتاب قیامت کا حکم پیدا کیا خفتان جوشن پوشان شعلہ بنگئے اور نعل گھوڑون کے موم کی طرح نرم ہونے لگے چشمہ آب سوا چشمہ آفتاب کے معلوم نہ ہوتا تھا اور طلب آب مین غزالان نگاہ مانند وحشیان دشت کو سون اُس سراب گرم مین دوڑتے پھرتے تھے مطلق نشان پانی کا نظر نہ آتا تھا خجستہ راے نے حال بادشاہ کا تباہ دیکھ کے حکم کیا کہ جلد خسخانہ استادہ ہو تا بادشاہ استراحت فرمائے شاہ ہمایون فال نے یہ سُنکر فرمایا کہ اس حرارت آتشبار نے بقول سودا ؎ سر و خس خانہ پوچھتا ہے خبط ÷ آگ اور پھوس مین بھلا کیا ربط ÷ اس وقت کہ سطح خاک شدت حرارت سے کرۂ نار بنگیا ہے اور آفتاب یہ چاہتا ہے کہ آج ہی آفتاب محشر بن جائے پس اس حال مین تن تنہا سایۂ خرگاہ مین پناہ لینا عدالت و مروت سے بعید ہے یعنی سر کو سایہ مین رکھنا اور جسم کو دھوپ مین جلانا دور از عدل و انصاف ہے ہیہات کہ مین سائے مین بیٹھون اور رفقا اور فوج کہ میرے اعضاے بدن ہین دھوپ مین جلین خاک ایسی نفس پروری پر مجھے ایسی استراحت زنہار منظور نہین ہے جو سب کا حال وہی میرا حال خجستہ راے نے یہ سنکر دعا دی اور زبان ثنا کھولی اور یہ اشعار مولف کے پڑھے **نظم** الٰہی تا رہے اورنگ زرنگار سپہر ÷ زمین تاشہ خاور کے زیر فرمان ہے ÷ رہے مدام تو باتخت و تاج و جاہ و حشم ÷ کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے ÷ اور عرض کیا کہ جو بندگان سلطانی کہ سایہ پرور دائرۂ عنایت عالی اور آسودگان خسخانہ عاطفت شاہی ہین وہ تابش آفتاب حوادث سے کب ڈرتے ہین

کرسائبان الطاف خداوندی اور نخل پرورش خاوندی اُن کے سر پر ہر دم سایہ افگن ہی وہ
عرض کرتے ہین کہ ہم سب کا آرام شہریارجہان کی راحت مین ہی حق ہی ع سلامت ہمہ آفاق
در سلامت تست ٭ اور اگر یون منظور ہی کہ بندگان شاہی بھی آرام پائین تو اس نواح مین
ایک کوہ ہی کہ جوانمردون کی ہمت کے مانند سر بلند اور بستان طبع سخنوران فرح افزاو
دلپسند ہی درخت سایہ دار بیشمار اور درہاے فراخ اور روشن جوش نبات دریا چین
سے مثل گلزار ہین شہریارجہان وہان رونق افزا ہو کر استراحت فرماے سایہ اشجار مین
سب بندگان شاہی بھی بخوبی آرام پائین ہنگام شب عنان عزیمت مقر خلافت کی طرف
پھیرین یا بھیرا اور بنگاہ لشکر با آرام تمام روانہ ہو کے کسی دشت سایہ دار مین مقام کرین
جب وقت سلطان سیارگان نہانخانۂ مغرب کا عزم کرے پھر لواے شوکت واقبال متوجہ
منزل مقصود ہو القصہ ہمایون فال بموجب صلاح خجستہ راے کے روانہ ہو گے اُس کوہ
کے نزدیک پہونچا عجب طرح کا کوہ بلند دیکھا کہ آسمان دنیا سے ہمسری کرتا تھا لالہ زار
کوہی اور نرگستان کواکب روئیدہ ایک چمن معلوم ہوتے تھے القصہ شاہ بالاے کوہ
پہونچکر نہایت سرور سے چارسو گلگشت کرتا تھا ناگاہ ایک میدان نظر آیا کہ مانند میدان
اَمل وسعت فراوان رکھتا تھا اور سبزہ زار اُسکا نہایت شادابی اور سرور افزائی مین
نظیر جنت تھا اور زبان موج نسیم مشکبار روائح گلزار کے چارسوے جہان مین فاش کرتی اور ترنم
بلبل سے حکایت رنگ و بوے گل کی گوش ساکنان عالم بالا مین پہونچتی تھی **نظم**

لطیف ودلکشا آب وہواے ٭ مبارک منزلے فرخندہ جاے ٭ درختان چون بتان
قد برکشیدہ ٭ زیکدیگر بخوبی سر کشیدہ ٭ فراز شاخ مرغان خوش آواز ٭ بالحان ارغنونہا
کردہ پرساز ٭ اور اُس مرغزار مین ایک چشمہ آب تھا کہ آب اُسکا آبحیات کے مانند زندگی
تھا اُسکے دیکھنے سے شاہ حد سے زیادہ مسرور ہوا اور کرب اُس میدان کا کہ حقیقت
مین میدان کربلا تھا خاطر عاطر ہمایون فال سے دور ہوا وزیر نے خدام سلطانی کو حکم دیا

کنارہ چشمۂ آب سریر شاہی بچھوایا ہمایون فال تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور ملازم رکاب دولت بھی لب چشمہ سایہ مین درختون کے راحت اندوز ہوے شاہ و سپاہ اُس ہواے ہاویۂ ہلاکت آما سے نکل کے منزل و مکان مین فرحت یاب ہوے اور عجائب مصنوعات اور غرائب مخلوقات نامتناہی رنگارنگ پر نگاہ کر کے اداے حمد و ثناے ایزد متعال مین بہزار زبان سرگرم بیان تھے کہ نقاش مشیت نے لوح سنگین پر کیا کیا نقوش بوقلمون قلم قدرت سے کھینچے ہین اور صانع تقدیر نے بیحد و عد بناتہاے گوناگون سنگخارا سے پیدا کیے ہین مرغان چمن اور نغمہ سرایان گلشن زبان حال سے حمد و ثناے ایزد سبحان مین اس ترانے سے تہلیل اور تسبیح کرتے تھے بیت برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭ ناگاہ نظر ہمایون فال کی ایک درخت خشک پر پڑی کہ شیخ فانی کے مانند برجا ماندہ اور بحس و حرکت تھا اُسمین ایک جوف تھا کہ زنبوران عسل فوج فوج اُس قلعۂ جوف مین ذخیرہ اپنی معاش کا رکھتے تھے جبکہ غوغاے لشکر زنبوران شاہ کے کان مین پہونچا وزیر جہاندیدہ سے پوچھا کہ اجتماع ان جانوران سبک پرواز کا اس درخت کی حوالی مین کسواسطے ہی اور آمد و رفت ان کمربستگان ارشاد کی فراز و نشیب مرغزار پر کس کے حکم سے ہی خجستہ راے نے زبان سحر بیان کو موقف عرض مین اس طرح گویا کیا کہ اے شہریار کامگار یہ لشکر جرار فرمانبردار ایک بادشاہ قہرمان کا ہی کہ نام اُسکا یعسوب ہی اور جثے اور جسم مین ان سب سے وہ بزرگ تر ہی خلاق جہان نے یہ عجب طرح کا گروہ پر منفعت اور کم مضرت پیدا کیا ہی کہ مُحواے واوحی ربک الی النحل سے ظاہر ہی اور اُس تمام لشکر بے پایان نے حکم نافذ بادشاہ پر سر اطاعت رکھا ہی اور وہ تخت پر موم کے جلوہ افروز ہی اور وزیر و حاجب اور دربان و پاسبان وغیرہ لوازم سلطنت اپنے اپنے عہدے اور کام مقررہ پر سرگرم خدمت ہین کیاست اور فراست اس فرقے کی کہانتک بیان ہو سکے کہ ایک اُنمین سے یہ ہی کہ ہر ایک نے خانۂ مسدس موم سے اس طرح کا اپنے اپنے رہنے کو بنایا ہی کہ مہندسان کامل اور

ریاضی دانان عاقل تمام روے زمین کے مانند سمنار رومی یعنی بناے خورنق اور شیدا ہے پارسی
کربانی ہفت گنبد بہرام تھے اگر پرکار اور مسطر ہاتھ مین لین تو دخل کیا ہو کہ ایسے گھر برابر بنا سکین
اور یون حکم بادشاہ ہو کہ ہر ایک اپنے گھر سے پرواز کرکے شگوفہاے اشجار اور گلہاے خوشرنگ
و بو دار پر جا بیٹھین اور رطوبت گل و شگوفہ کی چوس کے لے آئین اول حاجب اور دربان
انکا منھ سونگھین اگر بوے خوش اُس سے آئے تو اجازت ہو کہ جاکر خانہ مسدس اور حجرۂ
موسس مین آرام کرین اور برگہاے لطیف کے چاٹنے کے بعد جو لعاب تازہ اور خوش مزہ کہ
اُنکے منھ مین باقی رہے اُسکو لاکے خزینۂ بادشاہی مین جمع کرین اور اگر خدانخواستہ کوئی برگ
بدبو پر بیٹھ کر آئے اور رائحۂ کثیف و کریہ اُسکے مُنھ سے آئے تو دربان و حاجب فی الحال اُسکا
سر کاٹ ڈالین اور اگر دربان کے تغافل سے کوئی داخل ہوگیا اور وہ بوے کریہ بادشاہ
کے دماغ مین پہونچی تو حکم ہوا کہ اُس بے ادب اور برگشتہ بخت کو سیاست گاہ مین حاضر کرین
اول اس جرم تغافل پر دربان کو قتل کرین اُسکے بعد انکے سر کاٹین تا بار دیگر پھر کوئی یہ حرکت
نہ کرے اور یون پیشدادیون کے اخبار مین مورخ نے لکھا ہو کہ جمشید نے آئین جہانداری اور
رسم دربان و حاجب و بواب اور تخت اور مسند انھین سے اخذ کیا تھا اور رفتہ رفتہ مرتبہ
کمال قربانی کو پہونچا ہمایون فال نے جو یہ بیان خجستہ راے سے سُنا کمال اشتیاق سے زیر درخت
آکے استادہ ہو کر تفرج کنان تماشاے بارگاہ یعسوب وزیر اور تمام حاجبان با تدبیر اور
آمد و رفت ملازمان شہریاری اور قانون خدمت و ہوشیاری دیکھکر سرگرم حمد و ثناے
ایزد متعالی ہوا کہ سبحان اللہ کیا گروہ پیدا کیا ہو کہ ایک ایک آئین سے قاعدہ دان اور
بدل و جان اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہو اور کیا غذاے پاک اور جاے پاکیزہ اختیار کی ہو
ور ہر ایک کو اپنے ہی سود و زیان سے کام ہو اور دوسرے کے کام مین مطلق دخل نہین کرتے ہین
ع بہشت آنجا کہ آزاری نباشد * اور باوجود خمار دل آزار کے کوئی کسی کے درپے ایذا نہین
ہو اور بجاے غیش تواضع و نوشانوش باہم رکھتے اور ابناے جنس سے بلطف پیش آتے ہین اور آدمیون مین

ہم اُنکے برخلاف مشاہدہ کرتے ہین کہ یہ قوم نبی نوع کے ضرر و آزار مین سرگرم ہی پس یہ رُباعی
اُنھین کے حسب حال ہی رباعی ابنائے زمانہ مایۂ شور و شر اند + اینا شتۂ نفاق و کین سراند ہمہ
مانند قطار اشتر این فرقۂ دون + با یکدگر اندو در پئے یکد گر اند + وزیر نے عرض کیا کہ گروہ انکا
ایک طبیعت پر پیدا کیا گیا اور نوع آدمی کی طبائع مختلف اور گوناگون پیدا ہوئی ہی اور
انکی ترکیب مین روح اور جسم لطیف اور کثیف اور نور و ظلمت باہم آمیختہ ہین اور صفات ملکوتی
اور خصائل شیطانی اور حاصل علوی اور مادہ سفلی اُنکی خلقت مین جمع ہین اس واسطے
مشرب جداگانہ اور مذہب علیحدہ رکھتے ہین یعنی عقول ملائکہ سے بھی اُنکو بہرہ ہی اور نفوس
شیاطین سے بھی ان مین مادہ ہی جو کوئی کہ دست موافقت دامن عقل پر مارے تو قدم شرف
سے درجات و لقد کرمنا بنی آدم پر ترقی کرے بیت بہرۂ از ملکت ہست نصیبے از دیو +
ترک دیوے کن و بگذر بفضیلت ز ملک + اکثر آدمی نفس جفا جو کی پیروی سے مظہر اخلاق
ذمیمہ بنجاتے ہین نظم بیخبری چند ز خود بیخبر + عیب پسندند بزعم ہنر + دد و شوند ار بد ماغی
رسند + باد و شوند ار بچراغی رسند + اور بعضون نے کہ نفس کو آئینہ سے جامۂ صفات ملکی
اپنی تمامت پر قطع کیا ہی وہ مرتبہ ہوا ہی جو اوپر بیان ہو چکا اور جو کوئی کہ پابند صفات
شیاطین کا ہوتا ہی وہ زمرۂ اخوان الشیاطین مین محسوب ہوتا ہی یہ سُنکے بادشاہ نے فرمایا جو کچھ کہ
تو نے اے وزیر کہا ہی سچ ہی لیکن صلاح انسانکی اسمین ہی کہ پاے قناعت دامن عزلت مین کھینچے تو
ہر نوع اسکے واسطے فلاح دارین متصور ہی ورنہ آخر کار اُسکو رسواے عالم کرینگے اور آخرت مین اُسکی
مشت استخوان ذائقۂ نار جہنم چکھین گے اور سچ یون ہی کہ اکثر شخصون کی صحبت زہر مار سے زیادہ کارگر
ہی اور اُنکی مخالطت سے جان و ایمان کا بچنا دشوار ہی اور اکثر فقراے باکیاست اور حکماے
صاحب فراست نے جو کنج قناعت کو عزیز رکھا ہی تو معلوم ہو کہ اُنکی نظر ایسے معنی پر پڑی ہی جو مولوی
فرماتے ہین بیت قعر چہ بگزید ہر کو عاقل است + زانکہ در خلوت صفاہاے دل است + ظلمت
چہ بہ ز ظلمتہاے خلق + سر نبرد آنکس کہ گیرد پاے خلق + لیکہ فقراے کامل صافی دل از خود رفتگی

کے سبب اپنی ذات سے بھی صحبت نہین رکھتے ہین تا بدیگرے چہ رسد وزیر نے اول عرض کیا تھا کہ بنی آدم کی خلقت نے انواع مختلفہ پر ترکیب پائی ہی چنانچہ بعضے فقراء کامل نے اسی وتیرے پر زندگانی بسر کی ہی اور انبیاے عالیمقام خصوصًا سید المرسلین امام المتقین شفیع المذنبین نے تعلیم و ہدایت مخلوق مین عمر شریف بسر فرمائی پس یہان سے معلوم ہوتا ہی ع ہر کسے را بہر کارے ساختند اگر انبیاے اولوالعزم فقرار گوشہ نشین کے مانند خلوت گزینی فرماتے اپنی ہی فلاح کی خیر مناتے تو مخلوق ساری ہدایت دین خدا سے محروم رہجاتی اور سارا عالم ظلمت کفر سے حشر تک بے نور اور نور ظہور معرفت اور فیض شریعت غیر تناہی جلباب عدم مین مسطور رہتا اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کی ذات کو رعیت کی گلہ بانی کے واسطے پیدا کیا ہی اور اگر بنظر تامل غور کیا جاے تو ہویدا ہی کہ خلاق مطلق نے ایک کو دوسرے کا محتاج کیا ہی نفوس مختلفہ بیشتر شر اور مخاصمت کو چاہتے ہین اور زبردست زیردست کو اکثر رنج پہونچاتے ہین پس اگر نہین کوئی بادشاہ اور فرمانبردار نہو تو ایک کے ضرر سے دوسرے کو کون بچائے اور محتاج کی حاجت کو کون بر لائے اور دو شخص کی مخاصمت مین تصفیہ کون کرے اور تصفیے کے بعد حق مستحق کو کس طرح پہونچے چنانچہ ہر ذی حیات کو اسی طرح فرمایا ہی کہ سلطان اور رئیس ہر جسم مین پیدا کیے ہین یعنی دل اور سر اور جگر وغیرہ اگر سلطان دل اور رئیس اعضا بدن مین نہوتے تو صیانت اس جسم بے بنیاد کی کون کرتا پس اس سے معلوم ہوا کہ گوشہ نشینی واقعی اپنے موقع پر اسی شخص گوشہ نشین کے آرام ظاہر و باطن کے واسطے مخصوص ہی لیکن سلطنت اور فیض رسانی بدرجہا اس سے بہتر ہی کہ اپنی ذات کو تکلیف دینا اور مخلوق پروردگار کو راحت پہونچانا کس قدر بلند ہمتی اور خوشنودی خدا کی ہی اور عزلت بھی بعض کے واسطے ہوسکتی ہی والا تنہائی خلق اگر منظور خدا ہوتی تو کاہیکو کتمان عدم سے صفحۂ ہستی پر نقش ہر ذیحیات کا کھینچتا ہر گاہ لازم و ملزوم تمام کارخانۂ دنیا کا یہ ہی کہ ایک دوسرے کی مددگاری کرے یعنی کوئی کشتکاری اور کوئی جو پیدا ہوا ہو اسے بیچے اور خریداری کرے اور پیسے اور پکائے اور کوئی کھائے اور کوئی پنبہ دانہ بوئے اور اوٹائی اور ندافی کرے اور کوئی اپنے

موقع پر کاتے اور بُنے اور قطع برید کرے اور اُسی کو کام مین لائے اور اسمین بھی جو دھیان کرو کہ یہ آئینہ
کام کس کسکی مددگاری سے ہوئے ہین یعنی نجار اور حداد اور درزی اور جولاہہ اور مزارع اور گاڑیبان
اور سامان گاڑی کا یعنی بیل وغیرہ اور سامان قلبہ رانی اور کارخیاطی یعنی سوزن اور رشتہ و مقراض
وغیرہ کا ان سب کو ایک جم غفیر نے سرانجام دیا ہی القصہ بغیر صحبت و اتفاق اجماع کثیر کے درستی
ہونا اسباب عالم کی ایک تنہا عزلت گزینی سے ناممکن ہی بقول اُستاد نظم بگیر دامن جمعیت بکار بساز
کہ ہیچ کار میسر نشد بہ تنہائی ؛ خلوت از اغیار باید نے زیار ؛ پوستین بہر دے آمد نے بہار ؛ بادشاہ
نے فرمایا کہ جو وزیر نے عرض کیا راست ہی لیکن بہت سی قباحتون نے سلطنت کی بارکشی مین اندراج
پایا ہی اسکو کیا کیا جاے اور مواخذہ اسکا کسکی گردن پر باقی رہیگا یعنی خلق اللہ مین بعضے ہین
اور زور بازو رکھتے ہین اور بعضے ہین کہ قوت زر سے زیردستون اور مفلسون پر غلبہ کرتے ہین
اور خبث نفوس سے خلق اللہ کی حق تلفی پر مصروف رہتے ہین مدافعہ اسکا کیونکر ہوگا اور
حق و باطل کی کس طرح تمیز ہوسکے گی وزیر نے یون عرض کیا کہ اسکے لیے حکیم قادر نے سیاست
مقرر فرمائی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ معنی سیاست کے بیان کرو وزیر نے گذارش کی کہ سیاست
عدل کو کہتے ہین عدل نام اُسکا کہ افراط و تفریط کو موقوف کرکے ہر امر مین درجہ توسط کو اختیار
کرے تاکہ خیر الامور اوسطہا صادق آئے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اُس دقیقہ کی باریکی کہ
ہر امر مین ہزار پیچ کی گنجایش رکھتی ہی اور مدارج اسکے غیر متناہی ہین طاقت بشری سے باہر
ہی کہ راے ضعیف انسان بخیال نقصان ان سب کو طی کرے اور اگر غلط فہمی سے حق تلفی کسی کی ہوتو
آخرت مین قاضی روز جزا کے آگے مبتلاے بلا ہونا پڑے پس عقلا کے نزدیک اگر سو درجہ مین ایک
درجہ بھی راجح نقصان دنیا کا ہو اُس سے احتراز کرنا چاہیے چہ جائیکہ ایسے اندیشے مہلک جیسی
کہ مظلمہ جنکا ابدالآباد کے واسطے متیقن ہی پس صرف اتنی مسرت نفس کے واسطے کہ ہم فرمانبردار
اپنے بنی نوع پر ہین بار سلطنت سر پر رکھنا راے صواب اندیش سے بہت بعید ہی وزیر دانا دل
نے عرض کیا کہ ارشاد عالی بجا ہی کہ یہ امر اگر موقوف بشر کی راے پر ہوتا تو زنہار یہ عقدہ

لایخل کسی شخص سے جیسا کہ چاہیے کل نہ سکتا لاکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
یہ سچ ہی کہ وسعت ادراک انسان کب ایسی ہی کہ جمیع معاملات عالم کو کہ غیر متناہی ہین ہینچ سکے
اُس اللہ تعالیٰ نے انبیاے مرسل کو کہ رسل برحق اُسکے ہین اور حکما اُنکو ناموس اکبر کہتے ہین
مع کتب و صحائف ہر زبان مین بھیجے اور اپنے سب احکام حکمت نظام اُس مین درج کر کے زبان
انبیاے کرام کے رکھے اور نام اُسکا شریعت رکھا کہ کوئی دقیقہ دقائق کائنات سے باقی
نہ چھوڑا اب کسی امر مین حاجت اسکی نہین ہی کہ کوئی بادشاہ اور حاکم حکم شرع مین اپنی راے
کو دخل دے بلکہ سزا اور جزا ہر امر کی مشرح کما فرمادی ہی اور اندیشہ اسکا نہین کہ اس حکم مین خطا
واقع ہو کہ وہ سب احکام معاد و معاش کے حکم سے پروردگار عالم کے ہین بلکہ جزا اور مقبولیت
اس امر کی خداے کریم کے نزدیک حد سے زیادہ ہی یہانتک بادشاہ پر تاکید ہی کہ سواے نماز فرض
نوافل کو بھی ترک کرے کہ اُتنا زمانہ کہ نوافل مین صرف ہو اُسے عدل و داد و خلق اللہ مین صرف
صرف کرے اب اس جگہ سے دریافت ہوتا ہی کہ نوافل سی عبادت کو مخلوق کی بر آمد مطلوب کے واسطے
موقوف کرنے کا حکم آیا ہی اسلیے وجود حاکم قہرمان کا مخلوقات مین ضرور ہی کہ قواعد امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کی محافظت کرے اور قانون سیاست کو موافق شریعت غرا کے جاری رکھے تا کوئی
سرکش جادہ اعتدال سے پاؤن باہر نہ رکھ سکے اور بادشاہ بھی اس عمل خیر مین سعادت حاصل
کرے ہمایون فال نے کہا کہ حکم حاکم قاہر پیغمبر کا کہ وجود اُس کا خلق مین ضرور ہی کس طرح کا ہو
اور صفات اُسکے ضبط ملک اور ملت مین کس نوع پر چاہیئین خجستہ راے نے عرض کیا کہ حاکم کو
چاہیے کہ قواعد سیاست اور دقائق عدالت سے واقف اور بیدار مغز ہو اور اگر غافل ہی تو
ملک و مال اُسکا معرض زوال مین قریب لانتقال ہی اور خرابی عقبیٰ کی بادشاہ کے واسطے
اس سے زیادہ نہین ہی کہ خلق خدا سے غفلت کرے اور نفس پروری مین مشغول رہے بلکہ بادشاہ
کو لازم ہی کہ غوص و فکر رسا سے دریافت کرکے بعض گروہ کو تقویت بخشے اور مجالست
انکی اختیار کرے اور بعض گروہ کو مغلوب اور منکوب کرکے انکی صحبت سے پرہیز کرے

لہ یعنی تکلیف دیتا ہی خدا کسی کو مگر بقدر طاقت اُسکی
سلہ امر بالمعروف یعنی حکم کرنا ساتھ نیکی کے اور معروف مین پہچانا گیا ... نیک معروف ... مجازا معروف ... نیک مین استعمال کیا
سلہ نہی عن المنکر منع کیا گیا
سلہ ... جادہ راہ ... یعنی اعتدال ...

کیونکہ وہ بادشاہ کی ملازمت سے عزت یافتہ ہونگے اپنے سینون مین تخم کینہ بوئینگے اور انواع
حیلہ و فریب سے مضامین بے اصل کو بندش دیکے نقصان اور معائب اُنکے گوش ملازمان شاہی مین
پہونچاکر منتظر اُنکے زوال عزت و جاہ کے رہینگے اگر بادشاہ حلیۂ احتیاط اور دور اندیشی سے عاری ہو
اور ارباب غرض کی غرض کو سمع قبول مین جگہ دے اور تحقیق حالات کما ینبغی پر التفات نہ کی تو
بہت سے خلل ریاست مین پیدا ہونگے اور فساد اُسکا شدہ شدہ یہان تک نفوس ارکان سلطنت
مین نفوذ کرے گا کہ سر شعلۂ آتش فساد تا کرہ نار پہونچے گا اور بدافعہ اُس کا آب پاشی تدبیر
وزرائے زمان اور فکر بادشاہ قہرمان سے زنہار نہو سکے گا بیت مَنہ گوش بر قول صاحب
غرض ٭ کہ از کینہ در سینہ دارد مرض ٭ بادشاہ بیدار دل کو چاہیے کہ بغور ہر بات کو سمجھ کے
نور ادراک سے ظلمت خبث نام بد انجام اور دروغ گو کو تمیز کرے اور کبھی چشم لطف سے اس
گروہ بے شکوہ کی طرف نہ دیکھے بلکہ زنہار اپنی صحبت مین اُنھین بار نہ دے تا دنیا مین خللہائے
امور سلطنت سے ایمن رہے اور آخرت مین ذخیرہ اندوز سعادت ہو بیت ہر کہ درین
خانہ شبے داد کرد ٭ خانۂ فردائے خود آباد کرد ٭ داد گرے شرط جہاندار یست ٭ دولت باقی
ز کم آزار یست جب بادشاہ نے مواعظ حکمائے ناصح کو دستور العمل کیا ملک اور رعیت اُسکی
آباد اور شاد دعا گو رہیگی جیسا کہ رائے دابشلیم[3] بادشاہ ہند نے اپنے اساس سلطنت کو
ہوشنگ[4] کی چودہ نصیحتون پر کہ تفصیل اُسکی بیدپا برہمن حلیم دانا دل نے بیان کی تھی رکھا
تھا اسواسطے اُسنے تمام عمر راحت و کامرانی مین بسر کی اور باغ سلطنت سے ہر ایک نے
علی قدر حال برخورداری پائی اور جبکہ رائے دابشلیم اِس جہان فانی سے ملک بقا کو سدھارا
آج تک نام نیک اور ذکر جمیل اُسکا صفحۂ روزگار پر باقی ہے سچ کہا ہے کسی نے ع
نام نکوست حاصلِ ایّامِ زندگی ٭ ہمایون فال نے جبکہ نام رائے دابشلیم اور بیدپا برہمن
کا سُنا مانند غنچۂ تازہ کہ وقت سحر حرکت نسیم سے وا ہوتا ہے شگفتہ و خندان ہوکر فرمایا
کہ اے وزیر مدت سے رائے اور برہمن کے تحقیق احوال مین دل میرا مانند عاشق مہجور

[3] دابشلیم نام فرمیکہ بادشاہی مونا مخصوص براہنان است ۱۲

[4] ہوشنگ نام از سلاطین بود نبیرۂ سیامک بن کیومرث گویند ہمین را ارکان برادرده آلات زراعت پیدا کرد در باد شہر بناه بنید اگر دود ۱۲

کے بیقرار تھا اور خیالات مین اُن دونون کے مانند طبع شعراے مضمون یاب شبانہ روز
سرگردان ہاموج کہسار کا رہتا تھا اور ہرچند بزرگوارون کے تجسّس احوال مین سعی کرتا
رہا لیکن کسی نے انکے دفتر اخبار سے ایک حرف بھی میرے سمع مشتاق تک نہ پہونچایا
اُسوقت کہ تیری زبان سے نام ان دونون کا سُنا معلوم ہوا کہ وزیر ہمارا اِن کے اخبار سے
خبردار ہی شکر خدا کیا اور کہا ع یار در خانہ وسن گرد جہان میگردم ۞ اسکے بعد کہا ای
وزیر با تدبیر جلد احوال دابشلیم اور بیدپا بہ تفصیل بیان کرکہ تو اسکے باعث میرے
اداے حقوق نمک سے بہرہ مند ہوا اور مین اس مواعظ کے سُننے سے اور رعیت سپاہ کے فائدہ
پہونچانے سے خداوند کریم کے نزدیک سعادتمند ہون ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار

آغاز داستان دابشلیم و بیدپا حکیم کی یہ ہی

اوّل ایک جملہ اور بیان کیا جاتا ہی کہ دابشلیم اور بیدپا برہمن دونون موحّد خدا پرست
عارف وقت تھے اس راہ سے کوئی نجانے کہ جیسے اسوقت کے راے برہمن بت پرست ہین
سو ایسا نہین ہی اُس زمانے مین دستور تھا ہر بادشاہ کو زبان ہندی مین راے کہتے تھے اور
عارف درویش کا برہمن لقب کرتے تھے یہ اتنا واسطے رفع شک کے لکھدیا گیا والا اُنکے حالات
اور بیان سے عرفان اور ایمان اُنکا خود ظاہر ہوتا ہی وزیرا نور ضمیر راست تدبیر نے زبان
روشن بیان کو اس ترانہ فرحت افزا کے ساتھ مترنم کیا کہ طوطیان شکرستان سخنوری اور
بلبلان خوش الحان ہنرپروری سے سُنا ہی کہ متعلقات سواد ہند مین ایک بادشاہ تھا
فریدون افسر جمشید لشکر جہان پرور عدالت گستر فریدون بخت ہمایون تخت رعیت نواز
ظلم گداز کہ اُسنے ظلمت ظلم کو یکسر صفحۂ روزگار سے محو کرڈالا تھا اور بساط عدل و داد کو
چارسوے عالم مین بچھایا تھا اور دروازہ جود و احسان کا خلق خدا کے مُنھ پر بے تکلف کھولدیا
تھا چنانچہ اس کے مناسب مؤلف نے کہا ہی بیت وہ نخل ہی چمن سلطنت مین قد تیرا ×
کہ جس مین برگ عدالت سے بار احسان ہی × اِس بادشاہ کو راے دابشلیم کہتے تھے

۵ موحد ایک خدا کا ماننے والا

اور دابشلیم زبان ہندی مین بادشاہ بزرگ کو کہتے ہین اُس عصر مین پایۂ تخت اِسکا سومنات
تھا اسی جہت سے جو کہ بادشاہ سومنات کا ہوتا ہی اُسے آج تک تیمناً دابشلیم کہتے ہین اور حقیقت
مین بزرگی اسکے ظاہر اور باطن سے پائی جاتی ہی یعنے اُسکی کمند ہمت کنگرۂ فلک پر حلقہ مارتی ہی
اور سامان امارت اُسکا احاطۂ خیال مین نہین آتا تھا ہزار فیل مست ذریان اُسکی سواری
مین موجود رہتے اور لشکر مردان کاری اور دلیران کارزاری حد شمار سے باہر تھا اور باین ہمہ
عظمت وجبروت عدل وداد و رعیت پروری پر متوجہ تھا کہ خود بنفس نفیس ہر ایک
متنفس کا حال بالمشافہ سُنکر مآل کار کو پہونچتا تھا اور دردمندون اور ستم رسیدون کی
بواقعی داد دیکر ہر ایک کو راضی اور خرسند کرتا تھا اور جلادگردون کو شکنجہ سیاست مین
یہانتک کھینچتا تھا کہ نام ظلم کا صفحہ روزگار مین کسی کی زبان پر نہ آتا تھا بقول سودا بیت
شیشے کا اگر طاق سے رپٹے تھا ذرا پائون + پتھر سے نکلتی تھی صدا بسم اللہ + اور اُسکی
صحبت خاص مین سوائے ندمائے حکمت شعار اور حکمائے فضیلت آثار اور وزرائے عالیمقدار
کے بے ہنرون کو جگہ نہ ملتی اور محفل اُسکی ہمیشہ لطافت کلمات آئین اور مکارم صفات
فوائد آگین سے آراستہ رہتی تھی ایک روز محفل سلطانی مین مذکور تھا کہ تمام صفات حمیدہ پر
کونسی صفت کو ترجیح دی ہی اتفاق سب کا اسپر ہوا کہ اکمل اخلاق پسندیدہ اور اشرف صفات
جود ہی چنانچہ قول معلم اوّل یعنی ارسطو کا ہی کہ حق عبودیت کی اوّل صفت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ
کو بیشتر جواد اور کریم کہکے یاد کیا کرے کہ اس صفت عالی نے جمیع موجودات مین سرایت کی
ہی اور صاحب نبوت کبریٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ مطلب اسکا یہ ہی کہ جود ایک
درخت ہی کہ جنت کے چمن مین اُگا ہی اور آبیاری جوی کوثر سے نشو و نما پایا ہی الجود شجر فی الجنۃ
اور بموجب اسی حدیث پاک کے مولوی معنوی فرماتے ہین بیت این سخا شاخیست از سرو بہشت
وائے او کز کف چنین شاخی بہشت + اس بات کے دریافت کرنے کے بعد دابشلیم کی طبع سلیم
جوش مین آئی اور ہمت تمام اسپر مصروف ہوئی کہ اس صفت اعلےٰ کے ترغیب سے الفت اس

جہان ناپائدار کی دل مین رکھنا اور مال کو اندوختہ کرکے راہ خدا مین صرف نکرنا اور غیرون کے
واسطے چھوڑ جانا اور مظلمہ اُسکا اپنے ذمے ابد الآباد رکھنا عقل صواب اندیش سے بہت بعید ہی
اُسی دم حکم دیا کہ دروازے خزانے کے کھولین اور صلاے کرم و بخشش سب خاص عام کو دی جبکہ
یہ ندا کان مین اہل زمانہ کے پہونچی خلق خدا جوق جوق از مسافر تا مقیم بیحد و عد وجمع آئے اور
ایک روز مین بادشاہ نے خزانہ بیشمار مخلوق پر ایثار کیے جتنا جسنے اُٹھا لیا مطلق اُس سے مضائقہ
نہ کیا حتی کہ ایک دانہ بھی زر و جواہر سے خزانے مین باقی نہ رہا اور عالم مالا مال ہو گیا اور سب
دعا دیتے ہوے خوش خوش اپنے مسکن و ماوی کو پہونچے اور ہر گدا و فقیر غنی اور امیر ہو گیا
شعر ناسخ برسائے سحاب دست سے لعل و گہر ٭ ہین رشک بدخشان و عدن راہ گذر ٭ گر ماہی
زیر خاک نے پاے فلوس ٭ تو نجہ خورشید فلک مین ہی زر ٭ تمام روز و الغلیم آفتاب تابان کے
مانند زر بخشی مین مشغول رہا جب کہ سیمرغ زرین جناح عازم آشیانہ مغرب ہوا اور زاغ شب نے
سایہ پر و بال سے آفاق کو چھپا لیا بادشاہ نے بعد از فراغت کار و اذکار سر اپنا بستر راحت پر
رکھا اور ہجوم نوم عرصہ دماغ پر مستولی ہوا نقشبند خیال اور روح سیاہ نے رویاے صادق سے
ادراک قواے باطنی کو یون اطلاع دی کہ اے بشارت ہو تجھے کہ تیری راے صواب خوب اندیش ہادی
ہوئی کہ تو نے سب خزانے کو خوشنودی خالق مین صرف کیا اور خلق خدا کو راضی کیا حق تجھے راضی
ہوا اور تجھے راضی کریگا سر دست یہ ہی کہ دم صبح پاے عزیمت رکاب مرکب مین دے اور جانب شرق
دار السلطنت توجہ کر کہ گنج شایگان اور خزانہ رایگان تجھکو عنایت ہوا ہی اور ایسا خزانہ ہی کہ
تمام عمر خرچ کریگا تو بھی تمام نہوگا اور بعد موت کے جو کچھ کہ پائیگا سو دیکھے گا بشارت ہو تجھکو اور مبارک
ہو تجھکو اس خواب دیکھنے کے بعد راے کی آنکھ کھلی اُس بشارت سے بہت خوش ہوا اور تا دم صبح شکر
پروردگار عالم کرتا رہا اسکے بعد مشروط طہارت بجا لایا اور اپنے زمانے کے قاعدے کے موافق عبادت
کرتا رہا جبکہ شاہین زرین بال آشیانہ مغرب سے پرواز کرکے کنگرہ افق مشرقی پر جلوہ افروز ہوا
بموجب حکم بادشاہ کے رکابدار مرکب راہوار با رفتار طیار کر لایا شہریار سوار ہو کر جانب مشرق

ل
جوق بالفتح گروہ مردم
ل
ایثار کردن بمعنی بخشش مستعمل
ل
عدن بفتحتین

عرصہ صحراے لق و دق مین پہونچا تبلاش تعبیر خواب ہر طرف بنظر جویا نگران تھا کہ بیک ناگاہ
نگاہ ایک کوہ پر پڑی کہ مانند ہمت کریمان سربلند اور استقامت مین بطور توکل گزینان پابرجا
اور مستقل ہی اور دیکھتا کیا ہی کہ زیر دامن کوہ ایک غار تاریک و تار ہی اور اُس غار پر ایک
درویش عالی وقار بیٹھا ہی جبکہ بادشاہ کی نظر اس عارف آگاہ دل پر پڑی تحیت و سلام سے
پیش آیا اور درویش روشنضمیر نے نور صفائی باطن سے نقش مراد اُسکا صفحہ سینہ سے مطالعہ
کرکے زبان نیاز کھولی اور مرحبا کہا اور فرمایا کہ ای شاہ شاہان اگرچہ بمقابلہ محفل خلد مشاکل
بادشاہان صحبت گدا و بینوا محقر ہی اور بنظر مکانات سلطانی کہ ہم پلہ جنت ہوتے ہین کاشانہ
فقیرون کا سخت بیقدر ہی لاکن عادت معہودہ سلاطین خداشناس سے یہ ہی کہ دل شکستہ کو پارہ رافت
و مرحمت سے پیوند کرتے ہین اور ارشاد سید کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کا یہ ہی نعم الامیر علی
باب الفقیر مناسب اس حال کے مصرعہ طالب بھی ہی ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ÷ ایضاً شعر
نظر کردن بدرویشان بزرگی را بیفزاید ÷ سلیمان باہمہ حشمت نظرہا بود با مورش ÷ کیا عجب ہی
کہ بادشاہ بھی تشریف لائے اور فقیر کو خوش کرے وا تسلیم فوراً مرکب سے اُترا اور پاپیادہ درویش
کی خدمت مین حاضر ہوا اور شرط مصافحہ بجا لایا بعد ساعت کے بادشاہ نے رخصت چاہی درویش نے
فرمایا بیت از دست من گدا چہ آید ÷ مہمانی چون تو بادشاہی ÷ لاکن برسم درویشان بتحفہ محقر
ایک برگ سبز رکھتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف ÷ وہ یہ ہی کہ والد سے مجھے ایک میراث
پہونچی ہی اور مین عبث پابند اُسکا مدت دراز سے ہون اس انتظار مین کہ جو سزاوار اسکا ہو اسے حوالہ
کرون اور مین بفراغ خاطر باقی انفاس عبادت خالق مین بسر کرون سو وہ یہ ہی کہ اس غار کے کنج مین
ایک گنج ہی کہ زر سرخ اور جواہر گران بہا سے بھرا اور حد شمار سے باہر ہی اور بیٹھنا میرا اس جگہ دو فائدون کے
واسطے تھا ایک تو یہ کہ باعث سرمایہ قناعت تھا کہ القناعۃ کنز لا یفنیٰ اور دوسرے دامن توکل اسکے وسیلے
سے ہاتھ آیا بموجب بیت کسیکہ روی توکل ندید ہیچ ندید ÷ کسیکہ گنج قناعت نیافت ہیچ نیافت ÷ اب تو
اس مصرعہ کے موافق عمل فرمائو ع غنیمت جانئے جو مفت ہاتھ آئے ÷ بادشاہ نے قبول کیا اور حکم دیا کہ جلد ہم

غار کو کھودین جبکہ کھودنے والون نے کھودنا شروع کیا بعد ساعت کے خزانے کے تہ خانے تک ہوپنچے جسوقت کہ
قفل تہ خانے کی تختی کا توڑا دیکھتے کیا ہین کہ ایک خزانہ ہی کہ محاسب کی عقل جسکی حد شمار مین عاجز ہی بادشاہ
نے حکم دیا کہ ان سب کو اُٹھا کے خزانہ بادشاہی مین داخل کرین حاکم ہی کی دیر تھی کہ ہزارون آدمی اور
باربردار موجود ہوئے اور اس سب کو ایک مکان علٰحدہ مین لیجاکے رکھا اسکے بعد بادشاہ تشریف لائے اور
فرمایا کہ ہر صندوق کا قفل کھولین جبکہ قفل انکے وا ہوے بادشاہ ایک ایک چیز نادر و نایاب کو دیکھتا اور متحیر
ہوتا اور زبان شکر بیان سے کہتا کہ مین ذرہ بیمقدار کب اس مقدار کی لیاقت رکھتا تھا مگر وہ
وہاب اور جواد ہی جسے جوچاہے سو عطا کرے اُسکے کرم کے نزدیک یہ بھی بے حقیقت ہی اس طرح سے ملاحظہ
کرتا تھا اور حمد و ثناے رب قدیر مین مشغول تھا کہ ناگاہ صندوق کلان مین ایک درج زرنگار مرصع کار
نکلا کہ تمام اطراف اسکے بندہاے پولاد سے مستحکم کیے تھے اور قفل رومی ہزار مضبوطی سے اُسپر لگایا تھا کہ
دندانہ کسی کلید کا اُسپر کارگر نہوتا اور عقدہ اسکا کسی کے ناخن تدبیر سے نہ کھلتا تھا بادشاہ نے دل مین
کہا کہ شاید اسمین وہ جواہر ہین کہ سارا خزانہ اسکے آگے بیمقدار ہی آہنگران حکمت دست کو بلاکر کہا کہ اسے
تدبیر سے کھولو کوشش کرو اسمین ودیعت ہی ضرر نہ ہونچے القصہ جبکہ وہ درج کھولا اسمین ایک اور صندوقچہ
کہ مانند برج آسمان کے ستارۂ جواہر سے قرین تھا نکلا اور اُس صندوق مین ایک ڈبا تھا نہایت صفائی مین
مہتاب کے مانند مجلّی تھا شاہ نے اسے اپنے ہاتھ مین لے کر کھولا اور دیکھا کہ ایک پرچہ تحریر ہی کہ چند سطرین
اُسپر خط سریانی سے لکھی ہین دانشلیم دیکھکر متعجب ہوا کہ یہ کیا چیز ہے بعضون نے کہا کہ نام اور نشان اور
حساب عدد اور قیمت اس خزانے کی لکھی ہی اور بعضون نے تجویز کیا کہ بطور طلسم یا عمل کے ہی کہ حفاظت
گنج کے واسطے لکھا گیا ہی جبکہ گفتگو ارباب صحبت کی اس باب مین زیادہ گذری شاہ نے کہا جبتک کہ یہ
پڑھا یا نہ جائیگا تردد خاطر رفع نہوگا حاضران محفل مین اس خط کے پڑھنے کی مہارت کوئی نہ رکھتا تھا
مگر ایک حکیم زاویہ نشین کہ جمیع فنون مین دستگاہ رکھتا تھا ارکان سلطنت اُس حکیم کو بدقت صحبت بادشاہ
مین لائے بادشاہ شرط تکریم بجا لایا اور فرمایا کہ آپ کے تکلیف دینے کا سبب یہ ہی کہ اس راز مخفی سے
آگاہی دیجیے مطلب ان سطرون کا کہ ہم ناواقف اور مشتاق اسکے ہین بہ تفصیل فرمایے

حکیم نے اُس خط کو پڑھا اور بعد غور و تامل کے فرمایا کہ مکتوب مین فوائد بیشمار ہین اور یہ دریکتا
حقیقت مین اِس گنج کا حاصل ہی کہ قیمت جسکی پلہ ارض وسما مین تل نہین سکتی ہی القصہ مطالب
اس سطور کا حرف فایہ ہی کہ مین بادشاہ وقت ہون یعنی ہوشنگ بن سیامک بن کیومرث بن سام
بن نوح علیہ السلام اور اس گنج کو امانت رکھتا ہون راے عظیم بادشاہ سومنات کے واسطے کہ
لقب اُسکا وا ابشلیم ہوگا اور اس راز غیب سے سوائے جل وعلی کے کسی کو خبر نہ تھی مگر مجھے از روے
الہام اتنا معلوم ہوا کہ خزانہ اسکے نصیب مین ہی یہ کتبہ لکھ کے خزانے کے ایک صندوق مین رکھا ہی
کہ جب اس خزانے کو وہ پائے اور تحریر ہاتھ آئے اسے مشرح دریافت کرکے دستور العمل اپنا
فرمائے تا سعادت دارین حاصل کرے اور اتنا سمجھے کہ زر و مال دُنیا سے دل لگانا کام عقلا کا نہین
ہی کہ یہ ہرجائی دست بدست پھرتی ہی اور مانند قحبہ کے ایک کی پابند نہین رہتی ہی نظم
دُنیا اک زال بیسوا ہی ÷ بے مہر و وفا و بیحیا ہی ÷ مردون کے لیے یہ زن ہی زہرن ÷ دُنیا کی عدو
ہی دین کی دشمن ÷ رہتی نہین ایک جا پہ جمکر ÷ پھرتی ہی برنگ نرد گھر گھر ÷ اور اتنا سمجھکر یہ دستورالعمل
سلطنت کا ہی بادشاہون کو اس سے گزیر نہین ہی اور جو بادشاہ کہ اس وصیت پر چلے گا
بخت و دولت اُسکے یار ہونگے اور جو بادشاہ کہ ان چودہ قاعدون کے خلاف کام کریگا سلطنت
اُسکی کبھی جلوہ نہ پکڑیگی اور ارکان سلطنت ہمیشہ متزلزل رہینگے اور اساس سلطنت کے استحکام کی وصیتین
یہ ہین وصیت پہلی یہ ہی کہ بادشاہ جسکو سرفرازی بخشے اور عزت افزائی اسکی کرے پھر اُسے
کسی دشمن کے کہنے سے یا کوئی خطا اس سے صادر ہو تو یکایک پایۂ عزت سے نہ گرائے اور تذلیل اور
توہین اُسکی پسند نہ فرمائے وجہ یہ ہی کہ اہل زمانہ جسکو کہ عزیز کردۂ سلطان دیکھتے ہین یہ لازمہ
حسد ہی کہ خواہان اُسکے زوال و دولت کے ہوتے ہین اور مقدار اپنے اپنے حسد کے خیر خواہی کے
پردہ مین دور دور سے مضمون پیدا تراش کے لاتے ہین کہ اگر کسی پہلو سے بھی غرض انکی مقبول
ہو جائے تو مطالب بر آئین کہ وہ کلام آخر کار منتہی اس عزیز کی تخریب کا ہوتا ہی اسلیے بادشاہ بیدار مغز
کو چاہیے کہ انکے ابتداے کلام سے انتہاے مطلب کو پہونچ کے جواب دندان شکن ایسے ایک پردے

وصیت دوسری یہ ہی کہ ساعی اور چغلخور کو اپنی محفل مین بار ندے کہ یہ فتنہ انگیز اور جنگجو ہوتے ہین اور ذات انکی کم از شیطان نہین ہی بلکہ جب یہ صفت اسمین مشاہدہ کرے تو کسی حیلہ سے اس آتش فساد کو آب شمشیر سے بجھاوے تا مادہ فساد اس کا عرصۂ جہان کو گھیر نہ لے بیت آتشے را کہ سوخت خلق ازان ✤ جز بکشتن علاج نتوان کرد ✤

وصیت تیسری یہ ہی کہ اپنے امرا و ارکان دولت کے ساتھ طریق موافقت اور سلوک جاری رکھے اور باتفاق مصاحبان یکدل اور مشیران عالی منزل کارہاے کلی کو سرانجام دیتا رہے مولف بیت تسخیر ملک کی ہی مگر اتفاق سے ✤ برباد ہو گئی ہی ریاست نفاق سے ✤

وصیت چوتھی یہ ہی کہ مہربانی اور چاپلوسی پر دشمن کی مغرور نہو ہر چند تملق اور تضرع کرے اعتماد نہ لاے کہ دشمن دل کبھی دوست نہین ہوتا ہی رباعی ہو جو دشمن دوست رو ہے اس سے لازم احتراز ✤ ام صبیان ہوتی ہی بچون کے حق مین جانگداز ✤ دشمنی سے خواہش دل جبکہ بر آتی نہین ✤ دشمنی کرتے ہین آخر بنکے یار دل نواز ✤ موافق اسکے غنی کشمیری کہتا ہی بیت بر تواضعہاے دشمن تکیہ کردن ابلہیست ✤ پاے بوس سیل از پا افگند دیوار را ✤

وصیت پانچوین یہ ہی جبکہ گوہر مراد ہاتھ آئے اسے کمال محافظت سے رکھے تمادن اور غفلت سے ضائع نکرے والا پھر تدارک اسکا نہو سکیگا اور بجز پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا

وصیت چھٹی یہ ہی کہ گوہر مراد مین عجلت نکرے بلکہ تامل اور تانی کو عادت کر لے کہ مضار تعجیل کے بسیار اور منافع صبر و سکون کے بیشمار ہین بیت نہ کسی امر مین کرو تعجیل ✤ کرتی ہی خوار کام کو تعجیل ✤ کام ہوگا خراب عجلت سے ✤ نفع ہووے نہ پھر ندامت سے ✤

وصیت ساتوین یہ ہی کہ عنان تدبیر اور استقامت کو کبھی ہاتھ سے نچھوڑے اور کسی مشکل مین دست و پاچہ نہو یعنی اگر گروہ دشمنون کا اسکے ضرر اور ہلاکت پر متفق ہو جاوے تو لازم ہمت و تدبیر ہی کہ ہوش باختہ نہو جاے اور انھین دشمنون مین سے ایک شخص کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرے صورت اپنی نجات کی نکالے کہ حدیث شریف مین آیا ہی الحرب خدعۃ انکی نباے فریب کو تہ مکر سے کھود ڈالے

ام الصبیان

کینہ خوار

کہ عاقلون نے کہا ہی بیت از دام مکر خصم بحیلہ توان گریخت + قد تفلح الحدید کما تفل بالحدید
وصیت آٹھوین یہ ہی کہ اہل حقد اور حسد سے بچتا رہے اور انکی جنب بانی پر مائل نہو جاے
کہ جب نہال کینہ زمین سینہ مین اہل حسد کے نشو و نما پائیگا بجز سوا ضرر و آزار کے کچھ پھل
نہ لائیگا بیت کینہ بہر سینہ کہ بنہا درخت + دل شورش ازپئے آزار آویخت + وصیت
نوین یہ ہی کہ عفو کو شعار اپنا کرے اور ملازمون اور رفیقون اور غریبون کو تھوڑے
قصور پر شکنجۂ عتاب سخت مین نہ کھینچے اکثر درگذر کرے اور اغماض سے اُسے نادیدہ و ناشنیدہ
کر ڈالے اور اسی طرح سے بادشاہان ماضی ذوی الاحترام اپنے رفقا اور غربا پر مرحمت کی
نظر اور خطاؤن سے درگذر کرتے رہے بقول ناسخ آگاہ قدیم سے ہی سب خلق خدا + چھوٹون
سے خطا اور بزرگون سے عطا + جسکو کہ سرفراز کیا شفقت سے + مت اُسکو گرا اگرچہ ہووے
بھی خطا + وصیت دسوین یہ ہی کہ کسی کے درپے آزار نہو کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنی
جزا بدی کی بدی ہی مانند اسکے تا تجھے بھی لائق نہو بلکہ باران احسان کو بر سر خلق خدا کے
حتی الوسع برساتا رہ تا کہ تیرے باغ مراد مین بحکم اِن احسنتم احسنتم لانفسکم گلہاے تمنا
شگفتہ ہون قطعہ نیک ار کنی بجاے تو نیکی کنند باز + ور بد کنی بجاے تو از بد بتر کنند +
امروز ہستی از بد و از نیک بیخبر + روزی بود کہ از بد و نیکت خبر کنند + وصیت گیارھوین
یہ ہی کہ میل اس کام کا کہ لائق اپنی وضع کے نہو ہرگز نہ کرے بہت شخص ہین کہ اپنے کام سے
بھی جاتے رہتے ہین بقول جرأت ع کہ بھولے اپنی بھی کوا چلے جو ہنس کی چال
وصیت بارھوین یہ ہی کہ اپنا حال حلم و ثبات سے آراستہ کرے کہ حلم نہایت امر ملیح ہی
اور حکمت ہی کاد الحلیم ان یکون نبیا حدیث صحیح ہی بیت جانتے ہین صاحب تدبیر حلم و تیغ بران
سے ہی بران تیغ حلم + وصیت تیرھوین یہ ہی کہ بادشاہ کو چاہیے کہ ملازم امین و معتمد کو رکھے
اور شخص خائن اور غدار سے اجتناب کرے جبکہ مجاور عتبہ سلطنت صفت امانت سے موصوف
ہونگے تو رعایا و برایا براحت و آسانی زندگانی بسر کرینگے اور اگر عیاذاً باللہ چہرہ انکے حال کا

خال خیانت سے سیاہ ہوگا اور بادشاہ کے نزدیک درجۂ اعتبار کو پہونچے ہونگے تو یقیناً اپنی طینت کے
موافق حق بے گناہون کا تلف کرکے اُنکو معرض تلف مین ڈالینگے اور یہ مقرر ہی کہ ستم رسیدون کی تاثیر
آہ سے نتیجہ بد بارگاہ کبریائی سے بادشاہ کے واسطے مرتب ہوگا **ناسخ** چاہیے ہون اہلکار نستہ امین +
تخت اور دولت سے رکھین پاس دین + بادشاہ کا ملک تا آباد ہو + ہو خدا راضی رعیت شاد ہو + اور
اگر ہو جائین خائن اہلکار + ملک ہو ویران رعیت خوار و زار + **وصیت چودھوین** یہ ہی محنت
روزگار اور انقلاب چرخ دوار سے چاہیے کہ غبار ملال اُسکے دامن ہمت پر نہ بیٹھے کس واسطے کہ مرد
عاقل ہمیشہ بستۂ بند بلا ہوتا ہی یعنی فکرہائے آخرت مین اور اندیشہ دور دراز مین مبتلا رہتا ہی اُسکی
روشنی طبع اُسکے واسطے خود بلا ہی اور شخص غافل راحت سے روزگار بسر کرتا ہی یعنی کسی طرح کی
فکر اسکے دل مین راہ نہین پاتی ہی **بیت** دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند + آنرا کہ عقل بیش غم روزگار
بیش + اور دوسری لازمہ فراج فلک سفلہ پرور ہی کہ اہل کمال اور صاحب ہنر کو ہمیشہ فشار دیتا
ہی اور بے ہنرون اور تہی مغزون کی ترقی کرنے مین شبانہ روز گرم اور سریع السیر رہتا ہی **بیت**
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان + طوق زرین ہمہ در گردن خرمی بینیم + پس یقین جان کہ بے
اعانت لطف ازل اور بغیر عنایت فیض لم یزل کے تیر سعادت ہدف مراد پر نہین بیٹھتا ہی اور
فضل و ہنر بے اعانت قضا و قدر کے کچھ کام نہین آتا ہی سچ ہی کہ دولت اکتساب علم و ہنر سے
نہین ہی بلکہ وابستۂ احکام قضا و قدر ہی **بیت** دولت نہ باکتساب علم و ہنر است + وابستۂ احکام
قضا و قدر است + اور موافق اسکے ناسخ نے رباعی لکھی ہی **رباعی** ہاتھ آتی ہی کب علم و ہنر سے
دولت + ملتی ہی قضا اور قدر سے دولت + جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم + مانوس ہی
بل احمق و خر سے دولت + اور یہ چودہ وصیتین کہ بیان ہو چکین ہر وصیت کے واسطے حکایت
معتبر اوّل اور داستان بہتر مقرر ہی اگر بادشاہ چاہے کہ اُن حکایات کی تفاسیر پر اطلاع پائے
تو بجانب کوہ سراندیپ کہ قدمگاہ سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کا ہی
توجہ فرمائے کہ یہ عقدہ اُس جگہ بتفصیل تمام کھل جائے اور گل مطلوب گلی اس روضۂ جنت نظیر

مین شگفتگی پائے واللہ مؤیدبوصول المطلب وحصول المقصود جبکہ حکیم دانا دل نے یہ تفصیل
حضور مین راے سبز آرا کے پہونچائی راے دابشلیم نے بنوازش خسروانہ اُسے سرفراز فرمایا اور
صحیفہ سراپا حکمت کو بہ تعظیم تمام چومکر تعویذ بازوے شہریاری کیا اور فرمایا وہ گنج کہ مجھے خواب
مین جسکا نشان اور بشارت دی گئی تھی وہ یہی گنج اسرار ہی نہ بدرہ ہاے درم ودینار الحمدللہ کہ
متاع دنیا اس قدر حاصل ہی کہ زیادہ اس سے احتیاج نہین ہی اور حقیقت اس محقر یافتہ کی
نیافتہ سے بدتر جانتا ہون مین اب لازم ہی کہ شکرانہ مین اس پند نامہ کے کہ گنج حقیقی یہی ہی اس
دفینے کو بھی کہ ہاتھ آیا ہی بروجہ صدقہ ارباب استحقاق کو پہونچا دون اور یہ ہدیۂ ثواب روح
پرفتوح ہوشنگ بادشاہ کو واصل کرون اور بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ اس تحفۂ خیر سے بہرہ مند
ہون خدام بادشاہی نے حسب ایماے عالی مجموع اس دفینے کو کہ جو نقود اور لآلی سے بھرا
تھا رضاے خداے لایزال مین اہل استحقاق کو بانٹ دیا اور کچھ اس سے باقی نہ رکھا جبکہ اُس
حال سے فراغت پائی بادشاہ مسند شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور ہمیشہ شب وروز اس اندیشے
مین رہتا تھا کہ جانب سراندیپ روانہ ہوکر مقصد اتمام اور مطلوب سرانجام کو پہونچے اور
بہ تفصیل وصایا معرفت تمام حاصل کرکے اسے عمدہ مملکت داری اور رکن رکین بادشاہی کرے
ایکدن دم صبح دابشلیم نے فرمایا دو شخصون کو کہ مقربان حضرت اور صدق مشاورت اور حسن تدبیر
اور خیر اندیشی مین مشارالیہ وقت کے تھے انھین حاضر کرین جبکہ بموجب حکم دونون شخص حاضر
ہوے اور زمین ادب چوم کے دست بستہ استادہ ہوے بادشاہ نے مرحمت خسروانہ سے سرفراز
کرکے مکنون خاطر فیض مظاہر سے کہ عزم سفر سراندیپ دل مین رکھتا تھا اور اطلاع دی کہ
اس امر مین عنان اختیار میرے قبضۂ اقتدار سے باہر ہی تم اس مین کیا صلاح دیتے ہو
اور مین نے مدت مدید سے حل اس عقدے کا تمھارے ناخن تدبیر پر رکھا ہی اور نبیادِ مہمات مالی
اور ملکی کو تمھاری راے صواب نما کے سپرد کیا اب اس مقدمہ خاص مین کہ میرا عمدہ
مقاصد اور اہم مطالب ہی کیا صلاح دیتے ہو تا مین اُس کے اطراف وجوانب پر نظر تامل کرکے

جس تدبیر پر کہ اتفاق سب کی رایون کا ہو اُسکو اہل الباب ور قابل عمل سمجھو شعر
بنای کار بر تدبیر باید ✣ کہ بے تدبیر کارے بر نیاید ✣ وزیرون نے عرض کیا کہ اس بات
کا جواب فی البدیہ نہ چاہیے اور سلاطین کے ارشاد مین بے تامل بات کہنا زر نا سنجیدہ او محک
نا رسیدہ کے مانند ہو چنانچہ وزرانے دوسرے دن غور تام کے بعد عرض کیا کہ غلامون کی
خاطر مین یہ آیا ہو کہ اس سفر مین فائدہ تھوڑا اور مشقت زیادہ سے زیادہ ہی
کہ راحت اور لذت زندگانی بالکل برطرف ہو جائیگی اور محنت وریاضت اور کربت وغربت
بہت اُٹھانی پڑیگی اور یہ بات ضمیر منیر بادشاہ عالم پناہ سے مخفی نہین ہی السفر قطعۃ من السقر
شعلہ ہی سینہ سوز دا لجلاء عظیم البلاء ناوک ہی جگر دوز آنکھون نے اس سبب سے سر پر جگہ پائی
ہی کہ زاویۂ خانہ سے قدم باہر نہین رکھتی ہین اور قطرات اشک اس باعث سے پائمال رہتے
ہین کہ گوشۂ کاشانہ مین قرار نہین پکڑتے ہین لمؤلفہ بیت سفر مین سو طرح کی محنتین ہین ✣ اقامت
مین سراسر راحتین ہین ✣ مرد عاقل کو چاہیے کہ راحت کو محنت سے نہ بدلے اور غربت کو عوض
اقامت کے خرید نکرے حاصل کلام یہ ہی کہ اگر حضر مین اچھی گذرے تو سفر کو ہرگز اختیار نہ کرے
اور اگر ایسا کریگا تو اُس پر وہ گذرے گا جو کہ اس کبوتر پر گذرا بادشاہ نے کہا کہ ماجرائے کبوتر کیونکر
تھا حکایت وزیر نے عرض کیا سُنا ہی کہ دو کبوتر باہم ایک آشیانہ مین دمساز تھے اور ایک ہی
کاشانے مین ہمراز غبار اغیار سے انکی خاطر پر گرد نہ تھی اور نہ محنت روزگار سے انکے
دل پر درد تھا محض آب و دانہ پر قناعت کرکے مانند درویش گوشہ نشین کے کنج توکل اختیار
کیا تھا نام ایک کا بازندہ تھا اور نام دوسرے کا نوازندہ شام و سحر باتفاق یکدگر نغمات
موزون سے یاد الٰہی مین ترانہ سازی کرتے تھے اور کبھی الحان روح افزا مین مضامین گوناگون
سے خوش آوازی کرتے تھے فلک تفرقہ انداز اُن دو یار راست کردار کی موافقت پر حسد
لے گیا اور چرخ سحر ساز نے ان دو ہمدم دمساز پر افسون دم کیا بقول سودا بیت
پھینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ ✣ بیٹھے ایک دم کہین ہمدمین جو ہم کلام دو ✣

ط یعنی سفر ایک ٹکڑا ہی دوزخ کا ۱۲
۲ط جلا بانچۂ از غازیان نیم دون گردن ترجمہ یعنی وطن سے باہر جانا ایک بڑی بلا ہی ۱۲
۳ط حضر یعنی مقیمین ہونا یعنی اقامت یعنی اپنی جگہ
۴ط نغمہ یعنی گیت منجنیق ایک آلہ جس سے پتھر پھینکتے ہین فلاخن ۱۲

بازندہ کو یکایک آرزوے سفر دل مین پیدا ہوئی نوازندہ سے کہا کہ ہم کب تک اس آشیانہ مین رہا کرین اور محبوسون کے مانند ایک ہی کاشانے مین عمر عزیز کو بسر کرین اب دل چاہتا ہی کہ چندے سیر اطراف جہان سے دل خوش کرین اور لذت سرد و گرم زمانہ سے دل اور گوش اور چشم کو آشنا بنائین فرمان عظیم الشان قل سیروفی الارض کے کاربند ہون کہ سفر مین عجائب بسیار دیکھنے مین آتے ہین اور فائدے بیشمار حاصل ہوتے ہین بزرگون نے کہا ہی السفر وسیلۃ الظفر تلوار جب تک میان سے باہر نہین آتی ہی معرکۂ مردان مین سرخروئی نہین حاصل کرتی ہی اور قلم جب تک کہ راہ رقم مین سر کو قدم بنا کر سیر نہین کرتا ہی نقش عبارت زیبا صفحۂ وجود پر ظہور نہین کرتا ہی آسمان نے کہ ہمیشہ سفر اختیار کیا ہی اس سبب سے بالاتر اور مزین بستارہ ہاے گوناگون ہی اور زمین کہ ہمیشہ پابند سکون ہی اسلیے پائمال عالم اور زبون ہی نظم بجرم خاک دبگردون نگاہ باید کرد ÷ کہ این کجاست ز آرام و آن کجا ز سفر ÷ سفر مربی مرد ست و آستانۂ جاہ ÷ سفر خزانۂ مال است و اوستاد ہنر ÷ درخت گر متحرک شدی زجاے بجاے ÷ نہ رنج ارہ کشیدے و نے جفاے تبر ÷ نوازندہ نے کہا کہ اے یار ہمدم تو نے مشقت نہین کھینچی ہی اور کربت غربت نہین دیکھی اور یہ نکتہ کہ الفرقۃ حرقۃ تیرے گوش جان تک نہین پہونچا ہی اور باد گرم تفرقہ تیرے گلشن دل مین وزان نہین ہوئی ہی سفر وہ درخت ہی کہ سواے فراق اور میوہ نہین لاتا ہی اور غربت وہ ابر ہی کہ سواے باران مذلت و ناکامی اور قطرہ نہین برساتا ہی بازندہ نے کہا اگرچہ رنج غربت بلاے جان فرسا ہی لاکن تفرج بلدان اور مشاہدۂ غرائب جہان کس طرح پر روح افزا ہی اور جبکہ طبیعت تکلیف سفر سے آشنا ہو جاتی ہی تو پھر کبھی تکلیف سے متالم نہین ہوتی ہی بلکہ بلاحظۂ عجائب دیہات و ولایات اور انہار و گلزار سے تفریح حاصل ہوتی ہی نوازندہ نے کہا کہ اے رفیق تفرج اطراف عالم اور تماشاے ریاض ارم یاران ہمدم اور دوستان محرم کے ساتھ خوش آتا ہی بیت وہ ہم نہین جو کرین سیر بوستان تنہا ÷ بہشت ہو تو نہ منہ کیجے باغبان تنہا ÷ اور جس کا دل کہ آتش فراق یار و دیار سے برشتہ ہوا اُسے سیر شہر و ریاض بھلا مسرور

وخندان کیونکر کرینگے گی القصہ بعد رد و قدح بسیار اُن دو یار دمسازنے قطع کلام کیا ایک نے دوسرے کو باصد حسرت و یاس وداع کیا اور باز ندہ نے بجانب ہوا پرواز کی اور نوازندہ نے بچشم گریان اور با دل بریان رخصت کرکے مراجعت کی اور غم جُدائی و تنہائی پر کلبۂ احزان مین بیٹھ کے زار زار تمام روز و شب روتا رہا اور یہ شعر مؤلف کا تکرار کرتا رہا **شعر** آتش غم سے مرا دل کیون نہو جلکر کباب ✤ اب ہی پینا ہرے ہو اور ساقی تو نہین ✤ اور کبھی یہ شعر مؤلف کا پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ ای باز ندہ **بیت** کوئی نہ اس طرح کسی بیگانے سے کرے ✤ تو نے کیا سلوک جو مجھ آشنا کے ساتھ ✤ اور باز ندہ روے ہوا پر شوق تمام سے پرواز کنان سیر کوہہاے بلند اور بوستان فردوس مانند کی کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ ناگاہ ایک پہاڑ دیکھا کہ بلندی مین فلک سے لاف برابری مارتا تھا اور عظمت تمام سے کرۂ زمین کو زیر دامن تودۂ خاک سمجھتا تھا اُسکے زیر دامن ایک مرغزار تھا کہ سواد بنیار رنگ اُسکا روضہ مینو کے مانند دلکشا اور اُسکی نسیم غالیہ بیز نافۂ مشک تتار سے زیادہ عطر ساتھی **مثنوی** صد ہزاران گل شگفتہ در و ✤ سبزہ بیدار آب خفتہ در و ✤ ہر گلی گو نہ گونہ ازرنگی ✤ بوے ہر گل رسیدہ فرسنگے ✤ باز ندہ کو وہ منزل خوش اور راحت دلکش پسند آئی اور دن بھی آخر ہوچکا تھا قصد بسیرے کا کرکے وہین مقام کیا ہنوز رنج راہ سے آسودہ نہوا تھا اور نفسے راحت و آسایش سے آرام نہ کیا تھا کہ یک ناگاہ فرش سبک خیز باد نے سائبان ابر کو فضاے ہوا مین ایستادہ کیا اور خروش رعد و نہیب برق سے جہان آرمیدہ درہم اور برہم ہوا کثرت ہوا اور شدت تگرگ باری سے شور نشور برپا تھا **مؤلفہ بیت** خرمن مہ کو خطر تھا برق کے انداز سے ✤ گوش کر دبی ہوے گرد عد کی آواز سے ✤ باز ندہ کو اُسوقت ایسی جاے کہ تیر باران سحاب سے ایمن رہے نہ ملی اور ایسا گوشہ کہ صدمہ برد و مہریری سے محفوظ رکھے میسر نہوا کبھی درختون کی شاخون کے تلے چھپتا تھا اور کبھی برگ درختان کی پناہ لیتا تھا ہر دم آسیب ژالہ باری کا زیادہ ہوتا تھا اور ہر لحظہ نہیب

رعد و برق روبہ ترقی کرتا جاتا تھا بازندہ نے جبکہ یہ حال دیکھا یہ اشعار موئلف کہ اُسکے
حسب حال تھے پڑھنے شروع کیے **ابیات** فراق یار مین مست گر میان کر ہم سے جا بدلی ÷
دل افسردہ کو ٹھنڈی ہوا سے مت جلا بدلی ÷ ترے آنے سے دل پانی ہوا جاتا ہو فرقت مین ÷
خدا کے واسطے لے اپنے گھر کا راستا بدلی ÷ فراق شمع رو مین سر سے پا تک آبلہ ہون مین ÷
جلا مت مجکو جا بدلی رُلا مت مجکو جا بدلی ÷ القصہ بازندہ ناکام نے بلاے بے ہنگام پر صبر کیا
اور گوشہ آشیانہ اور مصاحبت یار فرزانہ کو ہر دم یاد کرتا تھا اور آہ سرد با ہزار حسرت و درد
کھینچا تھا اور کہتا تھا **بیت** گر خبر ہوتی جدائی ہوتی ہو ایسا بلا ÷ اُس پری سے ہم نہ سایے
کی طرح ہوتے جدا ÷ جسوقت کہ خطِ صبح حاشیہ مشرق پر کھینچا گیا اور رقم ظلمت شب کو ورق
روزگار سے محو کیا اور فرمان آفتاب عالمتاب شش دانگ عالم مین دُرخشان و ساحت زمین و
آسمان مین دُرخشان ہوا **بیت** جبکہ مشرق سے ظہور اپنا کیا خورشید نے ÷ قاف سے تا قاف
روشن کر دیا خورشید نے ÷ القصہ دم صبح بازندہ نے پرواز کی مگر متردد تھا اور دل مین
کہتا تھا تو کیا سمجھکے پھر آیا اور کبھی کہتا تھا کہ شرم آتی ہو کہ لوگ کہینگے کہ کیا گیا تھا اور کیا سمجھکے پھر آیا
اور یار کہے گا کہ بس ایک ہی دن مین عافیت تنگ ہوئی اور محنت سفر نہ کھینچ سکا اور جانے کے وقت
کہنا میرا نہ مانا اس فکر و تردد مین اُڑتا تھا اور ہنوز قول فیصل نے درمیان اسکے اور متغیر دل کے
قرار نہ پایا تھا کہ اِس اثنا مین ایک شاہین تیز بال سخت چنگال روے ہوا پر بلند ہوا کہ شعاع
آفتاب سے جلد تر صید پر جا پڑتا تھا اور تیر اندیشہ سے بھی سبقت کر کے ہدف شکار پر پہونچتا تھا
یک بیک ناگاہ نظر اُس شاہین خونخوار جو کی بازندہ پر پڑی اور بازندہ نے بھی دیکھا کہ موت
روے ملک الموت پر مجھے لے آئی بیچارے کبوتر کا دل مانند سیماب آتش رسیدہ کے تڑپنے لگا اور
جو قوت بدن مین تھی دفعۃً جاتی رہی لمؤلفہ **بیت** ہوا شہباز کی دہشت سے حال ابتر کبوتر کا ÷
ہوا پرواز سے معذور ہر شہپر کبوتر کا ÷ القصہ شاہین بلند پرواز کبوتر مسکین دراز کو پہلی ہی حملے مین
لے گیا اور بازندہ نے جبکہ آپ کو گرفتار چنگل بلا دیکھا دل مین کہا کہ اگر ابکی بار پروردگار اس بلا سے

نجات بخشے تو تمام عمر خیال سفر کو دل مین جگہ نہ دونگا بلکہ بقیۃ العمر گوشہ کاشانہ سے پاؤن نہ باہر نکالونگا اس عرصے مین شاہین چاہتا تھا کہ کھانا اُسکا شروع کرے کہ امداد غیبی سے ایک عقاب آہنین چنگال پیدا ہوا کہ شاہین اسکی تیزدستی کے آگے مگس کے مانند تھا اتفاقاً نظر اسکی شاہین کبوتر پر پڑی بس دیکھتے ہی حملہ آور ہوا ہر چند شاہین کو عقاب سے قوت مقابلہ کی نہ تھی لاکن عرق حمیت شاہین کی بھی جوش مین آئی اور عقاب اور شاہین مین مجادلہ شروع ہوا **بیت** مرغ با مرغ جنگ در پیوست ÷ او باین حیلہ از میانہ برجست ÷ بازندہ نے فرصت پاکے ایک سوراخ مین کہ گنجشک ہزار مشکل سے گنجایش پاتی آپ کو پنہان کیا اور خوف جان سے یہان تک لاغر اور باریک بنگیا کہ اس سوراخ تنگ و تاریک مین درآیا اور تمام شب و روز پتھر کے نیچے بسر کیا جبکہ کبوتر سپید بال صبح نے آشیانہ سپہر سے پر مارنا شروع کیا اور زاغ شب سیہ فام عنقا صفت نظر سے غائب ہوگیا بازندہ باوجود ہزار ناطاقتی کے اُٹھا اور بجرأت تمام پر و بال مارنا شروع کیا ترسان و ہراسان اور پس و پیش با ہزار جگر ریش نظر کنان اُڑا جاتا تھا ناگاہ ایک جگہ دیکھا کہ ایک کبوتر ہی کہ دانہ چند اُسکے آگے پڑے ہین اور بیٹھا ہی بازندہ بیچارہ کہ بھوکا اور پیاسا کئی دن کا تھا اپنا ہمجنس سمجھکر الجوع الجوع گویان اُسکے پاس جا بیٹھا ہنوز ایک دانہ نہ کھایا تھا کہ پاؤن اپنا بستہ بند دام دیکھا **بیت** دام شیطانست دنیا دانہ لذتہاے نفس ÷ مرغ دل را حرص دانہ زد و در دام افگند ÷ اور مناسب اسکے شیخ ناسخ کہتے ہین **بیت** مرغ دانا ہمنفس گیا دانے کی خاطر جال مین جس طرح عاشق ہین عشق خال سے جنجال مین ÷ بازندہ نے اس کبوتر اسیر اولین سے شکایت آغاز کی کہ اے برادر ہمجنس یہ واقعہ مجھ سے بسبب جنسیت کے واقع ہوا کیون اس حالت سے تو نے مجھے آگاہ نہ کیا اور شرط مروت کو کیون ترک کیا اگر شرط جہانداری اور حسن اخوت بجالاتا اور اندک بھی اسیری کا ایما فرماتا تو مین حذر کرتا اور زنہار اسیر بند بلا نہوتا کبوتر نے کہا کہ اے ناتجربہ کار اس گفتار بے سروپا سے درگذر کر کہ آگے قدر کے احتیاط اور حذر کام نہین آتا ہی اور بعد حکم قضا کے کوشش کچھ کام نہین کرتی ہی **بیت** چون تیر قضا زشست

تقدیر بجست + ہرگز نکند رو سپر تدبیرش + بازندہ نے کہا کہ ای میزبان مہربان کچھ تدبیر
فرماکر اس مضیق سے راہ مخلصی ہاتھ آئے اور طوق تیری منت کا تا حیات میری گردن مین
رہے کبوتر نے کہا ای یار سلیم الطبع اگر مین حیلہ رہائی جانتا تو خود وابستہ دام آفات کیون
رہتا اور اُس حال شکستہ بال سے کہ مشاہدہ کرتا ہی گنہگار روار اسیر قفس تزویر نہ رہتا او
بہت نزدیک ہی یہ حال شتر بچہ سے کہ بعد رہروی بسیار جبکہ تھک گیا تو رو رو کر اپنی مان
سے کہا کہ مادر مہربان نفس چند توقف کر تا کہ دم راست کر لون اگر کچھ بھی ماندگی راہ کی برطرف
ہو جائے تو آگے چلون مان نے جواب دیا کہ ای نادان بے بصیرت نہین دیکھتا ہی تو کہ مہار میری
غیر کے ہاتھ مین ہی ع می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست + اگر فی الجملہ بھی اختیار ہوتا تو پشت
اپنی بار سے اور پاؤن تیرے رفتار سے بچالیتی بازندہ نے جبکہ یہ سُنا نا اُمید ہوکر تڑپنے لگا اور
جہد تمام سے ارادہ اُڑنے کا کیا ایک تو رشتہ حیات کا مستحکم تھا اور دوسرے ڈورے جال کے
گھس گئے تھے تھوڑی سی قوت مین قادر توانا کے حکم سے ٹوٹ گئے اور اُسکی گردن بند دام سے
چھوٹ گئی گرچہ کم طاقت اور نزار تھا لیکن بخوف جان پرواز کنان اور شکر گویان جانب
کاشانہ روانہ ہوا اتفاقاً ایک دہ ویرانہ ملا اور شام بھی ہو چکی تھی ناچار ایک گوشۂ دیوار
مین بیٹھا اور ایک کشتکار کہ قریب دیوار کے تھا اُس کا تماشا دیکھتا تھا ہرچند کہ
صدمات گوناگون سے کوئی سیر اسے آسودہ نکرتی تھی مگر بچنا جان کا ہزار نعمت سے
زیادہ تر سمجھتا تھا ہنوز رنج راہ برطرف نہوا تھا اور دم راست نہ کیا تھا کہ ایک دہقان بچہ
کہ کشت کی نگہبانی کے واسطے اس دشت مین گشت کرتا تھا اُسکی نظر اس کبوتر پر پڑی کباب کی ہوس
مین پانی مُنھ مین بھر آیا کمان گروہہ کہ جسے غلیل کہتے ہین غلہ اُس مین رکھکے مارا بازندہ بیچارہ
شعبدہ بازی چرخ سے غافل طرف کشت زار اور دشت کے مائل تھا کہ ناگاہ
صدمہ غلے کا بازو پر پہونچا یہ بلا رسیدہ بھوکا پیاسا زار اور ناتوان آفت کا
مارا اُسکے صدمے سے زیر دیوار ایک چاہ تھا اُس مین سرنگون گر پڑا دہقان بچہ نے

دیکھا کہ شام ہوگئی اور کبوتر بھی ہاتھ سے گیا باز زندہ نیم جان کو اُسی چاہ تاریک بین چھوڑا
اور راہ اپنے گھر کی لی القصہ باز زندہ و لخستہ اور باز وشکستہ نے شب اُسی درد و الم بین
بسر کی اور دل مین کہتا تھا کہ جو کوئی آرام عزلت پر شکر نہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا کہ جو
بلا آسمان سے نزول کریگی اُسی ناشکر از یادہ طلب کا گھر ڈھونڈھے گی اسکے بعد دست دعا
اُٹھائے اور عرض کیا کہ یا خداوندا در توبہ گنہگارون کے واسطے کھلا ہی مین ناسپاسی نعمت
نہ کرونگا اور کنج عزلت اور دانہاے خشک کو لاکھ راحت و نعمت سے بہتر سمجھونگا یہ کہتا تھا
اور زار زار روتا تھا اور پیشانی اپنی سجدۂ نیاز مین گھستا تھا کہ ناگاہ سپیدہ صبح کا اس تاریکی
مین گونہ جلوہ گر ہوا اور موذن نے صداے اللہ اکبر کی بلند کی باز زندہ نے بسم اللہ کہ کے
جست کی اور لب چاہ تک پہونچا اور پھر پرواز کر کے اُفتان و خیزان نزدیک آشیانہ قدیم
کے بصد خرابی آپہونچا جب کہ نوازندہ نے آواز جناح یار سُنی آشیانے سے باہر اگر مُنھ پر مُنھ
دھر دیا اور شکریہ پروردگار عالم ہزار زبان سے ادا کیا اور یہ شعر گویا کا پڑھا بیت
تھا مین مردہ تو جو آیا جان آئی جان مین + قم باذن اللہ شہر کی صدا ہو کان مین جبکہ
دونون ہمکنار ہوے باز زندہ کو نہایت لاغر و ناتوان پایا کہا ای یار دلنواز بیان فرماکہ
کیا حال گذرا اُسنے جواب دیا بیت ناسخ صدمہ غم فرقت کا بیان ہو نہین سکتا +
جو داغ نہان ہی وہ عیان ہو نہین سکتا + جو کچھ کہ میرے سر پر گذرا بعد اطمینان کے
شرح اُسکی بیان کرونگا کہ وہ قصہ پُرہول اور حکایت جانکاہ ہی کہ زبان پر
لانے سے خون خشک ہوا جاتا ہی اور مختصر اُسکا یہ ہی کہ بے ضرورت شدید خدا سفر نصیب
نہ کرے مرگ اس سے بہتر ہی جب تک باز زندہ زندہ ہی گوشۂ آشیانہ سے کبھی پاؤن باہر
و قدم بیرون ہرگز ہرگز نہ رکھے گا اور اس رنج و عنا کو زنہار گاہے اختیار نہ کریگا
غلام ناچیز یہ مثل اس لیے پیش نظر کرتا ہی کہ بادشاہ عالم پناہ ارادہ سیر و سفر کا
نہ کرین کہ فراق یار و دیار کا نتیجہ جز نالہ زار و دیدہ اشکبار کیا ہی والتسلیم نے کہا کہ ای

وزیر ناصح اگرچہ مضرت سفر کی بہت ہی لیکن حصول فوائد اُس سے بھی زیادہ ہین ع عیب
می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ٭ اول یہ کہ جو کوئی غربت کی محنت مین پڑتا ہی مودب اور مہذب
ہو جاتا ہی اور دوسرے وہ تجربے کہ تمام عمر کے واسطے مفید ہون حاصل ہوتے ہین اور
اکثر ترقی مراتب سفر مین میسر ہوتی ہی خواہ بطور صوری ہو خواہ بطرز معنوی کیا نہین
دیکھا ہی تونے کہ پیادہ شطرنج کا سفر سات منزل کا کرکے شطرنج سے نکل کے وزیر ہو جاتا
ہی اور ماہ چودہ دن کا سفر اختیار کرکے رتبہ ہلالیت سے درجہ بدریت کو پہونچتا ہی اور
جو کہ اپنے مسکن اور محنت آباد وطن سے قدم باہر نہ رکھیگا عجائب بلاد کے مشاہدہ سے محروم
اور اکابر عباد کی ملازمت سے بے بہرہ رہیگا باز سیر و شکار کے سبب بادشاہون کے ہاتھ پر
بیٹھتا اور چغد روپوشی اور گوشہ گزینی کے باعث سے ویرانے مین خوار اور ذلیل رہتا ہی
لمؤلفہ **بیت** چاہیے سیر و سفر عاقل کو مثل آفتاب ٭ جو کہ گوشے مین رہیگا چغد سان ہوگا
خراب ٭ اور ایک درویش سیاح اپنے مریدون کو اس رباعی کے مضمون پر تحریص کرتا تھا
رُباعی انسان کو چاہیے کرے سیر و سفر ٭ ہی سیر و سفر مین پائیہ علم و ہنر ٭ نکلے نہ اگر گنج لحد
سے باہر ٭ دریا مین محال ہی کہ ہو قدر گہر ٭ اگر وہ باز شکاری زغن کے بچون کے ساتھ پڑا
ہوتا اور ہم صحبت اُنکا مدت العمر رہتا اور ہوائے سفر مین پرواز نہ کرتا تو کبھی بادشاہ
کی تربیت سے مشرف نہوتا وزیر نے عرض کیا کہ صورت باز کے قصے کی کس طرح ہی **حکایت باز**
رائے دابشلیم نے کہا سُنا ہی کہ ایک باز کے جوڑے نے قلعہ کوہ بلند پر آشیانہ بنایا تھا اور
فراغ سے اُس نشیمن مین تھے اور دیدار سے ایک دوسرے کے مسرور و خرم تھے ایک مدت کے
بعد خالق نے ایک بچہ خوب اور محبوب اُنھین عنایت کیا طعمے کے واسطے اکثر جاتے تھے اور
طعمہ گوناگون لاکر کھلاتے تھے تا اعضا اُسکے جلد تربیت پائین کہ اندک عرصے مین حد رشد
کو پہونچے ایک دن دونون کو تھوڑی تاخیر واقع ہوئی اس باز بچے کو غلبہ اشتہا حرکت مین لایا ہر
طرف قصد حرکت اور ہر دم تلاش طعمہ مین جنبش کرتا تھا ایک بار آشیانے سے جست کرکے نشیب

کوہ مین گرا اقتضا اُس وقت ایک زغن یعنی چیل اپنے بچون کے واسطے طعمے کی تلاش مین آشیانہ سے نکلکر کوہ مین انتظار مین شکار کے بیٹھی تھی کہ ناگاہ نگاہ اُسکی اُس باز کے بچے پر پڑی سمجھی کہ یہ موش ہی ہنوز باز بچہ زمین تک نہ پہونچا تھا کہ جھپٹ کرکے اور پنجے مین پکڑ کے اپنے آشیانے کو لے گئی جب خوب نظر کی دیکھا کہ یہ موش نہین ہی بلکہ ہمجنس اپنا ہی جنسیت کی محبت نے زور کیا اور یہ سمجھی کہ اللہ تعالی نے اسکی پرورش میرے ذمہ لازم کی ہی بہتر یہ ہی کہ اپنے بچون سے بھی اسکی زیادہ پرورش کرون پس اُسی دم وہ زغن اُسکی پرورش مین مشغول ہوئی بلکہ زیادہ تر اپنے بچون سے اُس پر شفقت کرتی تھی تا زمانہ کہ باز بچہ جوان ہوا اور اُسکے جوہر ذاتی نشو و نما مین آئے بموجب حدیث شریف کل شئی یرجع الی اصلہ حوصلہ باز بچہ زغن کی صحبت مین تنگی کرنے لگا اگرچہ اس سے غافل تھا کہ مین باز کا بچہ ہون تاہم ہمت اُسکی راتدن اسپر مصروف تھی کہ کچھ کارمردانہ ایسا نمایان کرون کہ اس جیفہ خوی سے کنارے پر رہون کبھی خیال کرتا تھا کہ مین اگر بچہ زغن نہین ہون تو اُسکے آشیانہ مین کیون پیدا ہوا ہون اور اگر زغن بچہ ہون تو دست و بازو اور رنگ ڈھنگ میرا بھائیون سے کیون جدا ہی یہ سوچتا اور یہ رباعی زبان پر لاتا تھا رُباعی نے داخل این دائرہ دارم خودرا ✥ نے خارج ازین جمع شمارم خودرا ✥ آن بہ کہ ازین نیستی و ہستی خویش ✥ خوش بگذرم و باز گزارم خودرا ✥ ایک دن زغن نے اُسکے بشرے سے پہچانکر کہا اے فرزند مین تجھے چندروز سے ملول پاتی ہون پس سبب تیرے ملال کا کیا ہی جو رنج کہ تیرے خاطر نازک مین پیدا ہوا ہی لازم ہی کہ مجھے مشرح بیان کرتا مین چارہ جوئی اُسکی کرون کہ رنج تیرا مجھے سوہان روح ہوتا ہی باز بچہ نے کہا کہ اے مادر مہربان مین تو حیران ہون اور سبب اپنے ملال کا مفصل نہین جانتا ہون مگر بلاشک ملول رہتا ہون

بیت پوچھ اے ہمدم نہ تو میری اداسی کا سبب ✥ اب جو مین دن رات حیران ہون ہوا ہی کیا مجھے ✥ اب مصلحت میرے دفع ملال کی اسمین ہی کہ شرف رخصت مجھے عنایت کر کہ چندے میر اطراف جہان کرون شاید برکت حرکت سے غبار غم میرے آئینۂ خاطر سے دور ہو کر جب طبیعت عجائب سیر و شکار سے آشنا ہو تو یقین ہی کہ صورت خوشی کی بھی آئینہ سینہ مین جلوہ نما ہو زغن نے

جبکہ لفظ فراق زبان سے بادبچہ کے سُنا کثرت محبت سے کہ پرورش کے سبب زغن کے دل مین سمائی تھی نہایت بیقرار ہوئی اور کہا کہ اے فرزند یہ کیا اندیشہ نامناسب ہی کہ کرتا ہی اور یہ کیا خیال باطل ہی کہ جسے دل مین جگہ دیتا ہی سفر دریا ہی عالم آزار اور اژدہا ہی آدم خوار بغور دیکھ صورت سفر و سقر مین بجز ایک نقطہ کے کوئی فرق نہین ہی **بیت** سفر اہل این جہان سفر است ؛ زان سبب صورت سفر سقر است ؛ بیشتر لوگ کہ سفر اختیار کرتے ہین وجہ اُسکی دو امر سے خالی نہین ہوتی ہی یا تنگی معاش و یا سبب لحوق حوادث کے سوا سفر کے صورت مفر نہین ہوتی ہی سو خدا کے فضل سے اُن دونون سے تو محفوظ ہی منت خدا ے را کہ توشۂ فراغت اور گوشۂ راحت موجود ہی اور اپنے سب امثال پر سرفرازی رکھتا ہی پھر با این ہمہ حصول دولت رنج سفر اختیار کرنا اور اقامت کو عمداً ترک کرنا طریق خردمندی سے فرسنگون دور ہی **بیت** جو سفر کا قصد کرتے ہین وطن کو چھوڑ کر ؛ پھنستے ہین دام بلا مین وہ چمن کو چھوڑ کر ؛ بادبچہ نے کہا جو کچھ فرمایا تو نے یہ سب مہربانی اور شفقت سے ہی لیکن جب خوب فکر کرتا ہون تو گوشہ اور توشہ ہرگز اپنے فراخور حال نہین پاتا ہون اور جو کچھ کہ میرے دل مین گذرتا ہی زبان پر نہین لاتا ہون زغن نے جانا کہ ہر شی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہی یہ اُسی کا ظہور ہی یہ تحریک کبھی اُسکے روکے سے نہ رُکے گی لاکن بطور تجاہل عارفانہ زغن نے کہا کہ مین جو کچھ کہتی ہون قناعت ہی اور جو تو نے ارادہ کیا ہی وہ مرتبہ حرص کا ہی اور حریص ہمیشہ محروم رہتا ہی اور قانع مُنھ بہرہ مندی کا دیکھتا ہی اور تو اے فرزند شکر نعمت اور قدر دولت پر قناعت نہین کرتا ہی ڈرتی ہون کہ تجھے وہ ایذا نہ پہونچے جو اُس گربہ حریص کو پہونچا بازنے کہا کہ قصہ گربہ حریص کا کیا ہی

حکایت زغن نے کہا ملک ختا مین ایک پیرزال تھی نہایت کہن سال اور مفلس اور ضعیف الحال ایک گھر رکھتی تھی کہ تنگ تر تھا جاہلون کے سینے سے اور تیرہ تھا بخیلون کی گور سے بڑھیا نے ایک بلی پالی تھی لاکن تہیدستی سے خبرگیری اُسکے طعمے کی اقرار واقعی نکر سکتی تھی جو کچھ کہ اُسے میسر ہوتا تھا بقدر حصہ اُسکو دیتی تھی اور بلی بھی پیرزال کی مصاحبت مین آسی حال سے

بسر کرتی تھی باوجودیکہ رو سے نان چشم خیال سے بھی نہ دیکھی تھی بلکہ نام نان بھی گوش توہم سے کسی کی
زبان سے نہ سُنا تھا اگر موش سوراخ سے نکلکر نزدیک اُسکے گذرتا تھا دونون پنجون مین اُسے لے لیتی
تھی والا طاقت جست کی بھی نہ رکھتی تھی لیکن ع رزق را روزی رسان پرمید ہد * بقدر بقاے حیات
کے ہفتے مین دو ایکبار پروردگار ایسا شکار نصیب اُس گربہ ناتوان زار کے کردیتا تھا کہ مرتی نہ تھی القصہ
ایک دن یہ گربہ بزحمت تمام بالاے بام چڑھی دیکھتی کیا ہو کہ دیوار ہمسایہ پر ایک گربۂ فربہ مانند بچۂ
شیر کمال قوت وطاقت سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی آتی ہو گربہ پیرزن لاغری اپنی اور فربہی اُسکی
دیکھکر متحیر ہوئی یہ جانتی تھی کہ سب بلیان میرے ہی مانند ہوتی ہین پکاری کہ اے خواہر ہم جنس اس
طاقت ولطافت کا کیا سبب ہو کیا تو خان ختا کی مہمان ہو یا باعث طاقت ولطافت کا کوئی اور
چیز ہوئی گربہ ہمسایہ نے جواب دیا کہ مین شام و پگاہ بارگاہ سلطان مین حاضر رہتی ہون جبکہ دسترخوان
بچھایا جاتا ہو تو جرات کرکے بیک حملہ پارہ گوشت چرب فربہ و نان مائدہ لے بھاگتی ہون اور اُسے کھاکر ٹھیر
مرفہ الحال رہتی ہون گربہ پیرزال نے کہا کہ گوشت فربہ کسے کہتے ہین اور نان مائدہ کسکا نام ہو مین نے
مدت العمر مین سواے دال اور پاشورباے پیرزال دیا گاہ گاہ گوشت موش نام تیسری چیز کا نہین
سُنا ہو خدا جانے تو سچ کہتی ہو یا مضحکہ کرتی ہو گربہ ہمسایہ ہنسی اور کہا کہ تجھے عنکبوت بلکہ تار عنکبوت
کہا چاہیے جس ہیئت وشکل سے کہ تو ہو ہمارے جنس کے واسطے ننگ ہو لمؤلفہ بیت گرچہ تو بلی ہو
ملتی ہی نہین پر تجھکو قوت * اسلیے ہین دست و پا تیرے بشکل عنکبوت * اگر تو بارگاہ سلطان اور اُسکا
دسترخوان دیکھے اور لذیذ نعمتون کی خوشبو تیرے دماغ کثیف تک پہونچے تو غالب ہو کہ بحکم یحیی العظام
وہی رمیم پردۂ غیب سے حیات تازہ ولطافت بے اندازہ تیرے نصیب ہو جاے بیت ناسخ
بوے طعام خوش دم عیسے سے کم نہین * آئیگی جان جان مین گو دم مین دم نہین * بڑھیا کی بلی نے کہا اے
خواہر مہربان میرا بھی تجھپر حق ہمسائگی اور ہم جنسی ہو اگر شرط مروت بجالائے تو مفت کرم داشتن ہو کہ مجھے
اپنے ساتھ خوان سلطان پر لیچل شاید کہ بدولت تیرے مین بھی توانا ہو جاؤن اور تیری صحبت کی برکت سے
حیات دوبارہ پاؤن گربہ ہمسایہ نے جبکہ منتین اُسکی سُنین رحم کھایا اور وعدہ کیا کہ تیرے بغیر آج

خوان سلطان پر حاضر ہونگی گربہ پیرزن اس وعدہ سے خرسند ہوئی اور یہ ماجرا پیرزن سے
بیان کیا پیرزن نے نصیحت کی کہ اے رفیق دمساز اہل دنیا کی باتون پر فریفتہ ہوکر گوشۂ قناعت
کو ہاتھ سے نہ چھوڑ کہ کاسہ حرص کا سوائے خاک گور کسی چیز سے بھرتا نہین اور دیدۂ آرزو
سوائے رشتہ سوزنِ فنا سیا نہین جاتا بیت قناعت توانگر کند مرد را ✤ خبر دہ حریص جہانگرد را ✤
فرد خدا را ندانست و طاعت نکرد ✤ کہ بر بخت روزی قناعت نکرد ✤ دل مین گربہ کے خوان
بادشاہ کی ہوس ایسی سمائی تھی کہ پند پیرزال کو کچھ بھی مال نہ سمجھی القصہ دوسری شب ہمسایہ
کی بلی کے ساتھ اُفتان وخیزان سلطان ختا کی بارگاہ تک پہونچی اس سے پہلے کہ گربۂ پیرزال
پہونچے اُسکی شومئی طالع نے ایک بلائے چست کو برپا کیا تھا یعنی شب گذشتہ بلیون نے خوان
سلطان پر ازبس ہجوم کرکے یہان تک شور وغوغا برپا کیا تھا کہ مہمان اور میزبان دونون
تنگ آئے تھے اِس لیے خان ختا نے بتاکید حکم دیا کہ پیش ازین کہ دستر خوان بچھایا جائے
تیر انداز کمان سمیت جمع ہون اور سوفار تیر دن سے چلون مین و کمینگاہ مین منتظر رہین جب کوئی
گربہ نظر آئے پیکار زنبور نیش سے جگر اُسکا ریش کرین گربہ پیرزال بیخبر اس حال سے جبکہ بوے
طعام اُسکے دماغ ناکام مین پہونچی بے اختیار مگس وار دستر خوان پر گر پڑی ہنوز میزان
اشتہا اُسکا لقمہ گران سنگ طعام سے ہموزن نہ ہوا تھا کہ تیر جگر دوز اُسکے دونون پہلوؤن سے
گذر گیا نظم چکان خونش از استخوان میدوید ✤ ہمیگفت واز ہول جان میدوید ✤ کہ گر رستم از دست
این تیر زن ✤ من و موش و ویرانۂ پیرزن ✤ اور یہ مثل مین نے اسلیے بیان کی ہی کہ تو میرے گوشۂ آشیانہ کو
غنیمت سمجھے اور قدر اس طعمے کی کہ بے زحمت تجھے پہونچتا ہی پہچان اور زیادہ طلبی نفس حریص کی
نکر و جان کہ بیش از وقت و بیش از قسمت حاصل نہین ہوتا ہی اور مرتبہ قناعت کہ سر جمعی اور سراسر
رحمت ہی ہاتھ سے کیون کھوتا ہی اور پھر افسوس کام نہ آئیگا باز نے کہا کہ جو کچھ فرمایا تو نے لازمۂ
شفقت والدین یہی ہی لیکن خیال فرما کہ اگر کوئی عجوزہ کے مانند ہر رطب و یابس پر قناعت کرے
تو اولوالعزمی اور بلند حوصلگی جہان سے اُٹھ جائے اور جو کوئی کہ فقط اکل و شرب پر مثل بہائم

قناعت کرتا ہی کبھی عالی ہمتون کے شمار مین نہین آتا ہی اور جو کوئی چاہے کہ سریر بزرگی پر بیٹھے
اور تاج سرفرازی سر پر رکھے کمر ہمت چست باندھے اور کارہاے خسیس پر ہمت مصروف نہ کرے
مثنوی ناسخ جسنے پائی ہی ہمت والا ❊ اسکی منزل ہی عالم بالا ❊ کرگس چرخ جیفہ خوار نہین ❊ گرگسان زمین کو عار نہین ❊ مرغ زرین چرخ کی ہی خوراک ❊ دانہ ہاے کواکب افلاک ❊ زغن نے کہا یہ
خیال محال تیرے دماغ پر کثرت پندار سے مستولی ہوا ہی اور یہ دیگ سوداے بیحاصل مخالفت
نفس امارہ سے تیرے دیگدان سینے مین جوش مارتی ہی اور اسباب بلند پروازی کا ظاہر ایک بھی
تیرے واسطے مہیا نہین ہی غالب ہی کہ نتیجہ اس ناشدہ کا جسکو شدہ سمجھتا ہی بجز ندامت
اور کچھ حاصل نہو بموجب بیت تکیہ برجاے بزرگان نتوان زد بگزاف ❊ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
باز بچہ نے کہا کہ قوت میرے چنگال کی حصول دولت کے لیے خوب سامان ہی اور تیزی میری
منقار کی مراتب رفعت کے واسطے بہتر وسیلہ ہی مگر حکایت اُس شمشیرزن کی نہین سُنی ہی تو نے
کہ وہ حوصلۂ بادشاہی کا دماغ مین رکھتا تھا آخر کار دست و بازوے دلاوری سے شاہد ہمت
اُسکا تخت مراد پر پہونچا زغن نے کہا کہ یہ ماجرا کس طرح تھا حکایت باز نے کہا کہ ایام ماضی مین
ایک مزدور کاسب تھا کہ کثرت عیال سے بہت درماندہ رہتا تھا نہایت تہیدستی سے کبھی حرف آسائش کا
ورق نشاط سے نہ پڑھتا تھا اور فائدہ مزدوری کا اسقدر نہ تھا کہ سواے خرچ روزمرہ کے کچھ
پس انداز ہوتا اسلیے تنگ رہتا تھا آخر کار عنایت پروردگار سے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا کہ آثار
دولت و اقبال اُسکی پیشانی پر تابان اور اطوار سعادت و حشمت چہرہ پرنور پر نمایان تھے بیت
کوکب نور آسمان جلال ❊ گل شاداب گلشن اقبال ❊ اور اُسکے قدم کی سعادت سے اُسکی معاش
مین برکت ہونے لگی یعنی فائدہ حرفت کا دوچند سہ چند ہونے لگا والدین اُس اقبال نشان کی
پرورش مین دل و جان سے مصروف رہتے تھے اور جبکہ وہ باسعادت ایام تربیت کو پہونچا کھیل
اُسکا سواے سپر و شمشیر کے دوسرا نہ تھا اور جبکہ اُسے مکتب مین بٹھایا اوّل حرف کہ اُس لڑکے
کی زبان پر جاری ہوا تیر و کمان بجاے الف بے تھا ہر چند کشان کشان مکتب کو لیجاتے

تھے اور سوال تعلیم خطی سے کرتے تھے یہ جواب نیزہ خطی سے دیتا تھا اور جبکہ کوئی اُسے
پڑھاتا تھا یہ خطوط کتابت کو خطوط شمشیر تصور کرکے اُس سے مضمون جہانگیری کا نکالتا تھا
اور جبکہ ترغیب نقش ونگار نظم ونثر سے دیتے تھے یہ نقش سپر سے مطلب سرفرازی مشاہدہ
کرتا تھا باپ اُسکا اسکے حالات دیکھکر متحیر ہوتا تھا جبکہ شدہ شدہ سرحد بلوغ کو پہونچا
باپ نے کہا کہ اے فرزند ارجمند چاہتا ہون کہ جو بہتری عالم کی ہو تیرے لیے ہو اور ضرر ظاہر و
باطن کا تجھے نہ پہونچے اب مصلحت یہ ہو کہ مین نکاح تیرا ایک مخدوم و ہمقوم سے کہ خصائل کریمہ
سے متصف ہو کرون مبادا تو مہلکہ شہوت مین گرفتار ہو پس حصار استوار اس بلا کے دفع
کا من تزوج فقد احسن نصف دینہ سے بہتر نہین اور مین نے اسقدر سامان بھی مہیا کر رکھا ہے
کہ ہمارے کفو کے واسطے کفایت کرے اب اسبات مین تیری کیا مصلحت ہو بیٹے نے کہا کہ اے پدر
شفیق مین نے سامان اس سے بہتر اپنی شادی کا تجویز کر رکھا ہو آپ کو تکلیف اسکی ند دونگا اور امداد
تم سے اسکی غیر ممکن ہو باپ نے کہا کہ اے بابا مجھے تیری قدرت کا حال بخوبی معلوم ہو اور وہ عروس کہ
جسکی خواستگاری تو نے کر رکھی ہو کس جگہ اور کس خاندان سے ہو لڑکا گھر جا کر ایک شمشیر کہ خوبرویون
کی تیغ ابرو سے خونریزی مین ہزار درجہ زیادہ تھی لایا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار مین نے عروس مملکت
کی خواستگاری کی ہو کہ مخدرۂ سلطنت کو اپنے عقد مین لاؤن اور مہر اسکا یہ شمشیر تیز اور نیزہ
ور خنجر خونریز ہو بیت عروس ملک کسے در بغل بگیرد تنگ ٭ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ٭
مناسب اس شعر کے ناسخ اُستاد نے کہا اشعار رہا تہ گر حیثیت ہو سپاہی کا ٭ زیبا ہو سیر شاہی کا
و رمیدان جو سر کرے نہ عزیز ٭ وہی شایان ہو کج کلاہی کا ٭ اے پدر بزرگوار مغلوب شہوت
و ناکام بہائم کا ہو اور جسنے کہ عروس سلطنت کو پسند کیا ہو وہ نظر کسی رذیل پر کب کرتا ہو بیت
بخت نیک ہیچ کسی راستیز نیست ٭ مہر عروس ملک بجز تیغ تیز نیست ٭ جو کہ ہمت جبلی اس
کی سرداری کی حصول دولت سلطنت پر مصروف تھی بموجب مثل کے کسنے ڈھونڈھا کہ نہ پایا آخر
اسکی تیغ عالمگیر نے اکثر اقالیم کو مسخر کیا اور انجام کار مراد دلخواہ کو پہونچا بازیچے نے

کہا یہ مثل اس لیے سنائی گئی ہی کہ جو اسباب دولت کہ میری مقتضاے ہمت کے ہین مہیا رکھتا ہون اور توفیق یزدانی نے کہ دروازہ سعادتمندی کا میرے آئینہ دل پر کھولا ہی تو امید غالب پروردگار عالم سے رکھتا ہون کہ روے مطلوب جلد مشاہدہ کرون اور دست مراد گردن مقصود مین ڈالون اور سن اے مادر مہربان افسون و افسانہ کسی کا میرے سوداے پختہ پر کارگر نہ ہوگا اور اس خیال فرخندہ فال سے زنہار نہ پھرونگا لمولفہ بیت اوکھلی مین سر دیا دھمکون سے کب ڈرتے ہین ہم + عشق اُس پردہ نشین کا آشکارا چاہیے + زغن نے جانا مرغ عالی ہمت رشتۂ فریب سے باندھا نہ جائیگا بناچاری اجازت سفر کی دی اور ننگ مہاجرت سینہ ریش پر گوارا کیا بازبچہ نے الوداع کہی اور آشیانہ سے پرواز کر کے رو بادج سعادت کیا اور قریب شام ایک درخت بلند کہ قلۂ کوہ پر تھا اُسپر بسیرا لیا اُسوقت سایہ ڈھلا ہوا اور عجب بہار بن زار کی تھی ہر طرف باز نگران تھا ناگاہ دیکھا کہ کبک دری بہزار جلوہ گری قہقہے کرتا ہی اور نعرہ نغمہ سرائی کا اطراف کوہ مین پیچیدہ ہی باز اُسوقت ہرچند کوفتگی راہ اور شدت اشتہا سے سست و نزار تھا تو بھی ایک حملہ مین کبک کو پنجے مین پکڑ کر اُسی درخت پر لے گیا اور گوشت سینے کا خوب سیر ہو کر کھایا تمام عمر آشیانۂ زغن مین سواے جیفۂ مردار کے اور شے سے زبان اُسکی آشنا نہوئی تھی کبک کے سینے کا گوشت کھانے سے اور خون تازہ کے ذائقے سے عجب طرح کی کیفیت حاصل ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاوے کہ وہ لذت نہ تھی گویا شربت حیات تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اول منزل مین فائدۂ سفر کے ہوے کہ محتاجان دنی اور کم ہمت سے رہائی پائی اور غذا نا ملائم کے عوض طعمہاے خوشبو وار اور مقبول طبع حاصل ہوے اور آشیانہ تیرہ و تار سے نکل کے درخت بلند اور منزل عالی پر جگہ پائی اسکے بعد دیکھنا چاہیے کہ پردۂ غیب سے کیا لطیفہ پیش آئے اسی طرح باز چندروز شکار کبک دری اور دراج کا کرتا رہا اور اُس درخت پر خوش گذران کرتا رہا ایک روز باز اُسی درخت پر بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہی کہ غول سواروں اور پیادوں کے دامن کوہ مین صف باندھے ہوے چلے آتے تھے اور صدہا جرے

اور باز و شاہین شکاری ہاتھون پر لیے ہوے تلاش شکار مین چارسو نظر کر رہے ہین
اور وہ بادشاہ اُسی ولایت کا تھا کہ شکار کے واسطے دامن کوہ مین آیا تھا اس حال مین
وہ باز کہ بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھا تھا ایک صید پر چھوٹنا چاہتا تھا کہ اُسے صید کرے یہ باز بلند
ہمت اپنی جگہ سے حملہ آور ہو کر اُس شکار کو بادشاہ کے باز سے پہلے صید کر لے گیا بادشاہ نے
جبکہ تیز پروازی اس باز سبک پرواز کی دیکھی عاشق ہو گیا اور دامدارون کو حکم گرفتاری
دیا دامدارون نے چند روز کوشش کر کے پھندا اُسکی گردن مین مارا اور بادشاہ کی خدمت
مین حاضر کیا بادشاہ نے حکم تیاری کا دیا تھوڑے دنون مین بازدارون نے تیار کر کے حاضر
کیا جبکہ بادشاہ نے اُسکی بلند پروازی اور سبک تازی دیکھی نہایت خرسند ہوا بالآخر ہمت بلند
کے وسیلے سے حضیض نکبت سے نکل کر اوج عزت کو پہونچا یعنی منزل اُسکی بادشاہ کے ہاتھ
پر مقرر ہوئی سفر کی بدولت صحبت زاغ و زغن سے چھوٹ کے شرف صحبت بادشاہ حاصل ہوا
غرض اس بیان سے یہ ہی تا فائدہ سفر کا معلوم ہو قطعہ بہار دل سفر باشد کہ از وے ٭ خلائق را
گل مقصود بشگفت ٭ سفر کن تا مراد خویش یابی ٭ کہ فامشوا فی مناکبھا خدا گفت ٭ حکایت
حکایت دابشلیم نے تمام کی وزیر ثانی نے بعد دعاے خسروانہ عرض کیا کہ جو بادشاہ ظل اللہ
نے فائدے سفر کے بیان فرمائے اسمین کسی طرح کا شک نہین ہی لاکن غلامون کے دل مین گذرتا
ہی کہ بادشاہ عالم پناہ کی ذات ملکی صفات کہ راحت سب عالم کی ہی اُسکو روضہ جان فزاے
عشرت سے دور ڈالنا اور بادیہ رنج و محنت کو اختیار کرنا حکمت کے خلاف ہی دابشلیم نے کہا کہ
مشقت کرنا کام مردون کا ہی جب تک بادشاہ اذیت نفس کی گوارا نکرے گا ضعفا سایہ گلستان
راحت مین کبھی آرام نہ پائینگے اور جو بادشاہ خوکردہ راحت و آرام ہو یقین جانو کہ کام
رعیت کا تمام ہوا اور باغی ناسنخ ہوتا ہی جو بادشاہ آرام طلب ٭ رہتا ہی ہمیشہ
مائل عیش و طرب ٭ ملک اُسکا خراب سلطنت بھی ہی تباہ ٭ افواج رعایا ہین گرفتار تعب ٭
سُن اے وزیر کہ بندگان خدا دو قسم پر ہین ایک کہ اُنکا حصہ فرمان روائی پڑا ہی

اُن کو سوائے محنت اور خلق خدا کی فکر کے آرام کرنا حرام ہی اور ایک رعیت ہی کہ نصیبہ اُنکو فرمانبرداری اور راحت و آرام بخشتا ہی کہ دعائے منعم وظیفہ اپنا کرین اور استراحت و آرام کے ساتھ کسب اور حرفت کرتے رہین اور یہ دونون جمع نہین ہوتے ہین یا آرام اختیار کرکے رعیت بنے یا محنت و مشقت شعار کرکے سلطنت و فرمانروائی کرے قطعہ

آنکہ او پا بر سر ناز و تنعم مینہد + روزگارش در جہان سر دار و سرور میکند + بادشاہے درچمن داد ندگل را ازانکہ گل + با وجود نازکی از خار بستر میکند + حکیمون نے کہا ہی جد وجہد کرنا طالب کو سر حد منزل رسا تک پہونچاتا ہی اور میان مجاہدہ کو قدم وفا سے قطع کرنا جمال مطلوب کو شاہدے مین لاتا ہی رباعی رغبت ہو بہت جسکو تن آسانی سے + کچھ کام نہین ہی اُسے سلطانی سے + سمجھے جو کوئی بستر گل کو پر خار + پائے وہ ثمر نخل جہانبانی سے + جس نے کہ علم محنت بلند کیا آخر تاج دولت سے ارجمند ہوا جیسا کہ وہ پلنگ بچہ فرح افزائی کی آرزو رکھتا تھا آخر کار جانفشانی اور مشقت کی برکت سے درازدستی اسکی دامن مطلوب تک پہونچی وزیر نے عرض کیا یہ قصہ کس طرح پر تھا حکایت رائے دابشلیم نے کہا کہ حوالی بصرہ مین ایک جزیرہ تھا نہایت خوش ہوا از بس لطافت سے چشمہائے آب زلال ہر طرف روان اور نسیم روح افزا ہر گوشے مین نہایت اعتدال سے دوان تھی اِس نزہت سے اُسکو بیشۂ فرحت افزا کہتے تھے کہ ایک پلنگ اس بیشے کا حاکم تھا اور ایسا قوت و دلاوری مین یکتائے روزگار تھا کہ شیران شرزہ کام نام اُس ناکام کا اُسکے خوف سے نہ لیتے تھے مدت دراز اس بیشے مین داد آرام دیتا رہا اور ناکامی کی صورت کبھی حاشیہ خیال پر نہ گذری اور اسکا ایک بچہ تھا نہایت خوبصورت اور خوش سیرت ہو وار اسکے دیدار سے مسرور ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اگر یہ بچہ ایک سال کا ہو کے اپنے ناخن اور دانت اکبار بھی ہنر برون کے خون سے سرخ کرے تو ریاست اس بیشے کی اسکے قبضہ اختیار مین دیکر بقیۃ العمر گوشۂ قناعت اور یاد رب العزت مین بسر کرون ہنوز نہال سعی کا شگوفہ مراد نہ لایا تھا

کہ باغ حیات اسکا لشکر اجل نے لوٹ لیا مصرعہ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ÷ یعنی جبکہ وہ
پلنگ شیر اجل کے پنجہ مین گرفتار ہوا اس نواح کے درندے کہ آرزو اس بیشہ کی بیشتر رکھتے
تھے ایک بار سب حملہ آور ہوے پلنگ بچہ نے دیکھا کہ مین مرد میدان ان سب کا نہو سکونگا
جلا وطن اختیار کیا اور باہم درندون مین نزع غطیم واقع ہوئی ایک شیر خونریز شور انگیز
سب پر غالب آیا اور اوس بیشے کو اپنے قبضہ تصرف مین لایا پلنگ بچہ چند روز آوارہ و
سرگردان دشت و بیابان مین پھرتا رہا بعد عرصے کے ایک بیشہ پر سباع مین وارد ہوا
اور اپنی سرگذشت سے انھین مطلع کرکے امداد چاہی انھون نے اوس شیر ژیان کا حال
سنکے اعانت سے انکار کیا اور کہا کہ ای نادان تیری کوہ منزل اب اس شیر غران کے تصرف
مین ہی کہ جسکے سبب سے ہوا مین پرندے پرواز نہین کرسکتے ہین اور پیل بست اوسکی وہشت سے
اس صحرا کے حوالی مین قدم نہین رکھ سکتے مین ہم ناتوان کو اوسکے چنگال سے قوت برابری اور
دندان تیز سے طاقت مقابلہ کی کب ہی مگر ایک راہ صواب ہم تجھے بتائین کہ تو رجوع اوسکی درگاہ
مین لا اور جان ودل سے کمر خدمتگذاری کی محکم باندھکر شبانہ روز اسکی رضاجوئی مین مصروف
رہا کر یقین ہی کہ شیر جوانمردی کو کام فرمائے اور مقصد تیرا خدمتگذاری مین حاصل ہوجائے نظم
تنے را کہ نتوانی از جاے برد ÷ بپر خاشش و پاے نتوان فشرد ÷ ہمان بہ کہ با او مدارا کنی ÷ بپائی و
عذر آشکارا کنی ÷ پلنگ بچہ کو یہ بات پسند آئی اور اصلاح اپنے حال کی انھین درندون کی
صلاح مین سمجھکر بملازمت شیر کی بہزار عجز و نیاز اختیار کی اور خدمتگذاری اوسکی جیسا کہ چاہیے
بجالایا تھوڑی سی مدت مین مقبول شیر کا ہو کر عمدہ ارکان دولت ہوا شعر جد و جہد کسی کہ
بیشتر است ÷ کارش از جملہ کار بیشتر است ÷ اتفاقاً شیر کو ایک مہم دوروست اوس موسم مین پیش
آئی کہ تنور فلک زیادہ از حد جوش مین اور عرصہ کوہ مانند کورہ شیشہ گران التہاب اور
خروش مین تھا کہ نہایت حرارت سے مغز جانوران ہوائی کا استخوان مین پانی ہوا جاتا تھا اور
سرطان دریا مین کباب کے مانند بریان رباعی بجلی کی طرح سے ابر تر جلتا تھا ÷ مانند

شفق شام وسحر جلتا تھا ÷ فانوس حباب اور شمعین موجین ÷ پروانہ صفت مچھلی کا پر جلتا تھا
شیر تامل کرتا تھا کہ اگر اس مہم مین درگذر کرتا ہون تو طنطنہ سلطنت مٹا جاتا ہی اور اگر کسی
کو حکم دیتا ہون تو ایسے وقت مین کہ صدف قعر دریا مین مانند کباب کے بریان ہوتی ہی
کون ملازم ایسا خیال مین آتا ہی کہ ایسی شدت حرارت سے اپنے دلکو ملول نہ کرے اور
بطیب خاطر اس مہم کو قبول کرے اور اگر بناچاری گیا تو اس سے کیا ہو سکے گا بلکہ اگر شکست فاش
لاحق حال ہوئی تو زیادہ تر خرابی متصور ہی اسی فکر مین مستغرق تھا کہ پلنگ نے فراست سے
جانا کہ بادشاہ کو کوئی فکر سنگین لاحق ہوئی ہی کس طرح سے از خود رفتہ ہی زمین بوس ہوکر
عرض کیا کہ بادشاہ ظل اللہ کی عمر دراز ہو کونسا سانحہ صعب رونما ہوا ہی کہ اس قدر فکر مزاج اقدس
پر طاری ہی ہم سرفروش کسواسطے اور کس دن کے لیے ہین جبکہ سب نثار ہو جائین اُسوقت
فکر کرنا حضور اقدس کا بجا ہی ورنہ امکان نہین ہی کہ ہم میدان سربازی مین قدم نہ رکھین
شیر نے دیکھا کہ یہ پلنگ بچہ مرد میدان نظر آتا ہی عجب نہین کہ سامان اس مہم کا اس کے
دست دلاوری سے سرانجام ہوجائے شیر نے مرحبا کہا اور حال مشروحًا بیان کیا پلنگ نے
بخوشی قبول کیا اور فوج کے ساتھ روانہ ہوا جبکہ اس جگہ پہونچا بمردی و مردانگی اعدا کو
تہ تیغ کرکے اُس بیشے کو مسخر کیا خواص دولت اُسکی رکاب مین حاضر تھے باتفاق سب نے
عرض کیا کہ اس شدت حرارت مین اللہ تعالیٰ نے تمھین کامیاب کیا اور کسی طرح کا دغدغہ
باقی نہ رہا بہتر ہی کہ چند ساعت سایۂ درخت مین آسایش کیجیے اور آب خنک سے عطش کو تسکین دیجیے
جبکہ تمازت آفتاب کم ہو روانہ ہو جیے شعر آسودہ باش باز مشقت فرو مکش ÷ بکشا میان
کہ رنج جہان را کنارہ نیست ÷ پلنگ نے تبسم کیا اور کہا شیر کے نزدیک سبب میرے
تقرب کا یہی ہی کہ مین نے علم جفاکشی سب پر بلند کیا ہی پسندیدہ نہین ہی کہ کاہل
مزاجون کے مانند طبیعت اپنی سستی سے آشنا کرون کیونکہ تن آسانی آخر کار پشیمانی لاتی ہی
جس نے کہ کمر مشقت کی چیست باندھی کبھی مطلب سے دور نہ رہ سکا اور جس نے کہ راحت

کو دوست رکھا زنہار منزل مقصود کو نہ پہونچے گا شیر نے ہمکو مشقت کا حکم دیا ہی شرط نمکخواری
سے دور ہی کہ اُس کے بے حکم نام آرام کا ہماری زبان پر گذرے اس حال مین پرتو آفتاب
ہیمن ظل ہما سے بہتر ہی رباعی ناسخ استاد ہماری طبیعت کے مناسب ہی رباعی جو شاہد مقصود
کا طالب ہی بشر ÷ دم لے نہ تگاپو سے وہ ہرگز دم بھر ÷ کرتا ہی درخت آرزو کو سرسبز ÷ خون
دل و آب چشمۂ دیدۂ تر ÷ جاسوسان لشکر نے خبر اس گفتگو کی ہوبہو شیر کو پہونچائی شیر نے
سرتحسین کو جنبش دی کہ سرداری اور سروری ایسے ہی شخص کو زیبا ہی کہ مشقت سے دل نہ چورا ے
اور سر کو بالین استراحت سے آشنا نہ کرے اور دور نزدیک نمک حلالی مین برابر کوشش
کرے اسکے بعد پلنگ کو بلاکر باکرام تمام سرفراز کیا اور ولایت اس بیشے کی اسے سپرد کی
بدولت مشقت کے مسند پدری پر متمکن ہوا ای وزیر یہ مثل اس واسطے بیان کی ہی
تا معلوم کرے تو کہ بے تگاپوے بلیغ آفتاب مراد کسی کا مطلع امید سے طالع نہین ہوتا ہی
اور بغیر جستجوے کامل کے نتیجہ رجا کا ہاتھ مین نہین آتا ہی مثنوی ناسخ اُٹھا رنج اگر ہی
طلبگار گنج ÷ کہ ملتا نہین گنج بے درد و رنج ÷ نہ تنگ آ اگر ہو اذیت تجھے ÷ ملے گنج تاہے مشقت
تجھے ÷ اور اس سفر مین کہ مقصود میرا طلب ہی اس لیے عزم جزم کیا اب شہوار میری ہمت کا
عنان عزیمت کو پھیر نہین سکتا ہی ان ذلک من عزم جزم الامور وزیر دن نے جانا کہ ہماری
نصیحت بادشاہ کے سفر کی مانع نہوسکے گی اسواسطے تائید کلام بادشاہ پر مصروف
ہوے اور شرائط مبارکباد سفر کی زبان پر لائے اور یہ بیت گویا کی ہر دم بشاشت
سے پڑھتے تھے لمولفہ بیت ہی جو عزم سفر خدا حافظ ÷ رہ تو اسکا حفیظ یا حافظ ÷
اور کبھی اس بیت کو تکرار کرتے بیت بسفر رفتنت مبارکباد ÷ بہ سلامت روی
و باز آئی ÷ اس کے بعد دابشلیم نے نیابت سلطنت ایک امیر معتمد کے سپرد کی
اور رعایت حق رعایا اور وصیت شوق برایا بواقعی اس کو سمجھا کے بعد فراغت
امور ضروری مع خواص و خدام مخصوص جانب سراندیپ روانہ ہوا شہر بشہر

مانند آفتاب کے انتقال فرماتا تھا اور ہر گروہ قافلے سے منزل بمنزل فوائد حاصل کرتا جاتا
تھا بعد طے مراحل بحر و بر اور شدائد گرم و سرد کے اطراف سراندیپ مین جا پہونچا
جبکہ روائح نفحات قدم گاہ حضرت ابوالبشر آدم علی نبینا علیہ السلام اس کے
مشام جان تک پہونچی نہایت مسرور ہوا چند روز شہر سراندیپ مین ماندگی راہ کی دور
کرکے آسودہ ہوا پھر لشکر مع بیرون گاہ اسی شہر مین چھوڑ کر باتنے چند از خواص متوجہ
پہاڑ کا ہوا ہر طرف مرغزار انواع ریاحین سے آراستہ دیکھتا تھا اور ہر جانب سے بوستان
نزہت آباد کہ روکش باغ ارم کہا چاہیے نظر آتے تھے دابشلیم ہر مقام متبرک کا طواف کرکے
خرسند ہوا تھا کہ ناگاہ نظر اسکی ایک غار تاریک پر پڑی کہ جسکے دیکھنے سے آنکھین روشن
ہوتی تھین اُس غار کے مجاورون سے پوچھا کہ یہ کسکی جگہ ہے اور حقیقت حال اسکی کیا ہے
انھون نے عرض کیا کہ یہ مکان حکیم بیدپا دانا دل کا ہے کہ بہت دنسے خلائق کی صحبت سے
کنارہ کش ہے اور اس غار کو منزل اور ماوا اپنا کیا ہے اور اندک کفاف پر قناعت کرکے
خاشاک ناپاک ہستی کو آتش ریاضت سے جلا دیا ہے اور اُسکے دیدۂ بیدار نے شب
زندہ داری سے چہرہ خواب کا مدت دراز سے نہین دیکھا ہے اور نہ اُسکے گوش ہوش نے
غایت پرہیزگاری سے آواز اہل دنیا کی سُنی ہے واسطے دابشلیم بملاقات حکیم کے بصد نیاز
وتمنا قریب غار کے جا کھڑا ہوا اور اُس صاحب کمال کی زبان حال سے زیارت کی
اجازت مانگی اُدھر سے آواز مرحبا و تعال آئی بعد اُسکے قدم آگے رکھا غار مین جاکر دیکھا
کہ ایک شخص ہے کہ عالم تفرید مین علم حقائق بلند کیا ہے گویا سیر ملکی نے صورت بشری مین
ظہور پایا ہے جبکہ نزدیک پہونچا شرط سلام و قدمبوس بجالایا برہمن نے جواب اسلام و رسم اکرام
کے بعد اجازت بیٹھنے کی دی اور سبب اذیت اختیار کرنے کا پوچھا دابشلیم نے حکایت
خواب اور گنج اور وصیت نامہ ہوشنگ اور باعث سفر کا واسطے دریافت ہونے
اسرار چودہ وصیتون کے برہمن سے از مطلع تا مقطع بیان کیا برہمن نے تبسم کیا

اور ہزار آفرین بادشاہ کی ہمت پر کی اور کہا کہ علم کی طلب کے واسطے محل اتنی مشقتون کا ہونا
کام نامرد کا نہین ہی واقعی سلطنت کا سزاوار ایسا ہی شخص ہوتا ہی کہ رفاہ اور آرام خلایق
کے لیے اتنی محنتون کو اختیار کرے اسکے بعد وہ پرچہ حریر کا دابشلیم نے برہمن کے ہاتھ مین دیا
برہمن نے دیکھا کہ یہ نسخہ دست گوہر فشان ہوشنگ ابن کیومرث ابن طہمورث دیو بند ابن
سام ابن نوح علیہ السلام کا لکھا ہی چوم کر آنکھون سے لگایا اور بطور تمام سب وصیتون کو
دیکھ کے دابشلیم سے بیان کرنے لگا اور مثل اور حکایات واضح ہر ایک وصیت کی توضیح
مین لاتا دابشلیم قلم خیال سے لوح حافظہ پر لکھتا جاتا تھا بعد اتمام کلام وصایاے ہوشنگ
حکیم دابشلیم نے ترتیب اسی نسخے کی دیگر موسوم بہ کلیلہ ودمنہ کرکے چودہ باب پر یون مرتب کیا۔

باب پہلا اجتناب کرنے مین قول نمام[۱] اور چغلخور[۲] اور ساعی[۳] کے ہی

سوال دابشلیم نے بیدپا حکیم سے کہا کہ خلاصہ مضمون پہلی وصیت ہوشنگ کا یہ ہی کہ جو کوئی تقرب
سلاطین سے عزت پاتا ہی ہر آئینہ وہ محسود ہمجنس کا ہوتا ہی اور حاسد اسکی خرابی اور سلب منصب
مین ہزار رنگ سے روبہ بازی[۴] اور حیلہ سازی کرتے رہتے ہین اور اکثر پیرایہ خیرخواہی سلطان
مین باطین مکر و فریب کی اسکے حق مین بنایا کرتے ہین تا کسی طرح سے مزاج بادشاہ کا اسکی طرف
سے متغیر کرین اور پایہ عزت سے اسے گرائین اور بادشاہ کو لازم ہی کہ اقوال صاحب غرض پر
خوب غور کرے اور تحقیق اور تنقیح کو در پردہ سر حد صدق و کذب پر پہونچاے اگر جانے کہ قول
حاسدون کا محمول بحسد نہ تھا اور بلکہ راست و درست تھا تو بتدریج اسے اپنی نزدیکی سے جدا
کرے لاکن تسیر بھی پردہ دری اسکی نکرے کہ بہتون صفات سے بادشاہ کے واسطے ستاری اور
درگذر ہی اور اگر معلوم کرے کہ یہ بیان محض حسد اور نفسانیت سے ہی تو ان حاسدون سے
اجتناب کرے اور کبھی پھر اپنی صحبت بابرکت مین انھین بار نہ دے اے حکیم دانا دل آشنا تو معلوم
ہوا اگر اب یہ التماس کرتا ہون کہ اس وصیت کے مناسب حال کوئی داستان بیان فرما اور قصہ

۱ نمام سخن چین
۲ چغلخور ... سخن چین
۳ ساعی ... عیب جو
۴ روبہ بازی کنایہ از مکر و فریب

کسی ایسے شخص کا کہ بادشاہ کا مقرب ہوا ہو اور حاسدون کے مکر و فریب سے اسکے مرتبے مین
خلل آیا ہو اور دوستی و دشمنی اور موافقت مخالفت سے مبدل ہوگئی ہو بتفصیل بیان کر
برہمن نے عرض کیا کہ ای بادشاہ جان تو کہ مدار سلطنت کا اس وصیت پر ہی اگر بادشاہ اہل فساد
کو تنبیہ اور منع نہ کریگا تو بیشتر ارکان دولت انکے فساد سے منکوب اور مخذول ہو جائینگے اور
اور مخلل کلی امور سلطنت مین واقع ہوگا وجہ اسکی یہ ہی کہ سلطنت مانند عمارت کے ہی اور ارکان
دولت ستون اُسکے ہین جبکہ ستون گر پڑینگے مکان برپا نرہے گا جبکہ مفسد و شریر دو و دو ستون
مین مجال دخل کی پائینگے تو انجام کار انکا ضرر وحشت اور ملال کو کھینچے گا جیسا کہ شیر او گاؤ مین
ہوا دابشلیم نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** برہمن نے کہا کہ ایک تاجر تھا کہ منازل بحر و بر
کو طی کرتا رہتا تھا اور اقالیم شرق و غرب مین کوئی شہر نہین چھوڑا تھا سرد و گرم زمانے کا بہت
دیکھا تھا اور تلخ و شیرین ایام کا خوب چکھا تھا **بیت** امین و ہوشیار و کاروانی ÷ زروے
تجربہ بسیار دانی ÷ جبکہ مقدمہ سپاہ موت کہ عبارت ضعف پیری سے ہی اسکی مملکت قوی
پر تاخت و تاراج کرنے لگا اور طلایہ لشکر اجل نے کہ اشارہ موے سفید کی طرف ہی اسکے
حوالی حصار وجود کو گھیر لیا **نظم** نوبت پیری کہ زند کوس درد ÷ دل شود از خوشدلی
و عیش سرد ÷ موے سپید از اجل آرد پیام ÷ پشت خم از مرگ رساند سلام ÷ تاجر
سمجھا دمبدم کوس رحیل بجاتے ہین اور سرمایہ حیات کو صندوق بدن مین امانت پھیرے
مانگتے ہین ایک دن بیٹون کو بلا کے نصیحت کی وہ جوان ثروت دولت اور نخوت
شباب مین مغرور اور طریقۂ اعتدال سے یہان تک دور تھے کہ پند پدر کو مضحکہ سمجھتے
باپ نے کہا ای جوانو مجھ پیر کی بات سُنو کہ یہ مال اندوختہ میرا کہ تم ابھی سے
بیہودہ برباد کرتے ہو اور جو اُسکے حاصل کرنے مین تمھین کچھ مشقت نہین ہوئی
اس لیے تم قدر اسکی نہین جانتے ہو یہ عقل سے بہت دور ہی اسے بغور تامل سمجھو کہ سرمایہ
دُنیا و آخرت ہی جو فائدہ دین و دنیا کا مطلوب ہو اسی سے حاصل ہو سکتا ہی

چنانچہ طلب تمام نبی آدم کی تین قسم پر ہوتی ہی ایک طلب فراخی معیشت یعنے کھانا اور پینا
اور عیش کرنا دوسرے خواہش ترقی منزلت اور زیادتی منصب کہ مقصد جاہ وجلال
اور بلند نامی سے ہی تیسرے استدعاے حصول فوائد عقبیٰ کہ حاصل اسکا رضامندی
خالق ارض وسما ہی اور یہ تینون مطلب مال سے حاصل ہوتے ہین نعم المال الصالح حدیث
شریف مین آیا ہی جیسا کہ مولوی معنوی نے فرمایا شعر مال را گر بہر دین باشی حصول
نعم مال صالح گفتہ رسول ؐ معلوم ہو کہ برکت سے مال کی اکثر مطلوب دل ہاتھ آتا ہی اور
بغیر کسب و مشقت کے حاصل کرنا مال کا قبیل محال سے ہی اگر کبھی بطور ندلت بے مشقت بھی
کچھ کسی کے ہاتھ آگیا تو قمار بازون کے مانند بیقدری سے صرف کرتا ہی اور گمان اُسے یہ ہوتا
ہی کہ مین بڑا خوش نصیب ہون کہ بے محنت اس قدر مال مجھے ملا ہی اور ساون کے اندھے
کی طرح ہمیشہ ہرا ہرا سوجھتا ہی یعنی جانتا ہی کہ ہمیشہ یون ہی مجھے ملا کریگا اور محنت کسب
پر التفات نہین کرتا ہی صرف ہونے کے بعد سواے ندامت کے روے فلاح پھر نہین
دیکھتا ہی اسلیے کہتا ہون کہ کسب اور تجارت مین سعی کرو اور اس مال حلال کو راہ
حرام اور عیاشی مین برباد نہ کرو اول بڑے بیٹے نے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار ہم
فائدہ کسب کو بیفائدہ سمجھے ہین کیونکہ ہمنے توکل کو اختیار کیا ہی اور ہم خوب جانتے ہین
کہ جو مقدر ہی اگر ہزار بار جد و جہد کرین و شبانہ روز راحت مین بسر کرین کم و بیش اُس سے
نہوگا اور ایک بزرگ سے سُنا ہی کہ جو کچھ روزی جسکے مقدر کی ہی ہر چند اُس سے
بھاگتا رہے وہ خود وا اُس سے لپٹے گی اور جو چیز کہ مقدر مین نہین ہی ہر چند اُسکے پیچھے
دوڑے وہ ہاتھ نہ آئیگی ہم کسب کرین یا نکرین جو کچھ نصیبہ ازلی مین ہی کم و زیادہ
نہوگا چنانچہ داستان اُن شاہزادون کی شاہد حال اس قال کی ہی کہ ایک کو گنج پدر
بے رنج ہاتھ آیا اور دوسرے نے ملک موروثی با وجود کوشش کے ہاتھ سے کھویا
سوداگر نے کہا کہ یہ حکایت کیونکر تھی حکایت بڑے بیٹے نے کہا کہ ولایت حلب

مین ایک بادشاہ تھا بہت آزمودہ کار انقلاب لیل ونہار سے نہایت ہوشیار اسکے دو بیٹے تھے دریاے غرور جوانی مین غرقاب اور نشۂ شراب کامرانی سے سرشار ہمیشہ لہو ولعب مین مشغول اور رات دن نغمہ سرائی چنگ ورباب مین مصروف رہتے تھے بادشاہ عاقل تجربہ کار نے جانا کہ یہ ناخلف میرے بعد خزانہ میرا اندک مدت مین تاراج و برباد کر ڈالین گے اس شہر کی حوالی مین ایک زاہد تھا کہ پشت پا کو اسباب دنیا پر مارا تھا اور تعلق دار ناپایدار سے کنارہ کیا تھا بادشاہ کو اوس زاہد سے الفت اور عقیدت بہت تھا زاہد سے کہا کہ مین مال اپنا تیرے مسکن مین دفینہ کرونگا جبکہ دولت بیوفا اور جاہ بے بقا میرے فرزندون سے روتابی کرے اور وہ کم بضاعت اور محتاج ہو جائین یا کوئی مشکل امور سلطنت مین ایسی درپیش ہو کہ بے تصرف کثیر دفع بلا نہ ہو سکے اسوقت نشان اس مال کا انھین دینا شاید کہ رنج اٹھانے کے بعد متنبہ ہو کر قدر مال کی سمجھین اور اسراف سے باز رہین زاہد نے بادشاہ کی وصیت قبول کی بادشاہ نے زاہد کے مکان مین دفینے کی جگہ ترتیب دیکر سب خزانہ اپنا دفن کر دیا اور بیٹون سے یہ وصیت کی کہ جب تمھین مصیبت پیش آئے اور بے خزانہ کثیر دفع نہو سکے اس زاہد سے احتیاج اپنی بیان کرنا غالب ہی کہ حاجت تمھاری رفع ہو جائے بیٹون نے یہ قیاس سے دریافت کیا زاہد کو استطاعت خزانے کی کہان سے بہم پہونچی مگر پدر بزرگوار نے کوئی دفینہ زاہد کو بتایا ہی اور وصیت کی ہی کہ وقت ضرورت کے میرے بیٹون کو بعد میرے بتا دینا اتفاقاً اندک مدت مین زاہد اور بادشاہ بادۂ کل نفس ذائقۃ الموت سے بیہوش ہوے **بیت**

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ٭ ز جام دہر مئ کل من علیہا فان ٭

اور وہ گنج صومعۂ زاہد مین مخفی رہا بھائیون مین باپ کی وفات کے بعد تقسیم ملک و مال کے واسطے مناظرہ واقع ہوا برادر کلان چھوٹے بھائی پر غلبہ پا کر ساری سلطنت کو اپنے قبض و تصرف مین لایا برادر کوچک مغموم اور محروم منصب سلطنت سے بے نصیب رہا اور یا خود اندیشہ کیا

کہ آفتاب حشمت واقبال نے مُنھ جانب زوال کیا اور فلک جفا پیشہ نے شیوہ بیمہری وبیوفائی کا آشکارا کیا اب بار دیگر مُنھ طرف دُنیاے دنی کے لانا اور آزمودہ کو پھر آزمانا نتیجہ نیک نہ دیگا بہتر یہ ہو کہ جب گریبان دولت اپنے قبضۂ قدرت سے باہر ہو جاے تو دامن توکل وقناعت کو ہاتھ مین لائے **بیت** گدا کو بہت شاہ سے ہو فراغت * بہ از تخت شاہی ہی کنج قناعت * یہ نیت کرکے شہر سے باہر آیا اور دل مین کہا کہ فلانا زاہد والد بزرگوار کا دوست تھا مصلحت یہ ہو کہ زاہد کی خدمت مین جا کر طریق ریاضت اور عبادت اختیار کرون جبکہ صومعۂ[ف] زاہد مین پہونچا سُنا کہ طوطی روح شریف زاہد نے قفس بدن سے جانب ریاض جنت پرواز کی اور صومعہ اُس پیر روشنضمیر سے خالی ہو ایک ساعت شندہ[ی] ملال اُسکو رہا بعد اُسکے کہا کہ یہ جگہ متبرک ہو اسی جگہ مسکن اختیار کرون اسی نیت سے زاہد کی قبر پر مجاورت اختیار کرکے ایک مدت اسی طرح سے بسر کی چند عرصے کے بعد کو یہ اتفاق ہوا کہ حوالی صومعہ مین ایک کاریز[ک] تھی اور صومعہ خاص مین ایک چاہ تھا کہ اُسی کاریز سے آب اس چاہ مین لائے تھے اور اہل صومعہ اُس سے کام کرتے تھے ایک روز بادشاہزادے نے ڈول اُسمین ڈالا آواز پانی کی نہ آئی متحیر ہوا کہ پانی نہ ہونے کا سبب کیا ہو اور کونسی چیز مانع ہوئی ہو شاہزادہ چاہ مین اترا اور اطراف وجوانب پر نظر کرتا تھا کہ ایک گڑھا دیکھا خیال کیا کہ یہ کیا چیز ہو اور اُسے ٹھوکر لگائی منھ اُسکا کشادہ ہوگیا قدرے اور کھودا وہی مُنھ اُس خزانہ کا تھا جبکہ زیادہ کھودا دیکھا کہ کنج شایگان دینار سرخ اور جواہر آبدار سے بھرا ہو معلوم کیا کہ وہ اشارہ پدر بزرگوار کا اِسی خزانے کی طرف تھا الحمد للہ کہ میراث پدر ہاتھ آئی سجدۂ شکر بجا لاکر دل مین کہا کہ یہ مخزن بشیار عنایت پروردگار سے ہاتھ آیا ہو لاکن دامن قناعت وتوکل کو نہ چھوڑنا چاہیے اور بقدر ما یحتاج تھوڑا صرف کیا چاہیے اور یہ شعر ناسخ اُستاد کا پڑھا **بیت** مُنھ توکل سے فراغت مین نہ موڑا چاہیے * ہاتھ سے دامن قناعت کا نہ چھوڑا چاہیے اور حکایت برادر کلان کی یہ ہو کہ جب مسند پدری پر متمکن ہوا ہواے نخوت[ب] غرور سے یہانتک

[ف] صومعہ باغیچہ عبادت خانہ ازبیابان ۱۲
[ی] ...
[ک] کاریز جو آب کہ از زیر زمین گذرد ... آب ازان روان خود ۱۲
[ب] نخوت بالکسر ازنخوت ... خود ۱۲

مغرور ہوا کہ پروا ے رعیت و فوج مطلق نہ رہی بجز عیش و آرام اور کام نہ کرتا تھا کہ ناگاہ
دشمن صعب نے با فوج جرار تیغ گزار اس ولایت کے تصرف کا قصد کیا یہ بیہودہ غفلت شعار
جبکہ دشمن قریب آ پہونچا ہراسان ہوا دیکھا کہ ایک حبہ خزانے مین موجود نہین اور رعیت
اور اہل فوج سب ملول اور دل برداشتہ ہین یاد کیا کہ باپ نے اشارہ زاہد کی طرف کیا تھا شاید
اُس سے کچھ ہاتھ آئے اس صومعہ زاہد مین آیا زاہد کو جان بحق تسلیم پایا ہر چند دست و پا مارے
کچھ مال کا پتہ نہ پایا نا امیدانہ پھرا اور اُس برادر خرد فقیر کی صورت پر کچھ رحم نہ فرمایا اور نہ
مطلق دلجوئی کی کہ اس حال کو تبدیل کروائے یا ساتھ لیجائے ہر گز التفات نہ کیا جبکہ اپنی منزل
کو آیا اور مشاہدہ حال سپاہ سے سمجھا کہ ہر گز کوئی ارادہ جان نثاری کا نہین رکھتا ہو لا ملک الا بالرجال
و لا رجال الا بالملک جبکہ تدبیر سر انجام زر سے نا اُمید ہوا حیلے اور دمبازی سے لشکر کو اُمیدوار
کر کے ہمراہ لیا اور کوچ کر کے دشمن کے نزدیک پہونچا آخر دونون صفین مقابل ہوئین ہنوز
صف جنگ آراستہ نہو چکی تھی کہ ایک تیر اُدھر سے اور ایک ادھر سے سر ہوا قدرت نمائی
حکیم کارساز کی دیکھا چاہیے کہ دونون تیرون نے کام دونون بادشاہون کا تمام کیا اور فوج
طرفین سے احد من الناس کوئی مجروح بھی نہوا جبکہ دونون فوجون نے دیکھا کہ کام دونون
فرمانرواؤن کا تمام ہوا اب جنگ و قتال محض حمق اور ضلال ہے دونون فوجون کے
سردارون نے متفق ہو کر یہ صلاح کی کہ کوئی ایسا شخص کہ لایق اور مستحق اور سزاوار دونون
ریاستون کا ہو تجویز کیا چاہیے جبکہ تحقیق کیا دونون خاندان مین اس شاہزادے صومعہ نشین
کے سوا اور کوئی باقی نہ تھا القصہ اتفاق اسپر ہوا کہ اس سرفراز کے سوا کوئی لائق تاج
سرفرازی کے نہین ہے کلہم اجمعین اسی شہزادے پر راضی ہوے آخر کار اسکو صومعہ سے اُٹھا کر
تخت سلطنت پر متمکن کیا بدولت صبر و قناعت کے ملک موروثی کا حاکم ہوا اور سلطنت
دوسری اضافہ علی الحد پدر بزرگوار یہ مثل اسلیے بیان کی ہے تا معلوم کرے تو کہ ملنا منصب عالی
کا سعی اور کسب سے تعلق نہین رکھتا ہے بہتر ہے کہ اعتماد و توکل پر کرے نہ تکیہ سعی اور کسب پر جبکہ تاجر کے

بیٹے نے یہ تمام داستان بیان کی باپ نے کہا کہ یہ جو کچھ کہا راست و درست ہی مگر یہ عالم اسباب اور حکمت الٰہی اسپر جاری ہوئی ہی کہ ظہور اکثر امور کا اس جہان مین وابستہ تدبیر و اسباب ہی اور منفعت کسب کی توکل سے زیادہ ہی اور نفع توکل کا ہر جگہہ درست نہین ہوتا ہی اور متوکل اس سے عبارت ہی کہ تن آسانی و نفس پروری سے مطلق قطع تعلق کرے یہ نہین کہ آدھا تیترا اور آدھا بیٹر یعنی عیاشی و نفس پروری مین بھی مصروف رہے اور دعوی توکل کا بھی کرے ایسا دعویٰ کبھی صادق نہین ہوتا ہی اور منفعت توکل کی مخصوص متوکل کو پہونچتی ہی اور منافع کسب مشقت کے متعدی ہوتے ہین کہ غیرون کو بھی پہونچتے ہین اور نفع پہونچانا غیرون کا عند اللہ اور عند الحق محبوب ہی خیر الناس من ینفع الناس اور جو کوئی کہ غیر کے نفع پہونچانے پر قادر ہو حیف ہی کہ وہ کاہلی کرے اور محتاج دوسرے سے نفع پانے کا ہووے ای فرزند تو نے قصہ اُس مرد کا نہین سُنا ہی کہ مشاہدہ حال باز و کلاغ کے بعد اسباب کسب کو برطرف کیا اور اسی سبب سے عتاب الٰہی مین گرفتار ہوا بیٹے نے پوچھا کہ یہ قصہ کس طرح پر تھا حکایت باپ نے کہا کہ ایک درویش ایک بیشے مین گذرا اور آثار رحمت اور اطوار قدرت الٰہی مین اندیشہ کرتا تھا کہ ناگاہ شاہباز تیز پرواز کو دیکھا کہ تھوڑا گوشت جنگل مین لے کر ایک درخت کے گرد پھرتا ہی درویش اس عجائب تازہ کو دیکھکے کھڑا ہوا اور حیرت تمام سے تماشا دیکھتا تھا کہ سبب اسکا کیا ہی کہ ایک زاغ بے پر و بال کو دیکھا کہ اس درخت پر بیٹھا ہی باز نے نزدیک آکر وہ گوشت زاغ کے حوالے کیا درویش نے مشاہدے سے اس حال کے یہ شعر مولف کا پڑھا لمؤلفہ بیت رازقی کریم ہی کیا جل شانہٗ ساری زمین کو سفرۂ انعام کر دیا ✠ اور اپنے دل مین کہا کہ مین روزی کی طلب مین سرگردان پھرتا ہون تسپر بھی بہزار حیلہ و مشقت بہم پہونچتی ہی یہ محض میرے اعتقاد کی سستی ہی اب بہتر یہ ہی کہ سر فراغت زانوے قناعت پر رکھون اور اُسکے بعد زنہار طلب روزی کی نکرون اور خط بطلان صفحہ کسب اور حرفت پر کھینچون کہ جو کوئی گوشہ قناعت مین

حکایت ۴

بیٹھے اور دل اسباب سے اُٹھا کر تعلق اپنا مسبب الاسباب سے رکھے تو کبھی درماندہ کسی
امر مین نہوا اسکے بعد تین شبانہ روز مراویہ عزلت مین بیٹھا مگر کسی طرف سے روے فتوح
نظر نہ آیا ہر دم نحیف وضعیف ہوتا جاتا تھا اور اداے مراسم طاعت وعبادت سے بھی
درماندہ اور کاہل ہونے لگا حق تعالی نے پیغمبر زمان کو حکم کیا پیغمبر نے درویش کے پاس
آکر عتاب فرمایا کہ اے فقیر بے فہمید مدار عالم اسباب کا موقوف وسائط پر رکھا ہے اگرچہ
بے سبب جو کچھ اللہ تعالی چاہے وہ ہو جاتا ہے الا اُسکی حکمت کاملہ مقتضی اسکی ہے کہ مہمات عالم
بغیر قاعدہ افادے اور استفادے کے جاری نہ ہون پس بہتر یہ ہے کہ اورون کے فائدے کا
سبب بن اور بے ہمتون کے مانند غیر سے فائدہ لینے کا محتاج نہو بیت چو باز باش کہ صید
کنی ولقمہ دہی * طفیل خوار مشو چون کلاغ بے پروبال * اے فرزند یہ مثل اسلیے بیان کی ہے
تا معلوم کرے تو کہ ہر کسی کے واسطے قطع تعلق زیبا نہین ہے اور توکل پسندیدہ وہ ہے کہ باوجود
اسباب کے متوکل رہے یعنے کسب کو بھی نہ چھوڑے اور دل سے سمجھے کہ یہ کسب محض حیلہ ہے اور
جو کچھ کہ اس حیلے سے حاصل ہوتا ہے محض عنایت اُسکی ہے کسب میرا کچھ حقیقت نہین رکھتا ہے
اور اس نیت سے اعتقاد اپنا رکھے تا فیض الکاسب حبیب اللہ سے بہرہ مند ہو اور
فائدہ توکل بھی حاصل رہے بزرگون نے فرمایا ہے کہ کسب کرے تا کاہل نہ بنے کہ کاہل مردود خلق
ہوتا ہے اور روزی کو محض انعام پروردگار نہ سمجھے تا کافر نعمت نہو نظم ہر کسی کو چاہیے فکر معاش
ہو توکل پر ہو روزی کی تلاش * چاہیے کسب و توکل ساتھ ہو * سوے حق دل سوے
حرفت ہاتھ ہو * بیٹے نے کہا اے والد بزرگوار کسب کرے اور خداوند تعالی خزانہ کرم سے
بہت سامان ومال عنایت فرمائے تو اُسے کس طرح پر صرف کرے اور جمع کرے تو کیونکر رکھے باپ نے
کہا کہ اے فرزند مال جمع کرنا آسان ہے مگر فوائد حاصل کرنا اُس سے البتہ مشکل ہے جبکہ مال ہاتھ
آئے تو دو صورت کو اختیار کرے ایک یہ کہ محافظت اُسکی اس طرح پر کرے کہ تلف وتاراج سے
ایمن رہے بموجب حدیث شریف استر ذہبک وذہابک تا دسترس دزد اور راہزن اور

کیسہ بر کا اُس سے کوتاہ رہے کہ زر کے دوست اور زردار کے دشمن بہت ہین بیت
چرخ نہ بر بیدر ہان میزند* قافلۂ محتشمان میزند* دوسرے یہ کہ منافع سے گذران کرے
اور اصل مال کو ہرگز تلف نہ کرے والا اندک زمانے مین نکبت[۱] افلاس مین مبتلا ہو جائیگا
جسکو مداخل[۲] نہو اور مخارج بدستور کرے یا مداخل سے مخارج زیادہ ہون تو غالب ہی کہ
ورطۂ[۳] احتیاج مین پڑے اور کام اُسکا انجام کار ہلاکت کو پہونچے جیسا کہ اُس موش تلف کار
نے ہجوم غم سے جان اپنی دی بیٹے نے پوچھا یہ قصہ موش کا کس طرح تھا تاجر نے کہا حکایت
کہتے ہین کہ ایک دہقان نے ذخیرہ غلے کا کرکے دروازہ صرف کا بند کیا تھا اس نیت سے
کہ جب احتیاج بغایت اور ضرورت نہایت درپیش آئیگی اُسوقت صرف کرونگا قضارا ایک
موش نے کہ تیز دستی مین لاثانی تھا قریب اُس انبار کے چارطرف سے نقب دیکے اور غلہ
فراوان لیجا کے اپنے غار مین فراہم کیا اسکے بعد ایک نخوت اُسکو پیدا ہوئی اور دعوت
فرعونی شروع کی اندک عرصے مین سب موش اُس محلے کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوے
نظم عہد دولت مین جو تیرا دوست ہی* گھات کرتا ہی نہ تیرا دوست ہی* کچھ بھی تیری
دوستی اُسکو نہین* فی الحقیقت تیرے زر کا دوست ہی* اور دوستان ہم نوالہ اور
حریفان ہم پیالہ واسطے خورد برد غلّے کے جمع ہوکے فرقہ نوالہ دوست کی عادت کے موافق
خوشامد مین مصروف ہوے اُسکی مدح وثنا کے سوا زبان کو اور سخن سے آشنا نکرتے تھے اسلیے
عائب فرماتا ہی بیت لشکست قدر خو ورا نخوت فزود مارا* برباد خود ستم کرد ہر کس شود مارا
اور اُسنے بھی دیوانہ وار زبان کو لاف وگزاف پر اور ہاتھ کو اسراف پر دراز کیا تھا اس
تصور پر کہ یہ غلہ فراوان کبھی کم نہین ہونے کا ہر روز مقدار کثیر مصاحبون پر تقسیم کرتا تھا
اور مطلق عاقبت اندیشی دھیان مین نہ لاتا تھا اور یہ شعر ناسخ کا تکرار کرتا تھا بیت
کیا خوب قول ہی یہ کسی بادہ خوار کا* ہون آج مست غم نہین کل کے خمار کا* اس سال
قحط سال نے آتش گرسنگی کو سینون مین مفلسون کے یہانتک بھڑکایا تھا کہ بدلے نان کے

جان دیتے تھے تو بھی کوئی التفات نہ کرتا تھا اور متاع خانہ کو بدلے جو کے بیچتے تھے تو بھی کوئی خریدنہ کرتا تھا مگر اُس بے خرد نے سفرہ نان و نعمت کو بیہودہ بچھا رکھا جبکہ چند روز اسی طرح پر گذرے دہقان کو کارد باستخوان و کار بجان پہونچا نقصان غلّے کا دیکھتا تھا اور آہ سرد کھینچتا اور دل مین کہتا تھا کہ جزع اور فزع اُس چیز پر کہ تدارک جسکا امکان سے باہر ہو طریق خردمندی سے دور ہے اب مصلحت یہ ہے کہ باقیماندہ غلّے کو لیکر دوسرے قریہ مین جا رہون جبکہ دہقان نے غلہ اُٹھانا شروع کیا یہ موش آپ کو صاحب خانہ اور مالک کاشانہ سمجھا تھا اور پردۂ خواب ناز مین غافل تھا جبکہ موش صدائے آمد و شد دہقان سے مطلع ہوے تحقیق حقیقت حال کے واسطے باہر آئے اور راہ سوراخ سے معائنہ حال دہقان کا کیا اور سب کو اطلاع دی ان سبنے کہ دم رفاقت بھرتے تھے ولی نعمت کو چھوڑ کر راہ فرار لی نظم ہمہ یار تو از بہر معاش اند ٭ بے لقمہ ہوادار تو باشند ٭ چو حالت کاہد از مہرت بکاہند ٭ ریاضت بہر سود خویش خواہند ٭ ایسے رفیقان ریائی سے انقطاع بہتر ہے نہ آشنائی جبکہ موش نے سر بالین استراحت اُٹھایا ہر چند چپ و راست نگاہ کی اور تفحص کیا اثر ایک مصاحب کا نہ پایا گیا دل مین کہا لمولفہ بیت جو ہمارے تھے فدائی دفعۃً کیا ہوگئے ٭ کیا سبب ہے چھوڑ کر ہمکو روانہ ہوگئے ٭ جبکہ باوجود تلاش کسی رفیق کا نشان نہ ملا خرمن کی طرف روانہ ہوا اثر غلّے کا نپایا حتی کہ اس قدر بھی نہ تھا کہ قوت ایک دن کا کرے اس حال کے مشاہدے کے ساتھ طاقت طاق ہوگئی اور اضطراب عظیم مین مبتلا ہوا اسقدر سر زمین پر مارا کہ ہلاک ہوگیا فائدہ اس مثل کا یہ ہے کہ آدمی کو خرچ کرنا فراخور مداخل چاہیے اور اس طرح منافع مال سے گذران اپنی کرے کہ نقصان راس المال کو نہ پہونچے بیت ٭ بدخل و خرج خود ہر دم نظر کن ٭ چو دخلت نیست خرج آہستہ کم کن ٭ بعد اس کے چھوٹا بیٹا اُٹھا اور بعد ثنا و دعا باپ سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار جو کوئی کہ اس قاعدے پر مال کی محافظت کرے کہ نفع کلی اُس سے حاصل ہو تو پھر اُس منافع کو کس طرح صرف کرے باپ نے کہا کہ طریق اعتدال

کا ہر چیز مین پسندیدہ ہی بموجب حدیث شریف سرور عالم خیر الامور اوسطہا خصوصًا معاش
کے باب مین نہایت ضرور ہی خداوند مال کو لازم ہی کہ اسراف سے اجتناب کرے
والا طعن وتشنیع خلق اور ناخوشنودی خالق مین مبتلا ہوگا اور فی الحقیقت یہی ہی کہ
اتلاف واسراف مال وسوسہ شیطان سے ہی بموجب آیہ کریمہ انّ المبذرین کانوا
اخوان الشیاطین وان اللہ لایحب المسرفین لازم دانش یہ ہی کہ اسراف سے اجتناب کلی
کرے بلکہ مردم عالی گہر کے نزدیک بخل اگرچہ بد ہی لیکن اسراف سے بہتر ہی دوسرے یہ کہ
بخل اور امساک کی بدنامی سے بھی احتراز کرے کہ مردم بخیل ہر وقت مین مطعون اور دشمن خلائق
اور ناکام ہوتا ہی اور مال اُسکا آخر کار اثر بخل سے آماج تیر تاراج ہوجاتا ہی غرضیکہ سوائے
خیر الامور اوسطہا نہار رستگاری متصور نہین ہی نظم دیتے ہین زکوۃ جو صاحب زر ٭ اڑ جاتا
ہی وہ بال لگا کر شہپر ٭ پاتے ہین جو وارث اتفاقًا میراث ٭ کہتے ہین دیا بخیل نے زر مکر ٭ آخر کار
نصیحت نے سوداگر کے دونون بیٹون کے دل مین اثر کیا ایک نے حرفت اختیار کی اور برادر بزرگ
نے پیشہ تجارت بہتر سمجھکر سفر دور دست اختیار کیا اور پاس اُسکے دو گاؤ بارکش تھے کہ ثور فلک
قوت مین اُنسے برابری نکر سکتا تھا اور شیر گردون اُنکی مہابت سے مانند روبہ زبون نظر
آتا تھا بیت ناسخ پیلتن وشیر دل ماردم ٭ گاؤ زمین خستہ ہو مارے جو سم ٭ ایک کا شنزبہ
اور دوسرے کا منزبہ نام تھا خواجہ تاجر انھین ازبس عزیز رکھتا تھا اور ہر وقت
تیمارداری اُن دونون کی کرتا تھا دانہ وعلف سے بذات خود غفلت نہ کرتا تھا جبکہ مدت
سفر کی دراز ہوئی اور منزلین بہت کرنی پڑین فتور دونون بارکش کے حال مین پیدا ہوا
اور ضعف اُنکے اعضا پر مستولی ہوا قضارا ایک وادی مین دلدل اور کیچڑ بہت سی تھی راہ مین
پڑی شنزبہ اسمین پھنسگیا بہزار خرابی خواجہ تاجر نے اُسے نکالا لیکن طاقت رفتار مطلق نہین
رہی تھی لہذا اسی قریے سے ایک شخص کو باجرت مقرر کیا کہ اُسکے پاس دو چار روز رہے اور
تیمارداری کرے جبکہ طاقت کچھ بھی عود کرے تو تا کار اللہ داد خواجہ نے جہان مقام اپنے ٹھہرائے تھے

پہونچا دے مزدور نے ایک دو دن بیابان مین نگہبانی کی آخر تنہائی سے گھبرایا اور شنزبہ کو چھوڑکر نزدیک خواجہ کے آکر کہا کہ قضا سے چارہ نہین ہی شنزبہ مرگیا خواجہ ملول ہوا اور بمجبوری کوچ کیا اور شنزبہ کو چند پہر مین اس قدر قوت ہوئی کہ ہر طرف حرکت کرنے لگا ناگاہ ایک مرغزار کو پہونچا کہ انواع ریاحین سے آراستہ اور گوناگون روئیدگی سے پیراستہ تھا لمؤلفہ نظم گل جو تھا اس دشت مین بنجار تھا ✤ سبزہ رشک سبزۂ رخسار تھا ✤ نام کو بھی رنج جز راحت نہ تھا ✤ تھا نہ صحرا خلد کا گلزار تھا ✤ شنزبہ کو وہ مقام نہایت بھایا اور رخت اقامت اُسی جگہہ ڈالا جبکہ یک چند بے قید و بند اُس مرغزار مین حسب دلخواہ چرا اور ہواے روح افزا اور فضاے دلکشا سے مراد دل حاصل کی کمال فربہی اور طاقت لاحق حال اُسکے ہوئی نہایت سرور و نشاط سے کبھی کبھی خوار رعدآسا کھینچتا تھا اور اُسی بیشے مین ایک شیر فرمانروا تھا کہ کمال شوکت و غرور سے بیل مست کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اپنی جنس کو بھی ہرگز اپنے مقابل اور برابر نہ جانتا تھا سباع اور درندے اس بیشے کے سب مطیع اور فرمانبردار اُسکے تھے جبکہ آواز خوار شنزبہ کان مین شیر کے پہونچی کبھی اس آواز کو وہ شگاف سے کان اُسکے آشنا نہ تھے سنتے ہی عجیب طرح کا ہراس شیر کے اوپر طاری ہوا سمجھا کہ یہ کوئی بیر بران ہی کہ مین اُسکے آگے پشے کے برابر ہون کہ اُسکی مہابت آواز سے خون رگون مین خشک ہوتا ہی اس ہیئت سے ایسا خوفناک تھا کہ اپنی جگہہ سے نہ نکلتا تھا اور چاہتا تھا کہ یہ خوف میرا کسی پر ظاہر نہ ہو تو بہتر ہی اور ملازمان بادشاہی مین دو شغال تھے ایک کلیلہ نامے تھا اور دوسرے کا دمنہ نام تھا دونون آپسمین برادر اور ذہن و ذکا مین شہرہ آفاق تھے کلیلہ عاقل و سلیم الطبع اور قانع مزاج تھا اور دمنہ بزرگ منش اور طلب جاہ و حشمت مین حریص تر اور فساد دوست تھا بفراست دمنہ نے جانا کہ شیر کے دل مین خوف گاؤ کی آواز کا اثر کر گیا ہی کلیلہ سے کہا کہ بادشاہ کے حال مین کیا کہتے ہو کہ سیر و شکار کو ترک کر کے ایک جگہہ گوشے مین قرار پکڑا ہی اور جگہہ سے جنبش نہین کرتا ہی سبب کیا ہی کلیلہ نے جوابدیا کہ حاصل اس سوال کا کیا ہی اور نہین

فضا فتح میدان
دلکشا دگی مراد
زمین فراخ ١٢
خوار بضم خا معجمہ
و فتح میم آواز کردن
گاو ١٢ ک
باغ جمع سبع بمعنی درندہ
جمع فتح سین وضم
باء موحدہ ١٢
بیر بر لفظ
ہندی ہی بمعنی بہادر
لقب ہی ایک شخص کا
ایک رتم نے اسکو اکبر بادشاہ
اور اسکے پوست کو
پیراہن بناتے ہین
مہابت ہیبت ١٢
یہ کوئی عربی ہی ہیبت
کا ترجمہ ہی
عہد نوشیروان مین
ہزار سوار کو اسکا
اثر کرنا بمعنی
زور دکھلانا ١٢

بادشاہ کی فکر محال سے علاقہ کیا شعر ناسخ تونے نہین سُنا ہی بیت چاہیے شاہون کو فکر سلطنت
کب ہمین شایان ہی ذکر سلطنت ❊ ہم اِس درگاہ سے طعمہ پاتے ہین اوراُس کے سایۂ دولت
مین باسایش بسر کرتے ہین سوا اُسکے شکر و دعا کے ہمین اور تفحص نہ چاہیے دمنہ نے کہا تفتیش اسرار ملوک
اور اُنکی تحقیق احوال سے درگذر کہ ہم اُس جنس کے لوگون مین سے نہین ہین کہ بادشاہ کی
مصاحبت سے مشرف ہون اور ہم اس لائق نہین ہین کہ اسرار سلاطین مین قیل و قال کرین
اس طرح کا کلام مصاحبان دمساز کے واسطے زیبا ہی بلکہ اُن کو بھی احتیاط لازم ہی اور اگر کوئی
تیرے مانند غیر کے منصب کا بھی حوصلہ کرتا ہی تو اُسے وہ پہونچتا ہی جو اُس بوزینے کو پہونچا دمنہ
نے کہا حکایت اسکی کس طرح پر ہی **حکایت** کلیلہ نے کہا کہ ایک بندر نے دیکھا کہ درودگر
ایک چوب پر بیٹھا آرہ کھینچتا ہی اور دو میخین ہین کہ ایک کو شگاف چوب تراشیدہ مین ٹھونک
دیتا ہی جبکہ آرہ دور اُس سے پہونچتا ہی دوسرے کو بڑھاکر اُسی طرح ٹھونکتا ہی تا آرہ کشی
کے واسطے آسانی ہو یہ بوزینہ شاخ درخت پر بیٹھا تماشا درودگر کی صناعی کا دیکھتا تھا اتفاقاً
درودگر کسی کام کے لئے گیا بندر نادان نے اُس چوب پر بجاے درودگر بیٹھکر میخ کو ہلانا
شروع کیا آخر میخ شگاف چوب سے نکلی اور اُنثیین بندر کے کہ لٹکے ہوے تھے شگاف چوب
مین درآنے اور شکنجے کے مانند دونون شق مین دب گئے بوزینہ درد مہلک سے چلّاتا تھا سوچا
ہی وہ عاقل رکھتے ہین جو کام اپنے کام سے ❊ ہی وہ جاہل کام ہو جسکو پرائے کام سے
میرا کام میوہ کھانا تھا نہ آرہ کھینچنا اور تماشاے بیشہ تھا نہ کار تبر و تیشہ بوزینہ اس رنج مین اندیشہ
کرتا تھا کہ درودگر آ پہونچا اور چوبدستی مارنا شروع کیا حتی کہ کام بوزینہ کا تمام ہوا آخر اپنی
فضولی سے ہلاکت کو پہونچا کسی نے سچ کہا ہی ع کار بوزینہ نیست نجاری ❊ یہ مثل اے دمنہ
اس لئے کہی گئی ہی کہ ع کار خود کن کار بیگانہ مکن ❊ جسنے کہ قدم اندازے سے باہر رکھا معرض ہلاکت
مین پڑا الکل عمل رجال یعنی کہ ع ہر کسے را بہر کارے ساختند ❊ مرد ہر کام کا جدا اور کام ہر مرد
کا جدا ہی اور یہ کام تیرے سزاوار نہین ہی اس سے درگذر اور یہ تھوڑا طعمہ اور قوت

۵۱

۵۲

حکایت بوزینہ

کر پہونچتا ہی غنیمت جان دمنہ نے جوابدیا کہ جو کوئی جویاے تقرب سلاطین ہوتا ہی وہ
فقط کب طعمے پر قناعت کرتا ہی کہ یہ کام سفلہ دنی الطبع کا ہی کہ سگ استخوان پر اور گربہ پارہ نان
پر خوش ہوتی ہی ملوک کی ملازمت کا فائدہ یہ ہی کہ منصب عالی کو حاصل کرکے دوستون کو
لطف سرفرازی بخشے اور دشمنون کو سزاے واقعی دے اور فقط طعمے کی طرف گردن جھکانا
کار بہائم مثین طبع کا نہین ہی مین نے دیکھا ہی شیر نے خرگوش کو شکار کیا ہنوز کھایا نہین کہ
گور نظر آیا اُسے چھوڑکر متوجہ صید کلان کا ہوتا ہی بیت گر بلندی اور دولت چاہتا ہی
کر بھلا ✣ تیری ہمت کے موافق مرتبہ دیگا خدا ✣ جس نے درجہ بلند پایا اگرچہ گل کے مانند زندگانی
ایک ہی شب کی ہی مگر خردمندون کے نزدیک عمر دراز شمار کیجاتی ہی سبب اسکا یہ ہی کہ اُسکا ذکر جمیل
مدت دراز تک باقی رہتا ہی اور جس نے کہ دون ہمتی کو کام اپنا سپرد کیا چوب کے مانند اگرچہ عمر دراز
رکھتا ہو پر اہل فضل کے نزدیک گفتگو سے خارج اور حساب سے باہر ہی بیت جسکا رہے نیک نام
باقی ✣ ہی مثل خضر مدام باقی ✣ کلیلہ نے کہا کہ ہر کسی کو ہر کام کے واسطے پیدا کیا ہی طلب مراتب عالی
کی اُنکی واسطے سزاوار ہی کہ شرف نسب اور فضیلت حسب اور بزرگ زادگی اور استعداد
اور استحقاق اُسکا رکھتے ہون اور ہم تم اس طبقے اور خاندان سے نہین ہین کہ مرتبۂ عالی کا حوصلہ
کرین اور اُسکی طلب مین قدم رکھین بیت خیال حوصلۂ بحر می برم ہیہات ✣ چہاست درین
قطرۂ محال اندیش ✣ دمنہ نے کہا کہ یہ بزرگی عقل اور ادب ہی نہ حسب اور نسب جو کہ خرد صافی
اور عقل کامل رکھتا ہی پایۂ خسیس سے مرتبہ شرف کو مقرر پہونچے گا اور جو کہ عقل ضعیف اور راے
نحیف رکھتا ہی آخرکار درجہ اعلیٰ سے نکبت حضیض مین پڑے گا ؎ بہ ہشیاری عقل و شریف
وراے درست ✣ توان کمند تصرف بآسمان افگند ✣ اور بزرگون نے کہا ہی کہ ترقی درجات کی
زحمت بسیار سے ہاتھ آتی ہی اور تنزل تھوڑیسی تکلیف سے بھی میسّر ہوتا ہی جیسا کہ سنگ گران
کو بہت مشقت سے زمین سے دوش پر لاتے ہین اور تھوڑیسے اشارے مین دوش سے زمین پر
پھینک سکتے ہین جس بلند ہمت نے کہ تحمل محنت شاقہ کا پیرایۂ عقل سلیم کے ساتھ اختیار کیا کوئی

جنس اور کسی قبیلہ سے ہو مرتبہ عالی کو پہونچ سکتا ہی مصرع متاع نیک ہر دکان کہ باشد ❊ اور حصہ
مرتبہ نیعت کا موقوف حسب شریف اور نسب عالی پر نہین ہی بلکہ فہم سلیم اور یاوری بخت سے
تعلق رکھتا ہی بقول مؤلف کے بیت باغ عالم مین اگر پیوند ہمت ہو درست ❊ تو تو شاخ
بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون ❊ لیکن اکثر یون دیکھا ہی کہ جسنے آسایش طلب کی آبرو سے
ہاتھ دھویا اور دائم زاویۂ خمول ناکامی مین رہا اور جسنے کہ خارستان بلا سے اندیشہ نہ کیا
اندک عرصے مین چمن مطلوب سے گل مراد چنا اور باغ عشرت مین مسند عزت پر بیٹھا تو نے ای
کلیلہ لگر داستان اُن دو نون ہمراہیون کی نہین سنی ہی کہ ایک رنج و عنا اختیار کرنے کی
سبب سے دبدبۂ بادشاہی کو پہونچا اور دوسرا کاہلی کے باعث سے حضیض احتیاج اور پریشانی
مین رہا کلیلہ نے کہا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت دمنہ نے کہا کہ دو رفیق تھے دمساز ایک
کو سالم کہتے تھے اور دوسرے کو غانم باہم راہ منازل طی کرتے جاتے تھے کہ گذر اُنکا ایک کوہ
کے نزدیک ہوا کہ قلعہ اُسکا شبرنگ فلک سے عنان لیتا رہتا تھا اور کمر اُس کوہ کی منطقۃ البروج
کے ساتھ رکاب در رکاب تھی دامن مین اُس کوہ کے چشمۂ آب تھا کہ صفا مین مانند رخسارہ
تازہ رویان گلعذار اور حلاوت مین مانند سخن شکرین لبان شیرین کار کے تھا متصل اس
چشمے کے ایک حوض کلان بنایا تھا اور اُسکے گرد درخت سایہ دار شاخ در شاخ دست
بغل ہو رہے تھے مثنوی گلون پر اس روش سے پیچ سنبل ❊ کہ جیسے عارض تابان پہ کاکل ❊
ہر ایک سو جلوہ گر تھے سرو شمشاد ❊ کہ جیسے جمع ہون خوش سرو پریزاد ❊ تر و تازہ بنفشہ
اور ریحان ❊ برنگ زلف مشکین عنبر افشان ❊ برنگ چشم فتان چشم نرگس ❊ بہ از چشم غزالان
چشم نرگس ❊ القصہ دو نون رفیق بادیۂ ہولناک سے نکل کے اُس منزل پاک کو پہونچے
جاے اور منزل دلکش پائی چند ساعت قرار پکڑا جب حواس درست ہوے گرد اُس حوض
کے پھرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کنارے حوض کے سنگ سفید نصب کیا ہی اور چند سطرین
خط سبز سے اسپر ایسی خوشخط لکھی ہین کہ سواے قلم قدرت کے صفحۂ حکمت پر کوئی ایسا

حکایت دو رفیق

نقش نہین کھینچ سکتا ہی اور مضمون اسکا یہ ہی کہ ای وارد و صادر اس حوض کے اگر تو نے
اس منزل کو مشرف کیا ہی تو آگاہ ہو کہ ہمنے مہمان عزیز کی مہمانداری کی تدبیر جیسا کہ چاہیئے
کر رکھی ہی مگر شرط اسکی یہ ہی کہ سر بازی کرکے پانون اس چشمے مین ڈالے اور گرداب اور
غرقاب سے ہول نہ کرے اور جس طرح سے ہو سکے پار اس چشمے کے ہوپنچے اور پایان کوہ
مین کہ شیر سنگ کا بنا ہوا رکھا ہی اُسے دوش پر رکھکر بلا تامل ایک چلے مین بالاے کوہ
ہوپنچے اور نہیب سباع جان شکار سے کہ پیش آئے اور خلش خار پاے جگر دوز سے کہ دامنگیر
ہو ہرگز نہ ڈرے اور اپنے کام سے باز نہ ہی پھر دیکھے کہ کیا لطیفۂ غیبی پیش آتا ہی اور جلوہ ان
مع العسر یسرا کا کیا ظہور پکڑتا ہی **بیت** تارہ نرود کسے بمنزل نرسد + تا جان نکند بجانم
دل نرسد + جبکہ اس مضمون سے مطلع ہوے غانم نے سالم سے کہا کہ ای برادر دل چاہتا ہی کہ اس راہ
خطرناک مین مجاہدۂ مردانہ عمل مین لاؤن اور اس طلسم کی حقیقت حال کو کوشش تمام سے
واشگاف کرون جیسا کہ شاعر نے کہا ہی **بیت** یا تو سو دیتے ہین یا لیتے ہین دلبرا اپنا +
آج قصہ ہی چکا لیتے ہین چلکر اپنا + سالم نے کہا ای عزیز بمجرد مطالعہ ایسے خط کے کہ حقیقت
جسکی رقم اور راقم کی مطلق معلوم نہو مرتکب خطر عظیم کا ہونا اور بہ تصور فائدۂ وہمی اور
منفعت خیالی کے مہلکۂ بزرگ مین پڑنا دلیل ہی حمق مرکب کی کسی عاقل نے بامید تقویت
تریاق زہر کو نہین کھایا ہی سو گو تریاق بہم کہ بجز گمان حقیقت اسکی بھی موجود نہین ہی اور
کسی خردمند نے نقد کو نسیہ سے بدلا نہین ہی غانم نے کہا کہ ای رفیق مشفق سستی اور کاہلی کام
پست ہمتون کا ہی اور اختیار کرنا محنت کا نشان دولت کا ہی **بیت** ہر کہ آسودگی
و راحت جست + دل خود را ز بخت شاد نکرد + وآنکہ ترسید از جفاے خمار + قدح بادۂ
مراد نخورد + بلند ہمت گوشے اور توشے پر قناعت نہین کرتا ہی بلکہ تا پایۂ عالی کو نہ
ہوپنچے دست سعی باز نہین رکھتا ہی اور بے رنج گنج ہاتھ آنا بہت کم ہوا اس لیے
گلگون عنان بر داشتہ میری ہمت کا روکے سے نہ رکیگا اور اس گرداب بلا سے

بلا اندیشہ عبور کرے گا سالم نے کہا کہ ای برادر فرمانا تیرا مسلم مگر ایسی راہ مین قدم مارنا کہ پایان جسکا نہو اور ایسے دریا مین تیرنا کہ کنارہ جسکا دیکھنا کیسا بلکہ سُنا بھی نہو طریق خرد سے دور ہی اور عاقل وہ ہے کہ جب ابتدا کسی کام کی کرے مدخل اور مخرج اسکا بفحوای قدم الخروج قبل الولوج یعنی دخول سے پہلے خروج کو سمجھ لے اور آغاز و انجام ہر کام کا بواقعی دریافت کرکے اُس کے نفع اور ضرر کو میزان عقل مین خوب سا تول لے اسکے بعد عمل مین لائے تاریخ بیہودہ نہ کھینچے اور عُمر عزیز کو برباد و فنا نہ کرے ای برادر حکماے نصیحت شعار نے کہا ہر پہلے جاے استوار دیکھ لے بعد اسکے قدم رکھے اور جب کسی مکان حصین مین در آئے پہلے راہ باہر نکلنے کی مقرر کرے اور یہ خط زنہار عمل کے قابل نہین ہو کیا عجب ہو کہ یہ خط بطور تمسخر اور واسطے استہزاء حمقا کے کھینچا گیا ہو اور کیا بعید ہو کہ اس چشمے مین ایسا گرداب ہو کہ اُسین پڑکے نکل نہ سکتا ہو اور بالفرض اس سے نجات بھی ملے تو شیر سنگین ایسا بھاری ہو کہ اُٹھانا اسکا قوت بشری سے باہر ہوا اور اگر بر تقدیر فیضیاب ہوا پر نتیجہ ان مہلکون اور مشقتون کے اختیار کرنے کا معلوم نہین کہ کیا ہو کاش وہ فائدہ بھی لکھا ہوتا کہ ہوس خام نتیجہ بھی اِسکا مدنظر رکھتی صاف ہو کہ اس معاملے مین ہرگز مین تیرا شریک نہین ہون بلکہ تجھے بھی منع کرتا ہون غانم نے کہا کہ استغفر اللہ مین تجھے کب شریک اپنا بناتا ہون اور تیرے منع سے کب اپنی ہمت اس عزیمت سے پست کرتا ہون اب مین نے عہد خدا سے کیا ہو کہ وسوسہ شیطان سے ہرگز باز نہ رہونگا اور تجھے بھی معذور جانتا ہون کہ تو قوت اور ہمت میری ہمراہی کی نہین رکھتا ہو جا دور سے تماشا تو دیکھ اور دعا سے میری مدد کرتا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو سالم نے کہا ای برادر عزیز سمجھا مین کہ تو اپنے ارادہ سے باز نہ رہے گا اور اس ناکردنی کو مقرر کرے گا مین جیسا کہ تیری ہمراہی کی قوت نہین رکھتا ہون ایسے ہی اس کارنا ملائم کے تماشے کی بھی اپنے مین طاقت نہین پاتا ہون کہ تو دیدہ و دانستہ مہلکے مین پڑے اور مین تماشا دیکھون استغفر اللہ مجھ سے نہو سکیگا یہ کہا اور بادیدۂ گریان

روانہ ہوا اور غانم نے جان سے ہاتھ دھوکر اور قریب چشمہ آکر یہ شعر پڑھا رباعی دریاے خطرناک مین ہین جاؤنگا ٭ یا جان گئی یا مین گہر پاؤنگا ٭ یا کشتی اُمید لگی ساحل پر ٭ یا لقمہ طوفان بلا کھاؤنگا ٭ اور دامن ہمت کو استوار باندھ کے بسم اللہ مجریہا و مرسہا کہکر یہ شعر پڑھا بیت درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا ٭ اور جسبت کی دیکھا کہ دریاے ہولناک ہی کہ ساحل جسکا حد نظر سے دور ہی لیکن کریم کارساز کے کرم سے نزدیک ہی ہمت مردانہ نے مطلق قاصر نہ کیا آخر یقین کامل کی برکت سے کنارے چشمے کے جا پہونچا دیکھا کہ وہ شیر گران سنگ رکھا ہی بسم اللہ کہکر دوش پر اُٹھا یا بیک حملہ قلہ کوہ پر لیجاکے دوش سے اُتارا دیکھا کہ ایک شہر بزرگ خوش ہوا اور خوش وضع دور سے نظر آتا ہی بیت شہرے چو بہشت از نکوئی ٭ چون باغ ارم ز تازہ روئی ٭ غانم نے بالاے کوہ قرار پکڑا اور اُس شہر کی طرف نگاہ کرتا تھا کہ ناگاہ اُس شیر نے آواز ہولناک با ہزار مہابت بلند کی کہ زلزلہ کوہ پر آگیا اور وہ آواز اہل شہر کو پہونچی شہری تمام جوق جوق غانم کی طرف روانہ ہوے غانم یہ ہجوم دیکھکر متحیر تھا جبکہ وہ ہجوم قریب آیا اشراف اُس گروہ کے غانم کی طرف روانہ ہوے نزدیک آکر دعا و سلام شاہانہ بجا لائے اور مرکب راہوار پر سوار کرکے اور شہر مین لاکے حمام مین غسل کرایا اور انواع عطریات سے معطر کرکے پوشاک بادشاہانہ پہنا کر تخت سلطنت پر بیٹھا یا اور عنان سلطنت غانم کے قبضۂ اختیار مین سپرد کرکے سب اطاعت اور فرمانبرداری مین اپنے پر مستعد اور بدل و جان مطیع اور فرمانبردار ہوے غانم عجائب قدرت الٰہی دیکھ کے متحیر تھا وزرا سے پوچھا کہ یہ کیا طلسم ہی تفصیل اسے بیان کرو عرض کیا حکماے زمانہ سابق نے یہ چشمہ اور شیر کہ دیکھا تم نے طلسم سے آراستہ کیا ہی اور شیر سنگین کو بانواع فکر و تامل بلاحظہ طلوع درجات اور بنظر ثوابت و سیارات بنایا ہی جبکہ بحکم رب غیب دان کوئی شخص اس چشمے پر آنکلتا ہی اور امداد غیبی سے القاء الہیات کا اُسکے دل پر ہوتا ہی کہ چشمے کو طی کرکے شیر کو بموجب اُس تحریر کے کہ سنگ سر چشمہ پر لکھا ہی

دوش پر لے کر بالاے کوہ پہونچتا ہی اور وہ شخص ایسا ہی عمل کرتا ہی جیسا کہ تو نے ای کامگار عمل فرمایا اور وہ کونسا زمانہ ہوتا ہی کہ اول بادشاہ اس شہر کا مر چکا ہو اِس حال کے بعد ستارہ حشمت حسن یا بدولت کا اس کوہ کی بلندی سے طلوع کرتا ہی بعد اسکے جب آواز شیر اہالی سلطنت کے اور ارکان شہر کے کان مین پہونچتی ہی باکرام اُسے بادشاہ بناتے ہین جیسا کہ مشاہدے مین شہریار کے آیا اسی طرح سے نوبت بنوبت ایک کی موت کے بعد نوبت دوسرے کی چلی آتی ہی بموجب رباعی ناسخ رباعی جاتا ہی جو ایک دوسرا آتا ہی ÷ یہ کہنہ مکان نیا مکین پاتا ہی ÷ ہوتا ہی غروب چاند جب مغرب مین ÷ سورج مشرق سے جلوہ دکھلاتا ہی ÷ مدت متمادی اس طرح بسر ہوئی ہی کہ اِس قاعدے نے اسی دستور پر کہ مذکور جسکا ہو چکا استمرار پایا ہی اب یہ بادشاہی تجھے مبارک ہو غانم نے جانا کہ تقاضا اُس محنت اُٹھانے کا کہ دفعۃً میرے دلپر غالب آیا باعث یہی تھا کہ تقدیر الٰہی میرے فروغ کی باعث ہوئی تھی بیت بخت مسعود مددگار اگر ہوتا ہی ÷ سنگریزے کو اُٹھائے تو گہر ہوتا ہی ÷ یہ مثل اسلئے بیان مین آئی ہی تا معلوم کرے تو کہ نوش نعمت بے نیش میسّر نہین آتا ہی جسکے دماغ مین کہ سودائے سرفرازی جگہہ پکڑتا ہی وہ ہر سفلے کا پامال ہونا کب گوارا کرتا ہی اور پایۂ ادنی اور مرتبہ دون پر قانع نہین ہوتا ہی ای کلیلہ مین جب تک تقرب شیر کا حاصل نہ کرونگا اور زمرۂ مقربان حضرت مین داخل نہونگا سر کو بالین فراغت پر نہ رکھونگا اور پانون بستر راحت پر دراز نہ کرونگا کلیلہ نے کہا کہ ای بوالہوس اس در مقفل کی کلید کہان پائیگا اور اندیشہ اس عقدۂ لاینحل کا باعث اپنے اوپر لازم پکڑتا ہی اور کیون بیہودہ آتش سوزان مین ہاتھ ڈالتا ہی دمنہ نے کہا کہ برادر مصرع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانے دارد ÷ واقعی تیرا ارشاد بجا ہی لاکن اِسوقت شیر کو تحیر اور تردد لاحق ہی اور مجھے راہ اُسکے رفع تردد کی بہت آسان ہاتھ آئی ہی اگر اِس وقت مین تدبیر میری شیر کے سرور خاطر کا باعث ہوئے تو یقین ہی کہ مطلب میرا کہ مصاحبت ہی جلد حاصل ہو کلیلہ نے کہا کہ اول مصاحبت شیر کی تیرے واسطے ایک امر خیالی ہی اور

بفرض محال اگر یہ بھی ہوا مگر تو نے کہ ساری عمر بادشاہ کا تقرب نہین پایا ہی اور طریقہ آداب
بادشاہی سے نابلد محض ہی پس یہ سب شدہ ایک آن مین ناشدہ ہوکے تیری جان کی
ہلاکت کا باعث ہو جائیگا اور پھر تدارک بھی نہو سکے گا دمنہ نے کہا کہ جو شخص عاقل اور صاحب
فضل ہوتا ہی اندک زمانے مین ماہر ہر فن کا بنجاتا ہی جبکہ مین آداب شاہی مین نظر کرتا رہونگا
اور جو راہ وروش مقربان قدیم دیکھونگا اُسکی پیروی سے قدم باہر نہ رکھونگا پھر وجہ کیا ہی
کہ عتاب شیر کا مجبیر ہو اور دوسرے یہ ہی کہ ایسی باتین بے امداد غیبی میسر نہین ہوتی ہین جبکہ
بخت مساعدت کرتا ہی اور پایہ بلند پر پہونچاتا ہی تو خود وہ اپنا اتالیق ہو جاتا ہی چنانچہ اخبار
مین دیکھا ہی کہ آفتاب دولت ایک محترقہ بازاری کا بلند ہوا آخرکار پایۂ جہانداری کو پہونچا
اور شہرہ اُسکے نظم ونسق کا عالم مین منتشر ہوا ایک بادشاہ قدیم نے اسے لکھا کہ تو پیشہ نجاری
خوب جانتا تھا طریقہ ملک داری کا کس سے سیکھا اُسنے جواب لکھا کہ جسنے مجھے دولت وکامگاری
عطا فرمائی دقائق جہانداری کے میری لوح سینہ پر لکھدیے تھے لمولفہ **بیت** مورد لطف الٰہی
جو کوئی ہوتا ہی ✤ جو سزاوار ہی کام اُس سے وہی ہوتا ہی ✤ کلیلہ نے کہا کہ بادشاہ تمام ارباب
فضل کو مخصوص اپنا نہین بناتے ہین بلکہ اپنے نزدیکون پر اعتبار اس بات کا رکھتے ہین کہ
پشت ہا پشت سے اعتماد اُنکا چلا آتا ہی اُنھین کو اپنی خدمت مین اختصاص دیتے ہین اور
تو نہ شیر کے ساتھ سابقہ موروثی رکھتا ہی نہ وسیلہ ذاتی کوئی پایا جاتا ہی کہ اُس سے سرفرازی
خلاف دستور تو پائے بلکہ غالب یہ نظر آتا ہی کہ قباحت کا کوئی ایسا پہلو نکل آئے کہ مضرت
عظیم کا باعث ہو اور یہ بھی تسلیم کیا کہ تو نے شیر کا تردد خاطر رفع کیا اور وہ مسرور بھی ہوا
عوض اُسکا یہی ہی کہ تیری حقیقت سے زیادہ تجھسے سلوک کرے یہ مشکل نہین ہی بلکہ بیشتر ہوا
ہی کہ ہرکارے یا خبردار نے ایسی خبر بادشاہون کو دی ہی کہ نہایت مسرور ہوے اور عوض
اُسکا انعام وخلعت اُنکی مقدار سے زیادہ فرمایا ہی یہ نہین کبھی سُنا ہی کہ اُس شخص کو کبھی
وزیر یا مصاحب یا منصب دار کیا ہو پس بالفعل تیرا حال بھی ایسا ہی ہی بشر طیکہ

گمان تیرا درست پڑے اور اگر خطا تیری راے مین واقع ہوئی تو وہی ہونا ہی کہ جو مین نے کہا ہی دمنہ نے کہا جو کہ بادشاہ کی صحبت مین سرفراز ہوا ور اُسکے بعد امداد راے سلیم سے جد و جہد کرے اور رنجہاے بسیار اور شربتہاے ناگوار سے ضائقہ نہ کرے ممکن نہین ہی کہ مرتبہ اُسکا روز افزون نہو مگر یہ ضرور ہی کہ جب بادشاہ کی نزدیکی حاصل ہو تو پانچ کام کو اختیار کرے پہلے یہ کہ شعلۂ آتش خشم کو آب حلم سے بجھا ڈالے دوسرے وسوسہ شیطان اور شہوت سے حذر کرتا رہے تیسرے حرص فریبندہ اور طمع فتنہ انگیز کو عقل پر غالب نہونے دے چوتھے بناے کار راستی اور درستی پر رکھے اور دروغ فریب سے اجتناب کلی کرے پانچوین جو حادثہ کہ پیش آئے اُسمین ثابت قدم رہے کہ مراد اُسکی حسب دلخواہ بر آئے کلیلہ نے کہا راے تیری صواب پر ہی اور مین نے جو کہا تصور کیا مگر یہ فرمایا چاہیے کہ تم بادشاہ کے نزدیک پہونچکے پھر کس ہنر سے منظور نظر ہو کر رتبۂ عالی کو حاصل کروگے دمنہ نے کہا اگر تقرب بادشاہ کا حاصل ہوا تو پانچ خصلتین اختیار کرونگا پہلے اخلاص تمام سے خدمت اُسکی کرونگا دوسرے ہمت اپنی کلی متابعت سلطان مین صرف کرونگا تیسرے افعال اور اقوال کو ہر وقت اور ہر جگہ نیکی سے یاد کرونگا چوتھے بادشاہ جو کام کہ شروع کرے گا اور اگر نیک ہوگا تو فوائد اور منافع اُسکے کہ باریک اور بعید الفہم ہونگے اُنکو فکر راے درست سے ذہن مین بادشاہ کے کمال توضیح سے راسخ کرونگا کہ خوشی اُسکے دلکی ہزار چند بڑھجائیگی پانچوین اگر کوئی ایسا کام کہ مضرت جسکی ملک و سلطنت کی طرف راجع ہوتی ہوگی اور بادشاہ اس امر مین غفلت کرے گا تو عبارت شیرین اور لطائف دلکش سے اُسسے باز رکھونگا جبکہ ہنر میرے اُسپر ثابت ہونگے اُسی دم مقرر بنوازش عنایت مجھے مخصوص اپنا کریگا اور ہمیشہ میری صحبت و نصیحت کا مائل رہیگا کیا نہین سُنا ہی تونے کہ ہنر چھپا نہین رہتا ہی اور ہنرمند بے بہرہ نہین رہتا ہی نظم نہین چھپتا ہنر چھپانے سے * کب چھپا مشک تر چھپانے سے * مشک کی پھیلتی ہی بو ہر سو * کہ ہنر کی ہی گفتگو ہر سو * کلیلہ نے کہا تیری راے نے اس کلام پر خوب قرار پکڑا ہی اور ارادہ مضبوط ہو چکا ہی مگر پھر

بنظر سابقۂ محبت کہتا ہون کہ بہت خوفناک اور پرخذر رہنا کہ صحبت سلاطین امر دشوار
اور باعث خطرہاے بسیار ہی حکماے نصیحت شعار نے کہا ہی کہ عاقل تین چیز کو بغیر مجبوری
اور ضرورت شدید کے اختیار نہین کرتا ہی مگر نادان کہ بوے خرد جسکے دماغ تک نہین
پہونچی وہ ان تین کامون کو اختیار کرتا ہی پہلے آرزو بادشاہ کی خدمت کی اور دوسرے
کھانا زہر تریاق کے اعتماد پر تیسرے افشاے راز عورتون اور لڑکون سے کرنا اور اتنا
سمجھ لے کہ تشبیہ بادشاہ کو کوہ بلند کے ساتھ ہی اگرچہ اسپر معدن اور جواہر قیمتی ہین لاکن
مسکن اژدہا اور پلنگ وموذیات کا بھی ہی اس لیے جانا بھی اُسپر مشکل ہی اور مقام کرنا
اُس سے مشکل تر ہی اور دوسری تشبیہ بادشاہ کی دریائے عمیق کے ساتھ ہی کہ جو شخص
سفر دریا کا اختیار کرتا ہی یا در اور جواہر حاصل کرتا ہی یا گرداب غرقاب ہلاکت مین پڑتا
ہی بیت بدریا در منافع بیشمار است + اگر خواہی سلامت بر کنار است + دمنہ نے کہا کہ
ای بھائی جو کچھ کہ تو نے کہا جانتا ہون کہ محض دوستی اور خیر خواہی ہی کہ صحبت بادشاہ کی
آتش سوزان کے مانند ہی جو نزدیک تر پہونچے گا خطرہ اُسے بیشتر ہوگا بیت صحبت
بادشہ سے کر پرہیز + ہیزم خشک تو وہ آتش تیز + لاکن جو مخاطرہ سے ڈرا درجہ بزرگی
سے بے نصیب رہا تین کام کرنا چاہیے مگر بلند ہمتی کے ساتھ پہلے طلب صحبت سلطان دوسرے
سفر دریا تیسرے مقابلہ کرنا دشمن سے اور مین کم ہمت نہین ہون پھر کس واسطے
بادشاہ کی صحبت سے خوف کرون بلکہ میرا عمل تو گویا کہ اس مطلع پر ہی مطلع ہاتھ سے
رخش جنون کی باگ چھوڑا چاہیے + جس طرف لیجائے اُسکا مُنھ نہ موڑا چاہیے + کلیلہ
نے کہا اگرچہ مین منکر اس بات کا اور مخالف اس عزیمت کا ہون مگر تیری راے
اس کام مین وثوق اور طبیعت تیری اس اندیشہ مین ثبات رکھتی ہی مبارک ہو مصرعہ
اینک بسر راہ بر و خوش بسر آئے + القصہ دمنہ کلیلہ سے رخصت ہوا اور جا کے شیر
کو سلام کیا شیر نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی ملازمان شاہی نے عرض کیا یہ فلانے

شخص کا بیٹا ہی کہ مدت دراز سے عتبۂ عالی کا ملازم ہی اور اُسکے عزیز و اقارب سب نمکخوار
اس آستان دولت نشان کے ہین شیر نے کہا اسکے مان اور باپ کو مین پہچانتا ہون
اسکے بعد نزدیک بلا کے پوچھا کہ تو کہان رہا کرتا ہی اور کیا کام کرتا ہی دمنہ نے عرض کیا
کہ اپنے باپ کے عہدے پر ملازم درگاہ بادشاہی ہون اور راتدن اِسکا منتظر رہتا
ہون کہ اگر کوئی مہم پیش آئے اور حکم اقدس اس ذرۂ بیمقدار پر صادر ہو تو
انشاء اللہ تعالیٰ باقبال شاہی اُسے بقوت تدبیر صائب نہایت خوبی سے سرانجام
دون چنانچہ بارہا دیکھا ہی کہ ارکان دولت سلطان کو مہم حادث ہوئی ہی کہ زیردستون کی
امداد سے اُسنے سرانجام پایا ہی اور زبردستان عالی مرتبہ سے اُسمین کچھ نہین ہوسکا مصرع اندرین باغ
چو طاؤس نگارست مگس ٭ چنانچہ جو کام کہ سوزن سے نکلتا ہی نیزہ باوجود سرفرازی تمام اُس کام مین
عاجز اور بیچارہ رہ ہی اور جو کام کہ کارد قلمتراش سے ہوتا ہی شمشیر آبدار اُس جگہہ بیکار ہی اور جو کار
کہ خدمتگار سے بن آتا ہی وہ امراء عالی وقار سے زنہار نہین ہوسکتا ہی غرضکہ کوئی شی ہرچند
بیقدر اور فرومایہ ہو دفع مضرت اور جلب منفعت سے خالی نہین ہی فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ
غرض کہ قادر ذوالجلال نے جو چیز کہ خلق کی ہی بیکار اور عبث نہین ہی شیر نے جو یہ کلمات
معنی خیز زبان دمنہ سے سُنے متحیر ہوا اور مصاحبون سے کہا کہ مرد ہنرمند اگرچہ گمنام ہو مگر
روشنی دانش کی آخرکار اُسے بروے کار لاتی ہی جیسا کہ آتش ہرچند نرم نرم سلگا کرے
پر ایک وقت ہوا کی امداد سے زبان کھینچتی ہی دمنہ بادشاہ کے ارشاد سے شاد ہوا اور سمجھا کہ افسون
میرا شیر پر اثر کر گیا اسکے بعد زبان نصیحت کھولی اور عرض کیا کہ کافۂ انام خصوصاً خدام
ذی الاحترام کو لازم ہی کہ جو سوسہ بادشاہ کو پیش آئے بے اُسکے کہ بادشاہ کچھ فرمائے
بمقتضاے نمک خواری فہم و دانش تام اور غور و فکر تمام سے نیک تامل کرین اور جو صورت
کہ خیرخواہی اور فوائد ملازمان شاہی کی باعث ہو اُسے ضرور عرض کرین اور طریق خیراندیشی
مین اصلا قصور نہ کرین بعد استماع حال بادشاہ کو اختیار ہی کہ جو مناسب شان

شاہی ہوا اُسپر عمل فرمائے اور ہرایک کی عرض و معروض کو میزان خرد مین تولے اور موافق خیر خواہی و اخلاص اُس شخص کے اُسے سرفراز فرمائے تا حوصلہ ہرایک کا روز بروز افزونی پائے کیونکہ جب تک دانہ بویا ہوا خاک مین پوشیدہ رہتا ہی اور روئیدہ ہوکر سر نہین نکالتا ہی کوئی آبیاری اور پرورش مین کوشش نہین کرتا ہی اور کوئی روئیدگی جبتک کہ نقاب خاک سے چہرہ نہین دکھاتی ہی اور خلعت زمردین پہن کے گریبان زمین سے سر نہین نکالتی ہی معلوم نہین ہوتا ہی کہ یہ نہال باردار ہی یا درخت خاردار اگر نہال میوہ ہی تو پرورش اُسکی ذمے صاحب کشت زار کے لازم ہی کیونکہ پرورش کے بعد جب سر حد مراد کو پہونچیگا تو میوہ شیرین بروقت مقرر کریگا اور درخت خاردار لائق قطع اور دفع کے ہوتا ہی اِسی طرح سے بادشاہ کے ذمہ پر اللہ تعالی نے لازم فرمایا ہی کہ ہنرمند کے فراخور استحقاق قدر اور عزت اُسکی زیادہ کرے کہ ایک دن خدمت عمدہ ظہور مین آئیگی اور بے ہنر کو اپنی محفل مین بار نہ دے کہ درخت خاردار سے خلش اور ریش رسانی کے سوا دوسرا کام نہ نکلیگا نظم از ہنر خویش شو سینہ را ✤ یاد مکن نسبت دیرینہ را ✤ زندہ بمردہ مشو اے ناتمام ✤ زندہ مکن مردہ خود را بنام ✤ از پدر مردہ براے اے جوان ✤ گر نہ سگے چون خوشی از استخوان ✤ موش باوجودیکہ مردم خانہ کے ساتھ قدامت رکھتا ہی لیکن اُس سے جو رنج پہونچتا ہی اس لیے اُسکی ہلاکت واجبی جانتے ہین اور باز باوجود غربت و بیگانگی کے کہ اُس سے فائدہ متصور ہی باعزاز تمام ہاتھون ہاتھ لیے رہتے ہین بادشاہ کو لازم ہی کہ نظر آشنا اور بیگانے پر نکرے بلکہ مردم عاقل اور فرزانہ کا خواہان ہے اور جو لوگ کہ کارہاے عقل و ہنر سے بیگانہ ہون اُنھین مردان فاضل و ہنرمندان کامل پر ترجیح دے اور اگر منصب خردمندان کا بیخردون پر زیادہ کیا جائیگا تو خلل کلی امور سلطنت مین راہ پائیگا اور شامت اس فعل کی بادشاہ کے حال پر آخر رجوع کریگی بیت ہو نہ اس شہر مین زنہار ہما سایہ فگن ✤ عندلیبون سے زیادہ ہو جہان قدر زغن کلام دمنہ جبکہ تمام ہوا شیر نے اُس پر تلطف کیا اور حکم دیا کہ بلا قید حاضر ہوا کرے

بعد اسکے ہر روز انس زیادہ کرنے لگا اور بیشتر صلاح اور مشورہ اسکا مقبول کرتا تھا اور دمنہ
بھی حکایت عجیب اور نکات لطیف سے خوش بیانی کرتا رہتا تھا تھوڑے ہی عرصے مین
محرم حریم سلطنت ہوگیا اور صلاح و اصلاح امور سلطنت مین مشار الیہ ہوا ایکدن وقت
مساعد پاکے عرض کیا کہ مدت ہوئی ہی کہ حضرت نے ایک جگہہ پر قرار پکڑا ہی لذت سیر شکار
اور تماشاے باغ و بہار سے دل اُٹھا لیا ہی سبب اسکا کیا ہی چاہتا ہون کہ موجب
اسکا معلوم کرون اور اس بات مین جس طرح سے کہ ہو سکے تدبیر مناسب کرون اور جو چیز
کہ باعث ملال خاطر اقدس ہوئی ہی اُسے تدبیر صائب سے رفع کرون شیر نے چاہا
کہ دمنہ سے حال اپنا مخفی کرے اور کوئی سخن ساختہ کہکے بُھلا وادے کہ اسی حال مین
شُنزبہ نے آواز رعد آسا سے خوار کھینچا شیر آواز شُنزبہ سُننے کے ساتھ ہی زرد اور سراسیمہ
ہوگیا اور عنان اختیار ہاتھ سے چھٹ گئی شیر سمجھا کہ یہ حرکت میری دمنہ پر منکشف ہوگئی
بناچاری حال اپنا مشروحاً بیان کیا کہ سبب میری دہشت کا یہی آواز ہولناک
ہی کہ سُنتا ہون اور نہین جانتا ہون کہ یہ آواز کس کی ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ قوت و
شوکت اُسکی موافق آواز کے مقرر ہوگی اگر ایسا ہی ہی کہ جیسا مین سمجھتا ہون تو رہنا
اس مقام کا صواب سے دور ہی دمنہ نے کہا کہ بادشاہ کو سواے اس آواز اور اندیشہ کچھ
نہین ہی شیر نے کہا کہ ہرگز نہین مین مدت دراز سے اس آواز کی فکر مین مبتلا ہون دمنہ نے کہا
کہ اس آواز پر جلاوطن کرنا اور ملک موروثی کو چھوڑ دینا اور پاس ننگ و ناموس سے
درگذرنا خلاف جوانمردی کے ہی کہ سُننے سے کسی کی آواز کے سراسیمہ ہوجاوے بادشاہ کی
شان کے لایق یہ ہی کہ کوہ کے مانند ثابت قدم رہے اور مانند کاہ کے ہر ہوا سے متزلزل
نہوجاے نظم کیا ہی آندھی کی حقیقت پیش کوہ ٭ اُڑتے تنکے کی طرح ای باشکوہ ٭ چاہیے ہر حال
مین ہو مستقل ٭ عیب سے ہر امر مین ہو ہول دل ٭ بزرگون نے کہا ہی ہر آواز بلند اور جثہ قوی
پر التفات نہ کیا چاہیے کہ ہر صورت دلالت معنی پر نہین کرتی ہی اور ظاہر رونق باطن کی

نہین ہوتا ہی گل ہرچند فربہ تر ہو چوب لاغر سے ٹوٹ جاتا اور کلنگ[ا] ہرچند بزرگ جثہ ہوتا ہی چنگال باز کوچک قامت کا شکار ہوتا ہی اور جو کوئی اعتبار جثہ قوی کا رکھتا ہی اُسے وہ پہونچتا ہی جو روباہ کو پہونچا شیر نے کہا کہ قصہ روباہ کا کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا کہ ایک روباہ واسطے طعمے کے ایک بیشے مین پھرتی پھرتی ایک درخت کے تلے پہونچی کہ ایک طبل پہلوانی اسپر لٹکتا تھا یعنی دستور ہی کہ کشتی کے وقت پہلوان ڈھول بجاتے ہین اور جبکہ ہوا چلتی تھی شاخ اُس درخت کی اُس ڈھول پر لگتی تھی آواز سہمگین اس سے نکلتی تھی روباہ نے اس درخت کے تلے ایک مرغ خانگی کو دیکھا کہ تلاش دانہ کرم مین زمین پر منقار مارتا ہی روباہ نے چاہا کہ اس غفلت مین اُسے شکار کرے کہ ناگاہ آواز ڈھول کی روباہ کے کان مین پہونچی نگاہ کرکے دیکھا کہ جثہ کلان نہایت فربہ ہی طمع اسکی دوبالا ہوئی دل مین کہا کہ مرغ کوچک سے کیا حاصل ہوگا اور جثہ کلان کئی دن کے واسطے کفایت کرے گا مرغ کی تاک چھوڑکر ڈھول کی طرف متوجہ ہوئی مرغ اتنے عرصے مین ہوشیار ہوکر بھاگا اور روباہ بالاے درخت آکر کوشش کرتی تھی آخر چمڑے کو اُس ڈھول کے چیرا پوست اور لکڑی کے سوا کچھ نہ پایا حسرت سے افسوس کرتی تھی اور اشک ندامت سے روتی تھی کہ واے گرسنگی طمع مین جثہ قوی کی صید ضعیف بھی ہاتھ سے گیا یہ مثل اس واسطے غلام نے عرض کی تا شہریار آواز مہیب اور خیال شکل عظیم سے ذوق شکار اور حرکت سیر و تفرج کیسے دامن کش نہو اگر غور و تامل سے ملاحظہ فرمائے گا تو آواز مہیب اور جثہ قوی کی کچھ مقدار نظر مبارک مین نہ ٹھہرے گی اگر ارشاد عالی ہو تو غلام جاکر حقیقت حال اسکی معلوم کرکے خدمت عالی مین مشروحاً عرض کرے شیر نے اجازت دی دمنہ حسب الارشاد روانہ ہوا جبکہ نظر سے غائب ہوا شیر نے تامل کیا اور دل مین نادم ہوا کہ مجھسے خطاے عظیم صادر ہوئی اور خلاف مصلحت دانشمندون کے عمل کیا مین نے کہ ایک شخص عالی خاندان اور بزرگ زادہ بھی نہو اور افعال اُسکے اور بزرگون کے بھی معلوم نہون اور اُس رتبے کے لائق

عقلاً اور نقلاً بھی نہوا اُسکو دفعتہً واحدۃً راز عمدہ سے خبر کر دینا مصلحت سے بہت دور تھا افسوس کہ مجھسے کیا حرکت بیجا صادر ہوئی بادشاہ کو لازم ہی کہ اس فرقے پر اعتماد نہ کرے اور مہمات خاصہ مین کہ اخفا اُنکا واجب ہی ان لوگون کو اُس سے آگاہی نہ کرے پہلے جس نے کہ بغیر صدور قصور کے سزا پائی ہو اور رنج بے سبب کھینچا ہو اس سے اندیشہ کر کہ اسکا دل کبھی صاف نہ ہوگا دوسرے جسکی حرمت وحشمت بادشاہ کی ملازمت مین برباد گئی ہو اور اُسکی معاش اب تنگی سے بسر ہوتی ہی تیسرے وہ شخص کہ اپنے عہدے سے معزول ہوا ہو اور آئندہ امید بھی باقی نرہی ہو چوتھے جو شریر اور مفسد اور فتنہ پرداز بالطبع ہو اور آرام طلب اور کاہل مزاج بھی ہو پانچوین جو گنہگار تلخی عقوبت کی چکھے ہو اور ہم چشم اسکے کسی سبب سے بچ گئے ہون چھٹے وہ مجرم کہ شریک اُسکے فقط گوشمال پاکے بچ رہے ہون اور اُسنے عوض اُسی گناہ کے نقصانات اور گوشمال زیادہ پایا ہو ساتوین جس نے خدمت پسندیدہ کی ہون اور اُسکا صلہ کچھ نپایا ہو اور غیر نے تھوڑی خدمت سے بہت سا فائدہ حاصل کیا ہو آٹھوین وہ کہ دشمنون نے ناحق چرب زبانی سے بادشاہ کی نظرون سے گرا کے منصب اُسکا آپ حاصل کیا ہو اور بادشاہ اس سے کشیدہ خاطر اور اُسکے رفیقون کے حال پر متوجہ ہو اور یہ ذلیل اور زبون سبکی آنکھون مین ہو نوین وہ شخص کہ واسطے اپنی منفعت کے اُن کو برطرف کرے ولی نعمت کے ساتھ ہر بات مین دلیری کرے دسوین جسنے کہ بادشاہ کے نزدیک مقبولیت واقعی نپائی ہو جسنے عزت اور اکرام اور دن سے کمتر ہو اور دشمن اُسکے مرفہ الحال اور خرسند ہون بادشاہ کو واجب ہی کہ ان دس فرقون سے راز اپنا کبھی ظاہر نکرے بلکہ دیانت اور امانت اور مروت و اہلیت جسکی کہ بارہا آزمایش کی ہو اُسے بھی اپنا محرم راز نہ کرے **بیت** خوب کہا تو کوئی قابل اسرار نہین ہے مشورہ ہر کس و ناکس سے سزاوار نہین ہے پس بنظر ان باتون کے کہ کبھی امتحان اُس شخص کا نہین کیا ہو تعجیل کرنا ہرگز مناسب نہ تھا اور بھیجنا ایسے شخص کا دشمن کے پاس روشن ضمیری اور دور اندیشی سے بہت

دور تھا دمنہ شخص زیرک نظر آتا ہی اور میری درگاہ سے نصیبہ فلاح کا یعنی چندان حاصل
نہین کیا ہو اگر عیاذاً باللہ اُسکے دل مین خار اس آزار کا چبھا ہو اور قابو وقت کا پاکر آپسے
خیانت کرکے فتنہ انگیزی کر بیٹھے تو تعجب نہین ہی کہ دشمن کو مجھپر غالب سمجھ کے بامید رسوخ و فلاح
عہد و پیمان عمدہ عہدہ کا لیکے اس راز سے اُسے آگاہ کردے تو دلیری اُسکی زیادہ ہو جائے اور
تدارک بھی دشوار ہو بیت نہو بدنفس لیکن بدگمان ہو ✽ کہ آفات زمانہ سے امان ہو ✽ یہ سمجھکر
با خود کہتا تھا کہ بڑی خطا کی مین نے دیکھیئے نتیجہ اِسکا کیا ہو مضطرب تھا اور چشم انتظار اس راہ
مین رکھتا تھا کہ دمنہ پیدا ہوا شیر نے اضطراب سے اندکے قرار پکڑا کہ دمنہ نے زمین ادب کو چوم کر
دعا دی کہ شاہا حکم تیرا قاف سے تا قاف ہوا اور کہا کہ غلام نے نہ نخوت اُسکی اور نہ شکوہ ایسی
پائی کہ جس سے قوت اور شوکت پر استدلال کرتا مین اور نہ دل مین کچھ مہابت اور احترام اُسکا
سمایا کہ جس سے اُسکی بزرگی و لیر ثابت ہوتی شیر نے کہا کہ اِسبات کو ضعف و ناتوانی پر حمل نہ کیا
چاہیے اور اس دھوکے پر فریفتہ نہوا چاہیے کہ باد سخت گیاہ ضعیف کو کبھی توڑ نہین سکتی ہی لیکن
اور درخت ہائے قوی پیکر کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالتی ہو اس طرح سے مہتر اور بزرگ منش جبتک
دشمنون کو ہمسر اپنا نہین پاتے ہین اظہار قوت و شوکت نہین کرتے باز گنجشک ضعیف کا قصد
نہین کرتا ہی شاہین پشے پر بال نہین کھولتا ہی و قعت تیری جو اُسکی آنکھ مین نہین سمائی ہی
اسلیے اُسنے اظہار قوت تجھپر ضرور نہین جانا ہی دمنہ نے عرض کیا کہ شہریار کو لازم ہی کہ عظمت
اُسکی اس درجہ اپنے ذہن مین نہ رکھے اور اس مہم کو اتنا مشکل نہ سمجھے مین نے اُسکے کلام سے
حقیقت باطن کو کماحقہ دریافت کیا ہی اگر ارشاد ہو تو دست بستہ آستانہ عالی پر حاضر کردون
کہ حلقہ غلامی کا گوش جان مین رکھے اور غاشیہ ہوا داری کا کبھی دوش سے نہ اُتارے شیر نے خوش
ہوکے اجازت دی دمنہ نے شنزبہ کے پاس آکر گفتگوے دلیرانہ آغاز کی کہ تو کون ہی اور کہان سے
آیا ہی اور کس نژاد سے ہی اور سبب آنے کا بے اجازت شہریار عالیجاہ کے اس مقام مین کیا ہی شنزبہ
نے حال اپنا راست بے کم و کاست بیان کیا دمنہ نے کہا کہ ای نادان والی اس ولایت کا دہ شیر

غران ہی کہ کوئی ہمجنس اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہی بلکہ پیل مست کوہ پیکر اُس کی ہیبت سے بید کے مانند کانپتا ہی اور اُسکی بے اجازت اس بیشے کی حوالی مین کوئی پیر نہین رکھ سکتا ہی تونے کیا سمجھا ہی کہ بیباکانہ اس وادی مین قرار پکڑا ہی تجھسے ہزارون بیل شیر کے لشکر مین شکار ہوتے ہین شاید کہ موت تجھے لائی ہی اگر بیان سے جاکر حال تیرا بیان کیا تو اک آن مین تیری جان فنا ہوتی ہی مگر مجھے تیری غریب الوطنی اور تنہائی پر رحم آتا ہی اسواسطے اپنی عادت کے موافق چاہتا ہون کہ مہمان نواز اور غریب دوست رہون اور شیر کی خدمت مین لیجا کے تقصیر تیری معاف کرا دون بلکہ شیر کی مصاحبت سے تجھے سرفرازی دلواؤن شتربہ نے جبکہ یہ حکایت سُنی بید کے مانند کانپا اور دمنہ سے کہا کہ ای برادر اگر مین جانتا ہوتا کہ یہ ولایت اس شہنشاہ کی ہی تو زنہار قصد اس طرف کا نکرتا مگر مین غریب الوطن اور ناواقف ہون اگر غریب نوازی کی راہ سے مجھپر رحم کرے تو کیا عجب ہی کہ اللہ تعالی تجھپر رحم فرما دے گا دمنہ نے قسم کھائی اور کہا ساتھ میرے چل حسب نخواہ تیری ملازمت شیر سے کرا دونگا شتربہ اسپر راضی ہوا اور دمنہ کے ساتھ چلا جبکہ نزدیک پہونچے دمنہ نے پیشتر جاکر یہ ماجرا شیر سے بیان کیا اور شتربہ کے حاضر ہونے کا مژدہ دیا کہ اسی عرصے مین وہ بھی آپہونچا اور زمین ادب کو بوسہ دیا شیر نے بالطاف خسروانہ حال شتربہ کا پوچھا شتربہ نے از ابتدا تا انتہا اپنا حال بیان کیا شیر نے کہا کہ حاضر رہا کر کہ ہمنے در الطاف خادمان بارگاہ اور مسافران غریب الوطن کے لیے کھلا رکھا ہی اور مائدہ فائدہ انعام کو واسطے خاص و عام کے حکم دے رکھا ہی لمولفہ بیت وہ شاہ ہون سب خلق ہی راضی مجھسے ٭ سب خوش ہین نہین ہی کوئی شاکی مجھسے ٭ گاؤ نے بعد دعا و ثنا کے کمر خدمت چست باندھی اور ہمیشہ حاضرباشی کرنے لگا شیر بھی ہر روز زیادہ تر الطاف فرماتا تھا اور تقرب اُسکا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور اعزاز و اکرام اُسکا بہ نسبت سب کے از دولت کے دمبدم ترقی پاتا تھا اور حسن و خوبی اور جو ہر ذاتی اُس کے ہر دم ذہن مین شیر کے راسخ ہوتے جاتے تھے حتی کہ مقربان عالی مقدار مین شمار ہونے لگا غرض کہ

مائدہ الوان نعمت ... قولہ تعالیٰ ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء ... ۱۲

اس خوبی سے حسن خدمت بجالایا کہ تھوڑے سے عرصہ مین شیر کا محرم اسرار ہوا اور ہر ساعت
منزلت اُسکی زیادہ اور مرتبہ عزت بلند ہوتا گیا کہ ایک ہی سال مین جمیع ارکان دولت
اور اعیان حضرت سے مرتبہ شنزبہ کا زیادہ ہوگیا جبکہ دمنہ نے دیکھا کہ شیر نے عزت بیل کی سرحد
افراط کو پہونچائی و اکرام مین یہان تک افراط کی کہ مرتبۂ اعتدال سے درگذرا اور دمنہ
کی بات کو کچھ اُس کے آگے وقعت باقی نہ رہی اور کسی مہم مین مشورہ اِسکا درکار نہ
دست حسد سر پر مارنے لگا ور سر نفرت دیدہ دل مین دینے لگا اور آتش خشم و شعلہ غیرت
سے زاویہ دماغ جلنے لگا بیت دل مین حاسد کے بھڑکتی ہو اگر نار حسد ۔ پہلے
حاسد کو جلاتی ہی ہی کار حسد ۔ القصہ خواب و قرار دمنہ کا مفارقت کر گیا اور آرام و سکون
نے ساحت سینہ سے رخت اقامت اُٹھا لیا شکایت اُسکی کلیلہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ اے
برادر ضعف رائے اور سُستی تدبیر میری دیکھ کہ تمامی ہمت مین نے شیر کے آرام کے لیے
صرف کی اور گاؤ کو کہ شیر کی بیقراری اور اضطرار کا باعث تھا اُسکی خدمت مین
باسانی تمام حاضر کیا آخر کار وہ جمیع مقربان سلطانی سے بیشی لے گیا اور مین اُسکی مصاحبت
کے سبب اپنے مرتبے سے بھی گر گیا کلیلہ نے جواب دیا کہ جان من کار خود کردہ را علاج نیست
یہ تیشہ آپ تو نے اپنے پاؤن پر مارا اور غبار فتنہ اپنے ہاتھ سے اپنی راہ مین برپا کیا تجھے وہ
پیش آیا کہ جو زاہد کو پیش آیا تھا دمنہ نے کہا کہ ماجرا زاہد کا کیونکر تھا **حکایت** کلیلہ
نے کہا کہتے ہین کہ ایک زاہد کو بادشاہ نے خلعت فاخرہ عطا کیا ایک چور اس حال پر
اطلاع پاکے خدمت مین زاہد کی بارادت حاضر ہوکر مرید ہوا اور خدمت قرار واقعی
کرنے لگا اور آداب طریقت کے سیکھنے مین یہان تک جہد بلیغ کی کہ محرم اسرار اُسکا
ہوگیا جبکہ زاہد کو بسبب اعتماد کے عظمت ہوئی ایک روز خلعت چورا کے اپنی راہ لی جبکہ
زاہد نے خلعت کو نہ پایا اور مرید کو غائب دیکھا سمجھا کہ وہ چور تھا اسی حیلے سے
خلعت چرا لے گیا اور اُسکی تلاش مین شہر کی طرف روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ

دو نخچیر لڑتے ہین اور ایک نے دوسرے کو مجروح کیا ہی اور خون دونون کا زمین پر گرتا ہی روباہ گرسنہ اس حال مین خون اُنکا چاٹنے لگی کہ اتفاقاً وہ دونون کی ٹکر کے بیچ مین آپڑی استخوان اُسکے مانند سرمے کے پس گئے زاہد اس حال کے مشاہدے سے متنبہ ہوکر روانہ ہوا شب کو شہر مین جا پہونچا دروازے اہل شہر کے بند پائے جگہ قامت کی ہرچند تلاش کی نہ پائی قضارا ایک عورت کوٹھے پر کھڑی تماشہ دیکھتی تھی زاہد کی سرگردانی سے سمجھی کہ یہ مرد غریب الوطن ہی مکان مین اپنے بلاکر جگہ دی زاہد غنیمت سمجھکر اُس مکان مین فروکش ہوا اور گوشۂ کاشانہ مین بیٹھکے یاد الٰہی مین مشغول تھا اور وہ عورت بدکاری و ناہنجاری مین شہرۂ آفاق تھی اور کنیزین اُسکی سامان بدکاری کے سب مہیا رکھتی تھین ایک اُن کنیزون مین سے کنیز تھی کہ کرشمۂ جمال سے عروسان بہشت کو شرمندہ کرتی تھی اور آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت سے جلاتی تھی اور چشم مست کے تیر غمزے سے سینۂ عالم مین مانند حرف کے رخنہ کرتی تھی اور لب جان بخش سے تنگ شکر کے مانند حلاوت روح افزا عطا کرتی تھی وہ ساتھ ایک جوان زیبا و مشکین موسرو بالا ماہ سیما شیرین زبان باریک میان کے کہ ترکان خطا اُسکی چین زلف سے پیچتاب مین تھے اور نوش لبان سمرقندی اُسکے شکر شور انگیز کے شوق سے اضطراب مین تھے دل بستگی اس درجہ رکھتی تھی کہ جدائی ایکدم کی تلخی مرگ سے بدتر سمجھتی تھی ہمیشہ باہم رنگ بوے گل کے مانند مفارقت نہ کرتی تھی وہ عورت اُسپر فریفتہ تھی اور وہ جوان مطلق اسیر التفات نہ کرتا تھا فقط اُس کنیز کا شیدا تھا یہ عورت وصل کنیز کے جوان سے بتنگ آئی چاہا کہ اُس جوان کو ہلاک کرے اُسی شب کو زاہد اس بیچارے کے گھر مین مہمان تھا تدبیر اُسنے اُنکی ہلاکت کی اس طرح پر کی تھی کہ شراب مین داروے بیہوشی کو ملاکر رکھا تھا جبکہ دونون سرشار بادۂ بیہوشی ہوے زن بدکار نے سودہ زہر ہلاہل کو ایک نے مین رکھکے اور ایک سوراخ اُسکا پرہ بینی مین جوان کے رکھا اور ایک اپنے منھ مین رکھکے چاہتی تھی کہ پھونکے تا دماغ مین پہونچنے کے ساتھ مغز اسکا زرداب ہوکر بہ جائے کہ بحکم رب غیب دان چھینک اُس جوان کو آئی سودہ زہر کہ نے

---

۲۱ [illegible]

۲۲ [illegible]

۲۳ خطا نام شہریست از ممالک چین و بطا نوشتن خطا است ۱۲ در غیاث اللغات لفظ خطا در ردیف خا مع الطاء آوردہ شدہ است و در متن کتاب نیز بطا آوردہ ۱۲

مین بھرا ہوا تھا چھینک کے ساتھ رجعت قہقری[له] کر کے گلو اور دماغ مین اُس قحبہ کے سرایت کر گیا فوراً وہ ہلاک ہوئی بموجب مصرعہ ہم در سر آن رود کہ در سر داری بیت جو چاہا کسی نے کسی کا بُرا ÷ خدا نے کیا بس اُسی کا بُرا ÷ زاہد کو مشاہدے سے اس مکروہات کے وہ رات مانند روز قیامت کے دراز ہو گئی تھی جس وقت کہ زاہد صبح نے زاویہ شب ظلماتی سے مخلصی پا کے سجادۂ اطاعت کو محراب افق پر بچھایا عالم روشن ہوا زاہد نے اُس گروہ ابلیس خصلت کی ظلمت سے رہائی پائی اور نکلکر مکان دوسرا تلاش کرنے لگا ایک کفشگر نے کہ معتقد خاص زاہد کا اور نیز باشندہ اُس شہر کا تھا دیکھکر قدم پکڑے اور اپنے گھر مین لے گیا اور اپنے قبیلے کو زاہد کی خدمتگزاری مین مشغول کیا تمام روز اُسی طرح گذرا شب کو آپ بضرورت ضیافت کہ مدعو تھا باجازت زاہد ایک آشنا کے گھر مین گیا اور زوجہ اُس کفشگر کی ایک آشنا رکھتی تھی زیبا و خوشخو عشوہ تاز عشقباز اور ایک دلالہ انکے درمیان آفت روزگار تھی کہ افسون و افسانے سے آب و آتش کو باہم جمع کرتی تھی اور چرب زبانی سے سنگ خارا کو موم بناتی تھی زن کفشگر نے گھر جا کر اُس دلالہ کو بُلا کر کہا کہ اس شیرین لب کو خبر کر کہ آج کی شب شہد بے غوغاے مگس اور صحبت بے اندیشۂ عسس[عه] سے ع برخیز و بیا چنانکہ من دانم و تو ÷ حسب الطلب ناگاہ وہ جوان در پر حاضر ہوا منتظر دروازہ کھلنے کا تھا بیک ناگاہ کفشگر اس شب ظلماتی مین مانند بلاے ناگہانی کے آپہونچا اور اُس مرد کو دروازے پر آ کر دیکھا پیشتر از ین کفشگر کو بدگمانی بعض نشانون کے سبب سے تھی اسوقت کہ اِس ہیئت سے اُسے دیکھا یقین ہوا کہ وہ گمان میرا گمان نہ تھا بلکہ یقین تھا گھر مین آ کے دیکھا کہ عورت بھی آراستہ و پیراستہ منتظرانہ بیٹھی ہی وضع اور سنگار اُسکا اور بھی کفشگر کے یقین کا شاہد ہوا کفشگر نے نہایت غصے سے اوسے سر اُس بدکارہ کے ہاتھ مین لیکر کفش کاری کرنا شروع کی جبکہ خوب زد و کوب کر چکا آخر کار ستون خانہ سے محکم باندھکر آپ بستر آرام پر دراز ہوا زاہد اُسوقت کہ کفشگر کا مہمان تھا دل مین کہتا تھا کہ بے تحقیق اس قدر زد و کوب کرنا انصاف سے دور ہی بلکہ اگر مین شفاعت اُس عورت کی کرتا تو بجا تھا کہ اس عرصے مین زن حجام کہ دلالہ تھی آئی کہا اے جن یار

له رجعت قہقری یعنی پیچھے ہٹنا ۱۲

عه عسس نگہبان جمع عاس ۱۲

تیرا خفا ہی جلد باہر آ اور فرصت وقت کو غنیمت جان کہ یار تیرا دروازے پر کھڑا یہ شعر مولف کا پڑھ رہا ہی **بیت** ہجر کی شب ہمکو نیند آتی نہین ÷ زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم + کفشگر نے آواز حزین سے اُسکو نزدیک بلا کر کہا کہ اس شوہر بیرحم نے شاید اُسے درخانہ پر دیکھا ہی کہ دیوانہ وار گھر مین آکر زیادہ از حد مجھے مارا اور دیکھ کہ اس ستون سے باندھا ہی اگر مجھپر شفقت رکھتی ہی تو مجھے کھول اور مین عوض اپنے اس ستون سے تجھے نرم باندھون اور مین جاکر اُس یار وفادار سے عذرخواہی کر آؤن اور اسکے بعد تجھے کھولدون اور آپ بندھکر بدستور کھڑی رہون اگر یہ کرے تو مجھے لونڈی اور میرے محبوب کو غلام اپنے احسان کا کرے زن حجام نے بکمال خوشی اپنا بندھنا اور کھلنا اُسکا قبول کیا اور وہ باہر گئی اس عرصے مین کفشگر جاگا اور اُس عورت کو آواز دی زن حجام اُس خوف سے کہ آواز میری پہچانے گا نہ بولی کفشگر زیادہ خفا ہوتا تھا اور چلاتا تھا تو بھی جواب نہ دیتی کفشگر از بس خفا ہوکر نزدیک آیا اور ناک اُسکی کاٹ کے ہاتھ مین رکھی اور کہا کہ لے یہ تحفہ اپنے یار کو بھیجدے زن حجام خوف جان سے تسپر بھی نہ بولی اور دل مین کہتی تھی کہ تماشا ہی کہ عیش کسنے کیا اور مصیبت کسکے سر پڑی جبکہ زن کفشگر پھر آئی خواہر خواندہ کی ناک کٹی پائی نہایت غمناک ہوئی اور بہت عذرخواہی کر کے کھولدیا اور ستون سے آپ بندھکر کھڑی ہوئی زن حجام ناک ہاتھ مین لیکر گھر کو بھاگی ع حیران کبھی ہنستی تھی کبھی روتی تھی قحبہ ÷ زاہد نے یہ سب صورتین دیکھین اور سُنین اور اس عجائب روزگار سے جوان دو راتون مین گذرا زاہد کو حیرت پر حیرت ہوتی گئی مگر زن کفشگر نے بعد ساعت کے غوغا برپا کیا اور ہاتھ اُٹھاکر دعا شروع کی ملکا بادشاہا تو سمیع و بصیر ہی کہ میرے شوہر نے مجھپر ستم کیا ہی اور تہمت اور افتراے ناحق مجھپر باندھکے یہ حالت میری کی ہی تو مجھپر رحم کر اور اگر مین پاک ہون تو ناک میری کہ باعث زینت جمال صفحہ چمن عذار ہی جیسی کہ تھی ویسی ہی درست کردے کہ سر مو نشان بھی باقی نرہے غوغاے مناجات سے کفشگر بیدار ہوا اور نالہ مکر آمیز اور دعاے شورانگیز اسکی سُنکے چلایا کہ ای قحبہ یہ کیا دعا ہی کہ کرتی ہی کہ دعا فاجرہ کی درگاہ الٰہی مین مقبول نہین ہوتی ہی **بیت** چاہیے جو

یہ دعا ہو قبول خدائے پاک ÷ اپنے زبان و دل کو تو ا دل بنائے پاک ÷ اس گفتگو مین فاحشہ
نے شور کیا کہ ای ستمگار نا خدا ترس مردم آزار اُٹھ اور تماشا قدرت الٰہی کا بچشم عبرت مشاہدہ کر
کہ جو دامن میرا لوث فسق و فجور سے پاک تھا تو ایزد سبحان نے ناک مجھ شکستہ دل کی درست
کر دی اور تجھے خلق مین روسیاہی دی اور مجھے فضیحت دنیا سے نجات بخشی مرد سادہ لوح
نے کہ فریب شیطان اور مکر زنان سے غافل تھا چراغ روشن کرکے دیکھا تو واقعی ناک اسکی
درست ہی اور کہین نشان زخم باقی نہین ہی فی الحال معترف اپنے قصور کا ہوا اور ہزار
عذر خواہی و سماجت پیش آیا اور یہ یقین سمجھا کہ یہ عورت پاکدامن بلکہ اولیاء اللہ سے ہی
اسکے بند دست کھولے اور بہزار منت قصور اپنا معاف کروایا اور توبہ کی کہ اسکے بعد اگر کوئی شبہہ
بھی واقع ہو تو اُسے وسوسہ شیطان کا سمجھونگا اور کوئی تمام اگر سو دلیل سے فسق اسکا ثابت کریگا
تو مین محض افترا اور سخن سازی جانونگا اور مدت العمر اس مشورہ صلاحیت پیشہ کے فرمانے سے
کہ مستجاب الدعوات ہی باہر نہونگا ادھر تو یہ گذرا اور اُدھر زن حجام نا فرجام اپنی ناک مانند
جام کے ہاتھ پر رکھ لہو مین ڈوبی ہوئی متحیر تھی کہ کیا حیلہ برانگیختہ کرے اور یہ صورت کس شکل سے شوہر کو
دکھائے اور ہمسایہ اور اقارب سے کیا عذر پیش لائے اور اپنے اور بیگانے کے سوال کا کیا جواب
دے اس حال مین صبح کاذب دمیدہ ہوئی حجام جاگا اور آواز دی کہ کسوت میری دے کہ فلانے
خواجہ کا روز اصلاح ہی تا علی الصباح وہان جا پہونچون عورت نے جواب نہ دیا جبکہ حجام چلایا
زن بینی بریدہ نے ایک استرہ حجام کے ہاتھ مین دیا حجام غصے مین آیا اور اُس تاریکی مین استرہ اُسکی
طرف پھینک دیا اور کہا کہ مین کسوت تمام ای نا فرجام مانگتا ہون اور تو نے ایک استرہ دیا
عورت نے غوغا کیا کہ ہائے ناک حجام متحیر اقربا اور ہمسایہ اس غوغا سے جمع ہوگئے اور عورت کو
خون آلودہ اور بینی بریدہ دیکھا زبان شماتت حجام پر سب نے کھولی وہ بیچارہ پریشان
نہ روے اقرار رکھتا نہ زبان انکار جبکہ صبح جہان افروز نے پردہ ظلمت کا آگے سے اُٹھایا
اور آئینہ گیتی نما یعنی آفتاب جہان آرا درخشان ہوا بیت شب کٹی آخر نمایان ہوگئی

آغاز صبح ❊ آتش خورشید نے کی گرمی بازار ہیچ ❊ اقربا عورت کے حجام بیگناہ کو گرفتار کر کے نزدیک قاضی شہر کے لیگئے اتفاقاً زاہد دم صبح قاضی کی ملاقات کے واسطے کہ معرفت سابق رکھتا تھا حاضر ہوا تھا محکمے مین موجود تھا اور یہ سب تماشا من اولہ الی آخرہ مشاہدہ کیا تھا جبکہ اقربا ے زن حجام نے مرافعۃ[۹۰] اسکا روبرو قاضی کے کیا قاضی نے پوچھا کہ اس عورت کی ناک کاٹنے کا سبب کیا تھا حجام عقل و ہوش باختہ سے جواب معقول سرانجام نہوا قاضی نے بحکم[۹۱] الجروح قصاص کے حکم دیا زاہد اٹھا اور کہا یا ایہا القاضی اس کام مین تامل کر اور دیدۂ فراست کھول کہ چور خلعت میرا نہین لیگیا اور روباہ ہلاک نہین ہوئی اور زن بدکار کے زہر ہلاہل نے اثر نہین کیا اور زن کفشگر نے بینی حجام کی جورو کی نہین کٹوائی بلکہ یہ سب بلائین مین نے بچشم خود دیکھی ہین قاضی نے حجام کے قصاص سے تامل کیا اور زاہد کی طرف متوجہ ہوا کہ اس حجام کا ترجمان[۹۳] ہوا اور اس معنی بند کا بیان واضح فرما زاہد نے جو معاینہ کیا اور سنا تھا از ابتدا تا انتہا مشروحاً بیان کیا کہ اگر مجھے مرید کرنے کی آرزو نہوتی تو ترہات[۹۴] در دمین گرفتار نہوتا اور روباہ اگر گرفتار طمع نہوتی تو وہ نخچیر دن کے صدمے سے ہلاک نہوتی اور وہ زن فاحشہ جوان کا اگر قصد نکرتی تو جان شیرین تلخی سے نکھوتی اور زن حجام اگر مددگاری حرام کاری کی نکرتی تو یہ گت نہوتی اور فضیحت عالم نہوتی اور جو کوئی کہ بدی کرے تو نیکی کی طمع نرکھے اور جو کہ اندرائن بوے اُمید ذائقہ انار شیرین کی نکرے **بیت** چنین گفت دانا ے آموزگار ❊ مکن بد کہ بینی از روزگار ❊ اور یہ مثل اس لئے کہی ہین نے کہ تو جانے کہ راہ اس محنت کی خود اپنے واسطے تو نے نکالی ہے اور دروازہ اس رنج و مشقت کا اپنے آپ منھ پر کھولا ہے ع گفتا بکہ نالیم کہ از ماست کہ بر ماست ❊ دمنہ نے کہا کہ اے برادر مین ہر طرح سے حیلہ اٹھاؤنگا اور مضامین فساد کو یہان تک ترقی دونگی کہ گاؤ کو مرتبۂ عزت سے گرا کر اخراج[۹۵] کرا کے بلکہ قتل کراؤنگا اسوقت آتش دل البتہ منطفی[۹۶] ہوگی والا مذہب حمیت سے بہت دور ہے کہ اب اس امر مین

۹۰ مرافعہ — [illegible]
۹۱ بحکم الجروح قصاص — یعنی زخمون کا قصاص کرنا چاہیے
۹۳ ترجمان — بیان کنندہ
۹۴ ترہات — جمع ترہہ یعنی صوبے باطل
۹۵ اخراج — نکلوانا
۹۶ منطفی — بجھنے والا

کوتاہی کرون اور بزرگون نے بھی کہا ہی کہ پانچ کامون مین جتنی سعی کرے معذوری بجا ہی اول بشرط اسکے کہ تارک دنیا نہو تو طلب حشمت وجاہ مین جتنی کوشش کرے مناسب ہی دوسرے پرہیز کرنا اُس چیز سے کہ حال و استقبال مین جس سے گمان مضرت ہو تیسرے محافظت منفعت مین کبھی غفلت نہ کرے چوتھے بچانا آپ کو اُس ضرر سے کہ جسمین مبتلا ہو گیا ہو پانچوین تدبیر صائب سے جلب نفع اور دفع ضرر کی سعی ہر دم خیال مین رکھے اور مین یہان تک اس بات مین کوشش کرونگا کہ رقیب کو دفع کرکے اپنے منصب کو پھر پہونچونگا اور اس گاؤ کو گوشت یا طعمہ سباع کرونگا و یا اس بلا کا اخراج کلی کرونگا کہ یہ دغدغہ کسی نوع سے باقی نرہے اور مین اُس ضعیف چڑیا سے کم ہمت نہین ہون کہ عوض اُسنے اپنا باشے سے لیا کلیلہ نے کہا کہ حکایت چڑیا اور باشے کی کیا ہی حکایت دمنہ نے کہا سنا ہی مین نے کنجشک کے جوڑے نے ایک درخت کی شاخ پر آشیانا لگایا تھا فقط دانے بالی پر قناعت کرکے یاد الٰہی مین بسر کرتے تھے ایک باشے کا بھی نزدیک اُسکے آشیانہ تھا جبکہ بھوکا ہوتا تھا برق کے مانند جانوران پر گر پڑتا تھا جبکہ یہ کنجشک بچے نکالتی تھی اور پرورش پا کے قریب اُڑنے کے ہوتے تھے باشہ کمینگاہ سے حملہ کرکے اُسکے بچے شکار کرکے طعمہ اپنا کرتا تھا اور چڑیون کو بحکم حب الوطن من الایمان کے اُس آشیانہ کا چھوڑنا دشوار تھا اور باشے جفا پیشے کے ظلم سے کوئی تدبیر بچنے کی بھی نہ کر سکتے تھے نہ پاے سفر رکھتے تھے نہ روے اقامت ایک بار اُنکے بچے قریب اُڑنے کے ہوے تھے اور ماں اور باپ اُنکے بالیدگی اور رشد دیکھکر نہایت مسرور و خرم تھے کہ ناگاہ خیال باشے جفاکار کا خاطر مین گذرا کہ اُنھین طاقت اُڑنے کی کما حقہ حاصل نہین ہی مبادا وہ ظالم اُنھین شکار کرے تو کس طرح کا رنج حاصل ہو اس اندیشے مین وہ سب خوشی مبدل بغم ہوئی اور آثار اندوہ ان دونون کے چہرے پر نمایان ہوے ایک بچہ ان مین کہ قریب رشد کے

پہونچا تھا لہٰذا ساتھ اُسنے اوّل خوشی کا ہونا بعد فوراً ملال کا چہرے پر آجانا دریافت کیا
ماں باپ سے ان دونوں حالوں کا سبب پوچھا اُنھوں نے جواب دیا کہ اے پسر **مؤلفہ**
بیت نہ پوچھ احوال اے فرزند دل کے زخم کاری کا ❊ اُبلنا دیکھ لے بس چشم تر سے
خون جاری کا ❊ اسکے بعد قصہ سیاہی کا اور فرزندان گذشتہ کا اور وہ اندیشہ جو فی الحال
لاحق ہوا تھا مفصل بیان کیا بچے نے کہا اے والدین حکم قضا سے سرتابی[۱] طریق بندگی سے
دور ہے لیکن مسبب الاسباب نے ہر درد کی دوا پیدا کردی ہے اور ہر مرض کے واسطے شفا رکھی
ہے اگر اس عقدے کے حل ہونے میں سعی کرو اور اعانت اُسکی درگاہ سے مانگتے رہو تو دور نہیں
ہے کہ قاضی الحاجات سے مدعا تمھارا حاصل ہو اور بلا سے تمھیں نجات ملے کہ وہ ہمیشہ
شکستہ پایوں کی دستگیری کرتا ہے یہ بات بچے کی اُنھیں پسند آئی ایک نے تردد تلاش
طعمے میں پرواز کی اور دوسرے نے باشہ کی دفع جور کی چارہ جوئی کے واسطے راہ صحرا
کی لی مگر یہ تردد تھا کہ کہاں جاؤں کس سے درد دل اظہار کروں **بیت** رات دن
رہتے ہیں مجبر صدمہ ہاے درد دل ❊ پر کروں کیا سخت مشکل ہے دواے درد دل ❊
کہ اس حال میں ایک سمندر[۲] آتشکدے سے باہر آیا تھا فضائے[۳] صحرا میں پھرتا تھا گنجشک
کی نگاہ اُسپر پڑی اُسنے ہیئت عجیب اور شکل غریب دیکھکر دل میں کہا کہ حکایت اپنے
درد دل کی اس جانور غریب صورت سے کہوں شاید کہ عقدہ میری خاطر کا کھولے
اور کچھ علاج درد دل کا بتائے آداب تمام سے سمندر کے نزدیک جاکے لوازم بندگی
اور شرط نیازمندی بجا لاکے زبان توصیف اُسکی غریب نوازی اور مسافر پروری
کے بیان میں کھول سمندر نے کہا کہ آثار ملال تیرے بشرے سے ملاحظہ کرتا ہوں اگر
رنج راہ ہے تو چندے اسی جگہ توقف کر کہ آسودگی سے رنج تیرا مبدل براحت ہووے اور
اگر دوسری وجہ ہے تو اظہار فرما تا اپنی طاقت کے موافق سعی کی جاوے گنجشک نے
اپنا حال زار اس طرح مشروحاً بیان کیا کہ اگر سنگ خارا کے سامنے کہتا تو اُسکا

۱ سرتابی سرکشی یعنی نافرمانی
۲ سمندر [illegible] ۱۲
۳ فضا بالفتح صحن پیش در و ساحت خانہ و میدان ۱۲

بھی دل مانند موم آتش رسیدہ کے نرم ہو جاتا سمندر کو اس حال کے سننے کے بعد رقت
لاحق ہوئی اور کہا کہ صبر کر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس بلا کو تیرے سر سے دفع کرتا
ہون یعنی وہ تدبیر سوچتا ہون کہ خانہ اور آشیان اُسکا اور جو کچھ کہ اسمین ہو سوختہ ہو کر
برباد و فنا ہو جائے مگر نشان اپنے آشیانے کا تبا گنجشک نے پتا اپنے مکان کا اس طرح دیا کہ
زیادہ تر مشاہدہ سے اُسکے خیال مین آگیا اُسکے بعد گنجشک کو رخصت کیا اُسنے اپنے آشیانے کیطرف
بہزار سرور رجوع کی اور سمندر شب کو اپنے ہمجنسون کی جماعت ساتھ نفط اور گندھک لیکے
متوجہ اس مقام کا ہوا اور نزدیک پہونچ کے آہستہ آہستہ باشے کے قریب نفط اور گندھک تمام
آشیانے پر چھڑک گیا اور وہ اپنے جوڑے اور بچون کے ساتھ خواب ناز مین غافل تھا اُسیوقت
حکم خداے قہار سے تند باد وزان ہوئی اور نفط نے دفعۃً آگ لی اور شعلہ بھڑکا کہ زن و
بچے باشے کے سب جل گئے اور یہ مثل اسلیے بیان کی ہی کہ جو کوئی دفع دشمن مین کوشش
کرے اگرچہ خود ضعیف اور دشمن قوی ہو مگر ظفر اور فتحیابی کی اُمید ہی کلیلہ نے کہا یہ بات
اُلٹی تیرے خیال مین سمائی ہی یعنی جو کوئی کسی ضعیف کو بے جہت ستاتا ہی اور حسد کو کہ
مردود خدا ہی دل مین جگہہ دیتا ہی عوض اُسکا بہت جلد پاتا ہی۔ چہ جائے کہ دشمن قوی
اور خود ضعیف ہو اور آپ ہی بے سبب حسد سے ارادہ بدی کا کرے تو یقین ہی کہ خود
خراب ہو جاوے آگے غیب دان جانے ظاہرا شیر نے اُسے اختصاص بخشا ہی اور عہدہ
سرفرازی اُس کو دیا ہی اور صحبت اُس سے برابر ہی پس مزاج شیر کا اس سے متغیر کرنا
بہت مشکل نظر آتا ہی اور بادشاہ جسے کہ سرفرازی دیتے ہین بے سبب قوی اسے خوار ذلیل
نہین کرتے ہین اور جسکو کہ اُٹھاتے ہین بغیر وقوع خطائے عظیم نہین گراتے ہین سو وہ چند
مقام ہین اور حاصل اسکا یہ ہی کہ جب تک اس سے عداوت اور دولت سلطنت اور
افشائے راز سرزد نہین ہوتا ہی اور حد تحقیق کو نہین پہونچتا ہی تب تک زنہار اُسے
ذلیل نہین کرتے ہین اور بادشاہی کے لائق بھی یہی ہی ورنہ اعتبار سلطنت و جہانداری

جان سے اُٹھ جائے بیت چوب را آب فرومی نہ برد باعث چیست ٭ شرمش آید ز فرد بردن پروردۂ خویش ٭ اور مانند اسکے یہ دوہا بھی ہی دوہا جل کاٹے بورے نہین کہو کہان کی بریت ٭ سینچا جانکے ہی بردن کی ریت ٭ دمنہ نے کہا کہ کوئی سبب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ بادشاہ نے اُسکی پرورش مین مبالغہ کیا ہی اور کل ارکان دولت پر مرتبہ اسکا یہان تک بڑھایا ہی کہ بادشاہ کی ملازمت سے سب متفرق ہین اور منافع خدمت اور صلاح وہی اُن لوگون کی بالکل موقوف ہی اور ایسی صورتون مین آفت بزرگ سلطنت پروارد ہوتی ہی اور حکمانے کہا ہی کہ آفت ملک کی چھ چیزون پر متصور ہی اول ارکان دولت کو نا امید کرنا دوسرے ایسے فتنے کہ جسنے لڑائیان بے سبب وریش کین اور بے سوچ کام کیے اور تلوار دشمنون کی اکثر نیام سے باہر آئی تیسرے ہوا خواہ یہانتک رنجیدہ ہون کہ بادشاہ کی عیب گوئی پر آئین اور بادشاہ عیش و عشرت اور لہو لعب مین مشغول رہے اُسکی استمالت[1] سے بے پروائی کرے چوتھے گناہون کی کثرت سے مانند قحط اور وبا اور زلزلہ اور غرق و حرق[2] اور اُس کے مانند بلائین پیش آئین پانچوین جنگ کی جگہ صلح اور مقام صلح مین جنگ کرے اور بادشاہ کو چاہیے کہ باب قہر کو بند کرے اور دروازہ لطف کا کھولے کہا کہ یہ حال جو تونے بادشاہ کا بیان کیا اسمین قصور شنزبہ کا کیا ہی کہ بادشاہ نے اسپر الطاف کیسے کوئی ایسا ہی کہ بادشاہ اسے سرفراز کرے اور وہ انکار کرے لیکن تونے خیر خواہی نخواہی انتقام پر کمر باندھی ہی اور مکین شنزبہ پر بیٹھا چاہتا ہی کہ کسی طرح اسے ضرر پہونچے اور مین یہ جانتا ہون کہ اندیشہ ضرر کا کسی کے حق مین بطریق مکافات[3] بھی اپنا ہی ضرر کرنا ہی اور اس بارہ مین مؤلف نے سچ کہا ہی بیت اُسی کا بُرا جلد ہوتا ہی گویا ٭ جو کوئی کسی کا بُرا چاہتا ہی ٭ اور جو کوئی دیدۂ عبرت کھولے گا اور مکافات نیکی بد کا ملاحظہ کریگا تو غالب طرف نیکی کے آئیگا اور ہاتھ اور زبان کو ایذاے مخلوق سے محفوظ رکھیگا جیسا کہ بادشاہ دادگر کا حال گذرا دمنہ نے پوچھا کہ بادشاہ دادگر کا حال کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے

[1] استمالت ... (handwritten marginal gloss)
[2] حرق ... (handwritten marginal gloss)
[3] مکافات ... (handwritten marginal gloss)

کہا کہ اگلے زمانہ ماضی مین ایک بادشاہ تھا ظالم خونخوار ستم پیشہ غریب آزار دست تعدی
دراز کیا تھا اور پاے طغیان جادۂ اعتدال سے باہر رکھتا تھا ایک عالم نے اسکے لیے
دست بدعا اٹھائے تھے اور زبان نفرین کھولی تھی ایکدن یہ بادشاہ سیر و شکار سے پھر آیا
اور منادی کی کہ مین نے اپنی عمر شکستہ پائون کی آزار رسانی اور ضعیفون کی ایذا دہندی مین
بسر کی اور خرابی آخرت مین کوشش کرتا رہا اب توبہ صادق کرتا ہون اور عہد مضبوط
باندھتا ہون کہ بعد الیوم دست ظلم دامن عایا تک نہ پہونچنے دونگا اور پائون کسی ستمگر کا
کوچہ برایا مین نہ پڑنے پائے گا بیت رعیت کو دلتنگ رکھے جو شاہ ÷ نہ کیونکر رعیت ہو
اسکی تباہ ÷ رعایا کو اس خوشخبری سے جان تازہ حاصل ہوئی اور فقیران ستم رسیدہ کا اس بشارت
سے گل مراد باغ امید مین شگفتہ ہوا آخر نوبت عدالت اسکی یہان تک پہونچی کہ بچہ آہو شیر مادہ
شیر بیخوف و خطر پیتا تھا اور موش گربہ کے ساتھ بازی کرتا تھا القصہ حال اسکے عدل کا یہانتک
پہونچا کہ بادشاہ دادگر اُس کا لقب ہوگیا بیت یہ رعیت اُسے معدلت پر ہوئی ÷ دھوین
کی نگہبان صرصر ہوئی ÷ ایک ندیم بادشاہ نے وقت فرصت پاکے عرض کیا کہ بادشاہ عدالت
پناہ کی عمر دراز ہو سبب اسکا کیا ہی کہ مزاج اقدس فتۂ ظلم وجفا سے احسان و وفا کی طرف
مائل ہوا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ مین ایکدن شکار مین کوشش کرکے ایک درخت کے سایہ مین
کھڑا ہوکر ہر چہار طرف نگاہ کرتا تھا دیکھتا کیا ہون کہ سگ شکاری ایک روباہ کے پیچھے دوڑا
اور اسکا پائون پکڑکے اتنا چبایا کہ استخوان ریزہ ہوگئے روباہ واویلا کرتی ہوئی ایک غار
مین درآئی وہ کتا تھوڑی دور گیا تھا کہ پیادے نے پتھر مارا پائون اسکا بھی ٹوٹ گیا پیادہ
چند قدم چلا تھا کہ گھوڑے نے لات ماری پیادہ بھی لنگڑہ ہوا گھوڑا تھوڑی دور گیا تھا پائون
ایک سوراخ مین پڑگیا نلی اُسکے پائون کی بھی چور چور ہوگئی جبکہ یہ تماشا دیکھا اپنے دل مین
سمجھا مین کہ مکافات بدی کی بدی ہی کہ کیا ان سبنے کیا اور کیا پایا جو کہ اختیار کریگا اسکا نتیجہ بھی آخر
دیکھے گا وہ چیز کہ جس سے راضی نہوگا اور یہ مثل اسلیے بیان کی ہی کہ مکافات بدی سے ڈرے اور

مقام بداندیشی سے کنارہ کرے مبادا کہ وبال اُسکا تیرا ابلاے جان ہو جاوے اور حاصل
اس حدیث کا یعنی من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ تجھے بھی پیش آئے اور ایک بزرگ نے فرمایا
ہی کہ بدی نکر بدی پائیگا اور گڑھا کسی کی راہ مین نہ کھود آپ گر پڑے گا دمنہ نے کہا مین واقعی
مظلوم ہون نہ ظالم ستمکش ہون نہ جفاکیش پس جو کوئی ظالم سے عوض لے اُسے کیون ضرر
ہونے لگا کلیلہ نے کہا کہ اُسنے تجھپر کیا ظلم کیا ہی بادشاہ نے اُسپر کرم کیا اور تجھے اپنا حسد آپ آزار ہو گیا
شنزبہ کا اسمین کیا گناہ بالفرض اس عمل مین اگر تجھے ضرر نہ ہوپنچے لاکن ہلاکت شنزبہ مین سعی تیری کیا
کام آیگی تجھ سے قوت اسکی زیادہ ہی اور معین بیشمار رکھتا ہی اور خود بادشاہ اُسکا حامی و مددگار ہی
دمنہ نے کہا کہ بنا رکار قوت بسیار اور مددگاران بیشمار پر نہین ہی راے درست اور تدبیر حسبت اس
مقام مین مقدم جاننا چاہیے کس واسطے کہ جو تدبیر و تزویر سے ایسے مواقع مین کام نکلتا ہی وہ زور
و قوت سے ہرگز نہین بن آتا ہی کیا نہین سُنا ہی تونے ایک زاغ ناتوان نے بتدبیر عقل مار خونخوار
کو ہلاک کیا کلیلہ نے کہا یہ کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا کہ ایک زاغ نے کوہ مین آشیانہ کیا
تھا اور اُس آشیانہ کے نزدیک سوراخ تھا اُسمین ایک سانپ رہتا تھا کہ اُسکا زہر ہلاکت اور
لعاب بیخ دندان مبطل حیات تھا جبکہ یہ زاغ بچے نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا زاغ کے جگر مین
صدہا داغ فرزندون کی ہلاکت سے پڑ گئے تھے جبکہ نوبت سانپ کی ستمگاری اور زاغ کی
بیقراری کی حد سے درگذری شکایت اس حال کی ایک شغال سے کہ دوست اُسکا تھا کی مین اس
زندگی سے ہزار بار موت کو چاہتا ہون کہ اس ظالم شکاری کے ہاتھ سے کوئی تدبیر نجات کی نہین
بہم پہونچتی ہی اور حب الوطن بھی نہین چاہتا ہون کہ وطن موروثی کو چھوڑ دون اور حمیت بھی
رخصت نہین دیتی ہی کہ اپنے بچونکا عوض لیے بغیر اور طرف نکلجاؤن ای یار وفادار تو کچھ تدبیر بتا
کہ مین اس بار غم سے سبکدوش ہون شغال نے کہا تونے بھی کچھ تدبیر اپنے دلمین دفع کی ٹھہرائی ہی
زاغ نے کہا کہ یہ تدبیر ہی کہ جب شب کو یہ سانپ خوب غافل ہو کر سو جاوے تو منقار سے دونون
آنکھین نکال لون شغال نے کہا کہ یہ تدبیر راہ صواب سے دور ہی خردمند قصد دشمن کا اسطرح کرتے ہین

حکایت ماہی گیر

کہ خطرہ اپنا متصور نہو تو اس تدبیر کا ہرگز قصد نہ کرنا مانند ماہی گیر کے کہ کچھوے کی ہلاکت کا ارادہ کیا اور جان عزیز اپنی برباد کی ہلاک ہو گیا زاغ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت شغال نے کہا کہ ایک ماہی گیر تھا کہ کنارہ دریا کا اختیار کیا اور بنا بر تلاش رزق مچھلیوں پر رکھی تھی یعنی بقدر حاجت ہر روز مچھلیاں بیچ کے گذران کرتا تھا جبکہ ضعف پیری نے اعضاے بدن میں جگہ پکڑی اور قوت نے جواب دیا اور قوت لایموت سے درماندہ ہوا اور شکار کی قوت کچھ باقی نرہی دام غم میں گرفتار ہوا اور دل میں کہتا تھا کہ افسوس عمر غفلت و اسراف میں بسر کی اور ایام پیری کے واسطے کچھ ذخیرہ نہ کیا آج کہ قوت پیدا کرنے کی قوت باقی نرہی کیا تدبیر کروں اور کس طرح باقی عمر بسر کروں اب بہتر یہ ہی کہ دام شکار پھینکدون اور دام فریب بچھاؤن اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں آتی ہی غالب ہی کہ اس حیلے سے باقی عمر بسر ہو جاوے یہ فکر دل میں کر کے ایک دن اندوہناک آہ کرتا ہوا اور نالے بھرتا ہوا لب آبگیر آ بیٹھا ایک کچھوے نے کہ مدت سے اسکا آشنا سا تھا سر باہر نکالکے پوچھا کہ اے یار عزیز باعث تیری غمناکی کا کیا ہی کہ حد سے زیادہ تجھے نزار دیکھتا ہوں ماہی گیر نے کہا کہ کیونکر غمناک نہوں تو جانتا ہی کہ میرا مایہ زندگانی یہی تھا کہ اس آبگیر سے بقدر ضرورت ایک دو مچھلیاں شکار کر کے اس سے معیشت کرتا تھا چندان ضرر مچھلیوں کو بھی نہ پہونچتا تھا کہ پیدایش اور افزایش انکی بہت اور خرچ میرا تھوڑا ہی سو آج ماہی گیر سلطانی کہ اس راہ سے گذرے آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ والی شہر کو ماہی کے شکار کا شوق ہوا ہی اسلیے ہمیں خبر کو بھیجا ہی کہ جس جگہ مچھلیاں بہت ہوں خبر لاؤ کہ وہاں چل کے شکار کروں سو دریافت ہوا کہ اس آبگیر میں مچھلیاں بہت ہیں کل ہزاروں دام اسمیں پڑ جائیں گے اور ایک مچھلی نہ بچے گی یہ سنکر میں نے ہر چند ان سے سماجت کی کہ اس آبگیر سے رزق میرا جاتا ہی بادشاہ کو اور آبگیر پر لیجاؤ اور میری پیری پر رحم کرو انھوں نے ہرگز نہ مانا سو میں مبتلا ہوں کہ کل ان میں سے ایک ماہی باقی نرہیگی بس میں کیا کروں گا اور کدھر جاؤنگا یہ سنکر کچھوا آبگیر میں گیا اور یہ ماجرا مچھلیوں سے بیان کیا خروش تمام آب گیر میں پیدا ہوا کچھوے کے ساتھ

سب مچھلیان ماہی گیر کے نزدیک آئین اور کہا کہ ہمین راہ نجات خیال مین نہین آتی ہی
اَب تجھسے مشورہ پوچھتے ہین حدیث شریف مین آیا ہی المتشار موتمن مشورہ دینے والا امین ہوتا
ہی اگر دشمن بھی پوچھے تو اُسے صلاح نیک دے چہ جاے نفع تیرا ہماری حیات مین
شریک ہی اب تو بتا کہ ہم کیا کرین اور کیونکر اس بلا سے بچین صیاد نے کہا کہ وہ ماہی گیر
بادشاہی مجھسے ان سے صورت مقابلہ کی نہین ممکن الا ایک تدبیر میرے خیال مین گذرتی ہی
اگر تم کرو تو کوئی تمھارا کچھ نہین کر سکتا ہی یعنی یہان سے نزدیک ایک گنبد آبگینہ کہ پانی اُسکا
صفا مین صبح صادق سے دم برابری کا مارتا ہی اور عکس آئینہ گیتی نما سے سبقت لے گیا دانہ
ریگ اسکی تہ سے صاف نظر آتا ہی اور اسقدر پانی ہی کہ کسی تدبیر سے اسکی تہ تک دام ماہی گیرونکا
بلکہ خیال بھی پہونچ سکتا نہین ہی تم چلکر پناہ اسمین لو جبکہ بادشاہ آئیگا آبگیر کو خالی پائیگا
دامدارون کو سزا ملے گی اور آیندہ پھر کوئی قصد آبگیر کا نہ کرے گا پھر تمھین اختیار ہی خواہ
وہین رہو خواہ اپنے وطن قدیم کو مراجعت کرو مچھلیون نے کہا کہ صلاح نیک تو نے فرمائی
لیکن تیری مدد کے سوا ہم کیونکر وہان پہونچین گے ماہی گیر نے کہا کہ جو کچھ میری قوت سے
ہو سکے گا دریغ نہ کرونگا فرصت بہت کم ہی مچھلیون نے زاری کی کہ مددگاری ہماری ضرور
فرما کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہین کرتا ہی اجر احسان کرنے والون کا صیاد نے کہا کہ تامل کرو کہ
مین صیادان بادشاہی تک جاکے ایک تدبیر کرتا ہون اگر بن آئی تو تم سے دریغ نہ کرونگا
ماہی گیر جاکے تھوڑی دیر کے بعد آیا اور کہا کہ مین نے ہزار حیلے سے ایک مہینا باز رکھا ہی جب
وہ بادشاہ کو طرف شکار کے لائین گے تب تک تمکو بدفعات اُس آبگیر تک پہونچا دونگا
اب آؤ دو چار کو اپنے دوش پر رکھکے پہونچا دون یہ ہر روز چند مچھلیان اسی فریب سے
لیجاتا تھا ایک کو کھاتا تھا اور باقیون کو بیچتا تھا اور جبکہ یہ ماہی گیر لب آبگیر آتا تھا ایک دوسرے
پر افسوس کرتی تھین اور چشم خرد اُسکی سہو اور غفلت پر روتی تھی اور کہتی تھی کہ جو فریب دشمن پر
فریفتہ ہوگا اور خسیس بدگوہر کے قول و فعل کا اعتماد کریگا انجام اُسکا بخیر نہو گا جیسا کہ کیکڑی

ہندی نے کہا ہی دوہا منتی پر اور پیٹ جو تیری کے پیتا ہی ٭ سوت نر دے ڑاڑ پر پھر پاچھے
پچھتائے ٭ مچھلیان بیشتر جا چکین اور نوبت اُس کچھوے کی آئی ماہی گیر سوچا کہ اسے بھی بازار
مین مجھسے کوئی چور نگ کے واسطے چند آنے کو لے لیگا یہ سوچ کے کچھوے کو دوش پر پیلا جبکہ کچھوا
سمجھا کہ اسنے راہ نئی شہر کی معلوم کیا کہ اس غدار نے اسی مکاری سے کام سب کا تمام کیا ہی اب
نوبت میری ہی پس بہتر یہ ہی کہ جو وقت گریز باقی نہ رہے تو دست شمشیر تیز و پر رکھنا ضرور ہی اب
کوشش کرنا چاہیے دو حال سے خالی نہین ہی اگر کام دشمن کا تمام کیا تو نام مردانگی صفحۂ
روزگار پر باقی رہا اور اگر مر گئے تو بھی کوئی بے حمیت نہ کہیگا قطعہ چو خصم قصد تو کرد از برای
دفع ضرر ٭ بجد و جہد بکوش ار بعقل مشہوری ٭ اگر مراد بدست آیدت بکام رہی ٭
وگر جہم نرسد آن زمان تو معذوری ٭ اسکے بعد کچھوے نے جست کر کے حلق ماہی گیر کا پکڑا اور
چبانا شروع کیا ماہی گیر ضعیف و پیر تھوڑے سے فشار مین تمام ہو گیا اور کچھوے نے آبگیر کی راہ
لی جبکہ منزل کو پہونچا ماجرا اپنا اور ماہی گیر کا بیان کیا اور ماہیان گذشتہ کی تعزیت کے بعد
باقیماندون کو تہنیت زندگانی کی دی سب خوش ہوئین اور مچھلیون نے حیات اپنی
دوبارہ سمجھی اور یہ قطعہ تکرار کرتی تھین قطعہ مر گیا دشمن کوئی دم شادمانی کیجیے ٭ عمر آدم
ہی جو دم بھر زندگانی کیجیے ٭ مرگ دشمن سے شماتت کیا مگر شادی سے اب ٭ زرد ہی غم سے جو
چہرہ ارغوانی کیجیے ٭ پس یہ مثل اسواسطے بیان کی ہی تا جانے تو کہ اکثر لوگ اپنے حیلہ سے آپ
ہلاک ہوئے ہین مین تجھے وہ صورت بتاؤن کہ اگر اسکے موافق کام کرے تو تیری بقا اور دشمن
کی ہلاکت کا سبب ہو زاغ نے پوچھا کہ وہ کیا ہی شغال نے کہا کہ قریے کی طرف اڑ کے جا اور
چپ و راست نظر کر کوئی چیز ایسی کہ جسے تو اڑا سکتا ہی منقار مین لیکر اُڑ مگر اس طرح کہ
آدمیون کی نظر سے غائب نہو جانا غالب ہی کہ مالک اس چیز کا تیرا تعاقب کرے جبکہ
تو نزدیک مار کے پہونچے اُس چیز کو چھوڑ دینا جبکہ اس کو دیکھین گے اول کام اُسکا
تمام کرین گے اسکے بعد اُس چیز کو لینگے اور تو بے رنج و مشقت دشمن سے مخلصی پاے گا

بموجب مشورے شغال کے زاغ نے پرواز کی دیکھا کہ ایک بام پر ایک عورت غسل کرتی ہی
اور سب کپڑے اتارے ہین انہین سے ایک کپڑا منقار مین لے کر اوڑا اور لوگ پیچھے دوڑے
زاغ بموجب صواب دید شغال کے آہستہ اوڑا جاتا تھا جبکہ نزدیک سانپ کے پہونچا منقار سے
اُس کپڑے کو چھوڑ دیا لوگون نے آتے ہی کام اُس سانپ کا تمام کیا اور زاغ نے بلا مارے
نجات پا کر یہ شعر دفع دشمن ہو گیا اب اشک خون پالا کہان + درد سینے مین کہان ہونٹون
پر اب نالہ کہان + دمنہ نے کہا یہ مثل اس لئے بیان کی ہی تا جانے تو حیلے او عقل سے جو کام
ہوتا ہی زر و قوت سے وہ نہین ہوتا ہی کلیلہ نے کہا حیلہ تیرا گاؤ سے پیش نہین جائیگا وہ قوت و
شوکت اور عقل و فراست مین تجھسے بہت زیادہ ہی شاید کہ داستان خرگوش کی تو نے نہین
سُنی ہی دمنہ نے کہا یہ قصہ کیونکر ہی حکایت کلیلہ نے کہا کہ ایک بھیڑیا بھوکا تبلاش طعمہ
صحرا مین ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا اور خرگوش ایک سایہ مین غافل سوتا تھا بھیڑیے نے دیکھکے
غنیمت جانا اور آہستہ اُسکی طرف روانہ ہوا خرگوش نے بوئے دم اور آسیب قدم سے متنبہ
ہو کر جست کی اور چاہا کہ بھاگے بھیڑیے نے راہ اُسکی روکی اور کہا کہ کہان جاتا ہی خرگوش پر
خوف غالب آیا تضرع آغاز کیا اور روے نیاز زمین پر رکھا اور کہا کہ جانتا ہون مین کہ آتش
گرسنگی امیر سباع کی جوش پر اور نفس امارہ طلب غذا کے واسطے اضطراب مین ہی مگر اس جثہ
نا توان وضعیف سے ایک لقمہ بھی امیر کا نہو سکے گا مگر یہان سے نزدیک ایک روباہ ہی کہ
نہایت فربہی سے راہ چل نہین سکتی ہی اور گوشت اُسکا تر و تازگی سے مانند آب حیات کے اور خون
اُسکا تازگی اور شیرینی مین شربت قند و نبات کے برابر ہی امیر اگر وہان تک قدم رنجہ فرمائے تو
تو مین اسے کسی حیلے سے پکڑا دون ناشتاے معقول ہو اور اگر اسپر بھی سیری نہو تو مین حاضر ہون
مجھے نوش فرمائیے بموجب مصرعہ دیگران را در کمند آور کہ ما خود بندہ ایم + بھیڑیا خرگوش
کے افسون پر فریفتہ ہو کر روباہ کی طرف روانہ ہوا اور وہ روباہ مکاری اور فریبندگی
مین شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین وہم و خیال سے سبقت

لیجاتی تھی خرگوش جبکہ غار روباہ کے نزدیک پہونچا بھیڑیے کو باہر کھڑا کر کے آپ اُسکے غار مین گیا اور بصد تکریم سلام کیا روباہ نے بھی بکمال نیاز جواب سلام دیا اور کہا بیت خوش آمدی زکجا آمدی بیا بنشین ÷ بیا کہ مید ہمت در رود دیدہ جا بنشین ÷ خرگوش نے کہا کہ مین مدت سے ملاقات شریف کی تمنا مین رہتا تھا بسبب مواقع روزگار غدار اور بسبب بیوفائی زمانہ ناہنجار کے ملاقات سے محروم تھا در نیولا ایک عزیز کہ ملک کرامت مین بادشاہ سرفراز اور عرصہ ولایت مین پیر مرید نواز ہی اتفاق حسنہ سے اس دیار مین تشریف لایا ہی اور شہرہ زاویہ گزینی اور گوشہ نشینی اس جناب کی سُن کے اس بندۂ حقیر کو وسیلہ ملاقات کروانا چاہتا ہی کہ دیدۂ دل اس جناب کے جمال جہان آرا سے منور کرے اور مشام جان کو خوشبوے انفاس مشکفرسا سے معطر بنائے اگر اجازت ہو تو بہتر ہی ورنہ آزردہ جانا ایسے قطب وقت کا اچھا نہین ہی لمولفہ دم عیسٰی کے برابر ہی دم درویشان ÷ باعث رد بلا ہی قدم درویشان ÷ روباہ نے طرز کلام سے اس فریب کو سمجھا اور دل مین خیال کیا کہ مین بھی انکے ساتھ بطور انھین کے سلوک کرون اور شربت انکا انھین کے حلق مین ڈالون بموجب مصرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است ÷ روباہ نے کہا کہ مین نے کمر خدمت مسافرون کے واسطے باندھی ہی اور دروازہ زاویہ کا مہمانون کے مُنھ پر کھول رکھا ہی خصوصًا ایسا عزیز کہ اس خوبی سے بیان جسکا کرتا ہی اور ایسا صاحب کمال کہ جسکی تعریف اِس درجہ فرماتا ہی اُسکی مہمانداری مین کیونکر تقصیر کرونگی اور جانتی ہون من الضیف اذا نزل نزل برزقہ بزرگون نے بھی کہا ہی قطعہ ہر کرا بینی بعالم روزی خود میخورد ÷ گر ز خوان نست نانش یا ز خوان خویشتن ÷ پس ترا منت ز مہمان داشت باید بہر آنکہ ÷ میخورد بر خوان احسان تو نان خویشتن ÷ لمولفہ اپنی قسمت کے سوا کھاتا نہین کوئی بشر ÷ اپنے گھر مین بیٹھکر وہ کھائے یا اور دن کے گھر ÷ اُسکا تو مرہون احسان ہو جو کھائے تیرے ساتھ ÷ یعنی کھاتا ہی وہ اپنا تیرے دسترخوان پر ÷ اُمیدوار ہون کہ اتنا توقف فرما کہ گوشۂ کاشانہ کو جاروب کرون اور قدم مبارک کے واسطے فرش لایق حال بچھالون خرگوش سمجھا کہ افسون میرا اثر

کار گر ہوا کہا کہ مہمان مرد بے تکلف ہی اور درویش مشرب آرایش کو مکان اور تکلف کے فرش کی حاجت نہین ہی لیکن خاطر عاطر اگر مائل تکلف ہی اِس سے بھی انکار نہین رکھتا ہی یہ کہکر باہر آیا اور تمام ماجرا بھیڑیے سے کہا اور تعریف لحم و شحم و تازگی و تری سے خوشخبری تازہ دی بھیڑیا بھی دندان طمع تیز کر کے انتظار مین گوشت فربہ کے منہ بنا رہا تھا اور خرگوش اس تصور مین تھا کہ جب یہ روباہ کے کھانے مین مصروف ہوگا مین راہ فرار لونگا مگر روباہ جہاندیدہ نے پیش ازین از راہ احتیاط مسکن کے گوشے مین ایک غار تاریک کھود رکھا تھا اور خس و خاشاک اُس غار کے مُنھ پر بچھایا تھا اور ایک راہ مخفی اپنے نکلجانے کو جدا بنا رکھی تھی جلد جلد اُس خس و خاشاک کو درست کر کے آواز دی کہ اے مہمانون جلد قدم رنجہ فرمائیے یہ کہکر جلد اُس راہ نہانی سے دوسرے غار مین جا کھڑی ہوئی خرگوش اور گرگ دونون جلدی سے در آئے جبکہ پانون خاشاک پر پڑا دونون اس غار تاریک مین گر پڑے بھیڑیا سمجھا کہ یہ فریب اِسی خرگوش کا تھا کہ مجھے گرفتار کیا غصے مین آخر خرگوش کو چیر ڈالا اور وہ بھی اُسمین ہلاک ہوا اور روباہ سلامت رہی یہ مثل اسواسطے کہی ہی تا جانے تو کہ مرد ابلہ سے حیلہ پیش جاتا ہی اور جو کہ عاقل اور صاحب احتیاج ہین وہ کب کسی کے افسون و افسانے کا فریب کھاتے ہین دمنہ نے کہا یہ سچ ہی کہ جو فرمایا تو نے لیکن گاؤ از بس مغرور اور میری دشمنی سے غافل مطلق ہی بلکہ دوست جانتا ہی اس غفلت مین اُسے مار لونگا کیا نہین جانتا کہ غدر خرگوش کا شیر مین اثر کر گیا اور اس لئے کہ اُسکے مکر سے غافل تھا باوجود خرد و کیاست کے ورطۂ ہلاکت مین پڑا کلیلہ نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا کہ حوالی بغداد مین ایک مرغزار تھا کہ اُسکی بو سے نسیم بہشت معطر تھی یہ اشعار ناسخ کے اُسکے حسب حال ہین

مثنوی

مانند شفق ہین پھول رنگین ÷ ہی رشک نجوم لطف نسرین ÷
سنبل مین ہی طور زود و تاب ÷ شبنم مین ہی جلوۂ کواکب ÷
نہرین ہین لطیف مثل کوثر ÷ لہرین ہین تمام سلک گوہر ÷
جو نخل ہی شان مین ہی طوبے ÷ سبزے سے ہی دشت چرخ خضرا ÷
پانی ہی اثر مین آب حیوان ÷

حکایت خرگوش و شیر

نظارہ ہی جسکا مایۂ جان ٭ اور اس مرغزار کے پرندے اور چرندے خصوصًا خرگوش کہ
اُس مرغزار کے بادشاہ تھے بسبب خوبی ہوا اور لطف فضا اور کثرت نعمت ہاے
گوناگون کے عمر اپنی خوشی سے بسر کرتے تھے وہان ایک شیر تند خو بلا جو وارد ہوا کہ ہر روز خرگوش
وہان کے اُس ستمگار کے ہاتھ سے ہلاک ہوتے تھے اور سب کا عیش زندگانی اسکے خوف سے
تلخ تھا ایک روز سب مشورہ کرکے نزدیک شیر کے آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کے کہا
کہ بادشاہا ہم تیری رعیت ہین اور تو بہزار محنت و مشقت ہر روز ایک کو شکار کرتا ہی اور
ہم سب تیرے خوف سے ہر دم مبتلاے رنج رہتے ہین اس لیے ہمنے صلاح ٹھہرائی ہی
کہ آپ کی فراغت کا سبب ہوا ور ہمکو امن و راحت رہے اگر بادشاہ ہمارا متعرض حال
نہو تو ہم ہر روز چاشت کے وقت مطبخ شاہی مین ایک خرگوش پہونچا دیا کرین اور کبھی اس
وظیفہ مین تقصیر نہ کرین شیر اسپر راضی ہوا اور یہ سب ہر روز قرعہ ڈالتے تھے جسکے نام
پر نکلتا اُسکو بطریق وظیفہ شیر کے پاس بھیجدیتے اسی طرح ایک مدت گذر گئی ایکدن ایک
خرگوش کے نام پر قرعہ نکلا اُسنے کہا کہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو مین تمھین اس شیر کے شر سے
نجات دلوا دون سب نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی خرگوش نے اپنے جانے مین اتنا توقف کیا کہ
وقت شیر کا گذر گیا اور قوت سبعی شیر کی حرکت مین آئی غصے اور غضب سے نعرہ مارنا شروع کیا وہ
خرگوش اُسوقت آہستہ آہستہ شیر کے نزدیک آیا دیکھا کہ نہایت غضب سے دم زمین پر مار رہا ہی
اور نقض عہد کو باربار یاد کرتا ہی اُسوقت خرگوش نے سلام کیا شیر نے پوچھا کہ کہان سے آتا ہی
اور حال وحوش کا کیا ہی کہ ہماری چاشت مین بدعہدی کی خرگوش نے عرض کیا کہ کیا طاقت
غلامون کی کہ بادشاہ سے بدعہدی کرتے آج کہ بدستور سابق ایک خرگوش آپ کے وظیفہ کا
میرے ساتھ آتا تھا ایک شیر راہ مین ملا اُسنے چھین لیا ہر چند مین نے کہا وظیفہ بادشاہ کا ہی
بے ادبی مناسب نہین تو حرکت بیجا کرتا ہی اُسنے جواب دیا کہ وہ کون ہوتا ہی یہ شکار میرا ہی
اس سے کہدو کہ اب مرغزار سے بھاگ جائے اور لاف گزاف اس درجہ زبان پر لایا کہ مین

اُسے عرض نہین کرسکتا ہون مجھ غریب کو کہان طاقت اُس سے ہمسری کی تھی اتنا البتہ مینے
کہا کہ ایک ساعت مین تجھے حال اپنا معلوم ہو جائیگا شیر گرسنہ کی رگ حمیت حرکت مین آئی
اور کہا کہ ای خرگوش اُسکا مکان مجھے بتا کہ وہ کہان بیٹھا ہی خرگوش نے کہا کہ مین جانتا ہون
اور دل مین ایک آگ لگ رہی ہی کہ وہ کلمات بے ادبی کے سُنے کہ جو اُسکی زبان پر آئے ہین چاہتا
ہون کہ عوض خیرہ سری کا وہ برگشتہ بخت بھی پاوے تو خوب ہو شیر نے کہا کہ آگے چل اور مجھے
بتادے شیر سادہ دل اُسکے فریب سے غافل خرگوش کے پیچھے روانہ ہوا خرگوش ایک چاہ عمیق پر
لے گیا اور کہا کہ ای بادشاہ مین نہایت اُس سے ڈرتا ہون اگر بادشاہ مجھے اپنی گود مین لیکے
اُس کنوئین مین جھانکے تو مین بتادون شیر نے اُسے گود مین لے کر کوئین مین جھانکا عکس اپنا اور
اُس خرگوش کا پانی مین دیکھا سمجھا کہ یہ شیر وہی ہی کہ خرگوش کو چھین لے گیا گود مین لیے بیٹھا ہی
شیر نے اُس خرگوش کو کنارے پھینکدیا اور کنوئین مین کودا وہین غوطون مین واصل جہنم ہوا
خرگوش نے وحوش کو مبارکباد دی سب مسرور ہوکر شکر پروردگار مین مشغول ہوے اور امن امان
سے باقی عمر بسر کی اس مثل کی ایراد سے معلوم ہوا کہ دشمن ہر چند قوی ہو مگر رائے درست سے
وست تدبیر اُسپر پہونچ جاتا ہی کلیلہ نے کہا اگر بیل کو تو ہلاک کرڈالے اور شیر کو اسکے بعد رنج پہونچے
تو تیرے حق مین سم قاتل ہو جائے اور اگر شیر کو رنج کچھ نہ پہونچے اور ہلاکت شنزبہ کی ہو جاوے تو
مضائقہ نہین ہی مگر یہ دور از قیاس اور بعید از عقل ہی اور جس صورت مین کہ شیر کو رنج پہونچے تو زنہار
اس کام کو اختیار نہ کرنا کہ کوئی عاقل حظ نفس کے واسطے اپنے مخدوم کا رنج گوارا نہین کرتا ہی کلیلہ
نے خاتمہ انجمن کا اس سخن پر کیا اور دمنہ کلام کلیلہ کا خلاف مطلب سمجھکر اُٹھ گیا چند روز کے بعد
دمنہ وقت فرصت پاکے اور مغموم صورت بناکے شیر کی خدمت مین حاضر ہوکر دست بستہ کھڑا ہوا شیر
نے کہا تو بہت دنون کے بعد نظر آیا خیر ہی دمنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ خیر ہی کرے گا شیر اس
کنایہ سے چونک پڑا اور پوچھا کچھ حادثہ ہوا ہی دمنہ نے عرض کیا اُسکو خلوت و فراغت چاہیے
شیر نے کہا کہ جلد نزدیک آ کہ کام آج کا کل پر ڈالنا قباحت رکھتا ہی اور تدارک اسکا دشوار ہو جاتا ہے

دمنہ نے کہا وہ بات کہ سُننے سے جسکے سننے والے کو کراہیت ہو اُس بات مین جلدی اور دلیری کرنا
نہ چاہیے بلکہ بہت سوچ کے بات کہنا مناسب ہوتا ہی اور سننے والے کو ضرور ہی کہ جب باعث خیرخواہی
کی عرض کی جاوے تو اُسمین فکر تمام سے غور کرے جب جانے کہ غرض نفسانی سے خالی اور
محض دوستی خواہی ہی اُسے عمل مین لاے والا ہرگز سمع قبول مین جگہ نہ دے شیر نے کہا کہ تو جانتا
ہی مین سب بادشاہون مین فضیلت عقلی لے گیا ہون اور ہر شخص کے استماع کلام مین تمیز
شاہانہ پیش نہاد خاطر رکھتا ہون تو بے تکلف جو کچھ کہ کہتا ہی کہہ اور بے تردد جو کچھ کہ خیال
مین آیا ہی اظہار کر دمنہ نے عرض کیا کہ غلام کو اس امر مین عرض کرنے کی جرأت اس لیے
ہوئی ہی کہ حضور کی عقل و دانش پر وثوق کامل رکھتا ہون اور یہ بھی پوشیدہ نہین ہی
کہ جو بات کہ غلام عرض کرتا ہی اُسمین سوا خیرخواہی کے اور مطلب نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی
غرض نفسانی اُسمین شامل کرتا ہون بیت الحمد للہ کہ ذہن شہ محکی است ٭ کہ قلب و
خالص ما می شناسد ٭ شیر نے کہا کہ امانت و دیانت تیری ظاہر اور راے تیری ہمیشہ محض
خیرخواہی پر دائر دیکھی ہی کبھی شبہہ نے اسمین دخل نہین پایا ہی دمنہ نے عرض کیا کہ بھلا فائدہ دوستی
کی سلامتی بادشاہ مین متصور ہی پس جو نمکخوار کہ پاکیزہ نہاد ہین اداے حق صفاے صدق
مین دریغ نہ کرینگے حکیمون نے کہا ہی کہ جو کوئی حق بات کو بادشاہ سے مخفی کرے مثال اُسکی یہ ہی
کہ طبیب سے حال اپنا چھپائے تو غالب ہی کہ اپنے نفس کو ہلاک کرے شیر نے کہا کہ تیری ہواداری اور
یکرنگی پہلے سے مجھپر ثابت ہو چکی ہی اور امانت و دیانت تیری خوب متحقق ہی اُسے بیان کر تقدم بالحفظ کیا جاوے
دمنہ نے جبکہ شیر کو اپنے افسون و افسانے پر شیفتہ اور فریفتہ پایا یون زبان کھولی بیت کہ شاہا خرد
رہنمون تو باد ٭ ظفر یار و دشمن زبون تو باد ٭ شنزبہ نے امراے لشکر کے ساتھ خلوتین کی ہین
اور ارکان دولت کی اصلاح اس طرح پر کی ہی کہ شیر کو آزمایا ہی مین نے اور انداز اُسکے زور و قوت
اور سستی راے کا خوب پہچانا ہی اور ہر بات مین اُسکے خلل بسیار اور ضعف بشیار پایا جاتا ہی بیت
بھیڑ ہی جسکو سمجھے تھے ہم شیر ٭ چوب ہی جسکو سمجھے تھے شمشیر ٭ مین حیرت مین ہون کہ بادشاہ نے اسس

لغ قولہ فتح چشمین و جگر اول بیخ ... کہ دمنہ کی کھوٹی

عہ ... قلب ... ہوشیار ...

کافر نعمت غدار کے اکرام مین اس قدر افراط کی ہی اور حکمرانی و فرمانروائی مین اسکو ثانی اپنا بنایا ہی
اور اُس نے اُسکے مقابلہ مین یہ صورت پیدا کی ہی پس بجز اسکے کہ ع اصل بد از خطا خطا نکند؛
گنجایش اور کسی بات کی نظر نہین آتی ہی شیر نے کہا کہ اے دمنہ سمجھکے بات کہہ کہ یہ قیاس سے بعید
ہی کہ شنزبہ ایسا کام کرے یہ تو نے کس سے سُنا ہی اور کہان سے ثابت ہی اور خدا نخواستہ ایسا ہو تو
تدبیر اُسکی ٹھہرائی کیا ہی دمنہ نے عرض کیا کہ بڑائی اُسکے درجے کی اور بلندی مرتبے کی ظاہر ہی اور
جو کچھ عنایت بادشاہ کی اُسکے حال پر ہی پوشیدہ نہین ہی اسی قدر سب ارکان دولت کو
اُسکی طرف رجوع ہی اور اگر جلد تدارک اس امر کا ہو تو بہتر ہی اور اگر ہر جانب سے اُسنے تدبیر
کامل کر لی ہی یقین کہ دست تدبیر دامن مدعا تک نہ پہونچے گا اور کام دشواری کو کھینچے گا یہ
ظاہر ہی کہ مخالف اگر مور کے مانند ہو اور وقت فرصت کا پاوے تو مار بنجاتا ہی اور آدمی دو طرح کے
ہوتے ہین ایک صاحب احتیاط اور دوسرے صاحب عجز صاحب عجز وہ ہین کہ کسی واقعہ کے واقع ہونے سے
سراسیمہ اور متردد ہو جاتے ہین اور صاحب احتیاط دو طرح پر ہوتے ہین ایک وہ کہ پیش از ظہور
خطرات جو کچھ کہ آخر مین کرنا چاہیے اُسکی دل مین پیش بندی کرتے ہین اور ایسے ہی شخص گرداب بلا
سے بچ کے ساحل نجات کو پہونچتے ہین ایسے لوگون کو دوراندیش کہتے ہین اور دوسرے وہ ہین
کہ جب بلا پہونچے دل کو قوی رکھین اور دہشت کو دل مین راہ نہ دین غالب ہی کہ ان شخصون سے بھی
راہ تدبیر پوشیدہ نرہے اور اُس شخص کو صاحب احتیاط کہتے ہین اور ان تین گروہون کی
تفصیل یہ ہی کہ ایک شخص کو صاحب عاقل کامل کہتے ہین اور دوسرے کو نیم عاقل اور تیسرے کو
جاہل عاقل اور حکایت اُن تین مچھلیون کی کہ باہم آبگیر مین رہتی تھین حضور نے شاید نہین سُنی ہی
شیر نے کہا کہ یہ حکایت کیونکر ہی **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایک آبگیر تھا شارع عام سے اور راہ
چلنے والون سے مخفی اور مستور اور پانی اُسکا مانند سینہ صوفیان صافی دل صاف اور
پینے والون کے حق مین آب حیات تھا اور یہ آبگیر آب روان سے نزدیک تھا اور اُسمین تین
مچھلیان رہتی تھین ایک اُن مچھلیون مین احزم یعنی بہت احتیاط والی اور دوسری

حازم یعنی صاحب احتیاط اور تیسرے کم عقل ناگاہ چند ماہی گیرون کا اتفاقاً گذر اس
آبگیر پر ہوا قضائے الٰہی سے حال ان تینون مچھلیون کا کہ اُس آبگیر مین رہتی تھین اُنکو
معلوم ہوا ایک اُن مین سے جال لینے کے واسطے دوڑا اور دونون ماہی گیر کہ لب آبگیر کلام
اُنکی گرفتاری کی تدبیر مین کرتے تھے ان مچھلیون نے سنا عین پانی مین آتش حسرت سے
جلنے لگین کہ افسوس کچھ راہ بچنے کی نہین ہی جسوقت کہ دام آپہونچا ماہی گیر ہمکو گرفتار کرینگے
اسی فکر مین مضطر تھین ہنوز دام نہ پہونچا تھا کہ رات ہوگئی ایک مچھلی کہ اُن مین بہت عاقل
اور بارہا دستبرد زمانہ جفا کار اور شوخ چشمی سپہر بے اعتبار اُسنے دیکھی تھی اور بساط تجربہ پر
ثابت قدم تھی تدبیر اپنی مخلصی کی دام صیاد سے اور فکر نجات انکے فریب سے دل مین ٹھہرا بغیر
اطلاع اُن مچھلیون کے دوسرے چشمے کی طرف کہ متصل اُس آبگیر کے تھا دبے پاؤن روانہ
ہوئی صبح صیادون نے دونون جانب سے راہ اُس آبگیر کی باندھکے جال ڈالا اس نیم عاقل
نے کہ پایۂ خرد سے آراستہ تھی مگر ناتجربہ کار تھی جبکہ یہ حال مشاہدہ کیا بہت پشیمان ہوئی
اور کہا کہ مین نے غفلت کی اور انجام کار کو نہ دیکھا چاہیئے کہ مین بھی اس ماہی کی طرح اس بلا
کے نازل ہونے سے پہلے اپنی تدبیر رہائی کی کرتی تو بہتر تھا کہ علاج واقعہ کے وقوع سے پہلے
کرنا چاہیے مولفہ **بیت** علاج واقعہ پیش از وقوع اولی ہی ٭ مرض جو کہنہ ہوا پھر دوا پذیر نہو
اب موقع فرصت کا نہین ہی اور وقت حیلہ و تدبیر کا نرہا ہرچند کہ بزرگون نے کہا ہی کہ تدبیر بیوقت
فائدہ نہین کرتی ہی مرد عاقل کو چاہیے کہ عقل صائب اور رائے صواب اندیش کے منافع سے ناامید
نہو اور مکائد دشمن مین حتی الوسع کوتاہی نکرے یہ سمجھکے آپ کو مردہ بنایا اور برروے آب
تیرنے لگی صیادون نے اسے اُٹھالیا اور مردہ سمجھکے دوسرے چشمے کے کنارے پر ڈالدیا جبکہ
صیاد دام کھینچنے مین مشغول ہوے یہ تڑپ کر اُس چشمہ کلان مین جارہی اور فکر دور اندیشی سے جان
اسکی سلامت رہی اور وہ مچھلی تیسری غفلت شعار حیران و سرگردان چپ و راست اور نشیب و
فراز مین سر مارتی پھرتی تھی آخر گرفتار دام قضا ہوئی اور سستی اسکی دشمن جان بنگئی بادشاہ کو اس

مثل کی ایراد سے فائدہ یہ ہی کہ کارشنزبہ ہین کہ ہنوز وقت تدبیر باقی ہی تعجیل فرمایئے والا
کار از دست رفتہ تدبیر پذیر نہین ہوتا ہی مؤلفہ **بیت** آ گیا قابو مین جب دشمن نچھوڑا چاہیے
سانپ کے مانند اُسکے سر کو پھوڑا چاہیے ۞ شیر نے کہا کہ جو کچھ کہا تو نے عقل کبھی اسے باور نہ کریگی
کہ شنزبہ ایسی خیانت کرے اور شکر ایسی نعمت کا کفران نعمتی سے برباد دوے کہ ہین نے اسکے حق مین
کوئی فروگذاشت نہین کی ہی دمنہ نے کہا کہ ارشاد شہریار کا بجا ہی لیکن اسی نیکی نے حوصلہ
اُسکی بدی کا اس مرتبہ پہونچایا ہی **بیت** جس پھوڑے کا چیرنا ہی واجب ۞ مرہم اُسپر ہی
نامناسب ۞ لئیم و بدگہر جب تک کہ کچھ امید باقی ہوتی ہی سر جھکائے چلے جاتے ہین اور
جہان کہ ظرف اُنکا بھر چکا سفلگی اور بے حاصلی کی طرف کہ اصل اُنکی ہی رجوع کرتے ہین
اور جب ضرر خوف سے ایمن ہو چکتے ہین اور حصول مال سے مستغنی آتش کافر نعمتی اور
فتنہ انگیزی افروختہ کرتے ہین شیر نے کہا پھر ایسی ملازمون سے کیا طریق جاری رکھے
جو کفران نعمت کرین دمنہ نے کہا کہ ایک ہی بار اپنی عنایت سے انھین ایسا محروم نکردے
کہ نا اُمید ہو کر دشمنون کی طرف میل کرین اور اتنی نعمت سے مالامال بھی نہ کردے
کہ خیالات فضول اُنکے دماغ مین بھر جائین بلکہ ہمیشہ خوف و رجا مین بسر کرتے رہین اور
حال اُنکا وعدہ وعید اور اُمید و بیم پر دائر رہے تونگری اور امینی سے اس قدر مستقل نکردے
کہ باعث طغیان و عصیان ہو اور ناامیدگی و بے برگی بھی اس درجہ نہو کہ دلیری اور
انحراف کا باعث ہو بموجب اس مثل کے کہ مرتا کیا نکرتا شیر نے کہا کہ ای دمنہ یون خیال
مین گذرتا ہی کہ آئینہ سینہ شنزبہ اس زنگ سے مصفا اور صفحہ دل اُسکا اس خیال کی
رقم سے پاک اور مبرا ہی اور مین نے اسکے ساتھ عنایت و عاطفت کے سوا اور کچھ کام نہین کیا ہی
اور جس سے کہ ایسا کیا ہو وہ اس نیکی کے عوض کیونکر اندیشہ بدی کا کریگا دمنہ نے کہا کہ
کج مزاج سے ہرگز راستی نہین ہوتی ہی اور بد اصل و زشت خصلت سے ستودہ خوئی اور پاکیزہ
خصلتی ظہور مین نہین آتی ہی کل اناء یترشح بما فیہ **مصرعہ** از کوزہ ہمان برون تراود کہ درو ست

حکایت بچھو اور کچھوے کی

مگر بادشاہ نے قصہ کچھوے اور بچھو کا نہین سنا ہی شیر نے کہا کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا کہ ایک بچھو اور کچھوے مین باہم دوستی تھی ایک دن ایسی ضرورت داعی ہوئی کہ دونون نے باہم صلاح کرکے جلاے وطن اختیار کیا اور متوجہ دوسرے ملک کے ہوے قضارا ایک دریا راہ مین ملا بچھو کہ عبور دریا سے عاجز تھا متحیر و پریشان خاطر ہوا کچھوے نے کہا ای یار عزیز کیا سبب ہی کہ اپنی جان غم کے ہاتھ مین سپرد کی ہی بچھو نے کہا کہ اندیشہ یہ ہی کہ نہ عبور دریا ممکن ہی اور نہ طاقت تیرے فراق کی رکھتا ہون کچھوے نے کہا غم نہ کھا کہ مین اپنی پیٹھ پر بٹھا کے ساحل مراد پر تجھے پہونچا دونگا یہ کب ہو سکتا ہی کہ تجھسے یار دلنواز کو کہ بہزار دشواری پیدا ہوا ہی آسانی سے چھوڑ دون القصہ کچھوا بچھو کو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے روانہ ہوا بیچ دریا مین کچھوے نے سنا کہ میری پیٹھ پر کچھ کھٹ کھٹ ہوتا ہی پوچھا کہ ای یار یہ کیا حرکت ہی بچھو نے کہا کہ آزمایش اپنے نیش کی کرتا ہون کہ تیرے جوشن وجود پر کچھ نیش میرا اثر کرتا ہی یا نہین کچھوے نے آشفتہ ہوکر کہا کہ ای بے مروت مین نے اپنی پیٹھ تیری کشتی بنا کے یہ محنت اختیار کی ہی اور تو حق صحبت و خدمت یون ادا کرتا ہی اگرچہ نیش تیرا میری پشت پر اثر کچھ نہ کریگا مگر یہ کیا حرکت پوچ ہی بچھو نے کہا معاذ اللہ یہ معنی اگر میرے خیال مین گذرے ہون مگر تقاضاے طبیعت سے مجبور ہون نیش مارنا میری عادت خلقی ہی اسمین خواہ پشت دوست ہو خواہ سینہ دشمن یہ شعر مؤلف کا تو نے نہین سنا ہی **بیت** ہو جو بچھو نیش زن طعن اُسپہ نامعقول ہی ؞ خلق اسی خاطر ہوا مجبور ہی مجہول ہی ؞ کچھوے نے دل مین کہا کہ حکیمون نے سچ کہا ہی کہ بداصل کی پرورش کرنا آبرو اپنی اور سررشتۂ کار کا برباد کرنا ہی **بیت** درخاک ریختن زر و زیور دریغ نیست ؞ با ناکسان دریغ بود لطف دمبدمی ؞ بزرگون نے کہا ہی جو کوئی اصل مین نجیب نہین ہی امید خیر اُس سے ہرگز نہ کرے اور ایذا دے اس مثل کے ضمیر منیر بادشاہ پر ثابت ہوا ہوگا کہ بسبب خبث ذاتی کے شنزبہ سے اندیشہ ناک رہنا ضرور ہی اور نصیحت دوستون کی اگرچہ غریب ہون گوش ہوش سے استماع فرمانا واجب ہی کسواسطے کہ بات

پر ناصحان صاف طینت کے اگرچہ درشت اور بے محابا ہو التفات نہ کرنا عواقب امور مین
ندامت اور ملامت سے خالی نہین ہوتا ہی جیسا کہ بیمار فرمودۂ طبیب پر عمل نہ کرے
اور غذا اپنی رغبت کے موافق کھائے تو ہر آئینہ افزایش امراض غلبہ کرکے اُسے ہلاکت کو
پہونچائیگی **بیت** ناصح از روے درشتی سخن ار گفت چہ باک ٭ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین
دارد ٭ اے شہریار ناقص ترین بادشاہون مین وہ ہی کہ عواقب کار سے غافل رہے اور
رعایا کو خوار ذلیل رکھے اور جبکہ کوئی حادثہ بزرگ پہونچے احتیاط اور ہوشیاری کو برطرف
کرے کہ اسکے بعد کوئی تدبیر نہو سکے اور دشمن غالب آئے شیر نے کہا اگرچہ یہ بات بہت
درست کہی اور حد سے تجاوز کیا تو نے لیکن قول ناصح کا درست ہی پر رد کرنا مصلحت کے
خلاف ہی لیکن مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ اگر شنزبہ بر تقدیر کہ دشمن بھی ہو تو کیا کر سکیگا کہ
حقیقت مین میرا طعمہ ہی کہ مادہ اُسکے تکوّن کا خس و خاشاک سے ہی اور امداد میری اعضا
کی گوشت سے ہوئی ہی اور کھانے والا اجزاے نباتی کا کبھی گوشت خوارون سے عہدہ برا نہین
ہو سکتا اسلیے یہ بات خیال مین نہین آتی ہی کہ وہ حوصلہ میرے مقابلہ کا کرے مولف **بیت**
کس طرح دشمن ہو مجھسے عازم جنگ و قتال ٭ بیل سے بھڑ جائیگی چیونٹی تو ہوگی پائمال ٭ اور شنزبہ
میرے آفتاب دولت سے کہ اُفق عنایت پروردگار سے تابان ہی اگر ماہ کے مانند روگردانی
کرے گا تو زبون و کاہیدہ ہو جائیگا دمنہ نے کہا کہ بادشاہ کو ان باتون پر غفلت نہ چاہیے
کہ وہ طعمہ میرا ہی یا مین اُسپر غلبہ رکھتا ہون اگرچہ وہ بذات خود مقابلے مین نہین آسکتا ہی
مگر حیلہ و فریب سے سب کچھ کر سکتا ہی کہ ہر آدمی نہ ہزار چند بار کہ اپنی قوت سے زیادہ ہو
جر ثقیل کی صنعت سے اُٹھا سکتا ہی مین اسبات سے ڈرتا ہون کہ اُسنے جمیع وحوش کو اپنے ساتھ
موافق کیا ہی مبادا کہ اُسکے دام موافقت مین گرفتار ہو کے سب اُسکے کہنے پر چلین تو بے ادبی
سعادت اگرچہ بادشاہ قوی جثہ ہی پر سب کا مقابلہ نہین کر سکتا ہی شیر نے کہا کہ تیرا
خلوص میرے دل مین اثر کر گیا مگر یہ خیال میرا دامنگیر ہی کہ مین نے اُسے عزت بخشی

ہی اور ہر مجلس و محفل مین اُنکی ثناے خرد مندی اور اخلاص نیاز مندی بیان فرمائی ہو اگر اب اُسکے خلاف دفعۃً عمل مین لاؤن تو نقصان قول اور رکاکت رائے میری شہور اور بدعہدی اور بے قدری میری سخن کی سب کے نزدیک ثابت و محقق ہو جائے **بیت**

ہر سرے را کہ خود برافرازی ٭ تا توانی زپا نیندازی ٭ دمنہ نے کہا کہ رائے صائب اور تدبیر درست وہ ہی کہ جب دوست سے اثر دشمنی کا ظاہر ہو اور خدمتگار سے نخوت ہمسری کی مشاہدہ کرے فی الحال اطراف کار سنبھالے اور دامن موافقت کو برچیدہ کرے اور اُس سے پہلے تقدم بالحفظ کرے کہ دشمن فرصت کام کی نپاوے باوجود اُسکے کہ دانت آدمی کے مصاحب قدیم ہین اور انواع فوائد اُنسے حاصل ہوتے ہین مگر جبکہ درد شدید پیدا کرتے ہین اور کوئی دوا تاثیر پذیر نہین ہوتی ہی تو سوا اُکھاڑ ڈالنے کے صورت آرام کی نہین نظر آتی ہی اور طعام کہ بدل ما یتحلل اور امداد کرنیوالا مادۂ حیات کا ہی جبکہ معدہ مین جاکر فاسد ہوتا ہی بغیر اُسکے رفع کے مضرت سے مخلصی نہین ملتی ہی آخر کار دمدمہ دمنہ شیر کے دل مین اثر کر گیا ولا ابالی صحبت سے شنزبہ کے کنارہ ہوا اور پھر اُس سے ملاقات نکرونگا اب یہ بہتر ہی کہ اسکے پاس کسی کو بھیجون کہ صورت حال اُس سے بیان کرے اور کہدے کہ ہمارے قلمرو مین نرہے اور جہان چاہے وہان جائے دمنہ ڈرا کہ اگر یہ بات شنزبہ کو پہونچے اور اپنی برائت کی دلیل شیر سے عرض کرے تو میرا حیلہ و مکر صاف ظاہر ہو جاوے کہا کہ ای بادشاہ یہ بات احتیاط سے دور ہی جب تک کہ بات نہین کہی گئی ہی اختیار باقی ہی اور جبکہ دشمن ہوشیار ہو گیا اور تدارک اپنے بچاؤ کا کرلیا پھر یہ بات اختیار سے باہر ہو جائیگی اور خالی دشواری سے نہوگی **بیت**

سخن تا نگفتی توانیش گفت ٭ ولے گفتہ را باز نتوان نہفت ٭ سخن وہان سے اور تیر کمان سے جبکہ باہر نکلا نہ وہ منھ مین آئیگا اور نہ وہ شست مین ایک بزرگ نے کہا ہی زبان دل کی ترجمان ہی اور دل والی ہی ولایت بدن کا اور سخن عرض کرنے والا ہی جوہر گنجینہ وجود کا جب تک کہ درج دہن قفل خاموشی سے بند ہی اور مہر سکوت سر حقۂ نطق پر لگی ہوئی ہی

تب تک چمن زندگانی مین سب رعایا مین سلامتی کے ساتھ روئیدہ و شگفتہ ہین اور نہال حیات ثمرۂ امن وراحت بخشے گا کہ روائح گلزار سخن سبب تفریح دل اور تقویت دماغ ہونگی اگر اسکے خلاف ظہور پکڑیگا تو مادہ صداع[۱] آخر کو پیدا کریگا کیونکہ زبان بستہ ایک نکتۂ دلپذیر مین عقدہاے مشکل کھولتی ہی اور بات شر انگیز اشارے مین گردن کو بندہاے گران مین بستہ اور سر شکستہ کرتی ہی قطعہ اگر بچشم خرد در سخن نگاہ کنی ٭ بضاعتے ست کہ ہم سود و ہم زیان آرد ٭ فشان کہ داد کہ ناگفتہ نکتۂ کس را ٭ بد رود دل کند آوارہ یا بجان آرد ٭ و لے نبی ست کہ گوینده را ہمین لفظے ٭ دہد بباد ہمان دم کہ بر زبان آرد ٭ اے بادشاہ اگر یہ بات شنزبہ کو پہونچی اور اپنی فضیحت آئینۂ تصور مین ملاحظہ کی تو ممکن ہی کہ مکابرہ[۲] سے پیش نہ آئے اور فتنہ انگیزی اختیار نہ کرے ارباب احتیاط نے گناہ ظاہر کے واسطے عقوبت پنہان جائز رکھی ہی اور جرم پوشیدہ کے لیے عقوبت آشکارا تجویز نہین کی ہی صلاح کار یہی ہو کہ اسکے گناہ مخفی کی سیاست نہانی تجویز فرمایئے شیر نے کہا کہ بمجرد گمان کے اپنے نزدیکون کو دور کرنا اور جب تک ثبوت گناہ نہوئے حق تلفی میں اہل استحقاق کے سعی کرنا اپنے ہاتھ سے تیشہ[۴] اپنے پانون پر مارنا ہی اور دفعتہً طریق مروت اور منہاج[۳] دیانت سے یکسو ہونا کام ولی بادشاہ عالی مقام کا نہین ہی قطعہ نباشد پسندیدۂ شرع و عقل ٭ کہ بے بینہ شاہ فرمان دہد ٭ کہ ہمچو مضاے[۵] قضا حکم او ٭ گہے جان ستاند گہے جان دہد ٭ دمنہ نے کہا اس امر مین کوئی گواہ بادشاہ کی فراست سے بہتر نہین ہی جبکہ یہ مکار غدار آئے بادشاہ کو چاہیے کہ نظر تفرس سے نگاہ کرے تا خبث اسکے عقیدے کا طلعت نازیبا سے لائح اور تجویز اسکی باطن کے اطوار تردد سے صحیح یعنی پیش و پس اور چپ و راست احتیاط کرکے آنا اور جنگ کا آمادہ ہونا واضح ہو جائے شیر نے کہا کہ اچھا کہا تو نے اگر یہ علامات اسمین پائے جائینگے تو غبار شبہہ کا راہ حقیقت سے مندفع ہو جائیگا ورنہ دغدغہ گمان کا مرتبہ یقین سے مبدل ہو جائیگا دمنہ نے جانا کہ میرے دلم فتنہ انگیز نے آتش بلا کو بالا کیا اور شیر کے

۱ صداع بالضم درد سر ۱۲
۲ مکابرہ خصومت بزرگ نمودن بزور و ستیزہ کردن ۱۲ و زور برابرے ۱۲ انکار صواب
۳ منہاج راہ کشادہ
۴ تیشہ ۱۲ بمعنی تیغ بادلہ کاریگ مستعمل شدہ و جہت درشتی ۱۲
۵ مضا بالفتح روان شدن ۱۲

دل مین دبدبہ میرا اثر کر گیا چاہا کہ بیل کو بھی دم مین لا کے شیر کی طرف سے متردد کرون تا ملاقات کے وقت یہ آثار اُسمین پائے جائین خیال کیا کہ ملاقات شنزبہ کی باجازت شیر ہو تو مناسب ہی تا بدگمانی سے دور رہون عرض کیا ای بادشاہ اگر فرمان عالی ہو تو مین شنزبہ سے ملاقات کرکے اور اُسکے مکنون ضمیر پر بخوبی مطلع ہو کے عرض حال کرون شیر نے اجازت دی دمنہ آزردہ اور مصیبت رسیدہ بن کے شنزبہ کے پاس آیا اور سلام و تحیت بجا لایا اسنے بدارا اور تملق دمنہ کے فراخور حال کیا اور یہ مصرع گویا کا پڑھا مصرع وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین ؛؛ ای دمنہ عرصہ گذرا کہ تو دوستون کو یاد نہین کرتا ہی اور کبھی اس طرف قدم رنجہ نہین فرماتا ہی سبب کیا ہی دمنہ نے کہا کہ اگرچہ بظاہر شرف ملازمت سے محروم ہون الا بجان و دل آپکی ہواداری و خیرخواہی مین مصروف اور زاویۂ عزلت اور گوشۂ خلوت مین وظیفہ و دعا و ثنا کہ باعث مزید دولت و حشمت ہی مین اشتغال رکھتا ہون گاؤ نے کہا کہ عزلت کا سبب کیا ہی دمنہ نے کہا کہ جب کوئی یہ سمجھے کہ مین مالک اپنے نفس کا نہین ہون بلکہ اسیر فرمان غیر ہون اور اُسکے مزاج کی بے استقلالی سے رات دن بیم جان و خطرۂ ایمان مین بسر کرتا ہون اور ہر دم لرزان و ترسان ہون اس صورت مین سوا گوشہ گزینی کے اور کیا کرے رُباعی ناسخ

آرام کے لائق نہین گلزار جہان ؛؛ ای مرغ چمن چھوڑ نشیمن نادان ؛؛ عزلت نہین ہوتی جو میسر تجھکو ؛؛ اس باغ سے جا کے ہو قفس مین پنہان ؛؛

گاؤ نے کہا کہ ای دمنہ بات اس سے واضح تر بیان کر تا نفع اس نصیحت کا تمام تر حاصل ہو دمنہ نے کہا کہ چھ چیزین بے چھ چیزون کے ممکن نہین ہین مال دینا بے نخوت اور متابعت ہوا بے محنت اور مجالست زنان بے بلیت اور مصاحبت بدان بے ندامت اور مخالطت لئیمان بے مذلت اور ملازمت بادشاہان بے آفت اور کسی کو خمخانۂ دنیا سے ایسا جرعہ نہین دیتے ہین کہ سرمست دبیابک نہو اور سر نخوت گریبان تکبر سے نہ نکالے اور کوئی شخص نہین ہی کہ ہوا پر قدم رکھے اور گر نہ پڑے اور کوئی مرد ایسا نہین ہی کہ عورت کو ہمدم و ہمراز کرے اور انواع فتنہ مین مبتلا نہو اور جو شخص کہ مردم شریر سے اختلاط

رکھے عاقبت الامر پشیمانی نہ کھینچے اور جو کوئی کہ مردم کمینہ اور سفلہ سے اُمید رکھے خوار اور
بے مقدار ہوا اور جو کوئی مرد صحبت سلطان اختیار کرے اور اس ورطۂ خونخوار سے سلامت
باہر آئے یہ ممکن نہین ہو شنزبہ نے کہا کہ تیری بات اسپر دلالت کرتی ہو کہ شیر سے کوئی امر
مکروہ تجھے پہونچا ہو کہ اُسکے خوف سے ہول وہراس تیرے دل پر مستولی ہوا ہو دمنہ نے کہا
کہ یہ بات اپنے نفس کے واسطے نہین کہی مین نے بلکہ دوستون کے واسطے غمناک ہون اور یہ
ملال و کلال کہ مجھپر مستولی ہو تیرے واسطے ہو اور تو جانتا ہو کہ مقدمات محبت کے میرے اور تیرے
کس طرح پر ہین اور جو عہد کہ اول روز تجھسے باندھا ہو مین نے اکثر اسمین وفا پائی ہو تجھنے اور مین
اسمین مجبور ہون کہ جو نیک و بد حادثہ ہوگا اُس سے البتہ تجھے مطلع کرونگا شنزبہ ڈرا اور کہا کہ اے
یار مشفق دائی دوست موافق جلد مجھے حقیقت حال سے خبر کر اور کوئی دقیقہ وقائق ہوا داری سے
فرو گذاشت نہ کر دمنہ نے کہا کہ مین نے ایک معتمد سے سُنا ہو کہ شیر اپنی زبان سے کہتا تھا کہ شنزبہ
خوب فربہ ہوا ہوا اور اس درگاہ مین کچھ حاجت اُسکی نہین ہو دحوش کو خوش کرنا چاہیے
ایک روز راتب خاص و مہمانی عام اُسکے گوشت سے ضرور ہو مین نے جو یہ بات سنی متحیر ہو کر دوڑا
کہ تجھے اس سے آگاہ کرون اور اپنا حسن عہد تیری خدمت مین ثابت کرون اور جو کچھ شرع مروت
اور آئین حمیت مجھپر واجب ہو اُس سے ادا ہون بیت من انچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال اب صلاح وقت یہ ہو کہ جلد کوئی تدبیر کر کہ اس ورطۂ
ہلاک سے مخلصی حاصل ہو اور کوئی ایسا لطیفہ عمل مین لا کہ اس جھلکے سے راہ نجات ہاتھ آئے
جبکہ شنزبہ نے یہ سخن دمنہ سے سُنا عہد و پیمان شیر کے یاد کیے اور کہا کہ اے دمنہ ممکن نہین ہو کہ شیر میرے
ساتھ دغا کرے کیونکہ مجھسے کوئی خیانت ہوئی نہین ہو اور میرا قدم جادۂ نیکو خدمتی سے باہر بھی
نہین پڑا ہو اور سوائے خیر خواہی کے کوئی امر بھی وقوع مین نہین آیا ہو وجہ کیا ہو کہ شیر میرا دشمن ہو
مگر شاید کسی نے دروغ بیفروغ مجھپر باندھا ہو اور شیر کو میری طرف سے خشمگین کیا ہو کسواسطے کہ اسکی خدمت
مین ایک گروہ بدنفس ہو کہ سخن خیر سے بیگانہ اور خیانت اور زبان درازی مین مردانہ ہو اگر انھون نے

کوئی بات ساختہ اور پرداختہ کرکے عرض کی ہو تو عجب نہین ہی کہ بد دن کی بدگوئی سے نیکون کی
حق مین اکثر بادشاہون کو بدگمانی آجاتی ہی اور اس گمان خطا سے راہ صواب پوشیدہ رہتی
ہی اور قصہ اس بط کا تجربے کے واسطے ایسے موقع پر دلیل کافی ہی اور اشارۂ فراق مین وافی
دمنہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی **حکایت** شتربہ نے کہا کہ ایک بط نے ایک شب پانی مین
قرص ماہ دیکھا سمجھی کہ یہ ماہی ہی ارادہ کیا کہ اُسے شکار کرے کچھ نہ پایا چند بار اسی طرح پر
آزمایش کی جب دیکھا کہ حاصل اس سے کچھ نہین ہی کنارہ کیا اور اُسکے بعد عہد کیا کہ شکار ماہی کبھی
نہ کرونگی پھر کسی رات اگر ماہی بھی دیکھتی تو روشنی ماہ کی جانکر قصد اُسکا نہ کرتی تھی اور کہتی تھی
من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ ثمرہ اس تجربہ لاحاصل کا یہ ہوا کہ ہمیشہ بھوکی رہتی تھی اگر کسی نے میری
طرف سے کان شیر کے بھرے ہین اور اُسکے دل مین میری کراہت آچکی ہی اور موجب اُسکا وہی
اظہار غیر دن کا ہی تو غالب ہی کہ پھر صفائی دشوار ہو ہان اگر بنظر انصاف دیکھے تو مجھ مین اور غیر دن
مین کتنا فرق ہی اور روز نورانی سے تا شب ظلمانی کتنا تفاوت ہی مثنوی کار پاکان را قیاس
از خود مگیر ٭ گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر ٭ شیر آن باشد کہ آدم میخورد ٭ شیر آن باشد کہ آدم میخورد ٭
دمنہ نے کہا کہ کرامت شیر کی اس سبب سے نہ سمجھا چاہیے بلکہ اکثر عادت بادشاہون کی
یہی ہی کہ کبھی بے استحقاق کسی کو مرتبہ اعلی کے ساتھ اختصاص دیتے ہین اور کبھی دوسرے کو کہ مستحق
اسکا نہین ہوتا ہی بے سبب دجہت تلف اور تاراج کرتے ہین شتربہ نے کہا یہ تقریر شیر کی جو
تونے بیان کی اگر بے دستاویز اُسکا یہ حال ہی تو امید رکھنا اُس سے محض غفلت اور خطا ہی
کس واسطے کہ اگر غصہ کسی سبب سے ہو تو معذرت سے اُسکا دفع ہونا ممکن ہی اگر عیاذاً باللہ
کچھ موجب بھی نہو اور یا نمام کے مکروفریب سے مزاج اُسکا متغیر ہوا ہو تو دست تدارک اس
جگہ کوتاہ ہی کیونکہ دروغ بہتان کا اندازہ اور مکروفریب کی نہایت نہین ہی جو بات
کہ میرے اور شیر کے درمیان واقع ہی اسمین اپنا گناہ نہین دیکھتا ہون مگر ازروے
مصلحت و خیرخواہی گاہ گاہ البتہ کچھ بات مین نے کہی ہی نہ ازروے خلاف

حکایت بط

شاید کہ اس سبب سے اُسنے گمان میری دلیری پر فرمایا ہو مگر جو کچھ کہ مین نے اُس سے
عرض کیا ہی غالب ہی کہ فائدہ کلی سے خالی نہوا اور باانیہمہ کسی کا شکوہ اور گستاخی کسی طرح
کی مجھسے سرزد نہین ہوئی اور شرط تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی کیونکر گمان
کیا جائے کہ نصیحت سبب وحشت اور خدمت موجب عداوت ہوئی ہو یہان پہ مثل صادق
آتی ہے جو مؤلف نے کہی ہی **بیت** عجب ہی مرض ہو دوا سے زیادہ ✤ دم عیسوی ہو قضا
سے زیادہ ✤ اور اگر یہ نہین تو ممکن ہی کہ استغنار مملکت اور نخوت سلطنت باعث خلل ہو
کس واسطے کہ بہ مقتضائے عظمت و تجبر و استغنار مملکت ناصحون کو بُرا جانتے ہین اور خاینون
اور خوش آمدیون کو عزیز اور مقبول کرتے ہین ایسے ہی حالات دیکھ کے بزرگون نے کہا
ہی کہ نہنگ کے ساتھ قعر دریا مین غوطہ مارنا اور مار کے کف سے زہر چوسنا بہتر ہی نزدیکی
سلاطین کی اور ضرر بادشاہ کی صحبت کے مجھے اُس سے پہلے بخوبی معلوم تھے مگر مجبور تھا کہ
ایسا تھا بلکہ بعضے ارباب حکمت نے بادشاہون کو آتش سوزان سے تشبیہ دی ہی اگرچہ
انکا پر تو غایت امیدوارون کے کلبۂ تاریک کو روشن کرتا ہی لیکن شعلۂ سیاست بھی
خرمن حقوق خدمتگذاری کو جلا ہی دیتا ہی اور عقول کامل اسپر متفق ہین کہ جو کوئی
آتش سے نزدیک تر ہی اُسی کے واسطے ضرر بیشتر ہی اور وہ لوگ کہ دور سے تماشا روشنی کا
دیکھتے ہین جلنے سے پناہ مین رہتے ہین اور فی الحقیقت یہی ہی کہ اگر کوئی سیاست
سلطانی اور ہول و ہیبت بادشاہی سے واقف ہو تو ہزار سال کی عبادت ایک ساعت
کے برابر نہ سمجھے اور مصدق اسی قصے کا مناظرہ باز اور مرغ خانگی کا ہی دمنہ نے پوچھا کہ
یہ حکایت کس طرح ہی **حکایت** ایکدن باز شکاری مرغ خانگی کے ساتھ مباحثہ کرتا تھا کہ
تو نہایت بیوفا اور بدعہد ہی اور حکمائے نصیحت شعار کا اسپر اتفاق ہی کہ عنوان صحیفہ
اخلاص پسندیدہ اہل وفا اس مضمون کے ساتھ ہی کہ ان حسن العہد من الایمان مرد کو چاہیے
کہ اسمین کوشش کرے کہ کوئی صفت اُسکی صفحۂ بیوفائی پر لکھی نہ جائے مرغ خانگی نے جوابدیا

دال مشدد و اطاعت کنندہ ۱۲ ... خوبی عہد و پیمان کی اجزاے ایمان سے ہے ۱۲

کہ مجھسے کونسی بیوفائی تونے دیکھی ہی اور کیا بدعہدی سرزد ہوئی ہی باز نے کہا کہ علامت تیری بیوفائی کی یہ ہی کہ آدمی تیرے حق مین اتنا الطاف کرتے ہین کہ بے زحمت و تکلیف آب و دانہ کہ مادۂ حیات اُس سے متعلق ہی دیتے ہین اور رات دن تیرے حال کے خبرگیران رہتے ہین اور اُنکی بدولت گوشہ و توشہ تجھے حاصل ہی اور جبکہ ارادہ تیرے پکڑنے کا کرتے ہین تو تو ایک بام سے دوسرے بام پر اور ایک گوشے سے دوسرے گوشے مین بھاگتا پھرتا ہی

بیت حق نمکی نمی شناسے ✢ از منعم خویش می ہراسے ✢ اور مین باوجودیکہ جانور وحشی ہون اگرچند روز آدمیون کے ہاتھ سے طعمہ کھاتا ہون تو اُنسے اُنس کرتا ہون اور اُنکے حق کا خیال کرکے شکار اُنکو پکڑ دیتا ہون اور کتنا ہی دور پہونچتا ہون جبکہ وہ آواز دیتے ہین پھر کے اُنکے پاس آجاتا ہون

بیت مرغ دست آموز را چند انکہ کس دور افگند ✢ بانشاط بال آید باز چون گوید بیا ✢

مرغ نے جواب دیا کہ سبب تیرے نہ بھاگنے اور میرے بھاگنے کا یہ ہی کہ تونے کسی باز کو سیخ مین بھنتے نہین دیکھا اور مین نے بہت مرغ خانگی تابۂ گرم پر بریان دیکھے ہین اگر تو بھی یہ دیکھتا جو مین نے دیکھا ہی تو اُنکے نزدیک ہرگز نہ آتا اگرچہ مین بام بام بھاگتا ہون مگر تو کوہ کوہ بھاگتا پھرتا اور یہ مثل اسواسطے لایا ہون تا تو جانے کہ وہ لوگ کہ صحبت بادشاہون کی طلب کرتے ہین اُنکی سیاست سے بیخبر ہین اور جنھون نے کہ اُنکی سیاست دیکھی ہی اُنھین نقرا سے خبر ہی نہ آرام سے اثر

بیت نزدیکان را بیش بود حیرانی ✢ کایشان دانند سیاستِ سلطانی ✢ دمنہ نے کہا کہ اگر شیر تیرے حق مین یہ اندیشہ نہ کرے تو غلط ہی کیونکہ تجھ مین ہنرہاے بسیار اور فضل بیشمار ہین اور سلاطین کسی وقت ارباب ہنر سے مستغنی نہین ہوے ہین شنزبہ نے کہا کہ شاید میرا ہنر باعث کراہت ہوا ہو کہ اسپ تیز تگ کی راہروی موجب غبار ہوتی ہی اور درخت میوہ دار کی شاخ توڑی جاتی اور عندلیب خوش گفتار اپنے ہنر سے قفس مین گرفتار ہوتی ہی اور طاؤس کے بال و پر رعنائی کے سبب سے اُکھاڑے جاتے ہین

قطعہ وبال من آمد ہمہ دانش من ✢ چو روباہ را موی طاؤس را پر ✢ ہنر عیب من شد دگر نہ سرم را ✢ نہ از خاک بلکہ از گہر بودے افسر ✢ اور ہر طرح سے بے ہنر ہنرمندون سے زیادہ ہین اور

اہل ہنر کی خرابی مین ہمیشہ بالاتفاق مبالغہ کرتے ہین کہ حرکات و سکنات اُنکے اگر نیک ہون تو بھی بدی کی طرف لیجاتے ہین اور اُنکی امانت و دیانت کو خیانت پر محمول کرتے ہین اور جو سبب دولت و وسیلہ سعادت ہو اُسکی نسبت شقاوت و نکبت کی طرف کرتے ہین **بیت** خوار کرتا ہو بشر کو دشمن ٭ عیب گنتا ہو ہنر کو دشمن ٭ دمنہ نے کہا کہ اگر بداندیشون نے یہ قصد کیا ہو تو مآل کار کس طرح پر ہوگا شنزبہ نے کہا کہ اگر تقدیر ارادے کے موافق نہین ہو تو کچھ مضرت پذیر نہین ہونگے اور اگر قضاے ربانی اُنکے مکر و غدر کے مطابق ہو تو کسی حیلے سے دفع اُسکا ممکن نہین ہو دمنہ نے کہا کہ خردمند کو چاہیے کہ ہر حال مین فکر و دوراندیش کو اپنا دمساز رکھے اور کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا ہو کہ جس نے کام اپنا عقل کے سپرد کیا ہو اور ظفر نہ پائی ہو شنزبہ نے جواب دیا کہ خرد اُس وقت کام آتی ہو کہ قضا نے بالعکس اسکے نہ کیا ہو بعد حکم قضا کے نہ چارہ ہاتھ آتا ہو اور نہ حیلہ نفع پہونچاتا ہو **بیت** آگ پر جبکہ جلا دیتی ہو دامن تقدیر ٭ آب تدبیر کو کر دیتی ہو روغن تقدیر ٭ اور جبکہ آفریدگار سبحانہ تعالیٰ حکم نافذ فرماتا ہو دیدۂ بصیرت پہلے تیرہ و خیرہ ہو جاتا ہو تا راہ مخلصی اُن لوگون پر پوشیدہ رہے اذا جاء القدر عمی البصر مگر تو نے قصہ بلبل اور دہقان کا نہین سُنا ہو دمنہ نے کہا کہ یہ کس طرح پر تھا

حکایت بلبل و دہقان

حکایت شنزبہ نے کہا کہتے ہین کہ ایک دہقان باغ رکھتا تھا تر و تازہ کہ بوستان ارم سے اُسکی نسیم اعتدال زیادہ رکھتی تھی اور اُسکی خوشبوے روح افزا دماغ جان کو معطر کرتی تھی **نظم** باغ عالم مین عجب گلزار تھا ٭ باغ جنت کی روش بیکار تھا ٭ تھی دم عیسیٰ اثر مین بوے گل ٭ رشک خورشید درخشان روے گل ٭ نواے عندلیب وہان کی حسرت انگیز اور نسیم عطر بیز اُسکی راحت آمیز تھی ایک گوشۂ چمن مین ایک گلبن تھا تازہ تر نہال کامرانی سے اور سرفراز تر شاخ شجرہ جوانی سے ہر صبح گل اُس گلبن رنگین کے مانند رخسارہ گلرویان شگفتہ ہوتے تھے باغبان نے اُس گل رعنا سے عشقبازی شروع کی تھی باغبان ایک روز اپنی عادت کے موافق باغ کے تماشے کو آیا دیکھا کہ ایک بلبل نالان صفحۂ گل منہ پر ملتی ہو اور شیرازۂ جلد

زرنگار اُسکا منقار تیز سے کھینچتی ہی باغبان پریشانی اوراق گل مشاہدہ کرکے گریبان شکیبائی
پھاڑنے لگا مگر اُس وقت طرح دیکے گھر کو پھر گیا دوسرے دن آکر دیکھا تو وہی حال بُلبُل د
گل کا پایا تیسرے روز جاکے دیکھا کہ حرکت منقار بلبل سے مصرعہ گل تباراج رفت وخار بماند
پس خار منقار سے سینہ دہقان مین خراش پیدا ہوا اسلیے بصد تدبیر اُسے گرفتار کرکے ایک قفس
مین بند کیا بلبل بے دل نے طوطی وار زبان گفتار کھولی اور کہا اے عزیز سبب کیا ہی کہ
تونے مجھے قید کیا ہی اور کس باعث میرے عقوبت پر میل فرمایا ہی اگر میرے نغمات تجھکو پسند
آئے ہین تو خود آشیانہ میرا تیرے باغ مین ہی اور ہر سحر گلستان تیرا میری نغمہ سرائی سے
طرب خانہ ہی اور اگر کچھ اور مطلب خیال مین ہی تو مجھے اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کر دہقان نے
کہا کہ کچھ جانتی ہی تونے مجھپر کیا ستم کیا ہی اور نازنین میرا کہ گل ہی تونے کیسا خراب کیا ہی
پس سزا تیرے اعمال کی یہی ہی کہ یار و دیار اور تفریح سیر گلزار سے بے نصیب ہو کر قفس
مین پڑی رہا کرے جیسا کہ مین درد ہجران سے گوشۂ زندان مین تیرے باعث سے
نالان رہا ہون **بیت** بنال بلبل اگر با منت سر یاریست ✤ کہ ما دو عاشق زاریم
وکار ما زاریست ✤ بلبل نے کہا کہ اس خیال بد سے درگذر کہ میرا اتنا گناہ ہی کہ
ایک چند اوراق گل مین نے پریشان کیے تھے سو عوض مین اُسکے گرفتار قفس ہون اور
تونے کہ کعبہ دل کو ویران کیا ہی پس تیرا کیا حال ہوگا یہ بات دل دہقان پر کارگر ہوئی
بلبل کو آزاد کیا بلبل نے کہا جو تونے مجھسے نیکی کی ہی بحکم ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے
مین بھی مکافات اُسکی کرتی ہون سو وہ یہ ہی کہ اس گلبین کے نیچے لگر تو کھڑا ہی ایک آفتابہ پر زر
دفن ہی اُسے کھود لے اور اپنے کام مین لا دہقان نے اُس مکان کو کھودا جو بلبل نے کہا تھا
سو پایا دہقان نے کہا کہ اے بلبل عجب بات ہی کہ آفتابہ زمین کے نیچے دیکھا تونے اور دام خاک
کے نیچے نہ دیکھ سکی بلبل نے کہا نہین جانتا ہی تو اِذَا نَزَلَ الْقَدَرُ بَطَلَ الْحَذَرُ
جبکہ قضاے الٰہی نازل ہوتی ہی دیدہ بصیرت مین نہ روشنی رہتی ہی اور نہ تدبیر صائب

نفع پہونچتا ہی اور یہ مثل اس لیے لایا ہون تا معلوم ہو کہ مین حریف قضا و قدر کا نہین ہون اور اسکے سوا کہ سر تسلیم کو حکم الٰہی پر رکھون چارہ دوسرا نہین ہی **بیت** سر ارادت ما آستان حضرت دوست ٭ کہ ہر چہ بر سر ما میرود ارادت اوست ٭ دمنہ نے کہا ہ یقین معلوم ہی جو کچھ شیر نے تیرے واسطے تجویز کیا ہی اسکا باعث یہ ہی کہ کمال بیوفائی و عیاری اُسکی ذات مین ازل سے ودیعت رکھی ہی اگرچہ اوائل مین اُسکی صحبت حلاوت زندگانی دیتی ہی لیکن اواخر مین تلخی مرگ مین رکھتی ہی اُسکی مثال یہ ہی کہ ایک مار ہی نقش دار اور زہرناک کہ اسکا ظاہر نقشہاے رنگارنگ سے آراستہ ہی اور باطن ایسے زہر ہلاہل سے کہ کوئی تریاق اُسے فائدہ نہ بخشے پُرخطر ہی شنزبہ نے کہا کہ پہلے مین نے نوش شیرین چکھا ہی اب وقت ہی زخم نیش تلخ کا اور ایک مدت طرب و راحت مین بسر کی ہی اب ہنگام ہی ہجوم محنت و غم کا **بیت** ای دل مزۂ وصل چشیدی یکچند ٭ اکنون الم فراق میباید خورد ٭ اور حقیقت یہ ہی کہ اجل گریبان گیر ہو کر مجھے اس بیشے مین لائی تھی ورنہ مین شیر کی صحبت کے لائق کب تھا مین اُسکا طعمہ ہون چاہیئے تھا کہ اگر ہزار کمند سے کوئی اُسکی طرف کھینچتا تو بھی مین ارادہ اُسکا نکرتا لیکن لکھا پیشانی کا تقدیر الٰہی سے ہی اُس سے بندہ مجبور رہی اور دوسرے تیرے دمدمے نے ای دمنہ مجھکو ورطۂ ہلاکت مین ڈالا ورنہ مین کب دیدہ و دانستہ دام بلا مین گرفتار ہوتا اب دست تدبیر دامن تدارک سے کوتاہ ہی کہ اسکا وقت باقی نہ رہا **مصرعہ** چون کنم خود کردہ را تدبیر نیست ٭ اور بزرگون نے کہا ہی کہ جو کوئی دنیا سے قدر کافی پر قانع نہو اور طلب زیادتی کی کرے مثال اُسکی ایسی ہی کہ ایک شخص کوہ الماس تک پہونچے اور ہر ساعت اُسکی نظر بڑے ٹکڑے پر پڑے اور خیال کرے کہ یہ ٹکڑا بڑی قیمت کو ملے گا اس خیال سے آگے بڑھتا جائے اور ہرچند ریزہ ہاے الماس سے پانون اُسکے چھلتے جائین پر وہ مستی طلب مین خبردار نہو اور کچھ ہاتھ آئے یا نہ آئے لیکن آگے ہی بڑھتا جائے اور وہ زخم ہر دم زیادہ ہوتے جائین اور یہ اسی صدمے سے کوہ پر ہلاک ہو جائے **بیت** از زیادت طلبی کار تو آید بزیان ٭ سود اگر خواہی از

اندازہ زیادہ مطلب ÷ دمنہ نے کہا کہ یہ سخن نہایت پسندیدہ کہا تو نے کہ جو بلا کسی پر نازل ہووے
نشا اسکا حرص اور طمع ہوتا ہے **بیت** ہوا جو کوئی مبتلائے طمع ÷ وہ ہوگا اسیر بلائے طمع ÷
جو گردن کہ زنجیر حرص مین باندھی جاتی ہے آخر کو تیغ مذلت سے کاٹی جاتی ہے اور جسکے
دماغ مین کہ سودائے طمع جگہ پکڑتا ہے آخر کو وہ سر خاک سے برابر ہوتا ہے اور اکثر اشخاص کہ
غلبہ حرص سے امید دولت پر ورطہ نکبت مین پڑے ہین آخر کار قعر مہلکہ مضرت مین گرفتار
ہوئے ہین جس طور سے کہ وہ صیاد روباہ کی طمع رکھتا تھا آخر کار سر پنجہ پلنگ سے دماغ اُسکی
نہاد سے باہر ہوا شنزبہ نے کہا یہ ماجرا بیان کیا چاہیے **حکایت** دمنہ نے کہا کہ ایک صیاد
نے صحرا مین روباہ کو دیکھا کہ نہایت چستی و چالاکی سے ایک دشت مین گشت کرتی ہے صیاد کو
بال اُسکے خوش آئے باخود صلاح اُسکی گرفتاری کی کر کے ایک سوراخ اُسکی دیاس کے پاس
کھودا اور خس و خاشاک سے چھپا کے پارۂ گوشت اُسپر رکھکے آپ کمینگاہ مین جا بیٹھا جبکہ وہ
روباہ دیاس سے باہر آئی اور بو اُس جیفے کی ناک مین پہونچی نزدیک آگے چاہا اُسے کھائے
پھر دل مین اندیشہ کیا کہ اگرچہ بو اس جیفہ کی دماغ کو معطر کرتی ہے لیکن بوے بلا بھی مشام ہوشیاری
مین آتی ہے اور عقلا اُس کام کے نزدیک کہ جسمین احتمال ہلاکت کا ہو نہین جاتے ہین اور خردمند
ایسے کام کو کہ اندیشہ نقصے کا جس مین متصور ہو نہین کرتے ایک احتمال یہ ہے کہ کوئی جانور مرگیا ہو
اور گمان غالب یہ ہے کہ اُس جیفے کے تلے دام بھی بچھایا ہو بہر تقدیر ایسے اندیشہ ضرر سے
حذر اولیٰ ہے **نظم** مرا چون دو کار پیش آید ÷ کہ ندانی کدام باید کرد ÷ آنکہ در وے
مظنۂ خطر ست ÷ آنت بر خود حرام باید کرد ÷ و آنکہ بیخوف و بیخطر باشد ÷ بہ امانت قیام
باید کرد ÷ روباہ نے یہ فکر کر کے خیال جیفے سے کنارہ کیا اور ایک طرف کی راہ لی اُس
اُس اثنا مین پلنگ گرسنہ کوہ سے نیچے اوترا جبکہ بو اُس مردار کی سونگھی بلا تامل اُس
جیفے پر دوڑا پاؤن رکھنے کے ساتھ ہی اُس گڑھے مین گرا جبکہ صیاد نے پلنگ کے گرنے کی
آواز سنی سمجھا کہ روباہ گری ہے نہایت حرص سے بے تامل اس گڑھے مین اُترا صیاد

نہاد بکسر یا مخفی
نہادن بمعنی بنیاد
دشت بمعنی بیابان
حکایت صیاد و روباہ

کے آنے کے ساتھ ہی پلنگ نے پیٹ اُسکا چیر ڈالا صبا و غلبہ حرص و بے عقلی سے ہلاک ہوا اور روباہ فیض قناعت و قطع طمع سے جان سلامت لیگئی فائدہ اس مثل کا یہ ہی کہ واقعی غلطی کی مین نے کہ ملازمت شیر کی اختیار کی کیا جانتا تھا مین کہ وہ قدر خدمت کی نہ جانیگا بزرگون نے سچ کہا ہی کہ صحبت اُسکی کہ قدر محنت کی نہ جانے اور خدمت اُس کی کہ قیمت محنت کی نہ پہچانے مانند اُس کے ہی کہ کوئی شخص امید محصول پر تخم شیرین زمین شورین بوئے یا آب روان پر غزلہاے خوش مضمون لکھے دیا تصویر سے بامید توالد و تناسل عشقبازی کرے یا بگولے سے مینھ طلب کرے قطعہ معشوق و بادشاہ مین ہرگز وفا نہین ٭ پھل پیدا در سرو مین ہرگز لگا نہین ٭ کوئی چراغ آتش گل سے جلا نہین ٭ پیاسے کو قطرہ آب گہر سے ملا نہین ٭ دمنہ نے کہا اس بات سے درگذر اور اپنے کام کی تدبیر کر شتربہ نے کہا کیا چارہ کرون یہ یقین جانتا ہون اور میری عقل بھی حکم کرتی ہی کہ شیر میرے حق مین بدی تجویز نہ کریگا مگر اہل صحبت میری ہلاکت مین البتہ کوشش کرتے ہین اگر تقدیر میری نے زندگانی کی ترازو کف فنا مین سپرد کی ہی تو ہر آئینہ پڑا تھا میرا ان ظالمان مکار اور ستمگاران غدار دست بدست اُٹھاوینگے جیسا کہ گرگ و شغال و زاغ ارادہ اونٹ پر کر کے باتفاق یکدیگر غالب آئے دمنہ نے کہا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا

حکایت شتر و گرگ و شغال و زاغ

شتربہ نے کہا کہتے ہین کہ زاغ سیاہ چشم اور گرگ تیرہ بخت اور شغال پُر مکر ایک شیر شکاری کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اور اُنکا بیشہ شارع عام کے نزدیک تھا ایک بار اونٹ سوداگر کا بھی اُس بیشہ کے حوالی مین درماندہ ہو کے رہگیا ایک مدت کے بعد قوت پا کے ہر طرف چارہ کی فکر مین پھرتا تھا کہ گذر اُسکا اُسی بیشے مین ہوا جبکہ شیر کے نزدیک پہونچا آداب خدمت بہ ہزار فروتنی بجا لایا شیر نے استمالت کی اور حال پوچھا شتر نے سوال کیا کہ غلام چاہتا ہی کہ سکونت اس بیشے کی اختیار کر کے باقی عمر شہریار کی خدمت مین بسر کرے شیر نے کہا کہ اگر رغبت ہماری صحبت کی رکھتا ہی تو تجھے امان ہی

اجازت ہی اونٹ شاد ہوا اور اُس بیشے مین بسر کرنے لگا ایک مدت کے بعد وہ شتر نہایت فربہ ہوا ایک روز شیر شکار کے واسطے گیا تھا اتفاقاً ہیل مست سے دو چار ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی شیر مجروح ہوکے اپنے مسکن کو پھر آیا اور دردناک و مجروح بستر رنجوری پر گرا زاغ اور شغال اور گرگ کہ اُسکے خوان احسان سے لقمہ پاتے تھے بے برگ و نوا رہے شیر از راہ الطاف کہ بادشاہ کو خدام پر ہوتا ہی یہ حال اُنکا دیکھ کے متاسف ہوا اور کہا کہ رنج تمھارا مجھپر دشوار ہی اگر کوئی صید نزدیک ہو تو اطلاع دو کہ مین اسی حال مین نکلکر اسے شکار کرون تا تم بھوکے نہ رہو اُنھون نے شیر کے پاس سے اُٹھ کے ایک گوشے مین باہمدگر مصلحت کی کہ اس اونٹ سے نہ بادشاہ کو منفعت ہی نہ ہمین اُلفت اب اس شیر کو اسبات پر لایا چاہیئے کہ اسے شکار کرے تا دو چار روز ہمین اور شیر کو رسد رزق پہونچے شغال نے کہا کہ اس خیال باطل سے درگذر کہ شیر نے اُسے امان دی ہی جو کوئی کہ بادشاہ کو غدر پر تحریص کریگا اور نقض عہد پر دلیری دلوائیگا حقیقت مین یہ خیانت ہی اور خائن ہر حال مین مردود ہی اور خدا اور رسول اُس سے ناراض اور خلق ناخوشنود رہیگی **نظم** ہر کرا در دو طرح خیانت گریست ٭ دین وے از عہد امانت برئی ست ٭ سکہ مردی زدیانت بود ٭ قلبت مردم زخیانت بود ٭ زاغ نے کہا کہ اس بات مین حیلہ کیا چاہیے اور شیر کو اس عہد سے باہر لایا چاہیے تم سب یہان ٹھہرو مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون اسکے بعد شیر کے نزدیک جاکے کھڑا ہوا شیر نے کہا کہ کوئی شکار کی خبر لایا ہی زاغ نے کہا کہ کسی کی آنکھ بھوک کے غلبے سے کام نہین کرتی اور قوت حرکت کی بھی نہین ہی مگر ایک طور غلامون کی خاطر مین آیا ہی اگر بادشاہ اسپر راضی ہو تو سب کو رفاہیت تمام سے نعمت پہونچتی ہی شیر نے کہا کہ عرض کر زاغ نے کہا کہ اونٹ ہم مین اجنبی ہی اور اُسکی مصاحبت سے کوئی نفع بھی متصور نہین ہی سردست اس وقت مین ایسا صید ہی کہ از خود شکار دام افتادہ ہاتھ آتا ہی شیر یہ بات سُن کے نہایت غضب مین آیا اور

کہا کہ خاک ایسے رفیقون کے سر پر ہو کہ جز شیوۂ نفاق اور شیمۂ غدر نیک بات نہین جانتے
ہین اور طریق رفق و فتوت سے محض بیگانہ ہین اور تجھے وہ بات تعلیم کرتے ہین کہ
جس سے خدا ناراض ہو اور سلطنت برباد ہو جائے بھلا جس نے کہ یہ شعر مولف کا
سنا ہو گا وہ کیونکر خوف خدا سے غفلت کریگا **بیت** نہ ہو مغرور گر زیر نگین ہین یہ ہفت کشور
ہون + سلیمان سے یہان اکثر ہین لیلے دیو خاتم کو + عہد کا توڑنا کس مذہب مین جائز ہی
کہ پہلے اُسے اپنی پناہ مین لینا اور پھر پیمان شکنی کر کے اسے ہلاک کرنا اس سے بھی بڑھکر کوئی بری بات
ہی **بیت** ہر شاخ پائدار کہ از تست سربلند + مشکن بدست خویش کہ آن ہم شکست تست
زاغ نے کہا کہ مین اِس مقدمے کو جانتا ہون لیکن حکما نے کہا ہی کہ ایک نفس کو اہلبیت
کے واسطے فدا کرنا چاہیے اور اہل بیت کو قبیلے کے واسطے اور قبیلے کو فدائے شہر اور
اہل شہر کو فدائے شہریار کرنا واجب ہی کہ سلامتی اُس کی اہل زمانہ کو فائدہ پہونچائیگی
اس صورت مین صاحب عہد صفت غدر سے پاک رہے گا اور اُس کی ذات مشقت فاقہ
سے سلامت رہیگی شیر نے یہ سُنکر گردن جھکائی زاغ آیا اور یارون سے کہا کہ اول
قصہ ہلاکت شتر کا مین نے عرض کیا پہلے تو سرکشی کی اور اُسکے بعد نیم راضی ہوا اب
یہ تدبیر ہی کہ سب اونٹ کے پاس چلین اور مذکور شیر کی بھوک اور رنجکشی کا بیان
کرین اور کہین کہ ہم پناہ سایۂ دولت مین کامگار ہین اور روزگار خرمی کے ساتھ
بسر کرتے تھے اب جو یہ حادثہ درپیش آیا مروت تقاضا نہین کرتی ہی کہ جان اور نفس
اپنا اُسپر فدا نہ کرین والا کفران نعمت کے ساتھ منسوب ہونگے اور مروت و جوانمردی
سے محروم رہینگے بہتر یہ ہی کہ ہم سب شیر کے پاس چلین اور اُسکا شکر انعام واکرام
بیان کرین اور کہین کہ ہمسے اور کچھ نہین ہو سکتا ہی مگر جان اور نفس اپنا تجھپر فدا
کرتے ہین اور سب یہ عرض کرین کہ بادشاہ آج چاشت ہمارے گوشت سے کرے
اور دوسرا اُسکے قول کو رد کرے حتے کہ نوبت شتر کی آئے ممکن ہی کہ شتر کا مارا جانا

قرار پائے پس باتفاق یہ سب شتر کے پاس گئے اور یہ سب فضولی اُس سے بیان کی شتر سادہ لوح اِنکے افسون پر فریفتہ ہوا اور اُسی نوع سے کہ مذکور جبکا ہو چکا بات کو قرار دیکے شیر کے پاس آئے اور زاغ نے زبان کھولی اور یہ شعر مؤلف کا پڑھا بیت

دشمن تیرے پامال رہیں صورت سبزہ ✤ پھٹکے نہ خزان تیرے گلستان کے برابر ✤ ہماری راحت وصحت بادشاہ کی سلامتی مین ہو اب جو ضرورت ✤ پیش آئی ہو بادشاہ کو اگر میرے گوشت سے سد رمق حاصل ہو تو عین راحت ہو مجھے نوش فرمایئے اورون نے کہا کہ تیرے گوشت کھانے سے کیا سیری بادشاہ کو ہوگی بیت تو کون ہو جو شمار مین آئے ✤ کیا مطبخ شہریار مین آئے ✤ زاغ نے یہ بات سُنکے گردن جھکائی شغال نے عرض کیا مدت دراز متمادی ہوئی کہ تیرے سایۂ دولت مین تاب آفتاب حوادث سے بہزار امن وامان گذران کی ہو مین نے آج کہ ماہتاب بادشاہ کا خسوف مضرت مین مبتلا ہو چاہتا ہون کہ ستارۂ اقبال بے زوال میرے افق حال سے طلوع کرے یعنی بادشاہ طعمہ چاشت کا میرے گوشت سے فرمائے اورون نے جواب دیا کہ جو کچھ کہ عرض کیا تو نے یہ محض ہوا داری اور حق گذاری ہو مگر تیرا گوشت کہ بدبو رکھتا ہو مبادا تناول کے بعد رنج بادشاہ زیادہ ہو شغال خاموش رہا مگر گرگ آگے بڑھا اور زبان ثنا یون کھولی بیت

خدایا رتیرا ہوا ہی شہریار ✤ عدو روز میدان ہو تیرا شکار ✤ میری بھی جان بادشاہ پر فدا ہو اور اس بات کا آرزومند ہون کہ بادشاہ بخوشی میرے اجزا کو اپنے دانتون مین جگہ بخشے یارون نے کہا کہ یہ بیان تیرا محض اخلاص اور علامت اختصاص ہو مگر تیرا گوشت خناق اور ضرر مین زہر ہلاہل کے برابر ہو گرگ نے سُنکے قدم پیچھے رکھا اور شتر دراز گردن نے بحکم کل طویل احمق بعد ادائے شرائط دعا کے یہ شعر مؤلف کا پڑھا بیت کمان چرخ ترے تیر کی ہو حلقہ بگوش ✤ ترے عدو کو لگائے شہاب ثاقب تیر ✤ کہ مین از خاک برداشتہ اس حضرت کا اور پرورش یافتہ اس دولت کا ہون اگر بادشاہ اپنے مطبخ کے واسطے اس ناچیز کا گوشت قبول

فضولی آنکہ بالا یعنی مشغول شود و زیادہ گوئی کند

ہم اینجا یعنی جلدی بدہ اوست

خناق بالضم زخمی است

فرمائے اور جان میری کام آئے تو بھی بار احسان سے سبکدوش نہین ہو سکتا بیت
تو کرے ذبح تو مین زیست کی لذت سمجھون * کام آئے جو مری جان سعادت سمجھون *
سب اہل قریب متفق الکلمہ بولے کہ یہ بات تیری فرط شفقت و صدق عقیدت سے
نزدیک ہی فی الواقع گوشت تیرا خوشگوار اور بادشاہ کے مزاج کے لیے سازگار ہی
رحمت ہی تیری ہمت پر کہ اپنے ولی نعمت سے بجان مضائقہ نہ کیا اور اس معاملہ سے اپنا
نام نیک صفحۂ روزگار پر یادگار چھوڑا بیت زر کے دینے کو تو حاضر ہین ہزار * جان دینا
ہی نہایت دشوار * اسکے بعد سب حملہ آور ہوے اور اجزا اس مسکین کے پارہ پارہ کر ڈالے
یہ نقل اسواسطے بیان کی جاتی کہ فریب اہل مکر کا خصوصاً جس وقت کہ متفق ہوتے
ہین خالی نہین جاتا ہی دمنہ نے کہا کہ اُسکے دفع کی کیا تدبیر ہی شنزبہ نے کہا کہ اس حال
مین تدبیر میری راہ صواب سے دور نظر آتی ہی بلکہ سوا ے جنگ و جدال و حرب و قتال کے
اور چارہ نہین دیکھتا ہون کہ حفظ مال اور حفاظت جان کے لیے اگر کوئی مارا بھی جاتا ہی
تو دائرۂ شہدا مین داخل ہوتا ہی بموجب اس حدیث شریف کے من قتل دون نفسہ فہو شہید
اگر میری اجل شیر کے ہاتھ سے مقدر ہی تو چارہ کیا لیکن ہمت مردانہ کے ساتھ مارا جاؤن تو
بہتر ہی کہ کوئی بے حمیت اور بے غیرت تو نہ کہیگا اور موت نیکنامی کے ساتھ بہتر ہی زندگانی
سے کہ بدنامی کے ساتھ ہو دمنہ نے کہا کہ مرد خردمند جنگ کے وقت پیشدستی نہین کرتے ہین سُنا
ہوگا کہ پیشدادیون کیانیون کا عہد تھا کہ دشمن پر پیشدستی نہ کرتے تھے اور اس مین بہت
سے فوائد ہین کہ ہنگام حرب سبقت کرنا بیخردی اور خطرہاے بزرگ کی دلیل ہی بلکہ
اصحاب راے مدارا اور تلطف کو پیش کرتے ہین اور مناقشے کا دفع کرنا ملاطفت
کے ساتھ اولے جانتے ہین نظم جو لوگ کہ ہوتے ہین دلا عاقل و ہنر * کرتے نہین جز مہر عدو
پردہ قہر * پوشیدہ نہین ہی یہ مثل ہی مشہور * مرتا ہو جو گڑ سے کیون اُسے دیجے زہر *
دوسرے دشمن ضعیف کو خرد و خوار نہ جاننا چاہیے اگرچہ قوت اور زور سے بر نہ آسکے شاید

کہ عذر و فریب سے آتش فتنہ کو بھڑکائے اور تو خود حالت شیر کو جانتا ہی اور اُس کا غلبہ
شرح و بسط سے تجھے معلوم ہی پس اُسکی دشمنی اور غائلہ حرب سے غافل نہو کہ جو کوئی دشمن کو
خوار جانتا ہی اور اُسکی محاربت سے اندیشہ نہین کرتا ہی پشیمان ہوتا ہی جیسا کہ وکیل دریا پر
تحقیر طیطوا سے ہوا شنزبہ نے پوچھا یہ کیونکر تھا دمنہ نے کہا کہ حکایت ہی کہ ساحل دریاے ہند
پر ایک نوع پرندون کی ہی کہ اُنکو طیطوا کہتے ہین ایک جوڑا اُنکا دریا کے کنارے نشیمن رکھتا
تھا جبکہ وقت انڈے دینے کا آیا مادہ نے کہا کہ انڈے رکھنے کے واسطے جگہ ڈھونڈھا چاہیے
کہ فراغ سے وہان گذران کرین نر نے کہا یہ موضع پاک اور جاے دلکش ہی آب اُٹھا اس
محل سے مشکل نظر آتا ہی یہین انڈے دیا چاہیے مادہ نے کہا کہ یہ جگہ اندیشے کی ہی کہ اگر دریا
موج مارے اور بچّون کو لیجائے تو کس قدر رنج اُٹھانا پڑے نر نے کہا کہ خیال مین نہین آتا ہی کہ
وکیل دریا اس قدر دلیری کرے کہ ہمارے بچے لیجائے اور اگر بالفرض ایسی حرکت کرے کہ بچے ہمارے
غرق ہو جائین تو مین انتقام اپنا قرار واقعی اُس سے لونگا بیت کجروی ہمسے کرے کیا ہی مجال
دریا چہ صورت موج ہوا تیرہ ہی حال دریا چہ مادہ نے کہا کہ اپنی حد سے تجاوز کرنا لائق نہین ہی
اور زیادہ اپنے طور سے لاف مارنا اہل خرد کو نچاہیے تو کس قوت اور قدرت پر وکیل دریا سے
انتقام لیگا اور کس شوکت و مرتبت پر مجادلت اور منازعت اس سے کریگا بیت
یہ سُنا ہی ہر شکار انداز سے ÷ صعوہ بر آتا نہین شہباز سے ÷ اُس اندیشے سے درگذر اور
بیضون کے واسطے کوئی مکان محفوظ اور جاے حصین اختیار کر اور میری نصیحت سن جو کوئی
سخن ناصحون کا نہ سُنے گا اور پند یاران مشفق پر کاربند نہ ہوگا تو اُسے وہ پہونچیگا جو سنگ پشت
کو پہونچا نر نے کہا کہ یہ حکایت کیونکر تھی مادہ نے کہا حکایت کہتے ہین کہ ایک آبگیر ہین کہ
پانی اُسکا صفت مین مانند آئینہ کے صاف تھا اور عذوبت و لطافت مین عین آب حیات
اور چشمہ سلسبیل سے برابری کرتا تھا اس جگہ ایک سنگ پشت اور دو بطین باہم مسکن
رکھتی تھین اور مجاورت کے سبب سر رشتہ اُنکی محبت کا مصادقت کو پہونچا تھا اور ہمسایگی

۱ طیطوی در برہان قاطع نوشتہ کہ طیطو بروزن تیہو نوعے از مرغان
۲ صعوہ بفتح صاد و [illegible]

مانند ہمخانگی کے ہوگئی تھی مؤلفہ **بیت** زہے وہ زیست جو یار دن مین گذرے * خوشا وہ دم جو غمخوارون مین گذرے * ناگاہ دست روزگار غدار نے انکے رخسارہ حال کو خراش دینا شروع کیا اور سپہر مینا فام نے صورت مفارقت کی آئینہ روز و شب سے دکھانا آغاز کی یعنی ہر روز پانی اُس چشمے کا خشک ہونے لگا مصرع وانّی نعیم لایدوم علی الدہر آخر کار اُس پانی مین کہ مادہ حیات اور ممد معاش تھا نقصان کلی ظاہر ہوا بطون نے جبکہ یہ حال سمجھا کہ بے آب زندگانی ناممکن ہو ناچار دل وطن سے اُٹھایا اور عزیمت سفر کی مصمم کی **بیت** ناسخ جسکو وطن مین چین نہ ہو وہ سفر کرے * گذرے وطن سے دشت بلا مین گذر کرے * ہر چند کہ رنج سفر کا بدہوتا ہو مگر جفاے وطن سے بہتر اسکے بعد بادل پر غم اور دیدۂ پر نم سنگ پشت کے پاس آئین اور سخن الوداع درمیان لائین اور یہ بیت پڑھنے لگین **بیت** جدائی تری کسکو منظور ہو * زمین سخت ہو آسمان دور ہو * سنگ پشت سوز فراق سے رو دیا اور کہا کہ یہ کیا بات ہو اور بغیر تمھارے کیونکر میری زندگی بسر ہوگی جبکہ طاقت وداع کی نہین ہو تحمل فراق کا کیونکر کرسکونگا **بیت** ناسخ ابھی ہر چند کہ بچھڑا نہین وہ گل مجھسے * ایسا نالان ہون کہ شرمندہ ہو بلبل مجھسے * بطون نے جواب دیا کہ ہمارا جگر بھی خار خار مفارقت سے ریش ہو اور سینہ التہاب زبانۂ آتش مہاجرت سے بریان لیکن کیا کرین نزدیک ہو کہ خرابی بے آبی کی ہماری خاک وجود کو باد فنا سے برباد کردے لاجرم بضرورت ترک یار و دیار کرنا اور کربت و غربت اختیار کرنا پڑا ہو مؤلفہ **بیت** کہان عاشق نکلتا ہو برغبت کوے جانان سے * بمجبوری قدم آدم کا نکلا باغ رضوان سے * سنگ پشت نے کہا کہ جانتا ہون مین پانی نہونے کی مضرت ہر ذیحیات کے حق مین حکم زہر قاتل کا رکھتی ہو اور زندگانی بے پانی ممکن نہین ہو لیکن حق صحبت قدیم مقتضی اسکا ہو کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو اور محنت آباد فراق تنہائی مین تنہا نہ چھوڑو **بیت** ناسخ جاتا ہو سفر کو تو جدا ہو جان بھی * بیکار ہو پھر یہ جسم بیجان * بطون نے کہا کہ

ای دوست یگانہ وای ہمدم فرزانہ تیری جدائی رنج جلاے وطن سے زیادہ تر ہی ہم جس جگہہ کہ
جائینگے اگر رفاہیت تمام بھی ملی اور عشرت کامل بھی حاصل ہوئی تو بھی تیرے دیدار کے بغیر
دیدہ عیش تیرہ اور چشم بخت خیرہ رہین گے لیکن کیا کرین کہ ہمارا چلنا پانون سے روے زمین
پر اس مسافت دور و دراز کے ساتھ متعسر اور تیرا اڑنا اوج ہوا پر ہمارے اتفاق مین متعذر
ہی بس اس تقدیر پر ہمارا تیرا ساتھ کیونکر ہو سکے سنگ پشت نے کہا کہ چارہ اس کام کا کچھ
تمھارے ذہن رسا سے حاصل ہو تو دور نہین اور مجھ خستہ جان فشار رسیدہ ہجران سے آگی
تدبیر کچھ نہین ہو سکتی ہی بطون نے کہا کہ ای عزیز ہم اسکی بھی تدبیر کر سکتے ہین لیکن مجبور رہین
کہ جو کچھ کہینگے وہ تجھسے نہو سکیگا اور جو عہد کہ تو کریگا اسپر ثابت نرہیگا سنگ پشت نے
کہا کہ تم میری اصلاح کے واسطے بات کہوگی اور مین نہ کرونگا اور جو وعدہ کہ سراپا میرے
واسطے مفید ہو اُسپر ثابت نہ رہونگا ایسا بھی مجنون نہین ہون کہ اپنے نیک و بد کو نسمجھون
بیت شرط کرتا ہون نہونگا تیرے کہنے کے خلاف ؛ عہد کرتا ہون نہوگا اس سے ہرگز
انحراف ؛ بطون نے کہا کہ شرط یہ ہی کہ جو ہم تجھے ہوا پر اُٹھا کرلے چلین تو مطلق راہ مین بات
نہ کرنا کس واسطے کہ جو ہمین روے ہوا پر اس ہیئت کذائی سے دیکھیگا تعرض کریگا اور کنایہ سے
اپنے اپنے طور پر کلام کریگا تو جو سُنے یا جو کچھ کہ دیکھے مطلق نہ بولنا سنگ پشت نے کہا کہ
مطلق مین آپ کے فرمانے سے تجاوز نہ کرونگا اور شعر میر کا میری تعلیم کو کفایت کرتا ہی
بیت خموشی کی ہماری جابجا اب قصہ خوانی ہی ؛ برابر سوزبان کے ایک اپنی بے زبانی
ہی ؛ اسی کے مناسب حال رباعی شیخ ناسخ صاحب کی ہی رباعی کرتی ہی فزون قدر بشر
خاموشی ؛ ہر عیب کو کرتی ہی ہنر خاموشی ؛ ہو مردم چشم سان سر و پا بینا ؛ انسان سے
ہو سکے اگر خاموشی ؛ بطون نے ایک لکڑی نکالی اور سنگ پشت سے کہا کہ اسے دانتون سے
مضبوط پکڑ اور بطون نے دونون جانب سے اُس چوب کو نوک مین پکڑا اور اسی ہیئت سے
ہوا پر اُڑین اور اُسی تالاب کی طرف کہ جہان پانی تھا روانہ ہوئین قضارا اُنکا گذر ایک قریہ

پر ہوا جبکہ نظر لوگون کی ان بطون پر پڑی دیکھا کہ ایک چوب ہی کہ اُسمین سنگ پشت لٹکتا
ہی اور دونون گوشے اُسکے دو بطین لوگون مین پکڑے ہوے اُڑی جاتی ہین اس طرح کا
تماشا کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا وضیع و شریف اس قریے کے غوغا کنان دوڑے کہ یہ کیا
عجائبات ہی ہر ایک اپنی طرح سے کلام کرتا تھا اور یہ سنگ پشت کو ناگوار گذرتا تھا
ایک ساعت بھر تو سنگ پشت نے ضبط کیا آخر آتش غضب و دیگدان سینہ سنگ پشت مین
جوش زن ہوئی اور طاقت ضبط کی نہ رہی اور کہا کہ آنکھین تمھاری اندھی ہو گئی ہین کیون
چلاتے ہو ادھر سنگ پشت نے لب کھولے اور اُدھر زمین پر گرا بطین چلائین کہ تو نے خلاف
عہد سے ہمین رنج مین اور آپ کو ہلاکت مین ڈالا وما علی الرسول الا البلاغ یہ کہکے
راہ اپنی لی اور سنگ پشت ہلاک ہوا فائدہ اس مثل کا یہ ہی کہ جو کوئی نصیحت کو ناصح کی
سمع قبول مین جگہہ نہ دیگا وہ اپنی ہلاکت مین سعی کریگا لمولفہ بیت ہمیشہ پشیمان و احمق
رہیگا ٭ جو کہنا کسی کا نہین مانتا ٭ طیطوی کے نر نے کہا کہ مین نے سنی یہ مثل سب اور اُسکا
مضمون معلوم ہوا لیکن تو نہ ڈر کہ شخص بزدل اور خوف خوردہ ہرگز مراد کو نہین پہونچتا ہی اور
یہ بات وہی ہی کہ مین نے جو پہلے کہی کہ وکیل دریا رعایت ہماری لوازم واجبات سے جانے گا
مادہ نے ناچار اسی جگہہ پر بیضے رکھے جبکہ بچے نکلے تھوڑے سے عرصے کے بعد موج آئی اور اُن
بچون کو لیگئی مادہ نے اس حال کے مشاہدے کے بعد گریبان اپنا چاک کیا اور نر سے کہا کہ
ای غافل بر سر من جانتی تھی مین کہ یہ دریا میرے بچون کو خاک مین ملائیگا اور آتش فراق میرے
خرمن جان کو لگائیگا مگر تیری عقل ناساز نے مجھے خراب کیا اب کیا تدبیر کریگا کہ میرا ریش دل اُس
مرہم سے التیام پذیر ہو نر نے کہا کہ میرا وہی قول ہی کہ مین انتقام اپنا وکیل دریا سے لونگا پس
اسی حال مین اور پرندون کے پاس گیا اور جو کہ پیشوا اُس قوم کے تھے اُنکو جمع کیا اور اپنا حال شرح
بیان کرکے کہا کہ اگر آج تم سب متفق ہوکے داد میری وکیل دریا سے نہ لوگے تو جرأت
اُسکی بڑھ جائیگی کہ بعد اسکے یہ ارادہ تم سب کے بچون کا کریگا اور یہ نقصان مستمر

ہم سب کے حق مین قرار پکڑے گا اب اسکے بعد اپنے اپنے فرزندون سے ہم سب قطع اُمید کرین یا مسکن اور وطن اپنے سب چھوڑ دین لمولفہ بیت یا گوارا کیجیے قطع اُمید اولاد سے ٭ عزم غربت کیجیے یا خانۂ آباد سے ٭ اور یا متفق ہو کر ہم عوض اپنا وکیل دریا سے لین کہ گربہ کشتن روز اول بہتر ہی مصرع علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد ٭ سب پرندے اس حال سے آگاہ ہو کر باہم اڑے اور سیمرغ کی خدمت مین حاضر ہو کے صورت حادثہ عرض کی اور کہا کہ اگر غم رعیت کا کھائیگا تو سلطان ہمارا ہی اور اگر پروازاری کی نگہ رکھے گا تو فرمان مرغون کی سلطنت کا تیرے صفحۂ دولت سے مٹا کے منشور اُنکی پاسبانی کا اور کے نام لکھا جائیگا بیت غم زیر دستان بخور زینہار ٭ بترس از زبردستی روزگار ٭ سیمرغ نے اُنکی استمالت کی اور با خدم و حشم اپنے دارالسلطنت سے متوجہ اس حائلہ کی دفع پر ہوا اور سب پرندون نے امداد و رفاقت پر قوی دل ہو کے ساحل دریاے ہند کی طرف رخ کیا جبکہ سیمرغ اپنی سپاہ کے ساتھ کہ حساب محاسب مین نہ سماوے اور اُنکا عدد صفحات میزان امکان مین تولا نجاے اس دریا کے نزدیک پہونچا لمولفہ نظم سب کے سب تند خو تھے خون آشام ٭ سب کے پنجون مین ناخنون کی حسام ٭ سب دلاور دلیر و دشمن سوز ٭ فوج اعدا پہ سب کے سب فیروز سب کے سب پہنے بکتر پر و بال ٭ دل سے آمادہ جدال و قتال ٭ کرنا جنگ مین تھین منقارین بال و باز و تھے تیز تلوارین ٭ دوستی کو ہزار بھی کم ہین ٭ مونس بے شمار بھی کم ہین ٭ ہر بہت ایک بھی عداوت کو ٭ ہو عدو صاحب فراست کو ٭ نسیم نے کہ سلسلہ جنبان موج ہوتی ہی یہ خبر وکیل دریا کو پہونچائی وکیل دریا نے کہ اپنے حوصلے مین طاقت مقاومت سیمرغ نہ رکھتا تھا بنا جاری بچے طیطوی کے پھیر دیے غرض اس افسانے کی ایراد سے یہ ہی کہ کسی دشمن کو اگرچہ کیسا ہی حقیر ہو خوار نجاننا چاہیے بعض جگہہ سوزن خرد قامت وہ کام کرتی ہی کہ نیزہ دراز سے وہان کچھ نہین ہو سکتا ہی حکیمون نے کہا ہی کہ دوستی ہزار تن کی مقابلے مین ایک دشمن کے بعضی جگہہ کام نہین آتی ہی شنزبہ نے کہا کہ مین جنگ کی ابتدا

نہ کرونگا تا ابد نامی اور کافر نعمتی سے منسوب نہ ہون مگر جو شیر خواہی نخواہی قصد میرا کریگا تو صیانت نفس اور مدافعہ اسکا مجھپر واجب ہی دمنہ نے کہا کہ جب تو شیر کے پاس پہونچے اور دیکھے کہ دُم اُٹھا کے زمین پر مارتا ہی اور سُرخی اُسکی آنکھون کی شعلے کی طرح چمکتی ہی تب تو یقین کرنا کہ آج اُسنے میرا قصد کیا ہی شنزبہ نے کہا کہ اگر کوئی بات اس طرح پر مشاہدہ کرونگا تو یقین ہوگا اور شک باقی نہ رہیگا اُس وقت حتی الوسع جو کچھ کہ ہو سکیگا قصور نہ کرونگا دمنہ اسبات سے خوش ہو کر روانہ ہوا المولفہ بیت اور کے غم سے خوش جو ہو عقل اُسے ذرا نہین ٭ شرم نہین حیا نہین صدق نہین صفا نہین ٭ کلیلہ نے کہا کہ کام کہانتک پہونچا اور مہم نے کس چیز کے ساتھ انجام پایا دمنہ نے جواب دیا مصرعہ بخت بھی بیدار ہی اور آسمان بھی یار ہی ٭ بحمد اللہ کہ فراغ تمام تر نے منہ دکھایا اور کار دشوار نے آسانی سے سر انجام پایا اور سب حال من اولہ الی آخرہ بیان کیا کلیلہ نے کہا کہ اچھا نہ کیا تو نے اور انجام اس کام کا تیرے واسطے غالب ہی کہ بُرا ہو دمنہ نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور جا کر شنزبہ کو ہمراہ لے کر شیر کی خدمت مین آیا شیر نے دمنہ کی تعلیم کے موافق غرانا اور دم مارنا شروع کیا شنزبہ کو یقین ہوا کہ شیر نے مقرر قصد میری ہلاکت کا کیا ہی اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ خدمت ملوک کی خوف ہلاکت سے خالی نہین ہوتی ہی اور بملازمت سلاطین کی ہمخانگی مار اور ہمخوابگی شیر ژیان سے کم نہین ہوتی ہی اور سانپ جبکہ سر نکالے گا اور شیر جاگے گا ضرور ضرر پہونچائیگا بیت لکن بملازمت بادشہ کردان ترسم ٭ کہ ہمچو صحبت سگ و سبو شود ناگاہ ٭ یہ خیال گذرتا تھا اور اندیشہ جنگ کا دل مین کرتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ جان بچنا بہت دشوار ہی لیکن بحکم اسکے بیت وقت ضرورت چو نماند گریز ٭ دست بگیرد سر شمشیر تیز ٭ آخر کو دونون طرف جو کہ دمنہ نے افسون پھونکا تھا علامت اُس کی ظاہر ہوئی یعنی دونون طرف سے غرش شیر کی اور خوار گاؤ کی بلند ہوئی نظم زغوغاے ایشان وحوش و سباع ٭ دران دشت و بیشہ پریشان شدہ ٭ آخر شیر نے بیل کا کلا پکڑ کے

چبا ڈالا اور کام اُس مسکین کا تمام کیا کلیلہ نے جبکہ یہ صورت دیکھی دمنہ سے کہا رباعی
صد حیلہ و نیرنگ بر آمیختۂ ☆ وآنگہ زمیان کار بگریختۂ ☆ یاران دو صد سالہ فرو نشاندہ
این گرد بلا را کہ بر انگیختۂ ☆ ای ناداں اپنی رائے کی خامی دیکھتا ہی اور جانتا ہی یا نہین
دمنہ نے کہا کہ وہ خام کون ہی کلیلہ نے کہا کہ وہ تو ہی اور یہ کام کہ تو نے کیا ہی سات ضرر اسمین
موجود ہین اول یہ کہ بے ضرورت اپنے ولی نعمت کو مشقت مین ڈالا اور رنج قوی اُسکی ذات کو
پہونچایا دوسرے اپنے مخدوم کو نقض عہد اور بیوفائی کے ساتھ منسوب کیا اور اپنے حظ نفس
کے واسطے بدنامی بادشاہ کی روا رکھی تیسرے بے سبب خون مین ایک بے قصور کے سعی کی
اور ورطۂ ہلاکت مین اُسکو ڈالا چوتھے خون بے گناہ کا اپنی گردن پر لیا کہ تا ابد اس
مواخذے سے نہ چھوٹے گا پانچوین جماعت کثیر کو بادشاہ کے حق مین بدگمان کیا غالب
ہی کہ اکثر لوگ بادشاہ کی بیوفائی کے خوف سے جلاے وطن اختیار کرین اور خان ومان
سے آوارہ ہوکے محنت جلاے وطن گوارہ کرین چھٹے سپہ سالار لشکر کو عرصۂ تلف مین ڈالا
ہر آئینہ جمعیت سباع کی بعد اس حادثہ کے بے انتظام رہیگی ساتوین عجز اور ضعف اپنا
ظاہر کیا تو نے اور یہ جو تیرا دعوی تھا کہ یہ کام مدارا سے بناؤنگا سو خوب بنایا تو نے اور
احمق ترین مخلوقات وہی شخص ہی کہ فتنۂ خفتہ کو بیدار کرے اور جو مہم کہ صلح و نرمی سے
تدارک پذیر ہو سکتی ہو اُسے جنگ و خشونت مین ڈالے دمنہ نے جواب دیا بیت
نہ نکلے کام اگر فرزانگی سے ☆ تعلق کیجیے دیوانگی سے ☆ کلیلہ نے کہا کہ تو نے خرد کے موافق
کونسا کام کیا کہ درست نہوا اور ہاتھ سے مستعار تدبیر کے کونسی بنا ڈالی کہ وہ بن نہ آئی اور
افسوس کہ اتنا نہ سمجھا تو کہ رائے درست اور اندیشہ صواب کو جرأت شجاعت پر ترجیح ہی
الرأی قبل شجاعۃ الشجعان شعر کارہا راست کند عاقل کامل بسخن ☆ کہ بصد لشکر جرار میسر نشود
دمنہ مجھے ہمیشہ سے حال تیرے عجب اور مغروری اور اس دنیاے فریبندہ کی جاہ پر مفتونی
کا کہ جز نقش بر آب تماشاے یک نظر اور کچھ حقیقت نہین ہی معلوم تھا لاکن اُسکے اظہار مین

مجھے تامل تھا مگر اب اسلیے کہ تو انتباہ پائے اور خواب غرور سے بیدار اور مستی شراب جہالت سے
ہوشیار ہو اتنا کہا جاتا ہی کہ اب تیری غفلت و نادانی حد سے زیادہ ہوئی اور بادیہ ضلالت
مین سرگردانی اور پریشانی تیری بہت ترقی کر گئی تو اب ضرور ہی کہ تجھے تیری تیرگی اور
فرط دلیری سے کہ امور مستکرہ مین بڑھگئی ہی آگاہ کرون ہر چند مجال قلم نہین کہ قطرہ اُس
دریا سے بیان مین آسکے لیکن لازم ہی کہ کچھ بقدر اپنی طاقت کے زبان آوری کرون بیت
تا تو بدانی کہ چہا کردہ ✤ نقش و غالبہ خطا کردہ ✤ دمنہ نے کہا کہ ای برادر ابتداے عمر سے
تا اینندم وہ قول کہ نہ چاہیے اور وہ فعل کہ نامناسب ہو مجھسے وجود مین آیا ہو ایسا یاد نہین
پڑتا ہی اور اگر کوئی عیب میرا آپ نے مشاہدہ کیا ہو اُسے فرمایئے کلیلہ نے کہا کہ تیرے عیب بہت
ہین مگر وہ شخص کہ شناسندۂ عیب و ہنر ہو نہین پائے تجھ مین بڑا عیب یہ ہی کہ آپ کو
بے عیب جانتا ہی دوسرے یہ کہ تیری گفتار کردار پر ترجیح رکھتی ہی اور یہ بات مشہور ہی کہ
بادشاہ کے واسطے کوئی بات اسکے برابر نہین ہی کہ قول اُسکے اہل کار کا اُسکے افعال پر مرجح
ہووے اور اہل علم قول اور فعل مین چار قسم کے ہوتے ہین اول یہ کہ کہین اور نہ کرین یہ
طریقہ منافقون کا ہی دوسرے یہ کہ نہ کہین اور کرین یہ عادت عاقلون کی ہی تیسرے یہ کہ
کہین کچھ اور کرین کچھ اور چوتھے یہ کہ نہ کہین اور نہ کرین کہ جو شیوہ منافقون کا ہی اور تو ہمیشہ اپنے
ہنر سے بات بڑھکے کہتا ہی جیسا آگے گاؤ سے کہا کچھ اور کیا کچھ اور شیر جو تیری باتون پر فریفتہ ہو کر
مرتکب ایسے کام کا ہوا ہی عیاذاً باللہ اگر کوئی رنج اُسنے شیر کو پہونچا دیا یا کچھ ہرج مرج اس
ولایت مین تیرے کردار کے سبب سے نمودار ہوا اور شورش و اضطراب رعایا کا حد سے
گذرا اور یا نفوس اور اموال خلق کے معرض تلف مین آئے پس وبال اس نکال کا تیری
گردن پر جیسا کہ پڑیگا دیکھے گا تو رباعی گو یا بدکار ہو کوئی یا بداندیش ✤ پائیگا کبھی
نہ نوش بجز نیش ✤ جیسا کرے گا کام کوئی ✤ ویسا ہی اُسے بھی آئیگا پیش ✤ دمنہ
نے کہا کہ مین نے بادشاہ کو بجز کلمہ نیک و سخن خیر نہین کہا ہی اور اس چمن مین سواے

نہال بندگی کے اور درخت نہین لگایا ہی کلیلہ نے کہا وہ نہال کہ جسکا یہ ثمر ہو کہ مشاہدہ
کیا جاتا ہی جڑ سے اکھڑنا بہتر اور وہ نصیحت کہ جسکا یہ نتیجہ ہو نہ سُننا اسکا اچھا ہی اور
کبھی کوئی قول تیرا حلیہ عمل نیک سے آراستہ نہین دیکھا ہی عالم بے عمل مانند موم بےعسل
کے کچھ لذت نہین رکھتا ہی اور گفتار بے کردار مانند درخت بے برگ وبار کے ہی کہ سوا
جلانے کے اور کام کے سزاوار نہین ہوتا ہی اور اکابر نے دفاتر ہنر مین قلم کرم سے یہ
لکھا ہی کہ چھ چیز دن سے امید بہبودگی نہ رکھے یعنی قول بے عمل سے اور مال بے خیر
سے اور دوست نا آزمودہ اور علم بے صلاحیت سے اور صدقہ بے نیت سے اور اُس
زندگانی سے کہ جسمین صحت نہ ہو سُن ای دمنہ صحبت اُس بادشاہ کی جو بذات خود
عادل اور کم آزار ہو مگر اُسکا وزیر ناپاک طینت اور بدنیت ہو بے سود ہی کیونکہ منافع
بادشاہ کے عدل ورافت کے رعیت سے منقطع کرے گا اور فیصلہ مظلومون کا بادشاہ
تک پہونچنے نہ دیگا اور مثال اُس بادشاہ کی ایسی ہی کہ چشمہ آب شیرین وصاف ہو
اور اُسمین نہنگ نظر آتا ہو تو کوئی خوف جان سے ہاتھ اُسمین نہ ڈالے گا **بیت**
رسیدہ ام من تشنہ جگر بچشمۂ صاف ٭ ولے چہ سود کہ یارای آب خوردن نیست دمنہ
نے کہا کہ اِس عمل سے سوائے حصول خدمت بادشاہ اور کچھ میرا مقصود نہین ہی کلیلہ
نے کہا کہ تو چاہتا ہی کہ بادشاہ کی خدمت سے سب موقوف ہو جائین فقط تنہا مین
معتمد علیہ اور مشار الیہ رہون تا تقرب درگاہ شاہی مجھی پر منحصر رہے یہ تیری فہمید
غایت نادانی اور افراط بیخردی پر دلالت کرتی ہی کس واسطے کہ بادشاہی کسی چیز
اور کسی شخص پر منحصر نہین ہی کیونکہ مشابہت بادشاہ کی حسن حسینون کے مشابہ بہت ہی
جیسا کہ محبوب دلاویز کے ہرچند کہ عاشق بہت ہون مگر اُسکا جلوہ حسن عشاق کی
افزونی کا طالب ہوتا ہی بادشاہ کو بھی ہرچند خادم اور ملازم زیادہ ہون پر اُسکو
میل افزونی حشم و خدم کی طرف رہتا ہی اور یہ تیری طمع خام دلیل روشن حماقت

پر ہی حکما نے کہا ہی کہ دلیلین احمق کی پانچ ہین اوّل منفعت اپنی غیر کے ضرر مین ڈھونڈھنا مولف شعر راحت وہ کیا ہی جس سے کہ ہو غیر کو گزند ٭ پھینکو نہ اپنے پانون سے کانٹا نکالکر ٭ دوسرے بہبود آخرت کی بے ریاضت و عبادت کے امید رکھنا تیسرے درشتی اور بدخوئی سے عورات کے ساتھ عشقبازی کرنا چوتھے تن آسانی اور راحت مین دقایق علوم کو اپنے عندیہ مین حاصل کرنا پانچوین بغیر وفاداری اور رعایت حقوق یاری و دوستی کے توقع خلق خدا سے رکھنا لیکن مین نے جو یہ کلام تجھسے کیا محض بمقتضائے شفقت مگر یہ بھی خوب جانتا ہون کہ تیری شب تیرۂ شقاوت کسی کی مشعل پند سے روشن نہوگی اور ظلمت جہل و کدورت حسد کہ تیری ذات مین آمیختہ ہوئی ہی میرے نور نصایح سے جدا نہین ہونے کی بیت بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ ٭ ای دمنہ تیری مثل وہ ہی کہ ایک شخص ایک مرغ سے کہتا تھا کہ رنج بیہودہ نہ اٹھا اور اپنی بات اس جماعت سے کہ بات کرنے والی نہین ہی ضائع نہ کر اُسنے نہ سنا آخر اُسکی سزا پائی دمنہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے کہا کہ کہتے ہین بندرون کی جماعت ایک کوہ مین گذرتی تھی ایک شب برف باری بہت ہوئی بیچارے قریب ہلاکت کے پہونچے جائے پناہ ڈھونڈھتے تھے اور طلب مین آتش کی ہر طرف تگاپو کرتے تھے ناگاہ ایک جگنو پڑا دیکھا چنگاری سمجھ کے گرداگرد اُسکے ہیزم خشک جنکر منتظر بھڑک کے بیٹھے ایک درخت پر پرندی فہم نے دیکھکر آواز دی کہ ای بندرو یہ آگ نہین ہی کیون اوقات ضائع کرتے ہو مگر اُنھون نے کچھ التفات اسکے کلام پر نہ کیا اور اپنے کام سے باز نہ رہے قضارا ایک شخص اس جگہ پہونچا اور اُس ماجرے سے آگاہ ہوا اُس مرغ سے کہا تو کیون پند بیہودہ اور بے محل کرتا ہی یہ قوم بوزینہ تیری نصیحت سے باز نہ رہین گے بلکہ تجھے ضرر پہونچائینگے اور ایسے شخصون کی تربیت مین سعی کرنا ایسا ہی کہ تلوار کو پتھر پر آزمانا اور نہ زہر ہلاہل سے خاصیت تریاق فاروق کی طلب کرنا قطعہ ہر کہ

حکایت بندرون

در اصل بد نہاد افتاد * ہیچ نیکی از و مدار امید * زانکہ ہرگز بجہد نتوان ساخت
از کلاغ سیاہ باز سفید * مرغ نے جب دیکھا کہ بندر پند میری نہین سُنتے ہین گمان
کیا کہ شاید دور سے اس انبوہ مین آواز نہین پہونچتی ہی نزدیک آکر نہایت شفقت سے
سمجھانا شروع کیا ہنوز مرغ کا کلام تمام نہوا تھا کہ بندرون نے گردن مرغ کے تن سے
جدا کی ای دمنہ حال میرا تیرا دوستی اور نصیحت مین ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہی کہ سخن
بے فائدہ کہتا ہون اور اوقات اپنی ضائع کرتا ہون مگر تجھے میرے کلام سے کچھ نفع
نہوگا بلکہ مجھے ضرر پہونچے تو دور نہین ہی نظم کوئی نہ سُنے اگر نصیحت * برباد نہ اپنی کر
نصیحت * تو راہ بتائے وہ نہ مانے * کچھ فائدہ پند کا نہ جانے * جاہل وہ ہی اُسے
کر کنارہ * گمراہ پھرے وہ مارا مارا * دمنہ نے کہا کہ ای برادر بزرگون کو چاہیے
کہ موعظت اور شفقت مین درگذر نہ فرمائین سامع استماع کرے یا نہ کرے یہ اُسکا
نصیب ہی **قطعہ** مدار پند خود از ہیچکس دریغ مگو * اگرچہ از طرف مستمع شود تقصیر *
سحاب و قطرۂ باران زکوہ وا نگرفت * اگرچہ در دل خارا نمیکند تاثیر * کلیلہ نے
کہا کہ مین نے باب نصیحت تیرے مُنھ پر کبھی بند نہین کیا لاکن بے سود ہی کہ تو نے بنائے کار
اپنی مکر اور حیلے پر رکھی ہی اور خود رائی اور خود کامی کو اختیار کیا ہی اور آخر کار پشیمانی
اُٹھائیگا مگر یہ پشیمانی بھی سود نہ بخشے گی اور ہر چند پشت دست کاٹیگا اور سینہ کوبی
کریگا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ امتحان ہوا ہی کہ خاتمہ مکر و حیلہ کا شامت و خرابی پر ہوتا ہی
جیسا کہ شریک زیرک حلقہ مکر مین گردن پھنسا کے گرفتار دام بلا ہوا اور شریک غافل
برکت سے راستی اور سادہ دلی کے مراد کو پہونچا دمنہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت**
کلیلہ نے کہا کہتے ہین کہ دو شریک تھے ایک عاقل اور دوسرا غافل ایک نہایت زیرکی سے
نقش فریب بازی بر روے آب قائم کرتا تھا اسکا تیز ہوش لقب تھا اور دوسرا افراط
نادانی سے سود و زیان مین فرق نہ کرتا تھا اسکو خرم دل کہتے تھے ان دونون کو تجارت کا

خیال ہوا باتفاق یکدیگر سفر اختیار کیا طی منازل و مراحل کرتے جاتے تھے اتفاقاً اثنا راہ مین بدرۂ زر ہاتھ آیا اُسکو غنیمت بیکران سمجھکر متوقف ہوئے شریک دانا نے کہا کہ برادر جہان مین سود بے محنت یہی ہوتا ہے اب اس بدرہ زر پر قناعت کرنی چاہیے اور گوشہ کاشانہ مین فراغت سے بسر اوقات کرتا بہتر ہے نظم چند گردی گرد عالم بہر زر ✣ بیش گردد زر شود غم بیشتر ✣ کاسۂ چشم حریصان پر نشد ✣ تا صدف قانع نشد پر دُر نشد ✣ یہ صلاح کر کے دونون پھرے اور شہر کے نزدیک پہونچکر ٹھہرے شریک غافل نے کہا کہ ای برادر اب اسے تقسیم کیجیے شریک عاقل نے کہا کہ تقسیم کرنا ابھی مناسب نہین ہے بقدر ضرورت کچھ خرچ کو نکال لین اور باقی کسی جگہہ گاڑ دین اور بوقت ضرورت اسی طرح آہین سے تھوڑا تھوڑا لیجایا کرین تا آفت کوتوال وغیرہ سے محفوظ رہین اور اگر ایکبارے لیچلین خدا جانے کوئی نظر باز دیکھکر افشائے راز نکر دے غافل بیچارہ مکر و فریب عاقل سے غافل تھا اسکے افسون پر فریفتہ ہوا اور اسکا افسانہ قبول کیا اور کچھ تھوڑا سا لے لیا اور باقی بدرہ ایک درخت کے تلے دفن کر دیا پھر شہر مین آکر اپنے اپنے گھر مین قرار پکڑا دوسری شب چرخ شعبدہ باز نے صندوق حیلہ اس طرح پر کھولا کہ شریک دانا شب کو وہ بدرۂ زر کھود کر اپنے گھر لے گیا اور زمین کو بدستور برابر کر دیا جبکہ شریک نادان بے خرچ ہوا اسکے پاس آکر کہا کہ مین اب بہت بے خرچ ہون چلیے اور اُس مین سے کچھ لائیے شریک عاقل نے تجاہل کیا اور کہا کہ چلیے مجھے بھی ضرورت ہے القصہ یہ دونون باہم نزدیک اُس درخت کے آئے ہر چند اُس جگہہ کو کھودا کچھ نپایا اُس تیز ہوش نے اس نادان کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تیرے سوا کون اُس سے واقف تھا تو ہی کھود لے گیا ہے اور مجھے احمق بناتا ہے ہر چند اُس بیچارے نے قسمین کھائین اور اضطراب کیا کچھ نہوا لیکن اگر حقیقت مین یہ دانا ہوتا اور خموش ہو رہتا تو وہ شریک غافل بیچارہ غنیمت جانتا لیکن کتے کو کب گھی ہضم ہوتا ہے آخر دست و گریبان ہوا اور نوبت مجادلے سے محاکمے کو پہونچی زیرک اُس غافل کو پکڑ کر قاضی کے گھر لایا

اور دعوی اپنا ظاہر کیا سب مضمون قضیے کا مسمع قاضی مین پہونچایا اُسنے انکار کیا غافل کے
انکار کے بعد قاضی نے تیز ہوش سے گواہ طلب کیے اُسنے کہا کہ ای قاضی اُس درخت کے سوا
کہ زر جسکے نیچے گڑا تھا اور میرا گواہ نہین ہی پر اُمید غالب ہی کہ حضرت سبحانہ تعالی قدرت
کاملہ سے اس درخت کو گویائی بخشے اور گواہی دے تا اُس خائن بے انصاف کی بے دیانتی
پر کہ سب زر لے گیا ہی اور مجھے محروم رکھا ہی تمام آگاہ ہون قاضی اس بات سے متعجب ہوا
مگر بعد قیل و قال بسیار یہ قرار پایا کہ کل قاضی اُس درخت کے تلے چلے اور گواہی درخت
سے طلب کرے اگر وہ گواہی دے تو اُسپر عمل کرے والآخر خربک دانا اپنے گھر کو گیا اور
یہ سب ماجرا اپنے باپ سے بیان کیا اور کہا ای پدر بزرگوار مین نے آپ کی گواہی کے
اعتماد پر یہ نہال حیلہ محکمۂ قضا مین بٹھایا ہی اور اس مہم کا تیری شفقت پر ارادہ کیا ہی
اگر تو میرے ساتھ موافقت فرمائے تو یہ زر سب ہضم ہوتا ہی اور اسکا نصف اور حاصل
ہوتا ہی پھر بقیۃ العمر بآسایش بیٹھکر بسر کیجیے باپ نے کہا کہ وہ کونسی بات مجھسے متعلق ہی بیٹے
نے کہا کہ اُس درخت مین ایک بڑا جوف ہی شب کو جاکر بیٹھ رہو دن کو جب قاضی آکر
پوچھے تو گواہی ادا کرنا باپ نے کہا کہ ای فرزند فریب کے خیال سے در گذر اگر بفرض محال
آج خلق سے پیش لے گیا مگر کل خالق کو کیونکر فریب دیگا کہ مؤلف نے کہا ہی بیت گواہی
دیگا ہر اک عضو بر ملا اکدن ٭ چھپا چھپا کے عبث ہم گناہ کرتے ہین ٭ بلکہ ایسا اوقات دیکھا
ہی کہ حیلہ صاحب حیلہ کو اکثر وبال جان ہوتا ہی اور اُسکی جزا خود بخود حیلہ ساز کو پہونچتی ہی اور یہ
فقر و فاقہ ہمارا ساتھ راستی کے بہت اچھا ہی کیا شعر مؤلف کا تو نے نہین سُنا ہی بیت
ہی بہتر اطلس گردون سے یہ پوشاک عریانی ٭ ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو ٭
ای فرزند خوف کرتا ہون کہ مکر تیرا مینڈک کے مانند ظہور کرے بیٹے نے کہا قصہ کیونکر تھا
حکایت باپنے کہا کہ کہتے ہین کہ مینڈک نے ایک سانپ کے نزدیک مسکن کیا تھا اور
اُسی ظالم و خونخوار کے جوار مین گھر بنایا تھا جبکہ وہ مینڈک بچے نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا

سکا دل فرزندون کے داغ فراق سے جلتا تھا اس مینڈک کو ایک کچھوے سے دوستی
ی اُسکے پاس آیا اور کہا کہ ای یار موافق مجھے تدبیر لایق بتا کہ دشمن قوی مجھپر مستولی
ہوا ہی اُسکے ساتھ نہ طاقت مقاومت رکھتا ہوں اور نہ جلاے وطن کر سکتا ہوں کہ عجائب
جائے خوش اور مسکن دلکش ہی اسکا سواد مینا رنگ روضۂ مینو کے مانند فرح افزا اور نسیم
دلکش اسکی طرۂ خوبان کے مانند عنبر فرسا ہی کوئی شخص باختیار خود ترک ایسی منزل کو نہین
کرتا ہی اور دل ایسے نمونۂ فردوس برین سے نہین اُٹھاتا ہی بیت جاے من کوے
مغانست چہ زیبا جائیست ٭ ہیچ عاقل بجہان ترک چنین جا نکند ٭ کچھوے نے کہا کہ غم نہ
کھا کہ دشمن قوی کمند حیلہ مین باندھا جاتا ہی اور خصم غالب دام مکر مین گرفتار ہو سکتا ہی
مینڈک نے کہا کہ تو نے کتاب حیل سے اس بات مین کیا مسئلہ حل کیا ہی اور دفع غائلہ
دشمن بد اندیش مین کس تدبیر نے قرار پایا ہی کچھوے نے کہا کہ خلانی جگہہ ایک راسو یعنی
نیولا جنگ جو ستیزہ خو رہتا ہی تو چند مچھلیان پکڑ لے اور سوراخ راسو سے تا سوراخ مار
تھوڑے تھوڑے فرق سے چن دے جبکہ وہ نیولا ایک مچھلی کو کھائیگا تو پھر دوسری پر
آئیگا اسی طرح شدہ شدہ سوراخ مار تک پہونچے گا جو کہ فیما بین راسو اور مار کے عداوت
جبلی ہی سو ظاہر ہی بس اُسیوقت کام مار کا تمام کریگا اور تو ہر آئینہ اُسکے ضرر سے محفوظ
رہیگا مینڈک نے اسی تدبیر سے کہ موافق تقدیر کے تھی کام سانپ کا تمام کیا جبکہ اس قصے کو
دو چار دن گذرے نیولے کو پھر اُنھین مچھلیون کا یاد آیا اسی طرح سے تلاش کنان تا غار مار
آپہونچا ماہی اور مار کو تو نپایا مینڈک جو بچون سمیت فراغ خاطر سے بیٹھا تھا سب کو نوش فرمایا
بموجب بیت کہ از چنگال گرگم در ربودے ٭ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ٭ اور یہ
مثل ای فرزند اسلیے لایا ہون مین کہ سرانجام حیلے کا گرفتاری و خواری ہی آخر کار مکر و فریب
ندامت خاکساری مین ڈالتا ہی مغیلان سے گلچکان پائے نہین جاتے بیت نہ مکر و زور کا
کرنا سرانجام ٭ کہ ہوگا اس سے بدتر تیرا انجام ٭ بیٹے نے کہا کہ ای پدر سخن کوتاہ کر اور اندیشہ

دور و دراز سے درگذر کہ یہ کام تیری تھوڑی امداد سے منفعت بسیار بخشے گا اور اگر میری
ہلاکت پر راضی ہی تو ویسا کہ مین خود آپ کو ہلاک کرون وہ بیچارہ کچھ حرص مال سے اور کچھ
محبت فرزند سے دین و دیانت سے منحرف ہوکر بادیۂ ضلالت و خیانت مین سرگشتہ ہوا اور
مصداق انما اموالکم و اولادکم فتنة کا ظہور مین آیا آخر کار حق شناسی کو طاق نسیان پر
رکھکر وہ راہ کہ شرع اور عرف مین ممنوع اور محظور ہی اختیار کی یعنی اسی شب تیرہ مین بموجب ایمائے
فرزند با دل مکدر جوف درخت مین جا بیٹھا صبح کو قاضی مع جم غفیر شہریان زیر درخت وارد
ہوا اور خلق اللہ نظارۂ عجائبات کے واسطے صف باندھے کھڑی ہوئی قاضی نے حسب اقرار
مدعی درخت سے گواہی طلب کی درخت سے آواز آئی کہ اُس زر کو خرم دل کہ غافل لقب
رکھتا ہی لے گیا ہی اور تیز ہوش پر کہ شریک اُسکا ہی ظلم کیا ہی یہ سُنکر سب متعجب ہوئے مگر
قاضی نے فراست سے دریافت کیا کہ اس درخت مین کوئی سر ہی پر سوائے تدبیر صائب
کے معلوم نہوگا بیت سر ہر نفس کہ از چشم خرد پنہان ست * جز در آئینہ تدبیر نہ گردد ظاہر *
قاضی نے حکم کیا کہ بکثرت ہیمہ سوختنی اُس درخت کی جڑ مین جمع کرکے آگ لگا دین جبکہ اُس
انبار ہیزم کو جلایا اور دھوان اُسکا جوف درخت مین بھرا اور دم اُس پیر مرد کا گھٹنا
آخر نوبت بجان پہونچی ہر چند ضبط کیا مگر کیا ہو سکتا تھا القصہ چلایا اور امان چاہی اور
قاضی نے اُسے باہر نکالا اور استمالت کی اور حقیقت حال پوچھی اُس نیم سوختہ نے صورت
ماجرا بیان کی قاضی حقیقت حال پر مطلع ہوا اور امانت اور کوتاہ دستی غافل کی اور خیانت
اور دراز دستی بیجا عاقل کی سب پر ظاہر ہو گئی مقارن اِس حال کے شیخ فانی نے اِس جہان
فانی سے رحلت کی آخر کار آتش فریب نے اُسے نار جہنم کو پہونچایا اور غافل برکت صدق و صفا
سے اپنے حق کو پہونچا اور عاقل نے شرمندگی اور روسیاہی حاصل کی اور مال کو اور باپ کو
ہاتھ سے کھویا ایراد اس مثل کا اسلیے ہی تا معلوم ہو کہ فریب ناپسندیدۂ خدا ہی اور انجام اُسکا برا
ہی دمنہ نے کہا مگر تو نے عقل کا فریب نام رکھا ہی اور تدبیر کا حیلہ لقب کیا ہی اور مین نے اُسی قسم کو

بڑی تدبیر صائب سے سرانجام دیا ہی کلیلہ نے کہا تو یہان تک شستہ اور تدبیر کا نا درست ہی
کہ زبان اُسکے بیان سے قاصر ہی اور خبث دل اور غلبہ حرص مین یہانتک مبتلا ہی کہ زبان اُسکے
ادا کرنے مین عاجز ہی فائدہ تیرے مکر و حیلہ کا جو کچھ ولی نعمت کو پہونچا سو ظاہر ہی دیکھیے کہ
انجام اسکا کیا ہوا اور شامت تیری دو روئی اور دو زبانی کی کیا نتیجہ بخشے دمنہ نے کہا کہ دو روئی
سے کیا نقصان ہی کہ گل رعنا بوجہ دو روئی کے زینت بخش باغ بوستان ہوتا ہی اور قلم دو زبان
کے سبب سے ملک و مال پر پاسبانی کرتا ہی تلوار کہ ایک رو رکھتی ہی خون پینا کام اسکا ہی اور شانہ
بسبب دو روئی کے فرق حسینان نازنین پر قدم رکھتا ہی **نظم** خون میخورد چو شمع ودین دیر ہر کہ او
یکرو و یکزبان بود از پاک گوہری ٭ مانند شانہ ہر کہ دو رو دہست و دو زبان ٭ بر فرق خویش جا کی
وہندش ز سروری ٭ کلیلہ نے کہا کہ اے دمنہ زبان آوری چھوڑ دے کہ تو نہ وہ گل رعنا ہی کہ دو روئی
کے باعث تیرے مشاہدہ جمال سے آنکھین روشن ہون بلکہ تو وہ خار گلزار ہی کہ دل آزاری کے
سوا اور کچھ نفع تماشائیان باغ کو تجھسے نہ پہونچے گا اور نہ تو وہ قلم دو زبان ہی کہ امرا ملک و مال
سے خبر رکھے بلکہ وہ مار دو زبان ہی کہ تیری زبان سے سوا زہر کے اور کیفیت کسی کو نہ ملے گی بلکہ مار
پر تجھکو فوقیت ہی کہ مار کی ایک زبان سے زہر آتا ہی اور دوسری زبان سے تریاق پیدا ہوتا
ہی اور تیری دونون زبانون سے زہر ٹپکتا ہی اور تریاق کا اثر نہین ہی چاہیے تھا کہ دوستون
کے واسطے ایک زبان سے تریاق آتا اور دشمنون کیواسطے دوسری سے زہر ٹپکتا تو مضائقہ نہ تھا اور
تیری دو زبانین دوست اور دشمن کے واسطے زہر دینے والی ہین دمنہ نے کہا کہ اے کلیلہ
میری سرزنش سے درگذر کہ اگر شتربہ زندہ بھی ہوتا تو بھی شیر سے کبھی آشتی نہوتی اور اسکے
بعد بنائے محبت باہم قایم نرہتی کلیلہ نے کہا کہ سچ کہا تو نے جبکہ تجھسا مفسدہ پرداز ایسے امور
مین دخل پائے پھر وہان آشتی کی گنجایش کہان کیونکہ یہ قاعدہ مقرر ہی کہ تین چیزین
جبھی تک برقرار رہتی ہین کہ تین چیزون نے انمین دخل نہین پایا ہی اور اگر وہ تین باتین
ظہور پکڑینگی تو یہ تینون موقوف ہو جاوینگی تفصیل اسکی یہ ہی کہ اول آب چاہ جب تک کہ

۴ رعنا بفتح را و زا و نون و عین … از انام گلے … و در فارسی بمعنی زیبا ہم آید از کشف اللغات ۱۲

اپنے حال پر رہے گا کہ دریا سے ملحق نہین ہوا ہی اور جبکہ دریا چاہ سے ملیگا پھر شیرینی اور
لطافت اس چاہ مین باقی نرہیگی دوسری صلاح اور موافقت باہم دوستون
مین جبھی تک ہی کہ بداندیش اور مردم شریر کو انکی صلاح وصحبت مین دخل نہین ہوا ہی اور
جبکہ ان مفسدون نے دخل پایا پھر توقع آپس کی وفاق اور اتفاق کی زنہار نہ رکھنا تیسری
مشرب مصاحبت اور مودت اُسوقت تک صاف رہتا ہی کہ مردم سخن چین اور فتنہ انگیز کو
مجال سخن سازی اور زارزاری کی نہین ہی اور جبکہ مردم دو زبان نے دو یار وفادار مین وحشت
فساد کی پائی پھر انکی دوستی پر اعتماد نرکھا چاہیے کہ وہ نقش برآب ہی جلد محو ہو جائیگا تیرے
اس فتنہ کے بعد اگر شنزبہ سرپنجہ قہر شیر سے مخلصی پاتا پھر ممکن نہین تھا کہ تلطف اور تملق پر شیر کے
گرویدہ ہوتا بلکہ اب ہر دانا کو شیر سے اجتناب واجب ہوا اور اس کام مین تونے شیر کی خوبی
سلطنت مٹادی اور وہ دشمنی اپنے ولی نعمت سے کی کہ کوئی بدخواہ نکرے دمنہ نے کہا کہ اگر
شیر کی ملازمت ترک کرکے گوشہ کاشانہ مین معتکف ہون اور تیرا دامن صحبت دست ارادت
سے پکڑکے سر عزلت گریبان خلوت مین رکھون تو تو خوش ہوگا یا نہین کلیلہ نے کہا حاشا کہ
مین بار دیگر تجھے صحبت رکھون یا تیری دوستی پر میل کرون کیونکہ مین ہمیشہ تیری بدوضعی
کے خیال سے متنفر تھا اور دائم تیری مصاحبت سے کنارہ رہا کرتا تھا کس واسطے کہ حکمانے
کہا ہی کہ صحبت سے جاہل فاسق کی پرہیز واجب ہی کہ انجام کار ضرر پہونچائیگی اور مصاحبت
عاقل صالح کا التزام کرے کہ وہ ہر وقت مین نافع ہوتی ہی اور مواصلت اہل فسق وفجور کی
مار کی تربیت کے مانند ہی کہ ہرچند مارگیر اسکے عہد و اصلاح مین رنج اُٹھائے آخر چاشنی اُسکے
دانتون کی ایکدن پائیگا اور مصاحبت اہل خرد نیک اندیش کی طبلۂ عطار کے مانند ہی گو
اُسکے متاع سے کچھ حاصل نہو تو بھی خوشبو اسکی مشام جان کو معطر کرتی رہے **بیت** ناسخ
پائین خوشبو ہمنشین لازم ہی تو عطار ہو ۞ مثل آہنگر نہ ہر جانب سے آتشبار ہو ۞ کیونکر
تجھے کوئی امید رکھے کہ ایسے بادشاہ پر کہ جس نے تجھے عزیز و گرامی و محترم و نامی کیا

کہ جسکے سایہ دولت مین آفتاب دار لاف بلندی مارتا ہی اور اُسکے آستان
آسمان نشان کی ملازمت کے سبب سے پائے افتخار فرق فرقدان پر رکھتا ہی تسپر
اس مشکرہ کو تو نے روا رکھا اور حق انعام و اکرام یکقلم نابود کر دیا اگر اسلیے تجھسے
ہزار کوس دوری اختیار کرون تو خرد ارجمند پسند کرے اور اگر ایسے ناکس ناحق شناس
سے ترک موافقت کرون تو عقل رہنما صواب اندیشی سے منسوب مجھے کرے لموٗلفہ قطعہ
سب کو ترک صحبت یاران روزی خوب ہی ÷ جو حضور بد ہی اس سے بحضوری خوب ہی
گر نہ نزدیکون کی صحبت سے طبیعت شاد ہو ÷ ہی حکیمون کی نصیحت ان سے دوری
خوب ہی ÷ جیسا کہ صحبت اخیار و ابرار مین فائدہ بے غایت ہی ویسے ہی صحبت نااہل و اشرار
مین مضرت بے غایت ہی بلکہ بدون کی صحبت جلد اثر کرتی ہی پس عاقل کامل وہ ہی
کہ دوستی مردم دانا ستودہ معاش کی اختیار کرے اور کذاب و خائن کی ہمدمی سے
پرہیز رکھے مثنوی توان در ابروے خلق بستن ÷ بخلوت خانہ تنہا نشستن ÷ رفیق
نیک باید کرد حاصل ÷ کہ صحبت را نشاید ہر سیہ دل ÷ ہر اہست این سخن از عاقلے یاد
کہ رحمت بر روان پاک او باد ÷ کہ باید انشان ہر کسکہ شد یار ÷ ز یاری شان باخر
شد گرفتار ÷ اور جو کوئی کہ نااہل سے انس کریگا اُسے وہ پہونچیگا جو اس باغبان کو
پہونچا دمنہ نے پوچھا یہ کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے کہا کہتے ہین کہ ایک باغبان تھا
کہ اپنی عمر عزیز باغ و بوستان مین صرف کی تھی اور خود بھی ایک باغ ایسا آراستہ کیا تھا
کہ اُسکے چمن فردوس نشان نے تر و تازگی سے داغ حسرت سینۂ رضوان ارم مین دیا تھا اور
طراوت ازہار و انہار نے خار حیرت دیدۂ بوستان خورنق مین چبھا رکھا تھا درختان نگارنگ
سے جلوہ طاؤسی باہر اور گلہائے رنگارنگ سے فروغ کاخ کیکاؤسی ظاہر تھا اور زمین اسکی
شاہد حلہ پوش کے مانند منور اور اسکی نسیم کلبۂ عنبر فروش کے مانند معطر ہر ایک درخت
میوہ دار وہان کا کثرت اثمار سے پیران کہن سال کے مانند پشت خمیدہ اور میوہ حلاوت بخش

اُسکا مانند حلواے بہشتی بے حرارت رسیدہ تھا غایت نازکی سے اُسکا سیب بے آسیب ذقن محبوب کے مانند دلون کو صید کرتا تھا بس یہ غزل گویا کی اُسی باغ کے واسطے موزون ہوئی ہی غزل سیب ایسے کہ حضور اُنکے زنخدان کیا ہی ✤ سنبل ایسا کہ کوئی کاکل پیچان کیا ہی ✤ مزہ شفتالوؤن کا بوسۂ جانان مین کہان ✤ ہین انار ایسے کہ محبوبون کی پستان کیا ہی ✤ گل مین وہ رنگ کہ رخسار پری مین بھی نہین ✤ سرو ایسے کہ کوئی سرد خرامان کیا ہی ✤ آگے بادام کے کیا چشم فسون ساز کی قدر ✤ سامنے پستون کے کوئی لب خندان کیا ہی ✤ چشم گردون نے بھی دیکھا نہ کبھی باغ ایسا ✤ باغ بہرام تو کیا باغ پرستان کیا ہی ✤ اور امرود اُسکے کوزہ نبات کے مانند شاخون مین آویزان تھے ع تھے جو امرود وہ تھے عارض امرد سے سوا ✤ بہی پشمینہ پوش مانند صوفی شب خیز با رخسارۂ زرد سر بحجرہ خانقاہ ابداع سے باہر کر کے دکھائے درد آلود عشاق کو لطف مہر و ماہ کا دیتی تھی اسی طرح ہر میوہ میوہ ہائے ارم سے پہلو مارتا تھا پیر دہقان بہزار راحت و استغنا اُس باغ مین تنہا زندگی بسر کرتا تھا آخر الامر وحشت تنہائی سے ایک دن گھبرایا ملول ہوا اور الم تجرد سے مجروح خاطر ہو کر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھتا تھا نظم ہاتھ پھر وحشت نے دوڑائے گریبان کی طرف ✤ پھر مجھے جانا پڑا کوہ و بیابان کی طرف ✤ چھٹ گئی دست خرد سے پھر عنان اختیار ✤ لیچلا پھر توسن وحشت بیابان کیطرف ✤ اس طرح ایک مدت اُس دشت مین گشت کرتا رہا قضارا ایک خرس زشت سیرت قبیح صورت ناخوش طلعت ناپاک طینت بھی تنہائی کے سبب سے کہ جفت نہ رکھتا تھا اُسی پہاڑ کے نیچے اُترا اور یہ دونون جبکہ دوچار ہوے بسبب جنسیت خباثت کہ دونون کی جبلت مین تھی اُنس باہم پیدا ہوا یعنے روستائی کا دل صاحبت خرس پر مائل ہوا اور خرس بھی دیکھنے کے ساتھ ہی روستائی سے مانوس بدل ہوا باغبان خرس کو ساتھ لیکر اُس بوستان دلکش باغ ارم مین داخل ہوا لمؤلفہ بیت کرتے تھے رات دن وہ بہم عیش باغ مین ✤ مانند غنچہ نکہت گل تھی دماغ مین

جبکہ باغبان لبساط استراحت پر سر فراغت رکھتا تھا خرس سرہانے بیٹھکر مگس رانی کیا کرتا تھا ایک دن باغبان نوم[۲] غرق مین غافل تھا اور خرس موافق عادت کے مگس رانی کرتا تھا اور مکھیون نے ہجوم یہان تک کیا کہ خرس ہرچند اُڑاتا تھا مگر وہ روے روستائی سے نہ اُڑتی تھین خرس نے نہایت آشفتہ[۳] ہوکر ایک پتھر کہ وزن مین تخمیناً بیس سیر کا ہوگا اُٹھاکر مکھیون پہ مارا مکھیون کا کچھ نہ بگڑا کاسئہ سر باغبان خاک سے برابر ہوگیا ایسی ہی جگہہ پر کہا ہی کہ دوست نادان دشمن دانا سے بدتر ہی بیت دشمن دانا کہ غم جان بود * بہتر از ان دوست کہ نادان بود * اور یہ مثل اسی واسطے وارد کی ہی مین نے کہ تیری دوستی بھی وہ نتیجہ بخشے گی کہ تیرے دوست کا سر خاک مین ملے گا اور سینہ خدنگ بلا کی سپر بنے گا دمنہ نے کہا کہ مین ایسا ابلہ نہین ہون کہ دوست کی مضرت جائز رکھون اور امتیاز نیک و بد مین نکرون جیسا کہ خرس نے کیا کلیلہ نے کہا کہ مین یہ بھی جانتا ہون کہ تو اتنا ابلہ نہین ہی لاکن غبار طمع اور دود حرص تیرے دیدہ بصیرت کو تیرہ اور خیرہ کر ڈالے گا اور دوست کے واسطے ہزار توجیہ ناموجہ کرکے اُسکے ضرر پر تو مطلق مضایقہ نہ کرے گا جیسا کہ شیر اور شنزبہ کے حق مین کیا اور اب تک دعوی پاکدامنی کا کرتا ہی اور ہرگز ندامت اور حیا تجھکو نہین آتی ہی پس تیری مثل اُس سوداگر کے مانند ہی کہ کہتا تھا کہ ایک شہر مین موش نے سو من آہن کھا لیا دوسرے نے کہا کہ عجب نہین کہ باز لڑکے کو بھی اُڑا لے گیا ہو دمنہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک تاجر کم مایہ سفر کو جاتا تھا سو من آہن ایک دوست کے گھر مین امانت رکھکر سفر کو گیا جبکہ پھرا وہ آہن طلب کیا امین نے کہا کہ وہ تیرا آہن ایک گوشے مین رکھدیا تھا ایک دن اُسے کھول کے دیکھا تو چوہون نے سب کھا لیا تاجر نے کہا کہ تو نے سچ کہا چوہے لوہے کو بہت دوست رکھتے ہین اور اسکی لذت پر جان دیتے ہین ضرور کھا لیا ہوگا کہ دانت چوہون کے چرب نرم لقمے پر خوب چلتے ہین مولفہ بیت نگئے دانت اُنکے مقناطیس[۴] سان آہن ربا * کیا تعجب ہی اگر آہن ہو موشون کی غذا * مردا مین

[۲] خواب سنگین ۱۲
[۳] پریشان ۱۲
[۴] آہن را جذب کند معدن سنگ ... بہندی چمک پتھر گویند

حکایت سوداگر

اس بات کے سُننے سے بہت خوش ہوا کہ اتنا آہن بے قصۂ و فساد ہضم ہوگیا اور سمجھا
یہ سوداگر بڑا احمق ہی اب لازم ہی کہ مہمانداری اسکی کرون تاکہ اور بھی اسکا دل دغدغے
سے پاک ہو جاوے آخر سوداگر سے مہمانی کے لیے مبالغہ کیا تاجر نے کہا آج مجھے کام ضروری
ہی کل حاضر ہونگا یہ کہکر رخصت ہوا باہر آکے اسکے لڑکے کو ساتھ لیجا کے اپنے گھر مین چھپا
رکھا اور صبح مہمانی کھانے کو اُسکے گھر آیا میزبان کو پریشان حال پایا عذر کرنے لگا کہ ای
مہمان عزیز مجھکو معذور رکھ کہ کل سے لڑکا میرا گم ہو گیا ہی اور تمام شہر مین منادی
ڈہل نوازی کے ساتھ کہ جسکو ڈھنڈورا کہتے ہین پھیری ہی لیکن اُس گم گشتہ کا نشان نہین ملتا
ہی اس لیے حواس میرے بجا نہین ہین ملؤلفہ بیت کثرت گریہ سے مین بھی پیر کنعان ہو گیا
جبسے وہ یوسف مری نظرون سے پنہان ہو گیا ٭ سوداگر نے کہا کہ مین جس وقت کہ کل تیرے
گھر سے باہر نکلا تھا اسی طرح کا لڑکا کہ جو پتا بتایا تو نے دیکھا مین نے کہ باز پنجون مین پکڑے ہوئے
روے ہوا پر اڑا جاتا تھا میزبان خفا ہوا کہ ای سوداگر کیون جھوٹ بولتا ہی اور سخن محال کس لیے
زبان پر لاتا ہی کہ باز کا تمام جثہ نیم آثار ہوگا اور اُس لڑکے کا بدن بیس سیر سے کم نہوگا کیونکر
باز اُسے اُٹھا کر ہوا پر لیجاتا سوداگر ہنسا اور کہا کہ تعجب نہ کر جس شہر مین کہ سو من آہن چوہے
کھا جاتے ہین کیا عجب کہ وہان کا باز بھی بیس سیر کا لڑکا اُٹھا لیجائے یہ بات تاثیر آب ہواے
شہر پر موقوف ہی۔ امین سمجھا کہ شاید یہ کام اسی سوداگر کا ہی کہا کہ ای سوداگر غم نہ کھا تیرا
آہن چوہون نے نہین کھایا ہی اُسنے کہا تو بھی اندیشہ نہ کر کہ تیرا بیٹا بھی باز نہین لے گیا ہی
آخر لوہا اُسنے پھیر دیا اور لڑکا اُسنے بھیجدیا اور یہ مثل اس لئے بیان کی مین نے کہ جسکے مذہب
مین اپنے ولی نعمت سے فریب روا ہو ظاہر ہی کہ وہ اورون سے کیا کچھ نہ کرے گا جبکہ
ای دمنہ تو نے بادشاہ سے یہ دغا کی اب کون احمق تجھسے امید وفاداری اور حق گذاری
کی رکھیگا اور میرے اوپر یہ بات آفتاب سے روشن تر ہی کہ تیری ظلمت بدکاری
سے پرہیز لازم ہی اور تیری مکاری اور غداری سے احتراز واجب اور

شعر ناسخ کا تیرے حسب حال ہی بیت خاطر تری فرقت مین ہو مسرور زیادہ ۞ آنکھین نہ تجھے دیکھین تو ہو نور زیادہ ۞ مکالمہ کلیلہ اور دمنہ کا یہان تک پہونچا تھا کہ غصہ شیر کا فرو ہوا اُسوقت تامل کیا اور دل مین کہا کہ افسوس شنزبہ کہ ہزار خوبی و ہنر سے آراستہ تھا اور مین نے اُسے اپنی امان مین لیا تھا اور بغیر تحقیق ایک شخص کم ظرف کے کہنے سے ہلاک کیا اور مطلق تحقیق کر نہ لیا حق یون ہی کہ مین نے راہ خطا مین قدم رکھا اور ناحق آپ کو غمناک کیا اور اپنا وفادار اپنے ہاتھ سے کھو دیا آخر کار شیر اس ندامت مین مبتلا ہوا اور زبان ملامت اپنے حق مین کھولی اور اپنے فہم کا نقصان ہر دم بیان کرتا تھا اور ہر وقت مبتلائے پیچ و تاب رہتا تھا اور تپ لازمی اُس شیر کی اِس حادثہ جانکاہ سے حرارت مین مضاعف ہو گئی دمنہ نے جبکہ خبر پشیمانی شیر کی خبر دارون کی زبانی سُنی قطع سخن کلیلہ سے کر کے شیر کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اندیشہ کا موجب کیا ہی جبوقت کہ شہریار چمن فیروزی مین خرامان اور دشمن خاک مذلت مین غلطان ہو اس سے بہتر کونسی خوشی ہی مولفہ بیت ہو گیا دشمن ہلاک اب جشن شاہی چاہیئے ۞ دمبدم شکر عنایات الٰہی چاہیئے ۞ شیر نے کہا کہ جس دم کہ آداب خدمت اور اطوار صحبت شنزبہ یاد کرتا ہون بے اختیار رقت اور حیرت مجھپر طاری ہوتی ہی الحق کہ وہ پشت و پناہ سپاہ تھا اور میرے اتباع کی زور بازوے تدبیر سے مردانگی زیادہ کرنے والا تھا بیت ناسخ تھا جس سے انتظام جہان حیف کیا ہوا ۞ تھا جس سے میرا حکم روان حیف کیا ہوا ۞ دمنہ نے کہا بادشاہ کو اس کا فرغت و غایت یہ پر تاسف کرنا روا نہین ہی بلکہ وظائف شکر الٰہی مین ادا کرنا واجب ہی اور اس فتحیابی سے ابواب شادمانی دل پر کھولنا چاہیئے اور جس دشمن سے کہ امین نہو اُسپر رحم کھانا خطاے فاش ہی اور دشمن ملک و جان کا زندان گور مین محبوس ہونا نہایت خوشی کی جاہے اعضاے بدن اگرچہ عزیز ہین مگر جبکہ سانپ کاٹ کھاے تو بقاے حیات کے واسطے اُسکو کاٹ ڈالنا کام عقلا کا ہی کہ اِس جراحت

مین راحت ہی جب یہ کلام دمنہ کا شیر نے سُنا اندکے تسکین پائی لیکن روزگار آخر کار انتقام گاؤ کا لیگا اور کام دمنہ کا فضیحت اور رسوائی کو پہونچیگا اور قصاص مین شتربہ کے آخر یہ غدار مارا جائے گا کیونکہ فریب دغا ہمیشہ سے نامحمود ہوا اور وجود حیلہ اور بداندیشی کا نامبارک اور مذموم ہی

مثنوی سعدی بد اندیش ہم در سر شر رود ✤ چو کژدم کہ تا خانہ کمتر رود ✤ اگر بد کنی چشم نیکی مدار ✤ کہ حنظل بنی آرد انگور بار ✤ پسندارای در خزان کشتہ جو ✤ کہ گندم ستانی بوقت درو ✤ مثل ایچنین گفت آموزگار ✤ مکن بد کہ بد بینی از روزگار ✤ کسی نیک بیند بہر دو سرای ✤ کہ نیکی رساند بخلق خدای

باب دوسرا سزا پانے مین بدکارون کے اور انکی شامت انجام مین ہی

رائے دابشلیم نے جبکہ یہ حکایت حکیم بید پا سے سُنی کہا کہ اے حکیم روشن دل سُنی مین نے داستان ساعی اور تمام کی کہ اپنے ولی نعمت کو طریق مروت سے منحرف کرکے بدعہدی اور بیوفائی سے منسوب کیا یعنی کلام فریب آمیز اُسکا یہان تک شیر پر موثر ہوا کہ اُس نے اپنے رکن دولت کی خرابی اپنے ہاتھ سے کی مگر حکیم سخندان اسکی تفصیل ارشاد کرے کہ شیر بعد وقوع حادثہ شتربہ کیونکر اپنے فعل پر نادم ہوا اور دمنہ کے حق مین کس طرح بدگمان ہوا اور اسکا تدارک کیونکر فرمایا اور اسکے فریب پر کیونکر مطلع ہوا اور دمنہ نے پھر کیا کیا حیلے کیے اور انجام اس کام کا کس طرح پر ہوا برہمن نے یہ شعر گویا کا پڑھا **بیت** بادشاہا مملکت تیری سدا آباد ہو ✤ تو ہمیشہ خوش رہے تیری رعیت شاد ہو ✤ اور یہ کہا کہ عاقبت اندیشی مقتضی اسکی ہی کہ بات سُننے کے ساتھ از جا رفتہ ہوکر دفعتہً حکم سیاست نہ دے بیٹھے جب تک کہ دلیل روشن اور برہان ساطع سے حقیقت کار پر بخوبی اطلاع نہ پائے اور اگر سخن اہل غرض بے سمجھے مقبول ہوا اور کار ناپسندیدہ عمل مین آیا پھر اسکا تدارک دشوار ہو جائیگا بلکہ سخن چین صاحب غرض کو اس طرح پر گوشمالی ملے کہ اورون کی عبرت کا سبب ہو تا بعد اسکے اور لوگ اس جنس کی بات کا حوصلہ نہ کرین و الا دروازہ فساد کا کھلجائیگا اور اسباب خرابی ریاست ہر روز

قصاص بالکسر بعوض کسی را کشتن و جراحت کردن بعوض جراحت

حنظل بالکسر گیاہ باشد خربزہ خرد و بغایت تلخ بود از خربزہ ابوجہل گویند

ترقی پاتے جائینگے اور تدارک اسکا پھر کسی طرح نہ ہوسکیگا ❊ مثنوی ❊ بر انداز بیخے کہ خار آورد ❊ درختے بپرور کہ بار آورد ❊ جہان سوز را کشتہ بہتر چراغ ❊ یکے بہ در آتش کہ خلقے بداغ ❊ اور مصداق اس قول کے حکایت شیر و دمنہ کی ہی کہ جب شیر دمنہ کے فریب سے آگاہ ہوا اُسکے بعد اس طرح سے سیاست کی کہ آنکھین سبھون کی کھل گئین اور فاعتبروا یا اولی الابصار پھر تمام خاص و عام کے ورد زبان تھا اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب شیر نے دمنہ کی صلاح کے موافق کام گاؤ کا تمام کیا اسکے بعد اپنی تعجیل سے پشیمان ہوا کہ مین نے کیا کیا اسی ندامت سے ہاتھ اپنے دندان ملامت سے کاٹتا تھا اور سر حسرت زانوے حیرت سے نہ اُٹھاتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جو مین نے کیا عالم مین کسی نے نہ کیا تھا کسواسطے اس کام مین شتابی کی اور کیون مین نے تحقیق واقعی نہ کر لی للمولفہ رباعی سُنی بات کیون مین نے اہل حسد کی ❊ نہ کی پیروی حیف عقل و خرد کی ❊ پشیمان کیا میری عجلت نے مجھکو ❊ نہ تمیز کچھ ہو سکی نیک و بد کی ❊ ایک مدت اسی منوال پر غم و غصے کے ساتھ شیر نے بسر کی اور اُسکے اندوہ خاطر کی جہت سے عیش جمیع سباع کا تباہ اور کام رعیت پر تنگ ہوا کہ مضمون الناس علی دین ملوکہم کا اُس بیشے کے باشندون مین سرایت کر گیا کہ سب پشیمان خاطر اور تنگدل تھے اور اکثر حقوق آداب شنزبہ یاد کرتے تھے اور ملال شیر کا بڑھتا جاتا تھا اور بیشتر مذکور شنزبہ کیا کرتا تھا اور جو کوئی کچھ حال شنزبہ نقل کرتا تھا اُسے گوش دل سے سُنتا تھا غرض اس فکر مین رات دن بیقرار تھا ایک شب پلنگ سے کہ مصاحب شیر کا تھا یہی حکایت کر رہا تھا کہ پلنگ نے عرض کیا کہ اے شہریار اندیشہ کرنا اُس کام مین کہ دست تلافی کوتاہ ہو گیا ہو بیفائدہ ہی اور تدارک اُس مہم کا کہ دائرہ محالات مین داخل ہو عمر بے سود اور محض سودا ہی کیونکہ تیر جب شست سے نکلا پھر کب ہاتھ آتا ہی بلکہ ایسا کام کہ حاصل ہونا جسکا عسیر ہو اُس مین سعی کرنا دستیاب کو بھی ہاتھ سے کھونا ہی جیسا کہ روباہ نے مرغ کی طمع مین پوست پارہ بھی ہاتھ سے کھویا شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی

حکایت پلنگ نے کہا کہ ایک روباہ گرسنہ اپنے دیاس سے باہر آکر تلاش طعمہ مین ہرسو
پھرتی تھی کہ ناگاہ چمڑے کی بدبو روباہ کی ناک مین آئی اُس طرف گئی دیکھا کہ ایک
پوست تازہ سڑا پڑا ہی اُسے چبانے لگی اُسکے قریب مین ایک گانوٗن تھا وہان سے
مرغیان چُگتی ہوئی باہر آئین اور ایک لڑکا زیرک نام اُنکے ساتھ محافظ تھا روباہ کو یہ طمع
ہوئی کہ اس پوست کو چھوڑ کر ایک مرغ ان مین سے شکار کیجیے اور گوشت تازہ کھائیے اس
خیال مین اُدھر روانہ ہوئی کہ اثناے راہ مین ایک شغال سے دوچار ہوئی شغال نے پوچھا
کہ کہان جاتی ہی اور کیون متفکر ہی روباہ نے کہا ای عزیز ان مرغون کو دیکھتا ہی کہ کس
فربہی اور لطافت سے ہین اور مین کئی دن سے بھوکی ہون رزاق نے پوست پارہ مجھے
عنایت کیا تھا مگر جاذبۂ شوق اسکا مقتضی ہی کہ ان مین سے ایک مرغ پکڑ کے اُس سے
کام جان لون کہ وہ گوشت لذت حیات رکھتا ہی شغال نے کہا کہ مین ایک مدت سے اسی
کمینگاہ مین رہا کہ ان مین سے ایک کو شکار کرون مگر وہ غلام زیرک کہ انکا نگہبان ہی
طریق محافظت اس طرح پر جانتا ہی کہ صیاد خیال اُسکی پاسبانی کے خوف سے صورت مقصود
مرغ کی دام مین نہین لاسکتا ہی اور نقاش فکر اُسکی بیم نگہبانی سے نقش اُسکا لوح خیال پر
نہین کھینچ سکتا ہی اور مین اسی فکر مین مدت سے ہون پر کچھ فائدہ نہوا تو نے جو یہ پوست
پارہ پایا ہی اسے غنیمت جان اور اس فضولی سے درگذر بیت ناسخ جو ملا تقدیر سے اُسپر
قناعت چاہیے ✣ اور زیادہ کی توقع خبط ہی نقصان ہی ✣ روباہ نے کہا کہ ای برادر جبتک
دل کی مراد ترقی کے ساتھ حاصل ہونا متصور ہو تب تک حضیض نکبت کی طرف ارادہ کرنا
عظیم ہی اور جبتک چمن آسایش مین گل عشرت کا نظارہ ممکن ہو قدم خارستان وناہت مین
رکھنا عیب فاحش ہی اور مجھے ہمت عالی نہین چھوڑتی ہی کہ پارہ پوست پر سر جھکاؤن اور
گوشت فربہ تازہ سے دست بردار ہون شغال نے کہا کہ ای خام طمع حرص ناپسندیدہ کا
ہمت عالی نام رکھا ہی تو نے اور عمل ناستودہ کا بزرگی لقب کیا اور اسباب سے خبر نہین

قصہ دراز گوش بے دُم ۱۴

که بزرگی درویشی مین ہے اور راحت قناعت مین اس سے بہتر کوئی بات نہین ہی کہ جو تیرا نصیب یزدان
رزاق نے مقرر کر دیا ہی اُسپر خوش رہ اور جو کہ طالب فضول کا ہوا ہی خراب و سرگردان
رہا ہی بیت رزق مقسوم ست و وقت آن مقرر کردہ اند ✣ بیش ازان و پیش ازان حاصل
نمی گردد بجہد ✣ اور مین یہ ڈرتا ہون کہ اس فضولی کے باعث سے کہ ارادہ کیا ہی تونے وہ پوست
کیا بلکہ جان بھی ہاتھ سے نہ جائے اور تیرا قصہ اُس دراز گوش سے بہت مشابہ ہی کہ دُم طلب
کرتا تھا کان بھی کھوئے روباہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا حکایت شغال نے کہا کہ مثنوی
بود ستخری کہ دُم نبودش ✣ روزے غم بیدمی فرسودش ✣ از ہر قدمے قدم ہمیزد ✣ دُم
می طلبید و دم ہمیزد ✣ ناگہ نہ زراہ اختیارے ✣ بگذشت میان کشت زارے ✣ دہقان پسرش
ز گوشۂ دید ✣ بر جست ازو دو گوش ببرید ✣ مسکین خرک آرزوے دُم کرد ✣ نایافتہ دم
دو گوش گم کرد ✣ آنکس کہ ز حد برون نہد گام ✣ انیست سزاے او سرانجام ✣ روباہ نے
نہایت تقاضاے حرص سے منہ شغال کی طرف سے پھیر لیا اور کہا کہ تو دیکھ مین کس لطائف الحیل
سے مرغ کو شکار کرتی ہون یہ کہکر مرغون کی طرف روانہ ہوئی شغال سمجھا کہ میری نصیحت
اسیر طمع پر اثر نہ کریگی اپنے بھٹ کی طرف روانہ ہوا اور ادھر وہ پوست پارہ ایک زغن
غوطہ مار کے پنجے مین لیگئی ہنوز روباہ مرغون تک نہ پہونچی تھی کہ زیرک نے جست کرکے ایک
چوبدستی روباہ پر ماری کہ صدمۂ شدید پہونچا پر جان سے بچ گئی روباہ نے جانبری غنیمت
جانکے ارادہ اُسی پوست پارہ کی طرف کیا اُسے بھی نہ پایا دست دعا بلند کیا اور آسمان
کی طرف دیکھا اُسی زغن پر نظر پڑی دیکھا کہ وہ پوست پارہ اُسکے چنگل مین ہی روباہ
نے الم نایافت مرغ سے اور پوست پارے کے تلف ہونے کی حسرت سے یہانتک سر زمین
پر مارا کہ دماغ پریشان ہو گیا مقصود اس مثل کی ایراد سے یہ ہی کہ بادشاہ نے اپنے
ہاتھ سے ایک رکن رکین سلطنت کو ہلاک کیا اور جو کہ باقی ہین اُنکی بھی فکر نہین کرتا ہی
یعنے امرا اور وزرا اور افسران فوج سب سراسیمہ ہین اور شیرازہ کسی طرح ہاتھ نہ آئیگا بر باقیماندہ کو

١٢٥

برباد نہ کیجیے شیر نے کہا کہ بات معقول کہی تو نے لاکن شنزبہ کے مقدمے مین خطاے عظیم مجھسے ہوئی اِس لیے اکثر خیال میرا اُسکی تلافی مین رہتا ہی پلنگ نے کہا ای شہریار اسکی تلافی اضطراب سے حاصل نہوگی بلکہ اُسکو تدبیر صائب اور راے درست چاہیے اب صلاح اسمین ہی کہ بادشاہ ترک جزع و بیخودی فرمائے اور بناے کار تدبیر پر رکھے اور تحقیق مہم شنزبہ مین ایسی تدبیر فرمائے کہ مطلب راست براست واضح ہو جائے اگر شنزبہ کا حال جو کچھ کہ منظر نے ظاہر کیا تھا اور الحق اسی طرح تھا تو وہ اپنے جزاے غدر و کفران نعمت کو پہونچا خوب ہوا اور اگر حاسد نے افترا کرکے اُسے قتل کروایا ہی تو اُس تمام بدانجام کو ہدف تیر انتقام کرنا واجب ہی شیر نے کہا کہ وزیر ملک تو ہی اور تیری راے صواب اندیش پر مجھے ہمیشہ سے وثوق رہا ہی اب تو ہی اس مقدمے کو کوشش بلیغ سے تحقیق کر اور مجھے گرداب تفکر سے نکال پلنگ نے کہا کہ اقبال شاہی سے اندک عرصے مین اسکا حال مفصل عرض کرونگا اور کوئی دقیقہ دقائق سے پردۂ خفا مین رہنے نہ دونگا شیر اس وعدے سے خوش ہوا جبکہ شب ہوئی اور پلنگ نے اپنے دیماس کی رخصت لی قضارا گذر پلنگ کا مسکن کلیلہ و دمنہ پر کہ دونون باہم متصل تھے پڑا اور سُنا اُسنے کہ دونون مین بآواز مباحثہ ہو رہا ہی پلنگ اول سے دمنہ پر بدگمان تھا اُسوقت کہ آواز مطلب گوش مین پہونچی زیادہ تر دغدغہ دل مین آیا اور اُس مسکن کے قریب ایک گوشہ مین کھڑا ہو کر سُننا شروع کیا کلیلہ نے کہا ای دمنہ تو نے برا کام کیا کہ بادشاہ کو بدعہدی و خیانت سے مشہور خاص و عام کیا اور آتش فتنہ اور آشوب تمام سباع مین بلند کی اور ہر دم یہی خیال آتا ہی کہ ساعت بساعت یہ فساد ترقی کرتا جائیگا اور اس وبال مین تو آخر کار گرفتار نکال ہوگا بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ خون اکثر بیگناہون کا گریبان گیر ہی ؞ مناسب اِس کے مؤلف نے بھی کہا ہی بیت خون بہاویگا کسی کا جو کوئی تلوار سے ؞ وہ بھی مارا جائیگا آخر اُسی تلوار سے + اور مین یہ یقین جانتا ہون کہ جب اہل پیشہ تیرے

اس فساد سے آگاہی پائینگے تو کوئی تجھے معذور نہ رکھے گا اور نہ تیری مددگاری کریگا بلکہ سب تیرے قتل پر متفق ہونگے اب اس بات کے معلوم ہونے کے بعد تیری ہمخانگی خلاف راے صواب اندیش ہی **قطعہ** بابدان کم نشین کہ صحبت بد ✤ گرچہ پاکی ترا پلید کند ✤ آفتاب بدین صفائی را ✤ پارۂ ابر ناپدید کند ✤ اب جا کسی اور سے آشنائی کر اور اس کے بعد مجھسے اُمید منقطع کر کہ مین کبھی تجھسے دوستی اور صحبت نہ رکھونگا دمنہ نے کہا اے برادر مجھے اپنی صحبت سے محروم نہ رکھ اور کار دبار گذشتہ پہ مین زیادہ ملامت نہ کر کہ کار رفتہ کا ہربار یاد کرنا زیادہ تر ملال لاتا ہی اور لاعلاج بھی ہی بلکہ شادمانی کر کہ جب دشمن اپنی تدبیر سے مارا گیا تو کیا جگہ ملال اور ملامت کی ہی کلیلہ نے کہا کہ اے غافل سادہ لوح باوجودیکہ تونے جادۂ مروت و دیانت سے انحراف کیا ہی اور اساس فتوت کو تبر غداری سے منہدم کیا پھر بھی اب تک دعوی صداقت کا رکھتا ہی اور امیدوار سلامت و عافیت کا ہی نہین جانتا ہی کہ کوئی منتقم حقیقی بھی ہی دمنہ نے کہا کہ مین شامت خیانت اور حیلہ و مکر کی آفت سے بیخبر نہین ہون اور قباحت سخن چینی کی اور نقصان فتنہ پردازی کے مجھسے پوشیدہ نہین ہین مگر کثرت حسد اور حب جاہ کا مجھپر ایسا غلبہ ہوا کہ یہ عمل مجھسے وقوع مین آیا اب اسکا کچھ چارہ و تدارک میرے اختیار مین نہ رہا ہرچند پشیمان ہوتا ہون پر کیا ہوسکتا ہی **مصرعہ**

چون کنم خود کردہ ام خود کردہ را تدبیر نیست ✤ پلنگ یہ تمام ماجرا سُنکر شیر کی مان کے پاس آیا اور کہا ایک راز ہی اُسے عرض کیا چاہتا ہون پر شرط یہ ہی کہ عہد درست کیجیے کہ بغیر ضرورت شدید اُسکا افشا نہو بعد سوگند و تاکید کے جو کچھ گفتگو کلیلہ اور دمنہ سے سُنی تھی سو مو بمو بیان کی اور ملامت کلیلہ کی اور اقرار دمنہ کا مشروحاً بیان کیا مادر شیر اس حادثہ کی کیفیت سُن کے نہایت متاسف ہوئی دوسرے دن موافق معمول کے شیر کے پاس آئی شیر کو نہایت غمناک پایا پوچھا کہ اے فرزند اتنی فکر و حیرت کا سبب کیا ہی **مثنوی** ماہ کامل بتا ہوا ہی کیون شہا ✤ سرو تھا تو کیون ہی عالم کاہ کا ✤

۹ بار بار پناہ لیٹ نیز جمع از غبار الغات

کیا ہوا ہی باعث رنجیدگی ÷ کیون ہوئی ہی اس قدر کاہیدگی شیر نے کہا کہ میرا حال
شنزبہ کے مارنے کے سوا اور اُسکے اخلاق و آداب یاد آنے کے درا اور کچھ نہین ہی ہر چند
یاد سے بھلاتا ہون بھولتا نہین ہی اور جبکہ صلاح کار ملک مین تامل کرتا ہون اُسوقت
اندوہ میرا بہت بڑھجاتا ہی کہ افسوس ایسا یار غمخوار اور چاکر وفادار کہان ملیگا مادر شیر
نے کہا کہ گواہی کے واسطے اپنے دل کے برابر دوسرا شاہد نہین ہوتا ہی اور فحواے
شہریار سے ایسا پایا جاتا ہی کہ دل بادشاہ کا بگینا ہی بر شنزبہ کی گواہ ہی کہ اُسکا مارا جانا
برہان واضح اور یقین صادق سے نہین ہوا تو غالب ہی کہ صاحب غرض نے برخلاف
راستی عرض کرکے خون اُس بیگناہ کا کروایا ہی کہ جس سے ہر ساعت ندامت تازہ
اور اندوہ بے اندازہ ہوتا ہی اسی واسطے عقلا نے کہا ہی کہ توسن غضب لجام شکیبائی
و تامل سے ایسی جگہہ روکنا ضرور ہی تا گرداب ندامت مین نہ پڑے شیر نے کہا ای مادر
جو کچھ فرمایا تو نے بجا ہی اس کام مین میرا نفس اماره عقل پر غلبہ کر گیا اور آتش غضب نے
خرمن حلم کو جلا دیا اور اب تدارک اسکا محال ہو گیا سواے صبر کے کچھ چارہ نہ رہا لیکن بڑا
رنج یہ ہی کہ ہمیشہ کو مین ہدف تیر ملامت ہوا اور قرعہ بیوفائی کا دائمی میرے نام پر مارا جائیگا
لیکن اب جو مین ذکر گاؤ کا لگاؤ کے لیے کرتا ہون سبب اُسکا یہ ہی کہ بیجرمی گاؤ کی دلیل روشن سے
سب پر ثابت کرکے انتقام لون تا کچھ تو بدنامی میری کم ہو اور شنزبہ کہ صفات حمیدہ سے متصف تھا
اور بے جرم مارا گیا اس سے زیادہ کیا ندامت ہوگی لیکن کیا کرون کہ اب کچھ بن نہین آتا ہی۔ لہذا
چاہتا ہون کہ اسکی تحقیق مین کوشش تمام صرف کرون بعد تحقیق البتہ کوئی صورت تسکین کی
نکل آئیگی ورنہ اس رنج سے جینا میرا دشوار ہی اور اگر آپ نے کچھ اس امر مین سنا ہو یا دریافت
کیا ہو تو مجھے آگاہ فرمائیے مادر شیر نے کہا بیت دل ہمارا ہی خزانہ گوہر اسرار کا ÷ ضبط لیکن
قفل ہی اپنے لب اظہار کا ÷ ایک ماجرا سُنی ہی مین نے لیکن اظہار اُسکا جائز نہین ہی اور
کنہ اس بات کی معلوم ہوئی ہی لاکن افشا اُسکا روا نہین ہی کسو واسطے کہ تیرے بعض مقربین نے

اُسکے کتمان مین مبالغہ کیا ہی موجب مثل عرب کے قلوب الاحرار قبور الاسرار المولفہ بیت
عیب گوئی پیشۂ مردان دانشور نہین ٭ عیب پوشی سے کوئی پوشاک زیباتر نہین ٭ بادشاہ
کو معلوم ہی کہ نقض عہد اور افشاے راز کتنا بڑا عیب ہی اور حکمانے کس درجہ اسکے اجتناب
مین تاکید کی ہی اگر تاکید مانع نہوتی تو مفصل مین بیان کرتی اور سب اندوہ فرزند ارجمند
کے دل سے دور کر دیتی مگر مجبور ہون کہ خلاف عہد نہین ہو سکتا ہی شیر نے کہا کہ فی الحقیقت
تاکید حکما کی اسی طرح ہی مگر جسکے افشا مین مصلحت کلی اور نفع عام ہو اُسمین حکم بھی دیا
ہی بلکہ یہ وہی جگہہ ہی کہ اگر کوئی کسی کی جان کا قصد ناحق کرکے بقسم شدید تاکید کرے
کہ افشا اُس کا نہ کرنا اور سامع اُس بیگناہ کے حفظ نفس کے واسطے آگاہ کر دے تاکہ
وہ حفاظت اپنی کرے ہرگز شریعت اُسے ماخوذ نہ کریگی اور خداے کریم کے نزدیک
بھی گنہگار نہ ہوگا اور کہنے والے نے جو اسمین بے محل اتنی تاکید کی ہی تو عجب نہین ہی کہ اس
امر مین اُسکی بھی شرکت ہو اور معلوم ہوتا ہی کہ منظور جانتا ہی کہ اُسکے اظہار مین میرے
واسطے بھی قباحت ہی اور اس صورت مین ظاہر ہونے کے وقت مین بچ جاؤنگا کہ مین نے
تو پہلے مادر شیر سے کہدیا تھا والا اگر وہ خیرخواہ ہمارا ہی تو کیا جگہہ ملاحظہ کی ہی کہ مین
مبتلا ہون اور وہ حفاظت راز غیر کرتا ہی بھلا یہ کیسی حفاظت ہی کہ ماں سے کہدے
اور بیٹے سے پردہ کرے اُمیدوار شفقت ہون کہ مجھے اس راز سے آگاہی دیجیے اور
جو مصلحت آئین ہو وہ فرمائیے کہ اُس سے تجاوز نہ کرونگا بیت رازے بمیان آر کہ
ما محرم رازیم ٭ بگذر ز سر ناز کہ ما اہل نیازیم ٭ مادر شیر نے کہا کہ جو اشارت تونے فرمائی
بغایت ستودہ اور یہ بات تیری نہایت پسندیدہ ہی مگر اظہار اسرار کا دو عیب رکھتا
ہی ایک تو دشمنی اُس شخص کی کہ جسنے امین سمجھکے کسی کو محرم راز کیا اور دوسرے
بدگمانی لوگون کی کہ ایسے شخص کو کہ جسے وہ بیدیانتی کے ساتھ مشہور کرتے ہین اسکے بعد
کوئی اُس سے بات نہین کہتا ہی اور دوستون کی نظر مین مردود اور مطعون خلائق

حکایت رکابدار ۵

ہوتا ہی **بیت** ز پنہان کردن راز م جگر چندان کہ میسوزد ✣ ز بیم دشمنان ہیوستہ مہرے بر دہن دارم ✣ اور حکما کا قول ہی کہ جس نے سر کو ہاتھ سے دیا سر اپنا کھویا مصرع خواہی کہ سر بجاے بود سر بجاے دار ✣ مگر فرزند ارجمند نے قصہ رکابدار کا کیا نہین سُنا ہی کہ افشاے راز بادشاہ مین جرأت کی پھر آخر سر اپنا کھویا شیر نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت مادر شیر نے کہا کہ ایام ماضی مین ایک بادشاہ نے تخت سلطنت کو زیور عدل سے آراستہ کیا تھا شعاع الطاف اُسکی اطراف مملکت مین تابان تھی ایک روز بادشاہ شکار کو گیا جب مرغزار کے قریب پہونچا ہر ایک تدبیر شکار مین مشغول تھا بادشاہ نے اپنے رکابدار سے کہا کہ تو میرے ساتھ گھوڑا دوڑا رکابدار نے بادشاہ کے فرمانے سے گھوڑا دوڑایا جبکہ دور نکل گئے بادشاہ نے باگ روکی اور کہا کہ ای رکابدار غرض میری گھوڑا دوڑانے سے یہ تھی کہ ایک بات میرے دل مین آئی ہی سو تجھ سے کہون کہ سوا تیرے اعتماد میرا اور پر نہین ہی پر شرط یہ ہی کہ ہرگز کبھی زبان پر نہ لانا رکابدار نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگرچہ یہ ناچیز قابلیت اس کی نہین رکھتا ہی کہ شہریار راز اپنا مجھسے فرمائے لیکن آفتاب سلطنت اگر اس ذرۂ بیمقدار پر پرتو افگن ہی تو اس راز کو جان سے بھی زیادہ عزیز رکھونگا اور نسیم و صبا بھی کبھی اسکی بو نہ پائیگی **لمؤلفہ بیت**

جان جس طرح سے رہتی ہی بدن مین پنہان ✣ اس طرح سے مین ترے راز کو رکھونگا نہان ✣

بادشاہ نے اُسکو آفرین کی اور کہا کہ مین اپنے بھائی سے اندیشہ ناک رہتا ہون اور یقین جانتا ہون کہ وہ قابو پاکے کبھی میرے قتل مین کمی نہ کریگا سو مین نے بھی یہی صلاح اولی سمجھی ہی کہ پہلے اُسکے قابو پانے سے اُسے راہ عدم دکھاؤن اور اس دغدغے سے دل اپنا خالی کردن تو خبردار رہ اور ہمیشہ میری محافظت مین سرگرم رہا کر اور جو یا اُسکی مصلحت کا رہا کر کہ اپنی جگہ وہ کیا تدبیر کرتا ہی رکابدار آداب خدمت بجا لایا اور نہایت تاکید و سوگند سے اس راز کے اخفا کا وعدہ کیا ہنوز منزل

کو نہ ہیو نچا تھا کر رکا بدار کے دل مین بیوفائی نے راہ کی اور کفران نعمت کا خیال بندھا نظم دل بمہر مردمان کم نہ کہ در گلزار دہر ✤ بوے یاری و وفا دریچ ہمدم یافت نیست ✤ راز با دل گفتم و بسیار خوردم خون ازو ✤ کاشکے دانستمی اول کہ محرم یافت نیست ✤ رکابدار منزل پر پہونچکر بادشاہ کے بھائی کے پاس پوشیدہ حاضر ہوا اور راز کو مو بمو بیان کیا برادر شاہ نے اُسے انعام دیا اور وعدہ ہاے بسیار سے امیدوار کیا اُسکے بعد نہایت ہوشیاری سے اپنے آپ کو بچاتا رہا ایک دن موقع وقت کا پاکے برادر بزرگ کو قتل کیا اور آپ تخت سلطنت پر بیٹھا اول یہ حکم دیا کہ رکابدار کو قتل کرو اُسنے زبان زاری کھولی اور کہا کہ ای بادشاہ میرا گناہ آپ کی خیر خواہی کے سوا اور کیا ہی اور جو مین نے کیا اُسکی جزا کیا یہی ہی بادشاہ نے کہا راز فاش کرنے کے برابر کون گناہ ہوگا اور میرے بھائی نے سب ملازمون مین تجھے اختصاص دیا اور اپنا محرم راز بنایا اُسکا بدلا یہی تھا کہ تو نے اُسکا راز فاش کر کے اُسے میرے ہاتھ سے قتل کرا دیا مجھے تجھپر کیونکر اعتماد آئے ع از ہمدم بیوفا جدائی خوشتر ✤ ہر چند رکابدار نے عذر پیش کیے کوئی کام نہ آیا آخر کار اُس بیوفا کا سر تن سے جدا ہوا فائدہ اس مثل سے یہی کسی کا راز ظاہر کرنا اچھا نہیں ہی ضمیر نے کہا کہ ای مادر مہربان اگر وہ اظہار کرنے والا رازدار ہوتا تو تجھ سے یہ راز کیونکر کہتا جب کہ وہ خود متحمل اس رازداری کا نہوا پھر دوسرے سے توقع رازداری کی کیونکر رکھتا ہی بلکہ اُسکی غرض یہی ہی کہ راز مخفی نہ رہے والا وجہ کیا تھی کہ غیر سے کہتا اور مجھ مین تجھ مین کہ جدائی ممکن نہین ہی یون اظہار راز کرتا پر جانتا ہوگا کہ مان اپنے بیٹے کا رنج اور ہلاکت کیونکر گوارا کریگی لہذا اُسنے تجھسے ظاہر کیا شعر مؤلف کا اسکا گواہ ہی بیت کر سکا جب خود نہ وہ اخفاے راز ✤ غیر سے کیا شکوہ افشاے راز ✤ اب متوقع اسبات کا ہون کہ اظہار مین امر حق کے عند اللہ اور عند الحق بھی مضائقہ نہین ہی جو کچھ حق ہی اُسکے اظہار مین مجھ پر کیون احسان نہین فرماتی ہی کہ یہ بار غم میرے دل سے دور ہو اور اگر اُسکی تفصیل مین

کچھ مضائقہ ہو تو مجمل ارشاد کرو اور اگر تصریح مین بیان کرنا تیرے نزدیک منع
ہی بارے اشارے سے دریغ نہ رکھو مادر شیر نے کہا بشر طیکہ وہ بدکردار کہ فتنہ
برانگیختہ کیا ہوا جب کا ہی سزا کو پہونچے اور جمال عفو اُسکے دیدۂ بیباک کو کہ راہ
صدق و صفا مین دانستہ نابینا بنا ہی دکھانا نہ چاہیئے اور شفاعت کسی کی اُس سے
حق مین قبول نہ فرمائیے تو مین کچھ بیان کرون ہر چند فضیلت عفو مین علماے دین
نے اور عارفان معارف حق الیقین نے مبالغہ بہت فرمایا ہی مگر ایسے شخص کے حق مین
کہ جسکا فساد باعث خونریزی ناحق اور موجب تذلیل سلطنت ہو عقوبت بہتر ہی
عفو سے اور ایسے گناہ کے مقابلے مین کہ جسکی مضرت بادشاہ کے نفس پر عائد ہو اور
لوث بدعہدی اور خیانت مین متہم ہو اگر اطفا نہ کیا جائے تو مفسدون کی دلیری کا
باعث ہی اور ستمگارون کی قوت اور جرائت کا موجب ہوتا ہی بس زنہار عفو اور
اغماض کی جگہ نہین ہی کہ نص قاطع سے معلوم ہوا ہی کہ ولکم فی القصاص حیوٰۃ اسلیے اُسکا
تدارک واجب ہی شیر نے کہا جو کچھ فرمایا تو نے بجان قبول ہی مادر شیر نے کہا کہ وہ دمنہ تمام
بد انجام ہی کہ مرتکب اس امر قبیح کا ہوا اور بادشاہ پر اُس کا دمدمہ اثر کر گیا شیر نے کہا کہ
جانا مین نے کل اسکا تدارک مناسب کیا جائیگا مادر شیر نے اپنی منزل کو رجوع کی شیر
نے بعد تامل بسیار احضار ارکان دولت کو حکم دیا حسب الحکم شاہی سب ارکان دولت
دوسرے دن حاضر ہوے اور مادر شیر بھی تشریف لائی اور دمنہ نے فراست سے جانا
کہ در بلا کھلا اور راہ رہائی بند ہی تجاہل عارفانہ کرکے ایک خواص محفل سے پوچھا کہ اس
جماعت کے اجتماع کا سبب کیا ہی اور کون بات حادث ہوئی ہی کہ بادشاہ متغیر مزاج ہی
مادر شیر نے سوال دمنہ کا سنکر باواز بلند کہا کہ بادشاہ کو تیری زندگانی متنفر کرتا ہی
اور تو نے کہ ایسے رفیق جان نثار کے حق مین خیانت کی تھی پردہ اُسکا اُٹھ گیا
اب بادشاہ چاہتا ہی کہ ایک دم تجھے زندہ نہ چھوڑے دمنہ نے کہا کہ بزرگان متقدمین

نے کوئی دقیقہ دقائق عالم سے باقی نہین رکھا ہی کہ متاخرین کے واسطے روشن نکردیا
ہو ایک اُنکے سخنان حکمت آمیز سے یہ ہی کہ جو شخص بادشاہ کی خدمت مین یکجہت ویکرنگ
ہوتا ہی جلد پایۂ تقرب کو پہونچ جاتا ہی مگر سب ارباب بمقتضائے حسد سے اُسکے دشمن
ہو جاتے ہین اور اپنے مطلب کے واسطے گو نقصان بادشاہ کا اُس مین متصور ہو یہ چاہتے
ہین کہ ہزار حیلے سے خراب کرین اس لیے اکثر افترا اُسکے حق مین تجویز کیا کرتے ہین بموجب
مثل عرب کے والمخلصون علی خطر عظیم اسی واسطے اہل حقیقت پشت بدیوار اور رو بدر
پروردگار رکھتے ہین اور اس دنیائے ناپائدار پر نفرین کرتے ہین اور خدمت خلق اور
عبادت خالق مین مصروف رہتے ہین مگر خدائے کریم کو غفلت اور ظلم ہرگز پسند نہین ہی
اور کبھی جزا بدی کی نیکی اور عوض نیکی کا بدی نہین ہوا ہی اور بادشاہون کے حق
مین عدل سے کوئی عمل بہتر نہین ہی مگر کمیاب ہی کبھی بیگناہان واجب الرعایت کو
خائنون کے مانند عذاب جانکاہ سے مواخذہ کرتے ہین بقول سعدی علیہ الرحمۃ یعنی
گاہے بسلامی برنجند وگاہے بدشنامی خلعت دہند کس لیے کہ ہوا اُنکے حال پر مستولی ہی اور
خطا اُنکے افعال مین غالب اور خیر و شر اُنکے نظر مین یکسان ہی اور نفع و ضرر اُنکی نگاہ
مین برابر بعض اوقات اگر کوئی خزانہ روے زمین کا تیا اُنکو دے کچھ احسان نہ مانینگے
اور کبھی مسخرے کو دشنام پر سرفراز کرینگے لازم یہ تھا کہ مین بادشاہ کی درگاہ سے دور رہتا
بلکہ زاویہ عزلت سے قدم باہر نہ رکھتا کہ بادشاہ کی نزدیکی آتش سوزان ہی اگر قریب
اُسکے نہ جاتا تو اس سوز و گداز مین نہ پڑتا سچ یہ ہی جو کوئی قدر عزلت کی نہ جانیگا اور
بادشاہ کی خدمت کو خالق پر ترجیح دے گا اُسے وہ پہونچے گا جو زاہد گوشہ نشین
کو پہونچا شیر نے کہا کہ قصہ زاہد کا کیونکر تھا۔ اس قصے کو مشرح اور مفصل طور پر
بیان کر **حکایت** دمنہ نے کہا کہ ایک زاہد تعلق دُنیا سے انقطاع کر کے
گوشۂ صحرا مین بیٹھ رہا تھا سوا نان کشکین اور لباس پوستین کے کوئی خواہش

حکایت زاہد گوشہ نشین

نہ رکھتا لموئیہ نظم تھا لباس عاریت سے اُسکو عار * دامن صحرا کو سمجھا جامہ دار * بامزہ
اُس کو نہ بھاتی تھی غذا * پتیان کھاتا تھا وقت اشتہا * تھا تنعم سے نہایت دل نفور *
فقرا در فاقے سے ہوتا تھا سرور * اُس مرد کے صلاح وتقویٰ کا شہرہ تمام اُس
ولایت مین مشہور رہا اور مخلوق جوق جوق دور ونزدیک سے زیارت اور حصول برکت
کے واسطے آمد وشد کرنے لگے چونکہ اختر نور عبادت کا جبین مبین زاہد سے ساطع تھا
اس لیے اعتقاد خلق اللہ کا روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا ہر چند اُنکی آمد سے کارہ
تھا پر کوئی نہ مانتا تھا اور بادشاہ اُس ولایت کا عادل اور باذل اور درویش دل
تھا کہ رضاے الٰہی کو ہواے بادشاہی پر مقدم جانتا تھا اور اقتداے اخلاق انبیا اور
پیروی سیرت اولیا کا بجان خریدار تھا بیت سیرت پاکیزہ وخوے خوش وکردار
نیک * بافقیرے خوش بود باشہریاری خوشتر است * جبکہ خبر پیر گوشہ نشین کی اُس
صدر نشین سلطنت کو پہونچی بحکم نعم الامیر علے باب الفقیر کے ملازمت کو زاہد کی تمام
حاضر ہوا اور استمداد وپند واندرز چاہی زاہد نے کہا کہ اے بادشاہ اس جہان کی
دو قسمین ہین ایک فانی کہ اُسے دُنیا کہتے ہین اور دوسری باقی کہ اُسے عقبیٰ کہا ہے
ہمت عالی مقتضی اسکی ہے کہ سر اپنا اقلیم فانی کی طرف نہ جھکائے بلکہ نظر اقلیم باقی
کی طرف رکھے بادشاہ نے کہا کہ تسخیر اس سلطنت باقی کی کس طرح میسر آتی ہے زاہد نے
کہا دستگیری کرنا مظلومون کی اور فریاد سُننا محرومون کی کہ حدیث شریف مین آیا ہے
ارحم ترحم یعنی رحم کر کہ تجھپر رحم کیا جائے اگر بادشاہ کو آسائش آخرت چاہیے تو آسائش
رعیت مین کوشش کرے بیت کرینگے عیش وہی بادشاہ عقبیٰ مین * ملا ہے جنسے رعیت
کو عیش دُنیا مین * جبکہ زاہد نے اس طرح کا وعظ فرمایا بادشاہ کا صندوق دل
جواہر موعظت سے بھر گیا پس اُسی دم دست ارادت دامن زاہد مین ڈالا
یعنے مرید ہوا چند روز گذرے تھے کہ ایک دن بادشاہ زاہد کی خدمت مین

حاضر تھا کہ ناگاہ گروہ دادخواہون کا نفیر الغیاث تا آسمان پہونچانے لگا زاہد نے سب کو نزدیک بلا کر حال پوچھا اور داد اُنکی شریعت کے موافق بادشاہ سے دلوائی بادشاہ صورت سے اس فیصلے کی کہ باین خوبی زاہد نے کیا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے راہنما امیدوار ہون کہ فیصلے دادخواہون کے آپ کی راے صواب اندیش کے موافق ہوا کرین تو بہتر ہی کہ بیشتر اہل کار غرض نفسانی سے پردہ تقریر مین حق کو باطل باطل کو حق بنا دیتے ہین اور یہ مظلمہ روز جزا میری گردن پر آئیگا کہ مین بذات خود کثرت امور سے سب جزئیات کو پہونچ نہین سکتا ہون زاہد نے اسباب کو اُسکے خیال کیا کہ جو شخص کہ باعث امور خیر ہوتا ہی ثواب اُسکا درگاہ خدا سے بے نہایت پاتا ہی اگر تیری جہت سے خلق خدا راحت پائے تو یہ تکلیف بہتر ہی راحت سے اس نیت سے کہنا بادشاہ کا قبول کیا اُسکی بعد جو معاملے اور حاجتین مخلوق کی زاہد تک پہونچتی تھین اور زاہد بادشاہ سے کہتا تھا بادشاہ اُسے بطیب خاطر قبول کرتا تھا اس صورت مین عالم عالم فیض جاری ہوا اور شہرۂ عدالت بادشاہ اور نیک دیانتی زاہد کی از ماہی تا ماہ پہونچی آخر کار انتظام اس سلطنت کا زاہد عالیمقام کے دامن مین باندھا گیا اور تصرف امور مالی و ملکی قبضۂ اختیار مین زاہد کے روز بروز زیادہ ہونے لگا اور سوداے حب جاہ دماغ مین زاہد کے دمبدم زیادہ بڑھتا گیا اور تمناے اسباب امارت نے سر زاہد کو بالین قناعت سے پھیر کے متوجہ تاج و تخت اور غرور و نخوت کا کیا بقول گویا بیت بیخود ہوا نہ کون مے حب جاہ سے بہکایا اس خمار نے کسکو نہ راہ سے * یہ دنیاے فریبندہ وہ بلا ہی کہ اسنے بہت سے شیر مردون کو اپنا صید کیا ہی اور یہ وہ زال غدار ہی کہ اکثر رستم منشون کو مانند پیر زن کے چاہ محنت مین ڈالا ہی زاہد نے بجاے آب شور ریاضت لقمہ غذاے

کان مین پڑا یعنی جان و دل سے دنیا کا حلقہ بگوش ہوا اور بادشاہ نے بھی جبکہ تدبیر زاہد کی سوا فوق مصلحت کے دیکھی زمام اختیار ملکی و مالی دست زاہد مین سپرد کی درویش کو چلے اندیشہ ایک نان کا تھا اب غم جہان کا پیدا ہوا اور آگے خیال ایک گلیم کا تھا اب فکر تسخیر اقلیم پیش نظر ہوئی ایک دن ایک درویش صاحبدل کہ زاہد کی خدمت مین مدت سے فیضیاب تھا بعد عرصۂ دراز خدمت مین زاہد کی استفادہ کے واسطے حاضر ہوا دیکھا کہ دماغ زاہد کا سراپا حب جاہ سے مبدل ہو گیا ہی اور نور باطن سے کچھ اثر باقی نہین رہا آتش حسرت کا نون سینہ مین شعلہ زن ہوئی **بیت**
ہو گیا گمراہ سالک خضر فرخ پے کہان ٭ مر چلا بیمار حب تو جاہ عیسی ہی کہان ٭ جب شب کو خلق نے بالین خواب پر سر رکھا اور غوغا کم ہوا درویش نے زاہد کی خدمت مین عرض کیا کہ ای مرد خدا یہ کیا حالت ہی کہ مشاہدے مین آئی ہی **بیت** گل کیا ہوئے جو کانٹون سے سب باغ بھر گیا ٭ کیا ہو گئی وہ فصل وہ موسم کدھر گیا ٭ اور یہ کیا آتش حسرت ہی کہ خرمن تسکین یاران طریقت کو جلاتی ہی یعنی آسایش نفس اور رضامندی رب کریم کو برباد کرکے اس بلاے بے درمان کو کہ برہم زن خانمان دین اور خراب کنندۂ آرام نفس اور صدق و یقین ہی اختیار کیا ہی تو نے زاہد نے یہ سنکے زبان حیلہ سازی کھولی لیکن وہ بات کہ محک امتحان معرفت پر کامل العیار ہو نہ کہی کہ قلب طمع کار ہی سے زر خالص نہین ہوتا ہی درویش نے کہا کہ ای زاہد باخدا بہر خدا انصاف کر کہ تو خوب جانتا ہی کہ یہ جو فرمایا تو نے یہ سب بہانہ نفس کا ہی مگر خلاصہ فی الباب یہ ہی کہ خاطر مبارک بکلی مائل متاع دنیا ہوئی ہی اور ضمیر منیر عالی حب مال و جاہ مین مبتلا ہوا ہی اوج سعادت سے حضیض نکبت کا مائل ہوا ہی ہزار افسوس کہ کس جگہ پہنچ کے پھر کہان کا قصد کیا ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہی پنجۂ فریب شیطان سے نکل اور دامن توکل از سر نو پھر ہاتھ مین مضبوط پکڑ اور نوالہ زہر آلود دنیا تھوک ڈال

کہ عیش دُنیا سب غم ہی اور فربہی اسکی سب ورم ہی بموجب بیت واقف کے بیت
عیش دُنیا ہمہ غم بود ندیدانستم + فربہی جملہ ورم بود ندانستم + زاہد نے کہا کہ ای
دوست غمخوار آمد و شد خلق سے میرے حال مین کچھ تغیر نہین آیا ہی اور دل بہ یار
اور دست بکار رکھتا ہون مہمان نے کہا کہ تجھے اپنے حال سے خبر نہین ہی اس سببسے
کہ حب جاہ شراب بیہوشی ہی وہ اس قدر تجھے پلائی ہی کہ چشم بصیرت تیری بالکل
جاتی رہی اور جب کہ آنکھین تیری سرمہ خالص ارواح سے روشن ہونگی اُسوقت
پھر پشیمانی کے بجز کوئی چیز فائدہ نہ بخشیگی اس قطعہ پر خیال کر قطعہ دنیا کی نہ کر تو
خواستگاری + اِس سے کبھی بہرہ ورنہ ہوگا + آخانہ خرابی اپنی مت کر + قحبہ ہی یہ اس سے
گھر نہ ہوگا + اور یہ مثل تیری ای زاہد مانند اُس نابینا کے ہی کہ کوڑے اور سانپ مین کچھ فرق نہ کیا
اور کہنا بھی کسی کا نہ مانا آخر اسی باعث سے ہلاک ہوا زاہد نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت

کہا کہتے ہین ایک نابینا ایک بینا کے ساتھ ہمسفر ہوا ایک شب صحرا مین مقام کیا جب کہ طیاری
کوچ کی ہوئی نابینا اپنا کوڑا ڈھونڈھنے لگا قضارا ایک سانپ پڑا ہوا سوتا تھا اندھا سمجھا
کہ یہ کوڑا ریشم کا بنایا ہوا مجھے مفت مل گیا بہت خوش ہوا اور سوار ہو کر چلا جب کہ صبح ہوئی
اور آفتاب نکلا اُسوقت اُس آنکھ والے نے دیکھا کہ اندھے کے ہاتھ مین سانپ ہی چلایا کہ
اندھے تیرے ہاتھ مین سانپ ہی زہرناک جلد پھینکدے ورنہ کاٹ کھائیگا اندھے نے
بدگمانی کی کہ یہ کوڑا بیش قیمت ہی یہ ہمراہی میرا چاہتا ہی کہ اس حیلے سے اگر پھینکدے
تو مین اُٹھا لون اندھا بولا کہ ای رفیق کوڑا میرا گم ہوا تھا اللہ تعالےٰ نے اس سے بہتر کوڑا
مجھے بخشا ہی اگر نصیب تیرا یاری کریگا تو تجھے بھی ملجائیگا یہ کیا نیت ہی کہ میرے کوڑے پر
کرتا ہی اور مین ایسا احمق نہین ہون کہ تیرے دم دینے سے ایسا کوڑا پھینکدون مرد بینا
ہنسا اور کہا کہ ای برادر حق ہمراہی کا یہی ہی کہ مین چاہتا ہون کہ یہ سانپ تجھے ہلاک نکرے
نابینا آزردہ ہوا اور کہا کہ یہ صاف بدنیتی ہی کہ کوڑا میرا اس حیلے سے لیا چاہتا ہی یہ سودائے خام

سر سے نکال ڈال کہ مین دھوکا نہین کھاؤن گا ہرچند اُسنے مبالغہ کیا نابینا نے نمانا آخر جب
آفتاب بلند ہوا اور ہوا گرم ہوئی او ر مار برف زدہ تابش آفتاب سے ہوش مین آیا اور افسردگی
اُسکی رفع ہوئی دیکھا کہ مین ایک شخص کے ہاتھ مین ہون اور وہ بار بار ہاتھ سے ملتا ہی یکبارگی سیانپ
اُسکے ہاتھ مین لپٹ گیا اور بکمال غضب سے دانت مارا فوراً نابینا ہلاک ہوگیا یہ مثل اسلیے لایا ہون
کہ تو اس دنیا پر فریفتہ نہو اور اُسکی محبت کو دل مین جگہ ندے کہ زخم اسکا مار سیاہ سے بہت زیادہ
ہی زاہد کلام درویش کا سُنکے سمجھا کہ واقعی یہ مرد باخدا سچ کہتا ہی اس ندامت سے رونا شروع
کیا اور دولت گم گشتہ پر کہ حُب جاہ جانکاہ سے برباد ہوئی تھی ہزار افسوس سے دست تاسف
ملتا تھا اور تمام شب مانند شمع و پروانے کے گریان و سوزان رہا جبدم زاہد سپیدہ پوش
صبح نے سجادۂ آفتاب محراب مشرق مین بچھایا خلایق نے اپنی عادت کے موافق زاہد کے
دروازے پر ہجوم کیا اور ہر ایک نے حسب عادت زبان ثنا و صفت کھولی اور شیطان نے
پھر افسون تازہ دم کیا اور از سر نو بادۂ نخوت نے انفاس مردم سے حرکت پاکے دماغ زاہد
مین سرایت کی زاہد کو پند درویش اور ندامت شبینہ نسیًا و منسیًا ہوگئی بموجب اس شعر کے
بیت روز کہتا ہون نہونگا کل سے مین رسواے عشق ❊ ہر سحر ہوتا ہی دونا جوش
بر سوداے عشق ❊ القصہ زاہد بدستور سابق اپنے کام مین مشغول ہوا اور رفتہ رفتہ
جمیع امور سلطنت مین دخل کلی کیا یعنی سب امرا اور وزرا کو اُن کے عہدے سے معزول کردیا
اور مقدمات عدالت مین بھی نفسانیت غالب ہوئی اور باب رشوت بھی بخوبی وا ہوا حتی
کہ ایک شخص کو ناحق زاہد نے حکم قتل کا دیا اُس شخص کے قتل ہونے کے بعد اُس کے ورثہ
حضور بادشاہی مین مستغیث ہوئے کہ زاہد نے ناحق فلانے کو قتل کیا شرعاً قصاص زاہد
پر پہونچتا ہی بادشاہ نے اُسکا معاملہ دار القضا مین سپرد کیا بعد تحقیق قاضی نے حکم دیا
کہ قصاص مقتول مین گردن ماریں چنانچہ زاہد اُسکے قصاص مین مارا گیا یہ مثل اسواسطے
وارد کی ہی کہ مین سر اپنا محراب طاعت خدا سے پیچیدہ کر کے آستانہ بادشاہی

ط سجادہ یعنی [illegible] مصلیٰ [illegible] تشبیہ

بسر رجوع لایا اور گردن کو فرمان پروردگار عالم سے کھینچکر جانب سریر شاہی جھکایا
اب جو بلاکر تجویز کی جائے اُسکے سزاوار ہون ہین دمنہ نے جب کہ کلام فصاحت انجام تمام کیا
ملازمان سریر سلطنت اُسکی فصاحت لسانی پر متحیر ہوے اور شیر نے سر اپنا جھکا لیا اور
حیران تھا کہ کیا کرون اُسکے بعد کہا کہ کوئی دمنہ کو جواب دے سیاہ گوش کہ سب مصاحبان
بادشاہی مین اختصاص رکھتا تھا دمنہ کی طرف پھرا اور کہا کہ تونے یہ مذمت بادشاہ کی
ملازمت کی بیان کی کہ جسکی بدولت افتادہ خاک فلک افلاک کو پہونچا یہ حد تیری نہ تھی
کہ کلام واہی کہ دور از ادب زبان پر لائے آگاہ ہوای دمنہ ایک ساعت عمر بادشاہ
کی کہ جو عدل وداد اور رعیت پروری مین گذرے تو اور ون کی ایک سال کی عبادت
کے برابر ہی اور اکثر سجادہ نشینان محراب زاہد وطاعت اور تاجداران کشف وکرامت نے
خدمت بادشاہ کی اسی واسطے اختیار کی ہی کہ ملازمت کو نصف سلوک کہتے ہین کہ کارسازی
ستم رسیدون کی اور سازگاری محنت کشیدون کی بہترین عبادت سے ہی اور اسپر حکایت
پیر روشنضمیر کی شاہد ہی دمنہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ شہر فارس مین
ایک شخص تھا کہ اُسے پیر روشنضمیر کہتے تھے اور طنطنہ اُسکی ولایت اور کرامت کا قاف سے
تا قاف پہونچا تھا ایک روز ایک درویش سیاح ماوراء النہر سے عزیمت احرام حریم زاہد باندھکر
با مشقت بسیار نواحی پارس مین پہونچا اور بعد قطع بادیہ حرمان منزل امن وامان زاہد مین
نزول کیا اور بعد ادب خاک آستان شیخ کو بوسہ دیا اور خادم خانقاہ سے کہا کہ مین
مسافت بعید سے حاضر ہوا ہون میرا حال عرض کردو خادم نے کہا کہ ای درویش
اندکے صبر کر کہ شیخ بادشاہ کی ملازمت کو گیا ہی آنے کے بعد تیرا حال عرض کیا جائیگا
اُس درویش نے افسوس کیا کہ مین نے مفت اپنی اوقات برباد کی اور اتنا رنج
راہ کھینچا وائے اُس فقیر پر جو کہ بادشاہ کی ملازمت کو جائے اور اغنیا کی صحبت
کا مائل ہو اُس سے کیا فائدہ ملے گا اور مطلب دینی ایسے دنیا دوست سے

کیا حاصل ہوگا فقیر وہ ہی جس نے اس شعر پر گویا کے عمل کیا ہی بیت چھوڑ دینا
گر قناعت بیٹھ کنج فقر مین ٭ خاک مت سر پر اُڑا ظلِ ہما کے واسطے ٭ اسکے بعد
خانقاہ سے نکلا اور بازار کی طرف روانہ ہوا اور ہزار ندامت سے اپنی محنت
رائگان پر متاسف چلا جاتا تھا کہ ناگاہ کوتوال شہر کی آنکھ اسپر پڑی قضا را
دزد قیدی اُسی شب زندان سے بھاگا تھا اور اس شخص سے اشتبہ تھا کوتوال نے دزد گریختہ
سمجھکر گرفتار کیا اور سیاست گاہ مین بھیجا اور حکم دیا کہ ہاتھ اسکا کاٹ ڈالو ہرچند یہ عذر کرتا
تھا اور اپنا آنا راہ دور دراز سے اور وارد ہونا خانقاہ درویش مین بیان کرتا تھا کوتوال کب
مانتا تھا آخر جلاد نے تیغ آبدار اُس درویش کے ہاتھ پر رکھی قریب تھا کہ پنجہ دست بند سے جدا
کر ڈالے کہ پیر روشن ضمیر بیک ناگاہ اُس محکمے مین پہونچا اور صورت حال دریافت کر کے
کوتوال سے کہا کہ یہ درویش ہمارے خانقاہ کا ہی جس شبہہ سے تم سے متہم کرتے ہو یہ تمھاری
خطا ہی ہرگز اسپر دست سیاست دراز نہ کرنا کوتوال نے سُم مرکب شیخ کو بوسہ دیا اور فرمانا
اسکا قبول کیا درویش ظلم کوتوال اور دست ستم جلاد سے نجات پا کے شیخ کے ہمراہ رکاب ہوا
اثنائے راہ مین شیخ نے درویش کے دوش پہ ہاتھ رکھکے آہستہ سے کہا کہ ای برادر بدگمانی
فقرا کے حق مین مناسب نہین ہوتی ہی اگر مین ملازمت بادشاہ کی اختیار نہ کرتا تو تجھے
مظلومون کو کیونکر ظالمون کے ہاتھ سے رہائی ملتی درویش سمجھا کہ خیال میرا محض
نفسانیت اور غلبہ شیطانی سے تھا واقعی یہ ہی کہ جو فعل اہل کمال سے وجود مین آتا
ہی خالی فائدے سے نہین ہوتا ہی کس واسطے کہ ارادہ درویش ارادہ خدا مین فانی
ہو جاتا ہی جو چیز کہ اُس سے صادر ہوتی ہی ارادت اللہ کے موافق سرزد ہوتی ہی اگر
ظاہر اُسکا خلاف عقل اور طبع کے ہو مگر باطن خالی از مصلحت نہین ہوتا ہی مثنوی
مولانا علیہ الرحمۃ مین ہی اشعار آن پسر را کش خضر ببرید حلق ٭ سرّ آن را در نیابد
عام خلق ٭ ور درون بحر کشتی را شکست ٭ صد درستی در شکست خضر ہست ٭

چون شکستہ بند دام وست اوٴ زین غرض گشتی او بشکست اوٴ کا ملے گر خاک گیرد زر شوٴ ناقص ار زر برد خاکستر خرد ٭ غرض اس مثل کے ایراد سے یہ ہی کہ بزرگان دین ملازمت سلاطین جو اختیار کرتے ہین اور مکروہات درگاہ ملوک سے عار نہین رکھتے یہی سبب ہی کہ اوپر بیان ہوچکا دمنہ نے کہا کہ جو کچھ فرمایا بجا ہی اکابر خدمت ملوک مین جو تقرب ڈھونڈھتے ہین تو بنا اُنکی ایک مصلحت پر ہوتی ہی اور بغیر الہام الٰہی کے کسی امر کو شروع نہین کرتے ہین اور کوئی غرض نفسانی اُسمین آمیزش نہین پاتی ہی اور جو تو نے کہا کہ بادشاہ ظل اللہ ہوتے ہین یہ بھی مسلم ہی مگر وہ بادشاہ کہ اُن کے کام راہ خدا سے نزدیک ہون اور طریق باطل سے دور نہ کسی کو بیغرض عفو کرین اور نہ بے محل عقوبت فرمائین کمیاب ہین اور پسندیدہ اخلاق شہریاری یہ ہی کہ ملازمان ستودہ خصال کو عزیز رکھین اور غدارون اور بیوفاؤن کو خوار و ذلیل کرین ٭ اور شیر نے کہا کہ اے دمنہ یہ جو تو نے کہا سچ ہی لیکن قصہ تیرا بالعکس اس قول کے پایا جاتا ہی کسواسطے کہ مجموع حضار بادشاہی اسپر متفق ہین کہ شنزبہ ملازمان بادشاہی مین پسندیدہ صورت اور سیرت خیر خواہ اور صواب اندیش ریاست تھا سو تیری آتش فساد سے اُسکا خرمن ہستی جل گیا بلکہ تیری فساد انگیزی سے بادشاہ کی بنیاد وفاداری منہدم ہوگئی ٭ بیت آتشی برفروختی زحسد ٭ عالمی را بسوختی زحسد ٭ لموٴلفہ بیت حسد کی آگ کو کیا شعلہ رو کیا تو نے ٭ برنگ کاہ جہان کو جلا دیا تو نے ٭ دمنہ نے کہا کہ ضمیر منیر عالی سے پوشیدہ نہین اور حاضر حضور بھی سب جانتے ہین کہ مجھمین اور شنزبہ مین کوئی منازعت نہ تھی اور اُسکو باوجود دست قدرت میرے ساتھ بجز شفقت اور حال نہ پایا جاتا تھا اور مین بھی بادشاہ کی نظر مین ایسا خوار و ذلیل نہ تھا کہ اُسکی حشمت پر سبقت لیجاتا لیکن جو بات کہ مین نے سُنی تھی اُس سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے آثار بچشم خود مشاہدہ کیے

اور مجھپر واجب تھا کہ جسمین خیر خواہی بادشاہ کی ہوائسے ظاہر کردون تا بار نمک
میری گردن پر نہ رہجاوے اور جو کچھ مین نے بیان کیا بادشاہ نے خود اُسے تحقیق
کیا اور صدق سخن میرا برہان قاطع سے ملاحظہ کرکے اپنی رائے کے موافق کام کیا
اور وہ شخص کہ شنزبہ کی اس خیانت مین شریک تھے اُنھین اندیشہ پیدا ہوا
ہی کہ مبادا یون ہی ہمارا بھی راز تحقیق کرکے بیان کردے تو قباحت ہو
سو وہ تقدم بالحفظ بچاؤ کا کرتے ہین اور بلاشک جب تک میرے دم مین
دم ہی امر خیر خواہی مین دریغ نہ کرونگا کہ حق نمک میری گردن پر ہی گو اِسمین
جان جائے یا رہے اب انصاف اسکا بادشاہ کے ہاتھ ہی اور الحق مُقرّیہ بات بھی
سچ ہی اس صورت مین کب مین کسی کو بھلا معلوم ہونگا بیت جس جس سے راست بولا
وہ مجھ سے کج ہوا ہی ÷ خاموش رہ ہمیشہ سچ بولنا بُرا ہی ÷ اور مین یہ جانتا تھا کہ
اہل نفاق میرے قتل پر اتفاق کرینگے پر مجھے یہ یقین نہ تھا کہ مکافات خیر خواہی
اور نتیجہ خدمت گزاری یہ ہوگا کہ میری بقا بادشاہ کو متردد اور رنجور رکھے گی جبکہ
دمنہ نے یہ بات یہان تک پہونچائی اور شام قریب آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ دمنہ کو
دارالقضا مین سپرد کرو تا قاضی اسکا حال دریافت کرے کہ احکام سیاست مین
جب تک شرائط شرعی تمام نہونگے کچھ حکم نہ کیا جائیگا دمنہ نے کہا کہ کون حاکم
راست کار بادشاہ سے زیادہ ہی اور کون قاضی عادل شہریار سے بالاتر ہی
الحمد للہ کہ ضمیر منیر بادشاہ آئینہ ہی باصفا بلکہ جام ہی جہان نما کہ
صورت حال ہر ملازم و رعایا کی اُس مین ہویدا ہی رباعی سودا رباعی

ایوان عدالت مین تمھارے یا شاہ	ہی ظلم کو کیا دخل عیاذاً باللہ
شیشے کا اگر طاق سے ٹوٹے ہی بالُون	پتھر سے نکلتی ہی صدا بسم اللہ

اور بہ یقین اتنا جانتا ہون کہ کشف شبہات اور رفع حجاب مین کوئی چیز برابر فراست

بادشاہ جمجاہ کے نہین ہی اگر خود شہریار بنفس نفیس راے جہان آرا کو قاضی میرے حال کا فرمائے تو کذب اور صدق میرا مانند صبح صادق کے روشن ہو جائے جیسا کہ حافظؒ نے فرمایا بیت

عرض حاجت در حریم حضرتت محتاج نیست	راز کس مخفی نماند بر فروغ راے تو

شیر نے کہا کہ اے دمنہ اندیشہ نہ کر کہ اس مہم مین جستجوے تمام کی جائیگی اور تحقیق اس کام کی اس طرح پر کہ زیادتی اس سے متصور نہ ہو عمل مین آئے گی نظم

جدا کرینگے ہم اس طرح حق و باطل کو	کہ جیسے دودھ سے مکھن نکال لیتے ہین
نکال لیتے ہین جس طرح عطر پھولون سے	ہر ایک بات کا ہم جی نکال لیتے ہین

دمنہ نے کہا کہ مین بیگناہی کے سبب مبالغے مین زیادہ اہتمام کرتا ہون اور یہ بھی جانتا ہون کہ اس تحقیق سے اخلاص میرا زیادہ تر ظاہر ہوگا اگر مین اس کام مین گنہگار ہوتا تو حاضر درگاہ شہریار نہ رہتا اور فرار اختیار کرتا بلکہ فسیروا فی الارض پر چلکر اور اقلیم کی راہ لیتا کہ ملک خدا تنگ نہین اور پائون بندے کا لنگ نہین ہی شیر کی مان نے کہا کہ اے دمنہ تیرا مبالغہ دغدغے سے خالی نہین ہی مگر تو زیرکی سے چاہتا ہی کہ آپ کو بیگناہ کر دکھائے ولیکن اگر کوئی اچھی طرح دریافت کریگا تو اس مضیق سے خلاصی پانا تیرا فکر محال اور سوداے باطل ہی دمنہ نے کہا کہ میرے دشمن ہشیار رہین امیدوار ہون کہ میرا کام ایسے امین کو سپرد ہو کہ غرض اور شبہے سے پاک ہو اور جو کچھ کہ راست براست ہو حضور مین باریابان بادشاہی کے عرض کیا کرے اور بادشاہ عالیجاہ بعد استماع بمشورہ اپنی راے جہان آراے کے کہ آئینہ جہان نما ہی حکم فرمائے تا مین بجرم و شبہے کے مارا نہ جاؤن اور شہریار روز جزا خون ناحق مین مبتلاے باز خواست سلطان حقیقی نہو اور یہ مطلع مولف کا میرے حال کے موافق ہی بیت غم نہین اسکا مجھے مین مر گیا ÷ غم یہ ہی قاتل کا خنجر بھر گیا ÷
شیر نے کہا کہ مین نے اپنی دانست مین کسی حکم مین راہ عدل سے انحراف نہین کیا ہی اور اب بھی ممکن ہی کہ سواے راہ عدالت اور طرف قدم نہ رکھون اگر پاک ہی تو مبارک ہو اگر یہ خیانت تجھسے

صادر ہوئی ہی تو وہ جزا کہ اس گناہ کے سزاوار ہی تیرے کنار مین رکھی جائیگی بموجب اس مصرع کے
مصرع در مزرع دہر انچہ کاری دروے ٭ دمنہ نے کہا کہ اس خیانت سے مجھے کچھ اندیشہ نہین
کہ مین بادشاہ کی حق شناسی سے بہت مطمئن ہون کہ اپنے انصاف عالم آرا سے مجھے محروم
نہ رکھےگا کہ اللہ تعالی نے تجھے دادگستری کے لیے پیدا کیا ہی اتنے مین ایک حاضران محفل سے
بولا کہ جو کچھ دمنہ کہتا ہی نہ بروجہ تعظیم بادشاہی ہی بلکہ ان کلمات فریب آمیز سے چاہتا ہی کہ
اس بلا کو اپنے سر سے دفع کرے دمنہ نے کہا کون ہی مجھ سے سوا میرے اوپر مشفق تر اور کون ہی
میری مخلصی مین میرے عقین مجھ سے مہربان تر اور جو کوئی کہ اپنی ذات کے کام مین ہیچکارہ نہوگا اور
کے کیا کام آئیگا بیت ہو سکا جب نہ تجھسے اپنا کام ٭ کرسکیگا تو کیا پرایا کام ٭ اور یہ
بات تیری دلیل ہی قصور فہم اور وفور جہل پر کہ عین گفتگو مین بادشاہ کے لقمہ دیتا کہ جسکی رائے
جہان آرا نے لشکرہائے گران کو اپنی فکر سے مقہور کیا ہی اور فقط غور تامل ضمیر منیر سے عالم
کو عدل وداد سے معمور کیا وہ محتاج تم ایسون کا کب ہی لاکن تم سب نے کہ جو ہوا خواہ
تنزبہ کے تھے اور جو ارادہ کہ کیا تھا وہ اقبال شاہی کے سبب سے مٹ گیا اسکے اندیشے
مین تم سب بیابان تمک فتنہ آرا اور راز خود رفتہ ہو کہ آداب صحبت سلطانی بھول گئے ہو
اور جو چاہتے ہو سو کہتے ہو والا رائے بادشاہ کی بموجب اس بیت کے دلیل روشن ہی
بیت جو کام تیری عقل سے ہو ایک آن مین ٭ وہ عمر بھر نہ ہوسکے سارے جہان مین ٭
سیاہ گوش نے کہا اس مکر زبان آوری سے چاہیے تو کہ زبان کو خیر خواہون کی پند سے
بند کرے یہ ممکن نہین ہی دمنہ نے کہا کہ سچ ہی وقت پند کا ہی بشرطیکہ محل قبول مین پڑے
اور ہنگام مثل کا ہی اگر سمع خرد پسند کرے ما ورشیر نے کہا کہ اے غدار ہنوز امیدوار ہی
کہ اس مکر سے آپ کو رہائی دے دمنہ نے کہا کہ اگر کوئی نیکی کو بدی کے ساتھ مقابلہ
کرے خیر کی پاداش شر مقرر کرے تو مجبوری ہی والا وہ کام مین نے مقرر کیا ہی
اور وہ عہد وامانت ووفاداری بجا لایا ہون کہ اُسے بادشاہ کا دل خوب جانتا ہی

حکایت عورت شتاب کار

بعد اسکے کوئی خائن دلیری نہ کر سکے گا اور اگر عوض اس وفا کے ستم میرے حق مین تجویز
کرینگے تو مضرت اُسکی بالا بالا نہ جائیگی کہ منتقم حقیقی موجود ہی اور اگر میرے کام مین
بہ تحقیق تعجیل کرینگے تو آخر کار پشیمانی حاصل ہوگی اور روز جزا بدلا بھی اُسکا پائینگے
بموجب **بیت** کام مین جس نے شتابی کی ہی ✤ عقل کی اُسنے خرابی کی ہی ✤ اور
جسنے کہ شتابی کی فضیلت شکیبائی سے محروم رہا اور اُسے وہ پہونچے گا جو اُس عورت
شتاب کار کو پہونچا جبکہ شیر نے یہ نکتہ سُنا پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا
کہ شہر کشمیر مین ایک سوداگر تھا کہ مال و متاع فراوان کا مالک اور ایک زوجہ رکھتا تھا
ماہ رو و مشکین مو کہ چشم فلک نے ایسا آفتاب نہ دیکھا تھا اور نہ سماعت مین دہر کے
ایسا ماہتاب آیا تھا **بیت** رخے چون گل و آب گل ریختہ ✤ میان لاغر و سینہ انگیختہ
ہمسائے مین اس سوداگر کے ایک نقاش تھا چرب دستی مین انگشت نمائے جہان
اور نقشبندی مین دلپذیر اہل زمان تھا القصہ اُسکی جورو مین اور نقاش مین
تعشق بہم پہونچا چشم جوان جذبہ شوق وصال مین مانند زاہدان تمام شب بیدار
اور بسان ابر نیسان اشکبار رہتی تھی اور زن بازرگان کا بھی یہی حال تھا یہانتک کہ جذبہ عشق
نے جانبین سے کشش بلا واسطۂ دلالہ ایسی کی کہ باکدیگر ملاقات بہم پہونچی
اور راہ آمد و شد کی غبار اغیار سے صاف ہوئی ایک دن اُس عورت نے نقاش
سے کہا تو ہمیشہ تشریف لاتا ہی اور گاہے آواز اور گاہے سنگ اندازی کرتا ہی یہ روش خدشے
سے خالی نہین ہی لازم صناعی یہ ہی کہ کوئی صورت ایسی کرنی چاہیئے کہ جس مین
اندیشہ بدنامی کا برطرف ہو اور بلا خوف رقیب ملاقات ہوا کرے نقاش نے
بموجب ایمائے یار دلنواز ایک چادر سیاہ طیار کی اور اُس مین بوٹیان سفید
بطور باندھنون کے چھوڑ دین اور کہا کہ جس وقت میرے بالاخانے پر یہ
علامت نظر آئے تو اپنا دروازہ کھول دینا غرض یہی رائے مستقیم فیما بین

قرار پائی جس وقت کہ یہ دونون آپسمین وعدہ کرتے تھے غلام نقاش پس دیوار یہ حکایت سُنتا تھا اِس لیے بزرگون نے کہا ہی بیت لب بگشائی اگرت ہوش ہست ÷ کز پس دیوار ہاے گوش ہست ÷ چند روز اسی طرح سے آمد و شد نقاش کی زن سوداگر کے پاس جاری رہی ایک دن نقاش کسی کام کو گیا تھا غلام نے دختر نقاش سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اس چادر کے نقش و نگار دیکھون کہ کس طرح کے ہین دختر نقاش اُس شعبدے سے غافل تھی اس لیے چادر غلام کے حوالے کی غلام نے وہ چادر بالا خانے سے دکھائی اُس نے دروازہ کھولدیا یہ نقاش کی وضع بناکے اُسکے پاس چلا آیا وہ اشتیاق مین محو تھی اور اُس سیاہی شب مین کچھ تمیز نہ کی اور شیطان نے پردہ غفلت ہوش و حواس پر زن بدکارہ کے ڈالدیا کہ بلاتامل اُسکو آغوش تمنا مین کھینچا اور غایت شوق سے فرق درمیان یار اور غیر کے نہ کیا لباس پر تلبیس سے مانند ابلیس کے مراد اپنی حاصل کی اور بعد فراغت کار روانہ ہوا قضارا نقاش اُسی دم باہر سے گھر مین آیا اور چادر دوش پر ڈال کے اور بالا خانے سے دکھاکر روانہ خانۂ یار ہوا جبکہ اس زن نے دیکھا کہ یہ ابھی گیا تھا اور ابھی پھر آیا کہا ای یار کیا چیز باعث ہوئی کہ تو خلاف عادت ابھی گیا تھا اور پھر ابھی تشریف لایا نقاش سمجھا کہ یہ کلام اسکا خالی سبب سے نہین ہی کچھ بہانہ کرکے فوراً وہان سے خالی پھرا اور اپنی بیٹی سے آکر پوچھا کہ یہ چادر کوئی کیا مانگ کر تجھسے لے گیا تھا اُسنے کہا کہ کوئی غیر نہین لے گیا تھا مگر اس غلام نے تمھارے آنے سے پہلے مجھسے کہا کہ مین نے اس چادر کو نہین دیکھا ہی کہ کیسے نقش و نگار ہین مین نے غلام کو معتبر سمجھکر حوالہ کی تھی یہ بالا خانے پر لے گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد دے گیا نقاش نے غلام کو تعزیر معقول دی اور چادر کو جلا دیا اُسکے بعد جوش غیرت سے صحبت ترک کی اور کہا کہ اگر مین مرتکب حرام کا نہ ہوتا تو کیون اس بے غیرتی مین مبتلا ہوتا پس اگر وہ عورت جلدی نہ کرتی اور یار و غیر مین

بتامل غور کر لیتی تو محبوب کی صحبت سے کیون محروم رہتی مگر یہ شوخی شتابکاری کی تھی کہ رنج فراق مین مبتلا ہوئی **بیت** چون نہال شتاب بنشانی ٭ برد ہر میوہ پشیمانی ٭ یہ مثل اسواسطے عرض کی مین نے کہ تا بادشاہ عالم پناہ اس بے برگ و بینوا کے حق مین تعجیل نہ فرمائے اور یہ بات کہ جو مین نے عرض کی خوف جان کے باعث سے نہین ہی بلکہ منشا اسکا یہ ہی تا بادشاہ روز جزا پیش قاضی قضا میرے خون ناحق سے معرض بازخواست مین نہ پڑے والاموت ایک خواب ہی نامرغوب اور آسائش ہی خوب اسلوب ہر چند نفس خواہان اس شربت کا نہین لیکن ساقی اجل خواہی نخواہی یہ جرعہ ہر ذی حیات کے خلق سے نیچے اُتاریگا اور خلعت کفن کہ خیاط قضا نے ہر ذی حیات کی قامت پر قطع کر رکھا ہی ہر طرح سے پہنایا جائے گا پھر ایسے امر ناگزیر سے عاقل کو خوف کیا ہی بلکہ شادی کی جا ہی کہ منصب شہادت مقبولون کے واسطے مقرر ہی مگر حق نمک سے دور ہی کہ ولی نعمت کو اپنی بہبود کے واسطے رنج بیسود مین ڈالون اور اطلاع نہ کرون اِس لئے عرض کرتا ہون کہ شنزبہ غدار کو کہ اُسکے اطوار خود بادشاہ نے مشاہدہ کیے تھے قتل کر کے اس قدر رنج اُٹھایا اگر میرے کام مین جلدی ہوئی تو بادشاہ اپنی غیرت عدالت سے بہت رنج اُٹھائیگا کہ ایسے رفیق ناصح کو عبث مارا اور اگر کوئی کار سرکار میرے قتل پر منحصر ہو مین طیب خاطر سے قتل اپنا قبول کرون اور سعادت دوجہانی سمجھون مگر ایسا بندہ کہ کفایت مہمات کے لائق ہو اور ایسا جاگر کہ محل اعتبار اور سزاوار تربیت ہو کمتر ہاتھ آتا ہی **بیت** سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب ٭ لعل گردد در بدخشان یا عقیق در یمن **بیت** سالہا گوشۂ عالم مین بسر ہوتے مین ٭ بار ور تب کہین میوون کے شجر ہوتے ہین ٭ مادر شیر نے دیکھا کہ دمنہ کا بادشاہ کے دل مین اثر کرنے لگا اور حیرت زبانی اور شیرین بیانی اُسکی اُس قضیے سے غافل کرنے لگی مُنھ شیر کی طرف پھیرا اور کہا کہ اے فرزند تیری خاموشی اسپر گواہ ہی کہ سخن دروغ

۲ [illegible] اور فریب کی باتون سے کسی کو فریفتہ کرنا ۱۲

دروغ ہین اور دروغ دمنہ کا سچ ہی اگر یہی ذہن اور ذکا اور فہم تیرا ہی تو سخن راست تجہپر
اثر نہ کریگا اور ہذیانات اور فریب دمنہ کا تجھے از خود رفتہ بنائیگا **بیت** نوائے بلبلت
آخر کجا پسند افتد ٭ چو گوش ہوش بمرغان ہرزہ گو داری ٭ **ایضاً ہندی** زمزمۂ عندلیب
کے سچ ہی وہ کیا سمجھتے ہین ٭ جغد فغان کنان کو جو نغمہ سرا سمجھتے ہین ٭ یہ کہکر باشفتگی تمام
اُٹھ گئی شیر نے کہا کہ دمنہ کو مسلسل کرکے قاضی کے پاس لیجاؤ کہ تفحص و تحقیق قرار واقعی
کرے شب کو مادر شیر پھر خلوت شیر مین آئی اور بولی کہ ای فرزند مین ہمیشہ بو العجبی دمنہ کی سُنتی تھی
اب مجھپر ثابت ہوا کہ یہ شخص اعجوبۂ زمان اور نادرۂ دوران ہی اگر ایسا شخص مجال سخن پائے
اور بادشاہ اندک مہلت کو کام فرمائے تو یہ ہزار رنگ و پوسے آپ کو بچائے اور کذابیان اپنی
بہتر صدق و صفا سے کر دکھائے صریح اُنتے ایسے رفیق کو ناحق تیرے ہاتھ سے قتل کروایا
اور چرب زبانی سے آپ کو کیسا پاک و صاف بناتا ہی بہتر یہی ہی کہ اسے جلد قتل کر کہ اسکا
قتل بھی موجب راحت خلایق اور امن و امان سلطنت ہی **مصرعہ** تعجیل نکو نیست مگر
در عمل خیر ٭ **بیت** کیا خوب یہ مصرع ہی دیوان ازل مین ٭ تعجیل نہین خوب مگر نیک عمل
مین ٭ شیر نے کہا کہ کام مقربون کا حسد ہی اور منازعت اور پیشہ ارکان دولت کا
اکثر بدسگالی اور مناقشہ ہی یہ رباعی حسب حال اس گروہ کے ہی **رباعی** ابنای ما
مایۂ شور و شر اند ٭ انباشتۂ نفاق و عین ضرر اند ٭ مانند قطار شتر این فرقۂ دون ٭
با یکدگر اند و در پے یکدگر اند ٭ خصوصاً جو کہ ہنر زیادہ رکھتا ہی اُسکے دشمن زیادہ تر
ہوتے ہین بلکہ بے ہنر کا دشمن کوئی کم ہوتا ہی ممکن ہی کہ حاسدون نے اُسکے دفع
کرنے پر اتفاق کیا ہو مادر شیر نے کہا کہ ایسا حسد ہر ایک کو نہین ہوتا ہی کہ حسد
سے کسی کا قتل گوارا کرے شیر نے کہا کہ یہ خیال نہ کیجیے حسد وہ آتش ہی کہ
جس وقت شعلہ اسکا بلند ہوتا ہی تر و خشک جلا ڈالتا ہی کیا قصہ اُن تینون
حاسدون کا آپ نے نہین سُنا ہی مادر شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت تین حاسد ونکی

بدرہ بروزن صدرہ خریطۂ زر را گویند از جامہ یا از چرم

حکایت شیر نے کہا کہ تین شخص بایکدیگر ہمراہ ہوکر روانہ سفر ہوے وہ جو سب مین بڑا تھا اُسنے ان دونون سے کہا کہ تم نے کیا سمجھکر سفر اختیار کیا ہو کہ مشقت سفر کی بہت ہوتی ہو ایک نے جواب دیا کہ جس جگہ مین تھا وہان ایسی نیک صورتین لوگون کے واسطے پیدا ہوتی تھین کہ مین آتش حسد مین جلا جاتا تھا اور متحمل دیکھنے کا نہو سکتا تھا اس لیے سفر کیا کہ نا دیدنی دیکھنے مین نہ آئے دوسرے نے کہا کہ یہی رنج میرا بھی دامنگیر ہوا اس سبب سے ترک وطن اختیار کیا اُس تیسرے نے کہا کہ تم دونون میرے ہمدرد ہو مین بھی مبتلا اسی بلا کا ہون **بیت**

کس طرح تو ہی بتا یہ جور مین دیکھا کرون ؛ ساقیا سب بادہ کش ہون اور مین دیکھا کرون ؛ یہ تینون حاسد باہم چلے جاتے تھے کہ ناگاہ اثناے راہ مین ایک بدرہ پُرزر دیکھا تینون نے اُسے اُٹھا لیا اور کہا کہ آؤ باہم تقسیم کرین اور وطن کو پھر چلین اور چندے عیش بفراغت کرین اس گفتگو مین تینون کی رگ حسد جوش مین آئی ہر ایک راضی اسپر تھا کہ دوسرے کو حصہ نہ ملے یہی خیال تینون کے دل مین جاگزین تھا کہ مین ہی تنہا اسے لون اسلیے متحیر تھے نہ یہ ہمت کہ باہم تقسیم کرین اور نہ راہ مین چھوڑ سکتے تھے ایک شبانہ روز بے آب ودانہ اُس صحرا مین بدرہ زر کے پاس بیٹھے رہے اور منازعت کرتے تھے اور فیصلہ قرار نہ پاتا تھا دوسرے روز بادشاہ اُس دیار کا شکار کو نکلا اتفاقاً گذر بادشاہ کا اسی جگہ ہوا اُن تینون کو صحرا مین بیٹھا دیکھا حال پوچھا تینون نے سچ سچ بیان کر دیا کہ ہم تین شخص حسد مجسم ہین اور اسی سبب سے وطن سے نکلے تھے اور یہان بھی وہی قصہ پیش آیا چاہتے تھے کہ کوئی حکم معقول ہوتا کہ ہم تین مین فیصلہ کرتا بارے الحمد للہ کہ اب وہ میسر ہوا بادشاہ نے کہا کہ تم تینون صفت اپنے اپنے حسد کی بیان کرو تا تمھارے حسد کے فراخور تقسیم بدرے کی کیجاوے ایک نے کہا کہ حسد میرا اس مرتبہ پر ہی

که نهین چاهتا هون که کسی پر احسان کرون که وه خوش وقت اور مرفه الحال هو جاوے
دوسرے نے کها تو بهت بدبخت هی اور حسد سے تجھے کچھ بهره نهین هی مین وه حاسد هون
که نهین چاهتا هون که کوئی اور بهی دوسرے پر احسان کرے تیسرے نے کها که تم دونون
اس حال مین بے بهره هو مین نهین چاهتا هون که مجھپر بهی کوئی احسان کرے بلکه نام احسان
کا جهان مین باقی نه رهے بادشاه نے انگشت تحیر کو دانتون مین دابا اور کها که تمهاری گفتار
سے تمهارا کردار ظاهر هوتا هی اسکے بعد هر ایک کو اُسکے اظهار کے موافق سزا دی یعنی
پهلے کو جو کچھ پاس اُسکے تها چهین لیا اور سر و پا برهنه اُس صحرا مین چهوڑ دیا اور دوسرے
کے قتل کا حکم دیا اور تیسرے کو حکم دیا که انواع عقوبت تا مدت دراز تهوڑا تهوڑا عذاب
اسپر بهان تک بڑهاؤ اور تعذیب کیے جاؤ که مرغ روح اُسکا چنگال باز ملک الموت
مین گرفتار هو جاے نظم آنکه نیکوئی نخواهد با کسے * نیکوی باوے نباید خواستن *
هر نهالے کان ندارد میوه * از تبر مے بایدش پیراستن * رباعی آن درد که
درمان نه پذیرد حسد است * آئین حسد قاعدهٔ دیو و دد است * گویند حسود خصم
مردم باشد * گر نیک تامل بکنی خصم خود است * سچ یه هی که کوئی رنج حسد سے زیاده
نهین هی اسواسطے که حاسد همیشه شادی مردم سے غمناک رهیگا اور راحت غیر سے
دردناک اور یه مثل اس لیے بیان کی هی تا معلوم هو که حسد بلاے بد هی که حاسد کو رتبه
خسر الدنیا والآخرة نصیب هوتا هی اور مین گمان کرتا هون که قصه دمنه کا حاسدونکے
و غدغے سے خالی نهین هی اور شیر نے کها که مین حاضران درگاه کا شیوهٔ حسد نهین دیکهتا
هون بلکه ایک پر بهی فهم میرا ایسا گمان نهین کرتا هی تا بکل چه رسد اور اتفاق سب کا اسبات پر
محض خیر خواهی بادشاهی کی هی اول یه که سب کو تردد هی که شنزبه سا بزرگ خیر خواه اس حاسد
نے بے سبب و جهت قتل کروایا اب زیاده تر اندیشناک هین که با وجود ایسے گناه عظیم کے پهر
دمنه مقبول بادشاه رها تو اب همارا کسی کا گذارا اسکے هاته سے نه هوگا بلکه غالب یه هی

کہ دفعتہً جمیع ارکان دولت اور رعیت اور کسی اقلیم کی راہ لین فقط بادشاہ اور دمنہ
رہجائین ای فرزند مین دیکھتی ہون کہ دمنہ وہ بلاے بیدرمان ہی کہ جس نے سلطنت کو برہم
کیا ہی تو بھی تجھے ہوش نہین آتا ہی دیکھ اب بھی اس بیحیا کے قتل مین تعجیل کر ورالا بجز تاسف
کے سوا کچھ سود نہ بخشیگا شیر نے کہا مین اس کام مین شک رکھتا ہون اور یہ خوف کرتا ہون کہ
مبادا اوروں کی منفعت کے واسطے میری مضرت ہو جاے یعنی خوشنودی خلایق کے وسطے کہین
خشونت خالق مین مبتلا ہون جیسا کہ کار شنزبہ مین تعجیل کی اور ہنوز اُسکی پشیمانی رفع نہین
ہوئی ہی اب بہتر یہ ہی کہ تا اس امر مین تحقیق واقعی ہووے بلکہ جب تک خود اپنی راے کو
گواہ دمنہ کے گناہ کا نہ کرلون تب تک خونریزی کا حکم نہ دون یہ بات شیر اور مادر شیر مین
تمام ہوئی مگر مطلب نا تمام رہا اور ہر ایک اپنی خوابگاہ کو گیا اور دمنہ کو زندان مین
لیجاکر طوق و زنجیر مین کیا کلیلہ سوز برادری و آشنائی سے زندان مین آیا جبکہ نظر دمنہ پر
پڑی زار زار رویا اور کہا ای برادر کیونکر تجھے اس بلا مین گرفتار دیکھ سکونگا اور لذت
زندگانی اب کیا باقی رہی دمنہ رویا اور کہا کہ ای برادر دلنواز مجھے یہ بند گران اور محنت
زندان چندان گران نہین ہی مگر رنج یہ ہی کہ تجھے شفیق غمخوار کے بغیر کیونکر بسر کرونگا کہ
جدائی ایکدم کی موت سے صعب تر نظر آتی ہی کلیلہ نے کہا کہ ای دمنہ یہ روز مجھے اول دن
سے معلوم تھا اسی واسطے تجھے سمجھاتا تھا اور ہر چند پند دیتا تھا سودمند نہوتی تھی کہ تجھے
اپنی راے ضعیف و سُست پر اعتماد تھا لیکن آخر وہی ظہور مین آیا کہ جو مین نے اوّل کہا تھا
اور اگر مبادا مین موعظت مین تقصیر کرتا تو آج مین بھی تیری خیانت مین شریک ہوتا ای
غافل کس کس سرزنش اور شفقت دل سے سمجھایا تجھے کہ علما نے کہا ہی کہ تمام اور ساعی
قبل از اجل مارا جاتا ہی اور وہ کیا چیز تھی کہ جس نے نا کردنی پر تجھے دلیر کیا تھا کہ ہرگز
میری نصیحت نہ سُنی با وجودیکہ تو خوب جانتا تھا کہ مین محض شفقت سے کہتا ہون نہ نفسانیت
سے اور یہ حال میرے نزدیک بدتر مرگ سے ہی بیت چنین کہ ہست دلت را ز غصہ

فرسودن ✤ ہزار بار بہ از بودنست نابودن ✤ دمنہ نے کہا کہ اے برادر جو کچھ کہ حق شفقت
تھا کہا تو نے اور جو کہ شرط نصیحت تھی بجا لایا تو مگر حرص مال اور تمنائے جاہ نے میری رائے
کو ضعیف کر ڈالا اور تیری نصیحت دلپر اثر نہ کرتی تھی باوجودیکہ تیرے فرمانے کو سچ اور
درست جانتا تھا اور مضرت اس کام کی بھی میری نظر مین تھی لاکن غلبۂ حرص سے برعکس چلا
مین جیسا کہ بیمار جانتا ہی کہ خلاف مین حکم طبیب کے رنج اُٹھاؤنگا لاکن ذائقہ زبان اُسے
بے عقل کر ڈالتا ہی پس وہی حال میرا ہوا اب جو رنج کہ پیش آئے ہین اُسکا سزاوار ہون اور
جو شکایت کرون وہ شکایت اپنے ہی نفس کی ہی از ماست کہ بر ماست اور یہ بیت حسب حال
میرے ہی **بیت** من نالہ ز بیگانہ ندارم کہ دلم را ✤ ہر غم کہ رسید است ہم از خویش
رسیدہ است ✤ کلیلہ نے کہا کہ مرد عاقل وہ ہی کہ کام کے آغاز مین انجام پر نظر رکھے
تا اُس کام کے کرنے سے پشیمانی اور کہنے سے پریشانی حاصل نہو کہ وہ پشیمانی اور پریشانی
سوائے شماتت اعدا اور ملالت احبا اور فائدہ نہین دیتی ہی بموجب **بیت**
کام مین کی جو پہلے نادانی ✤ پھر ہی بیفائدہ پشیمانی ✤ دمنہ نے کہا کہ اے برادر بے دشمن ہونا
صفت مردم دون ہمت کی ہی اور امینی سے گذران کرنا اور خوش جینا کام سفلہ بے حرمت
کا ہی اور جو کہ عالی ہمت ہوتا ہی دل اُسکا ایک دم رنج کشی اور فکر ہائے دور دراز سے خالی نہین
رہتا ہی کلیلہ نے کہا کہ دولت فانی اور جاہ بے اعتبار کے واسطے رنج گوارا کرنا کام
حریص خام بے طمع کا ہی **بیت** از سرابستان دولت میوۂ شادی مجو ✤
زانکہ کمتر میوۂ زین انقلاب عالم است ✤ لازم تھا کہ مال اور جاہ کے واسطے
آپ کو چاہ بلا مین نہ ڈالتا اور نہال حسد و بغض کو چمن سینہ مین نہ پھلاتا تو آج
ذائقہ میوہ بلا و نکبت کیون چکھتا دمنہ نے کہا کہ اے برادر شفیق جو کچھ مجھسے صادر ہوا
دیدہ و دانستہ تھا نہ از راہ سہو اور جو تخم بلا کہ مین نے بویا تھا سو آج وہی کاٹنا پڑا ہی
بموجب **بیت** ز نیکی نیک بینی وز بدی بد ✤ ز جو جو روید و گندم ز گندم ✤

یعنی زہر گیاہ کو بویا تھا اسلیے مہر گیاہ کی توقع نہین رکھتا ہون اب کام ہاتھ سے اور ہاتھ کام سے جا چکا ہی انگشت تدبیر سے گرۂ تقدیر کھلنا محال ہی اور مین اپنی خطا پر دانا اور عیب پر بینا ہون کیا کرون کہ راے صواب اندیش کو حسد نے مغلوب کر دیا مین ایسا نہ جانتا تھا اور زبان آرائی پر مجھے دعوی تھا مصرعہ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا ؛ اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ میری کشتی حیات گرداب ہلاکت مین غرق ہونے والی ہی اور آفتاب بقا مغرب فنا مین غروب ہوگا لیکن تا مقدور اپنی خلاصی مین دریغ نہ کرونگا پر اندیشہ اسکا اب زیادہ ہی کہ تو میرے شہرۂ دوستی مین گواہی کے واسطے گرفتار نہ ہو اور اگر عیاذاً باللہ تجھے عقوبت کرین تو جو راز میرا تجھے معلوم ہی صاف کہدینا اور اپنے آپ کو مورد بلا نہ کرنا والا رنج میرا دوبالا ہو جائیگا اور چھوٹنا میرا تو ممکن نہین ہی دوسری ندامت یہ ہو کہ میرے سبب سے تو گرفتار عذاب ہو اور راستی وصفائی تیری عالم پر روشن ہی اسکے خلاف نہ کرنا کسواسطے کہ ملاقات میری اور تیری قیامت پر گئی کلیلہ نے کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین متحمل عذاب کا نہو سکونگا اور جو کچھ جانتا ہون پوشیدہ نہ کرونگا اور کسی طرح اور کسی کے واسطے دروغ نہین کہنے کا لیکن بہتر یہ ہی پہلے اس سے کہ تجھسے پوچھین تو آپ راست براست کہدے کہ رنج دنیا کا آسان ہی ایکدم مین ختم ہو جاتا ہی بلکہ قصاص مین نکال آخرت سے پاک ہو جائیگا دمنہ نے کہا کہ مین دل مین بھی غور کرتا ہون مگر جو کچھ مشورہ دل کا ہوگا اُسے عمل مین لاؤنگا کلیلہ رنجور اور پرغم اور باچشم نم پھرا اور بستر غم پر گرا اور تمام شب کرب خاطر سے مانند مار سر کوفتہ و دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا رہا اور آخر شب مین راہی ملک بقا ہوا اس عرصے مین کہ قیدخانے مین کلیلہ اور دمنہ کے گفتگو تھی ایک درندہ اُسی مجلس مین مقید تھا جبکہ آنکھ کھلی اور گفتگو ان دونون کی سُنی پھر نہ سویا اور اُنکی تمام حکایت من اولہا الی آخرہ سنتا رہا دوسرے دن کہ شیر زرین جنگ بیشۂ مینا رنگ مین نمایان ہوا بادشاہ نے

بیدار ہوکے دمنہ اور قاضی اور تمام ارکان دولت کو بلایا اور مجلس آراستہ کی
اور شیر نے حدیث دمنہ کو تازہ کیا اور کہا کہ زندہ چھوڑنا ستمگار دن کا پرہیزگارون
کے قتل کرنے کے برابر ہی اور نیکی کرنا بدون سے ستم نیکون پر کرنا ہی بیت نکوئی بابدان
کردن چنان ست ٭ کہ بدکردن بجاے نیکمردان ٭ اور جو کوئی کہ باوجود قدرت قاہر کو
زندہ چھوڑے گا یا ظالم کی مدد کریگا جور و ظلم مین شریک اُسکا ہوگا وہ سخت سزا پائیگا
شیر نے قضات کو الزام دیا کہ کار دمنہ مین تاخیر کیون کرتے ہو جو کچھ خیانت یا دیانت ثابت
ہوئی ہو بیان کیون نہین کرتے ہو اُس وقت کہ قضات اور اشراف خاص و عام مجمع عام
مین تھے وکیل قاضی نے حاضران مجلس کی طرف مُنھ کیا اور کہا کہ بادشاہ کو تحقیق حال دمنہ
مین مبالغہ تام ہو اور فرماتا ہو کہ تاہم دمنہ اختتام نہ پائیگی اور کام نہ کرونگا اور دمنہ
کا حال اس طرح تحقیق کیا جائے کہ شرع کے موافق ہو اور مقتضاے عقل سے بھی دور نہو
اور شایبۂ نفسانیت اُس مین شامل نہونے پائے اب لازم ہی کہ جو کچھ حق معلوم ہو
ہر ایک بیان کرے کہ اس ضمن مین فائدے بہت سے متصور ہین ایک یہ کہ حق کی یاری
کرنا علم راستی بلند کرنا ہی دوسرے آئین مروت اور فتوت دین کو جاری کرنا اور
بناے ظلم کو گرانا اور اساس ستم کو منہدم کرنا اور خائن کو گوشمالی دینا موافق
رضاے خالق اور ملائم طبائع خلائق ہی تیسرے رستگاری پانا ارباب مکر و فساد
سے امین رہنا اصحاب عناد سے حاصل ہوتا ہی جب کہ وکیل قاضی نے یہ بات تمام
کی اور منتظر جواب کا ہوا سب حضار محفل خاموش ہو گئے اور کسی نے جواب
کچھ نہ دیا کس لیے کہ دمنہ کی حقیقت مفصل کسی کو معلوم نہ تھی قیاس سے جانتے
تھے اس واسطے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر ہم کچھ کہین اور بادشاہ اُسکے قتل کا
حکم دے تو ہم مبادا خون ناحق مین ماخوذ ہون جبکہ دمنہ نے سب کا یہ حال
دیکھا دل اُسکا مانند نسیم بہار تازہ اور مانند گل نو شگفتہ ہوا اور کہا

کہ اہی اکابر دین و دولت آگاہ ہو کہ مین بیگناہ ہون اگر مجرم ہوتا تو مقابلے مین اتنے عالی منزلتون کے کہ اسوقت کلہم اجمعین میرے قتل پر ناحق کمر باندھے ہین ہوش بر جا نہ رکھتا بلکہ یارا ے کلام باقی نہ رہتا لیکن چونکہ پاک ہون اس لیے بیباک ہون اور تمھین سب کو قسم دیتا ہون کہ جو میرے قضیے سے آگاہی رکھتا ہو راست براست بیان کر دے اور رعایت میری نہ کرے مگر نفسانیت کو بھی دخل نہ دے کیونکہ اوّل تو رای جہان آرای شہریار آئینہ حق نما ہی کہ حق کو باطل سے جدا کر ڈالیگی دوسرے اللہ تعالیٰ کہ سمیع و بصیر ہی اُسنے بھی ہر عمل کے واسطے جزا اور شر کی سزا مقرر رکھی ہی اگر آج میرے واسطے بہ تقاضاے نفس بدی چاہیگا کل دار جزا مین کیا کرے گا اور بادشاہ عالم پناہ اُسکی نفسانیت پر اپنے ضمیر منیر پر مطلع ہوگا تو بھی خالی سزا سے نہ چھوڑیگا اب لازم ہی کہ بے شائبہ ظن و تخمین بلکہ از روے صدق و یقین شہادت ادا کرے اور اظہار حق مین مطلق دریغ نہ فرمائے اور اگر کوئی از روے حسد مجکو معرض تلف مین ڈالے گا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس طبیب بے علم و عمل کو پہونچا وکیل قاضی نے پوچھا کہ وہ کیونکر تھا حکایت وزیر نے کہا کہتے ہین کہ ایک مرد بے سرمایہ دانش اور بے پیرایہ تجربہ نے دعوی طبابت کیا نہ علم طبابت کا رکھتا تھا نہ بصیرت حکمت اور دوا کے پہچاننے مین تھی یہان تک جاہل تھا کہ جوز ہندا اور درمنہ ترکی مین فرق نہ کرتا تھا اور تشخیص امراض مین اس مرتبہ بیگانہ تھا کہ رمد اور نقرس مین امتیاز نہ رکھتا تھا اور دوا کے بنانے مین خیساندے اور جوشاندے کو جدا نہ جانتا تھا اور نسخہ لکھنے کی کیفیت اور کمیت غذا و شربت سے مطلق آگاہ نہ تھا بیت بد علاجے کہ ہر کہ نسخہ او ÷ دید دیگر ندید روے حیات ÷ چنانچہ سودا کے یہ اشعار اسی بزرگ کی شان مین موزون ہوے ہین

ابیات صاحب بحش کو بتایا کٹول ÷ واسطے ہیضے کے لکھا اسپغول ÷ لکھدیا مجنون کو شیر شتر ÷ کہا مستسقی کو جا فصد کر ÷ جسکو یہ سمجھا کہ اسے ہی صرع ÷

ع ۱۲ بخاری ع ۱۲ ... ع ۱۲ ... ۱۲ ... حکایت طبیب جاہل

کہنے لگا دو اِسے مار القرع ٭ تھا متوطن وہ شقی روم کا ٭ بستی مین رکھتا تھا اثر بوم کا ٭
شکل تھی شیطان کی درویش نام ٭ سچ ہی ہلاکو کے تھا قائم مقام ٭ اُس شہر مین کہ
اُس شخص نے دکان جہالت کھولی تھی اور شہرہ مردم کشی بلند کیا تھا ایک اور طبیب
تھا نہایت ہنر سے آراستہ کہ دم اُسکا مانند دم عیسیٰ جانبخش اور قدم اُسکا مثل حضرت
خضر کے فرح بخش تھا چونکہ عادت روزگار غدار کی ہمیشہ سے یون ہی کہ ہنرمندون کو
اپنے دستر خوان سے سوائے نوالہ محنت اور لقمہ نہین دیتا ہی اور بے ہنرون کی امداد
مین دریغ نہین کرتا ہی اتفاق یہ ہوا کہ مرد باہنر کی جب کہ روشنائی چشم جاتی رہی
گوشۂ کاشانہ مین بیٹھا اسکے بعد اس جاہل کی دوکان طبابت زیادہ ترچمکی **بیت**

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمۂ و ناز ٭ بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست ٭

اندک فرصت مین اُسکی شہرت کاذبہ زبان عوام پر جاری ہوئی اور اُس شہر کے شہریار
کی ایک بیٹی تھی کہ مطلع حسن سے ایسے آفتاب نے کبھی طلوع نہین کیا تھا اور عطر فروش
صبا نے اُسکی زلف مشکبار کی طرح اور نافہ کبھی نہین کھولا تھا اُسکو اپنے برادرزادے
سے تزویج کیا تھا بمجرد نکاح ہونے کے وہ حمل سے ہوئی اور بعد انقضائے مدت حمل وقت
وضع کے ایک مرض مہلک حادث ہوا اور قریب بہ ہلاکت پہونچی طبیب دانا کو بادشاہ نے
طلب کیا اور حقیقت حال بیان کی حکیم حاذق نے خوب تشخیص کرکے یہ تجویز کیا کہ اسکی دوا
سوائے مہران کے اور نہین ہی وہ چار رتی مشک خالص اور دارچینی سے باہم ملاکے شربت
تبرزد مین آمیختہ کرکے بیمار کو کھلا دو انشاء اللہ تعالیٰ فی الحال صحت کامل ہوگی پوچھا کہ ای
طبیب وہ دوا کہان ملیگی اُسنے کہا مین نے شفاخانہ بادشاہی مین دیکھا ہی کہ سیم خام کے ڈبیہ
مین رکھی ہی اور اُسپر زر سرخ کا قفل دیا ہی اب نابینائی کے سبب مین مجبور ہون کوئی اس پتے
سے کہ جو تا مین نے دیا ہی ڈھونڈھ لے آئے اس حال مین وہ طبیب جاہل آیا اور کہا کہ پہچاننا
کام میرا ہی اور ترکیب اُسکے بنانے کی مین خوب جانتا ہون آخر وہ شفاخانے مین

حاذق بذال معجمہ زیرک و استاد در کار ۱۲

آیا اُسی طرح کے ڈبے کو ڈھونڈھتا تھا اور اُس طرح کے ڈبے بہت تھے متحیر ہوا کہ کیا کرون
آخر ایک ڈبا برجُھا بالغیب ہاتھون مین لے کر باہر آیا قضا را اُس ڈبے مین زہر ہلاہل تھا
اور اُس کمبخت جاہل کو مہران اور زہر ہلاہل مین کچھ تمیز نہ تھی زہر کو نکال کے اور اجزاے
مذکور کے ساتھ ملا کے شاہزادی کو دیا گلے سے اُترتے ہی شہزادی ہلاک ہو گئی
بادشاہزادے نے اپنا سر زمین پر دے ٹپکا اور حد سے زیادہ غم کیا اور اُسی رنج مین کہا
کہ بقیہ اُس دوا کا اس طبیب بے حیا کو کھلا دو کھانے کے ساتھ وہ بھی سرد ہو گیا اور
یاداش عمل نا ملائم کی فی الحال پائی **بیت** نیکو مثل است اینکه ہر کس بد کرد +
بد با دگرے نہ کرد ہم با خود کرد + یہ مثل اس لیے لایا ہون مین کہ معلوم ہو کہ جو کام کہ کوئی
جہالت سے کرتا ہی انجام اُسکا ناپسندیدہ ہوتا ہی اور جو کام کہ گمان اور شبہہ سے کیا جاتا
ہی متضمن خطرہاے کلی کا ہوتا ہی ایک حاضران مجلس سے بولا کہ ای دمنہ یہ بات
بیان کی محتاج نہین ہی کہ تیرا خبث باطن خواص پر ظاہر اور ناپاکی تیری طینت
کی سب عوام پر روشن ہی قاضی نے کہا کہ یہ بات کہان سے کہی تو نے اور اُسکے واسطے
حجت اور دلیل کیا ہی اُسنے کہا کہ حکماے قیافہ شناس نے لکھا ہی کہ جو کشادہ ابرو ہو اُسکی
بائین آنکھ سے داہنی آنکھ چھوٹی ہو دائم اختلاج یعنی پھڑکتی ہو اور بینی اُسکی جانب چپ کو
مائل ہو اور اکثر اُسکی نظر زمین کی طرف رہتی ہو یعنی نیچی نظر ہو تو اُسکی ذات نامبارک مجمع فساد
اور مکر اور مستجمع فجور و غدر ہوتی ہی اور وہ علامتین سب اسمین موجود ہین دمنہ
نے جواب دیا کہ احکام الٰہی مین دخل سہو و خطا کا نہین ہی **بیت**

غلط و سہو بر صنع تو روا است		بر جہان آفرین غلط کردد	

یہ علامت کہ بیان کی تو نے اگر دلیل صدق اور برہان حق ہو سکتی ہی تو عالم
نے گواہ اور سوگند سے رستگاری پائی اور حاجت قاضی اور مرافعہ اور
محاکمہ کی کچھ باقی نہ رہی پس اسکے سوا نیک کی ثنا اور بد کی مذمت کرنا چاہیے

کیونکہ اس علامت سے یا اسکے بالعکس سے کوئی شخص خالی نہین اور اسکا دفع از خود
کوئی نہین کر سکتا ہی پس چاہیے کہ اس حکم پر پاداش اسباب شر کی اور جزا اہل خیر کی
جاری رہے اور چاہیے کہ احکام شرع صفحۂ عالم سے محو ہو جائین اور مین نے نعوذ باللہ
اگر یہ گناہ بھی کیا ہوتا تو ہر آئینہ بے جرم ہوتا کہ دفع اسکا میرے امکان سے باہر تھا
اور تقدیر الٰہی پر کسی کو مواخذہ نہین ہو سکتا ہی بموجب بیت لیکن درین چشم سرزنش
بخود روئی * چنانکہ پرورشم مید ہند میرویم * اب چاہیے کہ مین بقول تیرے اس
بند بلا سے کہ برہان جہل و نادانی ہی رستگاری پاؤن والا ایسا کلام یعنی حضور مین
بادشاہ کے اور محفل فضلا اور امرا مین کہنا لائق نہین ہی بیت سخن سے حال کھلتا ہی بشر کا
مثل ہی تانت باجی راگ بوجھا * جب دمنہ نے ایسا جواب دیا سب حاضران مجلس نے
مہر سکوت لب پر رکھی اور اسکے بعد کسی نے دم نہ مارا قاضی نے حکم دیا کہ دمنہ کو پھر زندان
مین لیجاؤ جبکہ دمنہ مجلس مین آیا تو ایک بوزینہ دوست کلیلہ کا اُس راہ سے گذرا
اُسے بلا کے کہا کہ کل خبر کلیلہ کی کچھ نہین پائی ہی بوزینہ نے آہ سرد کھینچی اور رو دیا دمنہ نے
گھبرا کر پوچھا کہ ای بوزینہ سچ کہہ کیفیت حال کیا ہی اُسنے کہا کہ ای دمنہ کیا مین کہون
کہ وہ یار وفادار تیرے غم مین اپنا بار سر منزل فنا سے اُٹھا کے دار بقا کو لے گیا اور داغ
فراق مصاحبون اور ہمدمون کو دے گیا اور مطلع گویا کا پڑھا مطلع اُٹھ گیا یار اکیلا
باعث * ہاے مین مرنہ گیا کیا باعث * جبکہ کلیلہ کے مرنے کی خبر دمنہ نے سُنی بیہوش ہو گیا بعد
ساعت کے ہوش مین آیا با نالہ جانکاہ چلایا اور زار زار روتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا

نظم خون بشود ز دیدہ روان وا مصیبتا * سر می زند ز شیشہ فغان وا مصیبتا *
اقلیدس زمان و ارسطوے عہد رفت * زین کہنہ عالم گذران وا مصیبتا *
در عین فصل گل بہ گلستان عشرتم * ناگہ وزید باد خزان وا مصیبتا * بگذشت
از جہان و بدلہا گذاشت داغ * جان جہان و جید زمان وا مصیبتا * اور بھی

یہ شعر مولف کا تکرار کرتا تھا بیت عدم مین قافلہ یاردن کا آہ جا پہونچا + بسان نقش قدم ہم ہین واپسینون مین + جبکہ دمنہ نے زاری حد کو پہونچائی بوزنہ نے نصیحت آغاز کی کہ اے دمنہ جان تو کہ طغرا نویس ازل نے نام بقاے جاودانی کسی آفریدہ کے نامۂ زندگانی پر رقم نہین کیا ہو اور نقاش موجودات نے نقش حیات صفحات ممکنات پر سواے رقم کل شیٔ ہالک الا وجہہ ثبت نہین فرمایا ہو اور خیاط کارخانہ عدم نے جامہ وجود کا بغیر رشتہ عدم نہین سیا ہو اور فراش قدرت نے شمع زندگانی کو بے اشمول تند باد آفت اجل روشن نہین کیا ہو اے دمنہ گلستان عمر کسی کا بادخزان مرگ سے محفوظ نہ رہے گا یہ شربت وہ ہو کہ سب کو پینا ہوگا اور یہ وہ محنت ہو کہ بار اسکا ہر ایک کو اٹھانا پڑے گا مرہم اس زخم کا سواے صبر کے بنایا نہین ہو اور نسخہ اس مرض کا بجز شکیبائی کے نہین تحریر کیا ہو بیت صبوری ضرور ست کین درد دل را + بغیر از صبوری علاجے نباشد + اور یہ مصرع گویا کا واسطے تسکین کے کافی ہے یہ وہ درد کہ جسکا کبھی درمان نہوا + اے دمنہ خیال ماضی سے درگذر اور بموجب شعر مؤلف کے فکر مستقبل کر بیت صبر کر اے دل ابھی روتا ہو کیا + آگے آگے دیکھ تو ہوتا ہو کیا + دمنہ نے ان باتون سے فی الجملہ تسکین پائی اور کہا کہ اس جزع مین حق میری طرف ہو کلیلہ سا دوست مشفق اور ناصح مہربان کہ مین ہر حادثے مین پناہ اُسکی طرف لیجاتا تھا اور ہر مہم مین نصیحت اُسکی پشت پناہ میری تھی اور جو کچھ کہ نقد اسرار عالم غیب السموات نے اُسکے خزینۂ دل مین امانت رکھا تھا آسمان کو اُسپر ہرگز اطلاع نہ تھی اور جاسوس زمانہ ہمیشہ اُس کی اطلاع سے محروم تھا افسوس کہ ایسے دمساز نے میرے سر سے سایہ اُٹھالیا اور گوشۂ کاشانۂ دُنیا مین مجھے بے رفیق و مونس محروم چھوڑ گیا اب میری زندگانی بدتر از مرگ ہو گو مین درنہوالا مبتلاے

بلاے عظیم ہون پر اُسکی زندگانی تک مطلق کسی بات سے نہ ڈرتا تھا بلکہ یقینی جانتا تھا کہ اُسکی راے صواب اندیش ایک آن مین مشکلکشا میری ہوگی واحسرتا کہ اب سواے مرگ کوئی چارہ باقی نہ رہا یہ کہا اور رویا اور یہ شعر گویا کا پڑھا بیت خاک مین اُسکے ملانے کے لیے گردش مین تھا ٭ مرگیا اب وہ تو ساکن آسمان ہوجائیگا ٭ بوزینہ نے کہا کہ اے دمنہ سچ ہے کلیلہ ایسا تھا لیکن زمانہ خالی نہین رہتا ہی بیت غم مخور گرزین چمن شاخ گلے ٭ پژمردہ شد ٭ روئے نسرین تازہ ہست و جعد سنبل تابدار ٭ دمنہ نے کہا درست ہو تیری ذات بھی تدارک ہر خلل کا اور دفع ہر ضرر کا کر سکتی ہی اور آج سے تو بجاے کلیلہ برادر میرا ہی اور ہاتھ لا کہ عقد مواخات تجھسے باندھون آخر دونون نے عہد و پیمان برادری محکم کیا دمنہ نے کہا کہ اے برادر جب تک کہ مین قید ہون تو اتنی تکلیف کر کہ شبانہ روز دو وقت خانہ شاہی پر حاضر رہا کر اور میرے باب مین جو گفتگو سنے اُس سے مجکو آگاہی دیا کر بوزینہ نے دمنہ کے کہنے کے موافق عمل کیا دوسرے دن مادر شیر آئی حیرانی اور پریشانی شیر کی دیکھکر مضطر ہوئی اور دل مین کہا کہ اگر زیادہ غصہ کرتی ہون تو شیر برہم ہوتا ہی اور اگر سستی کرتی ہون تو دمنہ بچا جاتا ہی اور قضیہ مہمل رہتا ہی یہ سمجھکر اتنا کہا کہ مجھے کیا کام ہی کہ بادشاہ کے مقدمات مین دخل دون جیسا جانے ویسا کرے ہر کوئی اپنی مصلحت خوب جانتا ہی یہ سُنکر شیر نے کہا کہ اے مادر مہربان اہل نصیحت کو لازم ہی کہ بلا اندیشہ بات کہنے کی کہین اور تیری بات کہ میرے نزدیک بلا شائبہ نفسانیت سے مبرا ہی پھر جو کچھ لائق بیان کے ہی اُسے کیون نہین فرماتی ہی مادر شیر نے کہا کہ بادشاہ راست و دروغ مین فرق نہین کرتا ہی اور منفعت اپنی مضرت سے جدا کرنا نہین جانتا ہی اور اگر دمنہ نے فرصت پائی تو وہ فتنہ اُٹھائے گا کہ راے سب کی اُسکے تدارک مین عاجز ہوجائیگی شیر نے کہا کہ جلد قضات مع دمنہ حاضر ہون جبکہ سب

حاضر ہوے قاضی بولا کہ ای حضار کار دمنہ کے باب مین تم کیا کہتے ہو کسی نے جواب نہ دیا جبکہ سب خاموش رہے قاضی نے دمنہ سے کہا کہ اگرچہ کوئی اسوقت جواب نہین دیتا ہی مگر سب کا دل تیرے گناہ پر گواہ اور تیرے قتل پر سب کا اتفاق ہی پس تجھے اس حال مین کیا لطف زندگانی ہی اب تیری فلاح دارین اسمین ہی کہ اپنے قصور پر اعتراف کرے اور اس راست گوئی سے عقوبت آخرت سے نجات پائے اور تیری موت مین بہر نوع دو فائدے ہین ایک یہ کہ اس کاؤن کاؤن سے ہم سب رہائی پائینگے اور دوسرے یہ کہ تو عذاب دُنیا اور عقاب[ع] عقبیٰ سے مخلصی پاتا ہی ؎

زیرکان گویند کاندر مرگ نوعی راحت ست — در بیان این سخن بر خلق منت می نہند
گفتہ اند آنکس کہ مرد خالی از دو حال نیست — یا بدی باشد کہ خلق از جور او کمتر جہند
یا کم آزاری نکوخلقی کہ خلق روزگار — شہر او در زند وا ورا در دل خود جا دہند
گر نکوکار ست زین زندان محنت وارہید — ور بد اندیش ست خلق از محنت او وارہند

تو ای دمنہ اگر اپنے گناہ پر اعتراف کرے تو دو فضیلتین تجھے حاصل ہوتی ہین اور اُسکا مذکور عالم مین باقی رہیگا ایک یہ کہ اعتراف اپنی خیانت کا نشان ہی حق گوئی اور جوانمردی کا اور بسبب راستگوئی کے اختیار کرنا مسلک بقا کا اور دوسرے یہ کہ شہرۂ فصاحت زبان آوری اور بلاغت سخن گستری تیرا مشہور ہوگا کہ ایسے جواب دلپذیر اور عذر معقول تقریر کیے کہ افواہ خاص و عام مین قیامت تک یہ مذکور باقی رہیگا باوجودیکہ سب جانتے تھے کہ جرم اُسکا بیشک تھا مگر اس طرح کا زبان آور تھا اور ایسے جواب عقلی ہر کسی کو دیتا تھا کہ مجال کلام باقی نہ رہتی تھی اب یہی بہتر ہی موت نیکنامی کی بدنامی کی زندگانی سے عزیزتر کہ اُسکا تذکرہ قیام قیامت تک عالم مین قائم رہے اور قصاص کے باعث عقوبت عقبیٰ سے نجات پائے ورنہ پھر حق حق ہی اگر کوئی پہلو تحقیق کا نکل آیا تو بادشاہ قصد قصاص کا کریگا اُس وقت یہ نیکنامی بھی باقی نہ رہیگی

[ع] عقاب بالکسر شکنجہ کردن ۱۲

بلکہ یہ سب کہینگے کہ اگرچہ فتنہ پردازی مین ہزار نوع سے زبان آوری اور بلند پردازی
کی مگر اہل محفل سلطانی کے کہ ایک ایک حکیم بے بدل تھا کب چھوڑتے تھے آخر مطلب کو کھول ہی
لیا اُسوقت یہ دونون فائدے تیرے ہاتھ سے جاتے رہینگے بہتر یہی ہی کہ جو حق ہی اُسپر
خود اعتراف کر بیت مردن کس بہ نیک فرجامی + بہتر از زندگی بدنامی ایضاً
نیکنامی سے ہی مرنا زندگی سے خوب تر + زلیست بدنامی کی مرجانے سے ہی معیوب تر
دمنہ نے کہا کہ قاضی کو فقط گمان پر بغیر دلیل روشن کے حکم کرنا نہ چاہیے بفحواے اِنَّ
بَعضَ الظَّنِّ اِثمٌ اور اگر تمھین بھی یہی شبہہ پڑا ہی اور طبیعت میرے گناہ پر قرار پکڑتی ہی
تو ویسا فرماؤ لیکن مین اپنے کام مین دلیل بہتر لاتا ہون پس گمان غیر کو کیونکر اپنے یقین پر
غالب کرون اور یہ بات نہ بطریق فتوی درست ہی اور نہ بقاعدہ تقوی کہ بمجرد گمان کے
خون تشنر بہ مجھپر ثابت کرتے ہو اور اعتقاد فاسد کو میرے حق مین جائز رکھتے ہو پس
جو مین اپنے قتل پر بے موجب راضی ہون تو کس تاویل سے اللہ تعالی کے نزدیک
کہ مالک ذات کل موجودات کا ہی عہدہ خطاب وَلَا تُلقُوا بِاَیدِیکُم اِلَی التَّہلُکَۃِ سے
بچون اور ظاہر ہی کہ ہر ایک کا حق اُس پر غیر کی ذات سے زیادہ تر ہی پھر بھلا
کس طرح بدخواہ اپنے نفس کا بے جرم وخطا ہون ای قاضی اس بات سے درگذر
لازم حق شناسی یہ ہی کہ حاکم شرع بغور تمام حق وباطل مین امتیاز کرے اور حرف
لغو اور حکم بیجا سے احتراز کرے نہ بے ثبوت قصور حکم دے بیٹھے اور تو تو ہمیشہ راستگو
اور عادل تھا اب میرے ضعف طالع سے اس حادثے مین طریق احتیاط کو کنارے
رکھکر ارباب غرض کے گمان پر دیدۂ راے کو پردۂ غفلت سے بند کرتا ہی بقول گویا
نظم سحاب ہی تو ہر نوع مزرع عالم + ہوا ہی برق جفا کیون ہمارے خرمن کو +
ہر ایک سر کو ہی ظل ہما ترا سایہ + بنا ہی تیغ بلا کیون ہماری گردن کو + قاضی کو کہ
محکمہ دانش مین قبالہ ہنرپروری توقیع احکام سے مسجل رکھتا ہی یون چاہیے

کہ بغیر اس شہادت کے یقین صافی سے آراستہ ہو حکم نہ دے اور اگر اسکا خیال نہ رکھے گا تو اُسے وہ پہونچے گا جو اُس بازدار کو پہونچا قاضی نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت دمنہ نے کہا بیان کرتے ہین کہ ایک مرزبان تھا دانش و فراست مین معروف اور حسن صفات سے موصوف اُسکی ایک جورو تھی بحسن آفت جان اور بغمزہ فتنہ جہان با وصف اس حسن و دلربائی کے عفت اور پارسائی مین بھی بیمثل تھی نظم دیدہ فروبستہ زکار جہان ٭ گشتہ بپس پردۂ عفت نہان ٭ آئینہ نادیدہ جمالش زدور ٭ بود زہمراہی سایہ نفور ٭ لمؤلفہ بیت نگاہ اُسکی قدم پر تھی حیا سے ٭ زہے گل جسکو شرم آئے صبا سے ٭ اور اُس مرزبان کا ایک غلام تھا بہت بیباک اور ناپاک اُسکی خدمت مین اُس کورنمک مردود کی اُسپر نظر پڑی مرغ دل اُسکا اُسکے دام عشق مین پھنس گیا اُس غلام نے ہر چند تدبیر وصال عفیفہ کی ہرگز اُسنے قبول نہ کیا اور کوئی تدبیر کارگر نہوئی بیت برو این دام بر مرغ دگر نہ ٭ کہ عنقا را بلندست آشیانہ ٭ جبکہ وہ نمک حرام محروم ہوا بدنفسون کی سیرت کے موافق چاہا کہ اُسکے حق مین ایسا فتنہ اُٹھائے کہ جان اور حرمت اُسکی برباد ہو جائے اور اُسکے بعد دو طوطے خرید کرکے اُسنے زبان بلخی مین اُنھین یہ پڑھانا شروع کیا ایک یہ کہتا تھا مین نے سار بان کو کدبانو کے ساتھ سوتا دیکھا ہی دوسرے کو سکھایا کہ مین اس مقدمے مین کچھ نہین کہتا ہون ایک دن مرزبان محفل شراب آراستہ کرکے بہ فراغت مسند نشاط پر بیٹھا تھا بازدار آیا اور دونون طوطے بطور ہدیے کے نذر گذرانے ان طوطون نے خوش زبانی سے ترانہ سرائی اور زمزمہ پیرائی شروع کی اور وہی دونون کلمہ تکرار کرتے تھے مرزبان بلخی نہ سمجھتا تھا مگر مناسب الفاظ اور خوش لحنی سے اُنکی مسرور ہوتا تھا آخر اپنی عورت کو دونون طوطے سپرد کیے کہ اچھی طرح

۱۱ / ۱۰ / ۱۸ حکیم خان

رکھے وہ عورت بچاری زبان بلخی سے آگاہ نہ تھی مگر دشمنون کو دوستون کی طرح
پرورش کرتی تھی **بیت** نفس را پروردم آخر خود شدم رسوا ازو + من چہ دانستم
کہ خصم خویش را می پرورم + اور اس قدر ٹھتون طوطون کی خوش الحانی بہر
ہوئی کہ کبھی انکے بغیر بزم شراب مین نہ بیٹھتی تھی القصہ ایک گروہ بخارا بلخ
سے مرزبان کے گھر وارد ہوا مرزبان نے محفل مہمانی اُنکے واسطے ترتیب دی
اور طوطون کو بھی مرزبان نے اُس محفل مین منگوایا اُنھون نے وہی دو کلمے کہنے
شروع کیے مہمان کہ واقف اُس زبان کے تھے بس اُن الفاظون کے سُنتے ہی
متحیر ہوکر سر خجالت سب نے جھکا لیا مرزبان نے فراست سے معلوم کیا کہ مہمان منغص
ہوے اور نشاط انکی زائل ہوگئی یہ کیا سبب ہی پوچھا کہ سبب اس افسردگی کا
کیا ہی ہر چند اُنھون نے عذر اور حیلے کیے ہرگز مرزبان نے نہ سُنے ایک نے
اُن مین سے کہ جرأت و جسارت زیادہ رکھتا تھا کہا کہ ای مرزبان یہ طوطی
جو کہتے ہین تو نہین سمجھتا ہی مرزبان نے کہا کہ مین ہرگز یہ زبان نہین سمجھتا ہون مگر انکی
خوش الحانی پر البتہ دل دادہ ہون تم مجھے اسکے معنے سے آگاہ کرو **بیت**
من ندیدم گہے سلیمان را + چہ شناسم زبان مرغان را + اُنھون نے طوطون کے معنے
سے مرزبان کو آگاہ کیا پس وہ سُنتے ہی متغیر ہوا اور نہایت شرمندہ ہوکر کہا کہ ای
عزیز دمین مطلق اس حال سے آگاہ نہین تھا والا دانستہ مین یہ رسوائی کیونکر قبول
کرتا بلکہ ہمارے شہر مین یہ رسم ہی کہ جس گھر مین زن بدکار ہو جب تک کہ اُسے قتل
نہ کرلین کھانا نہین کھاتے ہین یہ گفتگو باہم تھی کہ بازدار نے کہا کہ مین نے بارہا یہ
حال اپنی آنکھ سے دیکھا ہی مگر مارے خوف کے زبان پر نہین لایا مرزبان از خود رفتہ
ہوگیا اور حکم دیا کہ جلد اُسے قتل کرین جبکہ عورت کو خبر پہونچی اُس نے پیغام
بھیجا کہ ای مرد اگر میری ہلاکت پسند کرے خواہ بقا تجھے اختیار ہی لیکن

اس کام کو خوب تحقیق کرلے تعجیل نہ فرما کہ میرا قتل ہر دم تیرے اختیار مین ہی مگر
ارباب خرد ہر کام مین خصوصاً مقدمۂ خون مین تامل واجب جانتے ہین اسیواسطے
کہ اگر وہ شخص لائق خونریزی کے ہی تو فرصت باقی ہی اور عیاذاً باللہ اگر تعجیل کی اور بے گناہ
قتل ہوا اور پھر معلوم ہوا کہ مقتول بے گناہ تھا پھر اُسکا تدارک دائرۂ امکان سے باہر
ہو جائیگا اور اُسکا وبال ابدالآباد تک باقی رہیگا بیت بے تامل مکوش در آزار
تا پریشان نگردی آخر کار مرزبان نے اُسکو مجلس کے نزدیک بلاکے پیش پردہ
بٹھایا اور بازدار کا حال اور طوطون کا حال اُس سے کہا کہ یہ طوطے انسان کی جنس سے
نہین ہین کہ انکی بات غرض نفسانی پر محمول ہو جو کچھ اُنھون نے دیکھا ہی سو کہتے ہین اور
بازدار بھی اُنھین کے موافق گواہی دیتا ہی اور یہ ایسا جرم نہین ہی کہ زبان آوری
اُسکی عذر بن سکے عورت نے کہا کہ میرا تدارک از جملہ فرائض فرض ہی مگر جسوقت تحقیق
اُسکی بواقعی ہو پھر ایک دم بھی تامل میرے قتل مین نہ کرنا مرزبان نے کہا کیونکر تحقیق
اُسکی ہو عورت نے کہا مردم بلخی سے پوچھو کہ یہ طوطے سوائے ان دو کلمون کے اور
بھی الفاظ سے آشنا ہین اگر ان کلمون کے سوا اور بات نہین جانتے ہین تو جانیو
کہ اس بیحیا نے کہ مراد جسکی مجھ سے حاصل نہوئی خباثت نفس سے یہ دو کلمہ اُنکو سکھائے
ہین تا میرے قتل سے دل شاد کرے اور اگر اور بھی کلمات بلخی یہ طوطے جانتے ہین تو
خون میرا تجھپر حلال ہی اور زیست میری مجھپر حرام ہی مرزبان نے احتیاطاً تین دن
مہمانون سے تفتیش کی طوطے سوائے ان دو کلمہ کے اور کچھ زبان پر نہ لائے جبکہ یہ یقین
معلوم ہوا کہ وہ عورت اس گناہ سے پاک ہی اُسکے قتل سے درگذرا اور بازدار کو بلوایا
بازدار بشوخی تمام باز ہاتھ مین لیکر بامید انعام حاضر ہوا عورت نے کہا کہ ای غدار ستمگار
کیا تونے دیکھا تھا کہ مرتکب مین اِس گناہ کی ہوئی تھی بازدار نے کہا ہان مجھسے دیکھی ہی کہنے کو باز نے جست
کرکے بازدار کی آنکھ نکال لی عورت نے کہا کہ جو کوئی نادیدہ گواہی دے اُسکی یہی سزا ہوتی

ہی الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے جزا اس تہمت کی بواقعی دی **بیت** بر کندہ بہ آن چشم کہ بدبین
باشد ✤ بدبین ہمہ جا در خور نفرین باشد ✤ **للمؤلفہ بیت** بُرا اُسکا ہوا جنے کسی کا کچھ بُرا
چاہا ✤ ہمیشہ دیکھتے رہتے ہین ہم گردش مین گردون کو ✤ بس یہ مثل اس لیے لایا ہون
کہ تا معلوم ہو کہ تہمت پر دلیری کرنا اور نا دیدہ گواہی دینا مخرب دین اور فضیحت کنندہ
آخرت ہوتا ہی جب کہ کلام دمنہ کا تمام ہوا واقع نگار نے خبر من وعن لکھکر شیر کو
گذرانی مادر شیر نے کہا کہ ای برخوردار اہتمام میرا دمنہ کے کام مین اس لیے زیادہ ہی
کہ یہ ملعون آگاہ ہو چکا ہی کہ بادشاہ کو مجھ سے بدگمانی ہی اگر اب کی مخلصی پائی تو
مقرر کام تیرا تمام اور حال رعیت اور حضار محفل کا ایسا خراب کریگا کہ چارہ جسکا نہو سکیگا
کیونکہ طبیعت بد سے سوائے فعل بد کے اور کچھ سرزد نہین ہوتا ہی **قطعہ** زبوم شوم توقع
مدار مین ہمائے ✤ طمع مبند کہ گنجشک کار باز کند ✤ چنین کہ پایۂ مفسد بلند شد چہ عجب ✤
کہ دست فتنہ زہر جانبے دراز کند ✤ اس بات نے شیر کے دل مین تاثیر بخشی اور کہا کہ
ای مادر سچ بتا اگر قصہ دمنہ کا کسی ثقہ سے سُنا ہی تو سچ ارشاد کر کہ تا مین فکر دور دراز سے
نجات پاؤن اور قتل دمنہ مین تاخیر نہ کرون کہ مقدمۂ خون مین کوئی حیلہ شرعی ضرور چاہیے
مادر شیر نے کہا کہ ای فرزند کسی نے جو مجھپر اعتماد کر کے راز اپنا سپرد کیا ہو اظہار اُسکا شرع
و مروت مین حرام ہی اور جو چیز کسی نے امانت سونپی ہو اُسکی محافظت اوصاف سے
ارباب کرم کے ہی مگر آج مین اُس شخص سے اجازت لیتی ہون اُسکے بعد مفصل بیان
کرونگی شیر نے کہا کہ اچھا مادر شیر نے اپنے مکان پر آکر پلنگ کو بلوایا اور نہایت
تکریم کر کے کہا کہ بادشاہ جو تمھارے ساتھ سلوک کرتا ہی اور ضرورت اور عزت
تمھاری منظور نظر رکھتا ہی اُسکا ادائے شکر تم پر واجب ہی تا وعدہ لئن شکرتم
لازیدنکم سے لطف شاہی روز بروز تم پر زیادہ ہو پلنگ نے عرض کیا کہ ای ملکہ
نوازش شاہانہ اور مرحمت خسروانہ شہریار روزگار جو حق مین اس خاکسار کے ہی

پوشیدہ نہین اب ارشاد فرما کہ شکر اُسکے انعام کا کونسی خدمت سے ادا ہو اور سپاس
اُسکے انعام واکرام کا اگر ہزار درجہ مین سے ایک درجہ بھی ادا ہو تو مین سرفرازی
کو نہین سمجھون **بیت** تو فرض کن کہ چو سوسن ہمہ زبان گردم + کجا ز عہدۂ احسان
آن شوم آزاد + بلکہ اپنی دانست مین ہمیشہ میدان ہوا واری کو قدم شکر گذاری
سے طی کیا ہی مین نے اور اب جو کچھ ملکہ فرمائے اُسے بھی بجان و دل بجا لاؤن **بیت**
نبیاد نہادۂ چو مردان + آنرا بکرم تمام گردان + اور عرب کا قول ہی دما لا انعام
الا بالتمام مادر شیر نے کہا کہ بادشاہ نے اول اپنا حال دل تجھسے کہا تھا اور تو نے وعدہ
کیا تھا کہ شنزبہ کے انتقام لینے مین دشمن غدار سے تا مقدور کوتاہی نہ کرونگا اب اس
وعدے کو وفا کیا چاہیے سو یہ صلاح ہی کہ شیر کی خدمت مین میرے ساتھ چل اور جو کچھ
کلیلہ اور دمنہ سے سُنا یا دیکھا ہو مشروعاً بیان کرتا ولی نعمت تیرا اس رنج سے رہائی پائے
اور وہ غدار مارا جاے نہین تو قریب ہی کہ وہ مفسد اپنی زبان آوری سے آپ کو بیخبر
ٹھہرا کر رہائی پاوے اس تقدیر پر کوئی اُسکے شر سے پھر ایمن نرہیگا بلکہ ایک ایک کو
قتل کروائیگا اور اندک فرصت مین افسانہاے مکر آمیز سے سب امرا و فضلا کو ذایقہ
ہلاکت چکھائیگا خصوصاً جنھون نے کہ اُسکے قتل و قید مین سعی کی ہی انکو بہزار مکر و فریب خرابی
مین ڈالے گا پلنگ نے کہا کہ ای ملکہ اس راز کے چھپانے سے غرض یہ تھی کہ تا بادشاہ مکر اور حیلے
سے اس غدار کے پہلے کچھ مطلع ہوئے تو بہتر ہی کہ اگر ابتدا اس امر کی مجھ سے ہو اور بادشاہ
کو شبہہ میرے حسد پر آئے تو خوب نہین فلہذا مین سبقت مین قباحت سمجھتا تھا اب کہ
نوبت اس درجہ کو پہونچی تو کوئی دقیقہ مین فروگذاشت نہ کرونگا اور اگر ہزار
سر میرے ہونگے تو فداے اقدام شہریار کرونگا کہ جو کچھ حق نمک اُسکا میری گردن
پر ہی ہزار مین سے ایک بھی ادا نہین کرسکا ہون بھلا ایسی جگھہ کب دریغ کرونگا اسکے
بعد پلنگ ہمراہ ملکہ کے دربار شہریار مین آیا اور ماجرا کلیلہ اور دمنہ کا جو کچھ سُنا تھا

بطریق گواہی کے قسمیہ عرض کیا اور درندہ دوسرا کہ اسی طرح جسنے زندان مین گفتگو دمنہ اور کلیلہ کی سُنی تھی بطریق شہادت اُس سے بھی کہوایا شیر نے پوچھا کہ پہلے تونے کیون نہ عرض کیا پلنگ نے کہا کہ گواہی ایک شخص کی عندالشرع نہین لیکن اور نے جبکہ گواہی دی اور دوسرا گواہ مین تھا اگر اب کتمان اسکا کرتا تو عنداللہ ماخوذ اور خلاف وَلَا تَکْتُمُوا الشَّہَادَۃَ وَمَنْ یَکْتُمْہَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ کے ہوتا شیر نے دونون کی اداے شہادت کے بعد حکم سیاست دمنہ پر واجب جانا اور کہا کہ اُسکو مسلسل و مطوق کرکے زندان عذاب سخت مین رکھکے ہلاک کرو اسوقت سے آب طعام اُسکا بند کیا حتی کہ کام اس تمام بدانجام کا تمام ہوا آخر شامت مکر و فریب سے ہلاک ہوا اور دوزخ دنیا سے زندان دوزخ کو پہونچا معلوم ہوا کہ آخر راہ مکارون کی یہی ہی بیت خلق کی راہ مین جو کوئی بچھائیگا خار ✤ پانون ہو جائینگے آخر کو اُسی کے افگار ✤ بوئیگا دانہ بارود جو کوئی نادان ✤ پھول کوئی بھی کھلے گا نہ کبھی غیر شرار ✤ جو عمل جس سے کرے گا وہی آئیگا پیش ✤ غیر نیکی نکرے چاہیے کوئی ہشیار

باب تیسرا دوستون کے منافع اور موافقت مین ہی

راے نے کہا کہ مَین نے ای برہمن قصہ غماز اور مفسد کا کہ عدالت سے بیگناہ کو قتل کرایا اور اللہ تعالی جل وعلی نے مکافات فساد کی اُسکو بواقعی پہونچائی اب بیان فرما معلوم ہو صورت فائدہ دوستان یکدل و یکجہت کی اور برخوردار ہونا نہال محبت سے اور تدبیر دشمنان دورویہ کی کہ اپنی رضا دوسرے کی رضا پر مقدم کرتے ہین برہمن نے بعد دعا و نثار خسروانہ عرض کیا کہ ای بادشاہ جان تو خردمندان کامل لذات اور ہنروران ستودہ صفات کے نزدیک کوئی گرانمایہ وجود دوستان مخلص سے اور کوئی درجہ بلندتر حصول صحبت یاران خالص سے نہین کہ وقت دولت کے باعث بہجت و شادمانی ہوتے ہین اور زمانہ نکبت مین مددگار اور غمگسار رہتے ہین قطعہ یار بدست آر کہ بس مکیں ست ✤ ہر کہ مراد دوجہان یار نیست

انیہمہ نعمت کہ درین عالم ست ہیچ بہ از یار وفادار نیست اور ازجملہ حکایات یاران یکدل اور دوستان یکرنگ کے جو صفحات تاریخ پر ثبت ہوئی ہین حکایت زاغ اور موش اور کبوتر اور سنگ پشت اور ہرن کی ہی کہ مثال روشن اور قصہ شیرین ترہی راوی نے یون بیان کیا کہ یہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ حوالی کشمیر مین ایک مرغزار دلپذیر تھا کہ اُسکی نسیم عطر بیز جان تازہ ہر دم پیدا کرتی تھی اور شکار وحوش وطیور کا بھی وہان بہت تھا اور صیاد اکثر دام شکار وہان لگایا کرتے تھے اور اس جگہ ایک درخت بزرگ پر زاغ نے آشیانہ بنایا تھا بہزار نشاط اُسپر بیٹھکر نظارہ گل وریاحین کیا کرتا اور احتیاطاً چپ وراست نظر رکھتا تھا ایک دن دیکھتا کیا ہی کہ ایک صیاد دام گردن پر اور تو بڑہ پشت پر اور عصا ہاتھ مین تعجیل تمام سے اُسی درخت کی جانب چلا آتا ہی زاغ ڈرا اور دل مین کہا قطعہ یارب اِس شخص کو ہوا ہی کیا ٭ کہ باین اضطراب آتا ہی ٭ نہیں معلوم کچھ سبب اسکا ٭ اسقدر کیون شتاب آتا ہی ٭ شاید کہ میرے قتل پر اُسنے کمر باندھی ہی احتیاط کرنی لازم ہی اور دیکھا چاہیے کہ کیا کرتا ہی ع تا چہ بینم کہ چہ از پردہ برون می آید ٭ زاغ برگہاے درخت مین چھپ کر دیکھنے لگا اور صیاد نے آتے ہی اُس درخت کے تلے دام بچھاکے چند دانے اُس مین ڈالے اور آپ کمینگاہ مین جا بیٹھا بعد ایک ساعت کے گروہ کبوترون کا آیا اور سردار اُنکا مطوقہ نام کہ کمال ذہن وذکا سے آراستہ تھا اور یہ سب کبوتر نہایت انقیاد سے خدمت متابعت اُسکی بجا لاتے تھے جب کبوترون کی نظر اُس دانے پر پڑی غلبۂ اشتہا سے سب بے اختیار ہوگئے مطوقہ نے منع کیا کہ بیت زراہ حرص بہ تعجیل سوے دانہ مرو ٭ بہوش باش کہ دامیست زیر ہر دانہ ٭ کبوترون نے جواب دیا کہ اے سردار کام ہمارا غلبۂ اشتہا سے اضطرار کو پہونچا ہی کہ مجال استماع نصیحت اور ملاحظۂ عاقبت اندیشی باقی نہین رہی ہی اور بزرگون نے بھی کہا ہی بیت گرسنہ بر بلا دلیر بود ٭ زانکہ از عمر خویش سیر بود ٭ مطوقہ سمجھا کہ حریصان دانہ دام نصیحت مین گرفتار نہونگے اور میری رسن ملامت

انھین چاہ جہالت سے نکال نہ سکیگی مگر اب کیا کیا چاہیئے اسکے بعد مقتضاے قضانے تقاضا کیا کہ اور یون خیال مین گذرا کہ ایک عمر انھون نے تیری رفاقت مین بسر کی ہو اسوقت اُنھین تنہا چھوڑنا اس مخاطرے مین مروت سے دور ہو آخر زنجیر تقدیر نے اُسے بھی باندھکر سب کے ساتھ اُس دام مین ڈالا ہنوز دانہ نہ اُٹھایا تھا کہ صیاد نے دام کھینچا اور سب گرفتار ہوگئے مطوقہ نے فریاد کی کہ مین نہ کہتا تھا کہ تعجیل ایسے موقع مین شرکت شیطان سے خالی نہین ہوتی ہو کبوتر شرمندہ اور خاموش ہوے اور صیاد شادی کنان دوڑا کہ پر و بال اُکھاڑ کر سب کو لیجائے دیکھتے ہی صیاد کے سب تڑپنے لگے مطوقہ نے کہا کہ اب جُدا جُدا اپنی کوشش کرنے سے بہتر یہ ہو کہ سب باتفاق ایسی سعی کرو کہ سب کی رہائی ہو اب تم سب اتفاق کرکے باہم ایک ہی بار جست کرو شاید کہ قوت جست سے سب کی رہائی کی صورت نکل آئے آخر سب نے جست کی اور دام اُکھڑا اور سب نے پرواز کی اور ایک جانب کو مع دام چلے زاغ نے اپنے دل مین کہا کہ اگر مدت مدید آسمان چرخ مارے گا تو بھی ایسا سانحہ عجیب بروے کار نہ آویگا دیکھا چاہیئے کہ یہ کہان جاتے ہین اور کیا کرتے ہین زاغ اُنکے پیچھے اُڑا اور صیاد نے بھی دُور تک تعاقب کیا آخر تھک کے رہ گیا اور زاغ بنظر اسکے کہ یہ قصہ عجیب فائدے سے خالی نہین ہو پیچھے کبوترون کے جاتا تھا **قطعہ** عاقل آنست کہ در تجربہ نفع و ضرر ٭ از حریفان دگر بہرہ خود بردارد ٭ ہر چہ دانست کز و نفع رسد بستاند ٭ وآنکہ از وے ضررے فہم کند بگذارد ٭ اور حدیث شریف ہو کہ السعید من وعظ بغیرہ

کبوترون نے مطوقہ سے کہا کہ اب کیا کرین اُسنے کہا کہ بغیر امداد یار وفادار اس مہلکے سے نجات نہ ملے گی سو وہ ایک موش ہو زیرک نام میرے یارون سے کہ از بس یار وفادار ہو اسکے سوا اور کوئی مددگاری اس مہلکے مین نہ کریگا اب اُسکے پاس چلیے القصہ جس ویرانے مین اُسکا مسکن تھا پہونچے مطوقہ نے آواز دی زیرک مطوقہ کی آواز پہچان کر باہر آیا

جبکہ مطوقہ کو گرفتار بند بلا دیکھا زار زار رویا اور کہا کہ اے یار وفادار یہ کیا حال ہے اور تجھسا دانا کیونکر مبتلا ایسے دام بلا کا ہوگیا مطوقہ نے جواب دیا کہ اے مونس رنج وبلا تمام انواع خیر و شر اور اقسام نفع وضرر وابستہ احکام قضا و قدر مین اور جو کچھ کہ منشی ارادت نے دیوان خانہ وجود مین قلم مشیت سے صفحۂ احوال مخلوق پر لکھا ہے لابد ہے کہ عرصۂ کون و فساد مین جلوۂ ظہور پائے اور احتراز اور اجتناب کسی کا فائدہ نہ پہونچائے

بیت قلم بہ تلخی وشیرینی ای پسر رفت است ٭ اگر ترش بنشینی قضا چہ غم دارد ٭

ای زیرک مجھے قضائے ربانی اور تقدیر یزدانی نے اس ورطۂ ہلاک مین ڈالا اور مجھے اور میرے یارونکو دانۂ دام بنگیا ہر چند مین اُنھین منع کرتا تھا مگر باوجود ممانعت کے دست قدرت نے پردہ غفلت اُنکے دیدۂ بصیرت پر ڈالا اور مین بھی اُن سب کے ساتھ گرفتار بلا ہوا موش نے کہا یہ بہت تعجب کی جگہ ہے کہ تجھسا دانا گرفتار ہوجائے اور محافظت نہ کرسکے مطوقہ نے کہا کہ اے برادر تو بہ کروہ لوگ کہ مجھسے ہزار درجہ قوت وشوکت و فہم و فراست مین بالاتر ہین وہ بھی تقدیر ازلی اور قضائے لم یزلی سے ناچار رہے اور بچ نہین سکے ہین جبکہ حکم نافذ تحکم سلسلۂ ارادت کو جنبش دیتا ہے ماہی کو قعر دریا سے اوج ہوا پر لاتا ہے اور مرغ ہوائی کو اوج ہوا سے قعر زمین مین لیجاتا ہے بلکہ کسی آفریدہ کو قضا و قدر سے تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہین ہے

بیت گر شود ذرات عالم پیچ پیچ ٭ با قضائے ایزدی ہیچ است ہیچ ٭

جاننا چاہیے کہ دانا کو جریان حکم قضا مین اور رعیت حقیر کو نفوذ فرمان سلطان عالیشان مین گنجایش چون و چرا کی کسی طرح نہین ہے زیرک نے کہا اے مطوقہ دل خوش رکھ جو لباس خیاط ارادت ایزدی نے اپنے بندون کے قامت پر سیا ہے محض عنایت اور کرامت سمجھنا چاہیے اور واقعی بھی یہی ہے کہ کوئی بندہ اپنی حقیقت حال سے آگاہ نہین ہے اور جس چیز نے کہ ضمن مین اُس کام کے اندراج پایا ہے اُسے کوئی نہین جانتا ہے کہ کیا ہے اسواسطے حافظ علیہ الرحمۃ نے کہا ہے

بیت بہ درد و صاف ترا حکم نیست دم درکش ٭ کہ ہرچہ ساقی ما ریخت

علین الطاف ست ٭ اور سچ ہی جو جسے پیش آتا ہی اگر خوب نگاہ کرے تو اُسکی صلاح و فلاح اِسی مین ہوتی ہی کہ بزرگون نے کہا ہی نوش صفا بے نیش جفا اور گل راحت بے خار محنت کمتر دیکھا ہی اور یہ قول بہت سچا ہی۔ جبکہ زیرک نے یہ حکایت کہی اور حلقے دام کے اُس کی گردن سے کاٹنے شروع کیے مطوقہ نے کہا کہ اے مہربان پہلے یارون کی گردن سے بند کاٹ اُس کے بعد میری طرف متوجہ ہو زیرک نے التفات اُسکی بات پر نہ کیا اور اپنے کام پر مشغول رہا مطوقہ نے پھر مبالغہ سے کہا کہ اے زیرک اگر مجھپر احسان کرتا ہی تو اول میرے یارون کے بند کاٹ اور بار منت میری گردن پر رکھ موش نے کہا کہ اس بات کو مکرر تونے کہا اور مبالغہ حد کو پہونچایا شاید کہ حق دوستی تو نے جانا ہی مگر حق نفس سے مطلع نہین اور رائے بدانبفسک تجھے معلوم نہین ہوا ہی مطوقہ نے کہا کہ مین اس امر مین مجبور ہون کہ ان کبوترون کی پیشانی کا منشور میرے نام لکھا گیا ہی اور انکے احوال کا تعہد میرے ذمہ رکھا ہی اسلیے کہ یہ رعیت ہین اور مین انکا بادشاہ ہون اگر اسوقت اپنے نفس پر انکو ترجیح نہ دون تو میرا نام دفتر وفاداری سے نکال دیا جاے اور جو بادشاہ کہ اپنی آسایش طلب کرے اور رعیت کا بند بلا مین پڑنا گوارا کرے تو تھوڑے دنون مین چشمہ دولت اُسکا تیرہ اور دیدہ حشمت خیرہ ہو جائیگا موش نے کہا کہ بادشاہ رعیت مین جسم مین جان ہی اور بدن مین بمنزلہ دل اس لیے ملاحظہ احوال دل مقدم ہی کہ اگر جان و دل نہو تو بدن بیکار رہ ہی اور اگر بعض اعضا بدن کے نہون تو چندان مضرت نہین ہی **بیت** چاکران کم اگر شوند چہ غم ٭ از سر شہ مباد موے کم ٭ مطوقہ نے کہا کہ اے یار اس مبالغے سے حاصل یہ ہی کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر پہلے میرے حلقے دام کے کاٹے اور تیری طبیعت گھبرا جائے اور یار میرے پھنسے رہین تو مروت اور وفا سے بہت دور ہو جاؤنگا اور اگر اورون کے حلقے پہلے کٹین اور تیری طبیعت ہرچند کلفت ملول بھی کرے تو بھی ممکن نہین کہ تو میری گرفتاری گوارہ کرے موش نے کہا کہ عادت اہل کرم کی یہی ہی اور عمل اہل فتوت کا

یون ہی چاہیے سچ تو یون ہی کہ اسی خصلت پسندیدہ اور سیرت ستودہ سے اعتقاد خلایق
دوستی مین صاف ہی اور اعتماد رفیقون کا تیرے کرم اور جوانمردی پر حد سے زیادہ
ہی القصہ موش نے پہلے اورون کے حلقے کاٹ ڈالے اور بعد سب کے مطوقہ کے اور کبوترون
نے دعا دے کر پرواز کی اور موش اپنے سوراخ مین گیا زاغ وفاداری اور احسان موش کا
معاینہ کرکے کمال مشتاق موش کی دوستی کا ہوا اسکے بعد سوراخ کے پاس جاکر آواز دی
موش نے پوچھا کہ تو کون ہی زاغ نے کہا کہ مین زاغ ہون اور کار ضروری تجھسے رکھتا ہون
زیرک کہ اسم باسمے اور جہاندیدہ تھا گفتگوے دشمن قوی سنکر متحیر و ترسان ہوا اور کہا
کہ مجھ سے تجھے کیا نسبت اور تجھے مجھ سے کون خصوصیت ہی زاغ نے صورت حال کبوترون
کی جو مشاہدہ کی تھی اور وفا اور احسان اُسکا جو دیکھا تھا بیان کیا کہ انتہا مروت
اور فتوت تیری دیکھکے معلوم ہوا کہ تیرا ثمرہ دوستی اور نتیجہ محبت مشکل وقت کے
کار آمدنی ہی اس لیے میری ہمت کلی مصروف اسبات کی ہی کہ باقی عمر تیری رفاقت
مین بسر کرون موش نے کہا کہ راہ مصاحبت میری اور تیری مسدود اور طریق مواصلت
ازل سے ممنوع ہی بیت بازار تو سودے جز زیان جان نمی بینیم ÷ کہ بعد المشرقین
آمد میان ما درین سودا ÷ اس خیال سے درگذر اور جو چیز کہ ہاتھ آنا اُسکا کسی وجہ سے
نہو سکتا ہو طلب کرنا اُسکا ایسا ہی کہ کشتی کو خشکی مین چلانا اور گھوڑے کو دریا مین دوڑانا
جو شخص کہ جستجو محال کی کرتا ہی اپنے اوپر عالم کو ہنسواتا ہی بیت این دام بر قصد شکاری
دگرے کن ÷ کان صید کہ دیدی بکمند تو نیاید ÷ زاغ نے کہا کہ اے زیرک یہ حرف
زبان پر نہ لا کہ ارباب کرم اہل احتیاج کو محروم نہین کرتے ہین اور حوادث زمانہ
سے پناہ اس آستانے پر لایا ہون موافق اس بیت حافظ قدس سرہ کے بیت
جز آستان توام در جہان پناہی نیست ÷ سر مرا بجز این در حوالہ گاہے نیست ÷
اور مین دل سے عہد کر چکا ہون کہ باقی عمر تیری رفاقت مین بسر کرون اور اگر

ہزار امتحان سے تو میری آزمایش کریگا تو بھی مین ثابت قدم رہونگا بیت گر شمشیر سیاست
بینوازی حاکمی ٭ در بہ تشریف غلامی مے پذیری بندہ ام ٭ زیرک نے کہا کہ ای زاغ
حیلہ چھوڑ اور فریب سے ہاتھ اٹھا کہ مین طبیعت تیری ہی نوع کی خوب جانتا ہون اور
تو میرے ہمجنس نہین ہی کیا نہین سُنا ہی تونے مصرع روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم ٭
اور مین کسی طرح تجھ سے ایمن نہین ہو سکتا ہون اور جو کوئی غیر جنس سے مصاحبت کریگا
اُسے وہ پہونچے گا جو اُس کبک کو پہونچا زاغ نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہی حکایت
کہا کہتے ہین کہ ایک کبک دری دامن کوہ مین خرامندہ اور غلغلہ اُسکے قہقہے کا گنبد
سپہر مین پیچیدہ تھا قضارا باز شکاری ہوا پر اُڑا جاتا تھا جبکہ باز کی نظر اُسکی خوشخرامی پر
پڑی اور قہقہہ اُسکے کان مین آیا بے اختیار مائل اُس کی مصاحبت کا ہوا اور دل مین کہا
یہ مثل سچ ہی کہ جو کوئی بے یار رہی ہمیشہ بیمار رہی ایسے شخص کی مصاحبت محض راحت اور سراپا
سرور ہی بیت کسے کاندر جہان یاری ندارد ٭ درختے عشرتش بارے ندارد ٭ یہ
کبک عجب خوش منظر اور شیرین حرکات ہی ایسے شخص کی مصاحبت اور ایسے رفیق
عجائب کی صحبت مین دل نہایت خوش رہیگا اسکے بعد آہستہ آہستہ اُسکی طرف مائل ہوا
کبک نے جب کہ باز کو آتے دیکھا جلد شگاف سنگ مین جا چھپا باز اُس شگاف کے قریب
آیا اور کہا کہ ای کبک کیون چھپتا ہی کہ مین عاشق تیرا ہون کہ جب سے خوشخرامی تیری
دیکھی ہی ہزار جان سے تیرا فدائی ہون لازم ہی کہ مجھسے خوف نہ کر اور اپنی صحبت سے
مجھے مسرور فرما کہ نتیجہ محبت کا منفعت بہت رکھتا ہی اور شجر دوستی ثمر مراد دیتا ہی
بیت نخلیست محبت کہ ازو میوہ مقصود ٭ ہر چند کسے بیش برد بیش بر آید ٭ کبک
نے آواز دی کہ ای مہربان کامگار مجھ بیچارے سے ہاتھ اُٹھالے اور ایک کبک اور
بھی اپنے دل مین کہا یا سمجھ لے یہ کیا خیال ہی اگر آب و آتش بہم آمیختہ ہون اور
سایہ و آفتاب باہم مجتمع ہون تو بھی صحبت میری تیری نہین ہو سکتی ہی

ع زین فکر در گذر که بجاے تمیر سد ٭ باز نے جواب دیا کہ اے عزیز دل مین سمجھ کہ مجھے مہربانی کے سوا اگر خیال بد ہوتا تو اس لطف سے کیون تیری ملاقات مین مبالغہ کرتا نہ میرے چنگل مین نقصان ہے کہ مین اور کبک کا شکار نہین کر سکتا ہون اور نہ منقار مین میرے کچھ فتور ہے کہ اپنے طعمے کے شکار سے عاجز رہون پس وجہ کیا تھی کہ دغا کرتا مگر تمناے موانست وہمنشینی تیری سلسلہ جنبان ہوئی کہ اتنا اصرار کرتا ہون کہ میری صحبت سے تجھے فائدے بہت متصور ہین پہلے یہ کہ تیرے ابناے جنس جب دیکھین گے کہ باز اپنے سایۂ بال حمایت مین اسے پرورش کرتا ہے دست تعدی تجھ سے کوتاہ رکھین گے بلکہ دیدۂ حرمت سے دیکھینگے دوسرے یہ کہ تجھے اپنے آشیانے مین لیجاؤن کہ اُس بلندی پر بیٹھکے تماشا کوہ وصحرا کا بقدر مد نظر دیکھتا رہیگا اور اپنے ابناے جنس کا محسود ہوگا تیسرے یہ کہ جس کو اپنے ہم قوم سے پسند کرے گا اُسکو تیرا جفت کرونگا کہ بہ فراغت تمام داد عشرت دے گا **بیت** نہ از زمانہ جفا و نہ از سپہر ملال ٭ امید حاصل و جام مراد مالا مال ٭ کبک نے کہا کہ تو پرندون کا سردار ہے اور مین ایک ادنی تیری رعیت سے ہون اور میرے امثال قصور وگناہ سے خالی نہین ہوتے ہین ممکن ہے کہ کوئی قصور خلاف مزاج عالی مجھسے صادر ہوا اور اُسکے عوض مین سر پنجہ غضب سے تو مواخذہ کرے پھر بجز ہلاکت اور چارہ نہو گا اس سے یہی بہتر ہے کہ گوشۂ قناعت مین زندگانی بسر کرون اور اپنے حوصلہ سے زیادہ طمع نہ کرون **بیت** مین قابل نظارہ خورشید کہان ہون ٭ سایہ کی طرح پس پس دیوار نہان ہون ٭ باز نے کہا اے برادر نہین جانتا ہے تو کہ دیدۂ محبت عیب بینی مین کور ہوتا ہے اور جو عمل کہ دوست سے سرزد ہوتا ہے زیبا دکھائی دیتا ہے چنانچہ یہ شعر پشتو کا تصنیف کاظم خان خان زادے کا مناسب اس مضمون کے ہے **بیت** پاک طینت کے گلۂ حیران دینی ٭ اشتر کے کلہ کج نہا د مژگان دینی ٭ کبک ہر چند جواب دیتا تھا

بازرو امجواب مین غالب رہتا تھا آخر کار کبک ناچار ہوا اور بعد عہد و پیمان کے شگاف
سے باہر آیا باز نے بہ کمال شفقت گلے سے لگایا اور عہد محبت ایمان و اقسام سے مضبوط
کیا باز اُس کو پنجے مین اُٹھا کے اپنے آشیانے مین لے گیا جبکہ دو چار دن گذرے کبک
کے دل سے خوف کم ہوا پھر پھر کلام مین گستاخی باز سے کرنا شروع کیا اور مضحکے سوال و
جواب مین کرنے لگا باز ہمت عالی کے سبب سے شنیدہ کو ناشنیدہ سمجھ کے درگذر کرتا
تھا مگر ہر روز دل مین خشونت جگہ پکڑتی جاتی اندنون طبیعت باز کی سُست تھی اسلیے
شکار کے واسطے آشیانے سے جنبش نہ کی تھی جبکہ شب ہوئی اور آتش اشتہا مشتعل ہوئی
اور وہ کینہ جو سینہ باز مین کبک کی طرف سے جمع ہوا تھا اُس وقت اس یخ مین یاد
آیا ہر چند عہد و پیمان کو یاد کرتا اور دل کو روکتا تھا مگر کبک کی بے ادبیون نے
ازبس ملول کر رکھا تھا اور عہد شکنی کے واسطے ادنی بہانہ بھی بہت ہوتا ہی لہذا سخت
آشفتہ تھا اور کبک آثار غضب کے باز کے چہرے پر مشاہدہ کر کے سمجھا کہ اب ہلاکت
کا سامنا ہی اُسوقت آہ سرد دل پر درد سے بھر لایا اور کہا بیت چو عاشق میشدم گفتم کہ
بردم گوہر مقصد ÷ ندانستم کہ این دریاچہ موج بیکران دارد ÷ افسوس کہ اول مین نے
نظر پایان کار پر نہ کی اور غیر جنس قوی بازو کے ساتھ دوستی کی اور پند دل سے بھلائی کہ
مصاحبت ناجنس کی بلائے عظیم ہی ہر آئینہ آج کشتی عمر کی گرداب ہلاکت مین پڑی کہ
فلاح فکر اسکی تدبیر سے عاجز ہی اور رشتہ میری حیات کا اس طرح ٹوٹتا ہی کہ کوئی صناع اسکو
جوڑ نہین سکتا ہی باخود یہ اندیشہ کرتا تھا اور جانتا تھا کہ موت نزدیک آ پہونچی ہی اور
ادھر باز نے پنجہ آزار کھول رکھا تھا اور سنان منقار خونخوار کو زہر ستم سے باڑھ دے رکھی تھی
اور ادنی بہانے کا انتظار تھا جبکہ کبک ڈرا پھر ادب کے سوا اور بات نہ کرتا تھا اور باز بھی
کوئی حیلے کے بغیر قصد اسکا نہ کرتا تھا آخر باز نے بیتاب ہو کے کہا ای کبک یہ بات روا ہی کہ
مین دھوپ مین بیٹھون اور تو سایہ مین کبک نے کہا کہ ای امیر عالمگیر یہ شب ہی آفتاب کہان اور دھوپ

اور سایہ کیسا باز نے کہا کہ ای بے ادب مگر تو مجھے جانتا ہی اور میری بات کو رد کرتا ہی اب لائق یہ ہی کہ تجھے سزا دون یہ کہا اور پنجے مین پکڑ کے کھانا شروع کیا یہ مثل اسواسطے اب وارد کی ہی کہ جو کوئی غیر جنس سے اُنس کریگا کبک دری کے مانند جان شیرین کھوئیگا اسی طرح مین بھی تیرا طعمہ ہون اور کسی طرح تجھسے ایمن نہین رہ سکتا ہون موافقت اور موانست مجھ مین اور تجھ مین محال ہی زاغ نے کہا ای زیرک عقل کی طرف رجوع کر مجھے تیری ایذا مین کیا فائدہ اور تیرے کھانے سے کیا حاصل بلکہ تیری بقا مین بہت سے فائدے متصور ہین یہ مروت سے دور ہی کہ مین صرف تیری دوستی کی اُمید پر راہ دور و دراز طی کر کے آیا ہون اور تو مُنھ پھیر کر دست رد میرے سینے پر مارتا ہی اور اس نیک سیرت اور پاکیزہ خصلتی کے ساتھ کہ تو رکھتا ہی میرا حق غربت ضائع کرتا ہی اور یہ غریب تیری آشنائی سے نا اُمید پھرا جاتا ہی اور جو مکارم اخلاق کہ تجھسے مشاہدہ کیے ہین مین نے یقین اُس سے یہ ہی کہ اپنے کرم سے تو مجھے محروم مطلق نہ چھوڑے گا بلکہ میرے مشام اُمید کو رائحہ روح پرور سے معطر کرے گا موش نے کہا کسی کو یہ طاقت نہین کہ عداوت ذاتی کو دفع کر سکے کسواسطے کہ اگر دو تن کے درمیان عداوت عارضی کتنی ہی بڑھ جاوے پر اندک سبب سے مدافعہ بھی اُسکا ممکن ہی اور اگر اصل مین باہم دشمنی پڑے تو اور دونون طرف سے اُسکا اثر نمایان ہو اور باوجود اُس عداوت قدیمی کے سبب جدید بھی لاحق ہوے ہون اور ایک تحریک دینے والا بھی ہر دم ساتھ لگا ہو یعنی اشتہا وغیرہ جبکہ اتنے مخالف جمع ہون پھر مدافعہ اُسکا دائرہ امکان سے باہر ہی اور حکما نے کہا ہی کہ دشمنی ذاتی دو نوع پر ہی ایک یہ کہ کبھی اُس سے ضرر ایک طرف نہین پہونچتا ہی کبھی وہ اُس سے ضرر پاتا ہی اور کبھی وہ اُس سے متاذی ہوتا ہی جیسا کہ ذاتی شیر اور ہاتھی کہ اُنکی ملاقات بے محاربہ نہین ہوتی ہی اور کبھی اُسے ظفر ہوتی اور کبھی وہ فتحیاب ہوتا ہی یہ عداوت گو نہ گنجایش تسلی کی رکھتی ہی کہ دونون کو اُمید اپنی فتحیابی کی رہتی ہی اور دوسرے یہ کہ ہمیشہ خفت ایک طرف اور منفعت ایک جانب ہے جیسے کہ

گرگ اور گوسپند مین دشمنی دائمی ہی محنت ایک طرف اور راحت دوسری جانب سے اور اس عداوت نے یہان تک استحکام پایا ہی کہ نہ گردش فلکی اُسکو تغیر دے سکتی ہی اور نہ اختلاف زمانے کا اُس عقدے کو کھول سکتا ہی پس جبکہ یہ ثابت ہوا کہ نقصان جان کا ایک طرف ہی پھر کیونکر صورت ملاقات کی ہو یہ کہکر روانہ ہوا نظم

آن لحظہ کہ روز و شب بہم پیوندند	یا رشتۂ مہر و سایہ با ہم بندند
من با تو نشینیم و دران حالت نیز	ارباب خرد تمام بر من خندند

زاغ نے کہا الحمد للہ کہ عداوت تیری میرے دل مین نہین ہی مگر ابنائے جنس تیرے کا دشمن ہون تو باک کچھ نہین ہی کہ میرا آئینۂ دل تیرے غبار مخالفت سے بالکل صاف ہی اور یہ مثل مشہور ہی من القلب الی القلب روزنہ یعنی دل سے دلکی طرف ایک سوراخ ہی پس غالب ہی کہ تیرا دل میرے خلوص محبت پر گواہی دے موش نے کہا کہ مبالغہ حد سے زیادہ کرتا ہی اور تکلیف دوستی کی خواہی نخواہی دیتا ہی لیکن اندیشہ کرتا ہون کہ اندک سبب سے مجمع کا درجہ لوٹ جائیگا اور وہی عداوت اصلی ظہور کریگی اور تو اپنی عادت اصلی پر عمل کریگا جیسا کہ پانی ہر ایک جگہ پر بند ہوا ور رنگ اور بو اور ذائقہ بھی بدل گیا ہو مگر خاصیت اصلی باقی رہیگی یعنی جبکہ آگ پر ڈالینگے تو بجھا دیگا چنانچہ حکما کا اتفاق ہی کہ دشمن کے کلام پر کبھی فریفتہ نہو اگرچہ ہزار عہد و پیمان کرے پر ہرگز اعتما کرنا نہ چاہیے اور جو کوئی ترہات دشمن پر عمل کریگا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس شتر سوار کو پیش آیا زاغ نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک شتر سوار اثنائے راہ مین ایک مقام پر پہونچا کہ اُسکو کاروانیون نے کوچ کے وقت آگ لگا دی تھی ازبسکہ باد تند وزان تھی خس و خاشاک اُس جگہ کے جلاتی جلاتی گوشۂ صحرا مین جا لگی اور دور دور اُس صحرا مین پھیل گئی لالہ زار کے مانند تابان تھی اتفاقاً مار کلان اُس آگ مین گیا کسی طرف امان نپایا اور گرمی سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جاوے ناگاہ ایک

شتر سوار کو دیکھا فریاد کی کہ درماندہ اور بیچارہ ہون اگر رحمت کرے اور مجھے اس بلاسے بچالے تو بموجب آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِین - خالی فائدہ سے نہوگا شتر سوار خداترس اور رحیم مزاج تھا جبکہ زاری اور بیچارگی سانپ کی سُنی اپنے دل مین کہا کہ اگرچہ مار دشمن انسان ہی مگر اس دم درماندہ اور حیران ہی اب بہتر یہ ہی کہ اسپر رحم کرون اُسکے بعد توبڑے کو نیزے پر رکھ کے سانپ کے نزدیک لیگیا سانپ جلدی سے اُس توبڑے مین در آیا سوار نے نیزے کو کھینچکر توبڑا اپنے نزدیک کیا اور مُنھ توبڑے کا کھولکر سانپ سے کہا کہ آگ سے تونے نجات پائی اب جس طرف چاہے جا اور شکر اُسکا یہ ہی کہ پھر مردم آزاری نہ کرنا کہ انسان کی جنس نے تجھپر احسان کیا ہی

بیت ترس از خدا و میازار کس ۭ رہ رستگاری ہمین است وبس ۭ سانپ آستین مین شتر سوار کی لپٹ گیا اور کہا کہ یہ کلام نہ کر مین جب تک تجھے اور تیرے اونٹ کو نہ کاٹونگا نہ جاؤنگا شتر سوار نے کہا کہ مین نے تجھے بلاسے نجات دی ہی اس احسان کا بدلا یہی ہی سانپ نے کہا واقعی تونے نیکی کی مگر غیر محل مین واقع ہوئی اور شفقت کی تونے لیکن ہاتھ غیر مستحق کے صادر ہوئی کیا تو نہ جانتا تھا کہ مین ضرر مجسّم ہون مجھسے آدمیونکو نفع پہونچنا غیر ممکن ہی پس جبکہ ایسے سے نیکی کی تونے کہ سزاوار بدی کا تھا اب جزا اسکی یہی ہی کہ مجھسے الم پہونچے کہ نیکی کرنا بدون سے ایسا ہی کہ جیسے نیکون سے بدی کرنا **قطعہ**

چنانکہ از روش عقل و شرع ممنوع ست	بدی بر نسبت پاکان و نیکوان کردن
بجاے دون صفتانے کہ مردم آزار ند	ہیچ وجہ نکوئی نمی توان کردن

جو کہ مجھ مین اور تجھ مین عداوت جبلّی تھی تو عاقبت اندیشی مقتضی اُسکی تھی کہ مجھے جلنے دیتا اور میری زاری اور چرب زبانی پر نہ خیال کرتا بلکہ اور سر کوبی کرتا کہ قتل المؤذی قبل الایذا آیا ہی تونے خلاف شرع اور احتیاط کے کیا بھلا مین کیون اپنی وضع کے خلاف کردن ہر آئینہ مین تجھے کاٹونگا تا اپنے بنی نوع مین تیری طرح احمق نہ ٹھہرون شتر سوار نے کہا کہ اے سانپ

لغ لا یضیع بفتح ضاد ضائع نہین کرتا ہے نیک کام کرنے والون کا
لغ آستین بمد آستین ۔ لغ جبلی بکسر جیم و تشدید با و لام منسوب بہ جبلت بمعنی پیدائش
لغ مردم آزار ایذا دینے والا کاٹنے والا

انصاف کو کام کر کہ مکافات مین نیکی کے بدی کرنا کسی مذہب مین روا نہین ہی سانپ نے
کہا کہ عادت تم سب آدمیون کی یہی ہی مین بھی تمھارے فتوی پر عمل کرتا ہون جو کچھ کہ بازار مکافات
مین تم سے خرید کیا ہی وہی تمھارے ہاتھ بیچونگا ع یک لحظہ بجز انچہ فروشی ہمہ عمر نخری ہرچند شتر
سوار نے تقریر مین مبالغہ کیا کچھ فائدہ نہوا سانپ نے کہا کہ اب بتا پہلے تجھے کاٹون یا تیرے
اونٹ کو سوار نے پھر عذر کیا کہ نیکی کا عوض بدی نہین ہی حق فراموشی نہ کر سانپ نے کہا
یہی طریقہ آدمیون کا ہی مین نے جو کچھ تم سے سیکھا ہی وہی کرونگا سوار نے کہا کہ اگر اس دعوے
کو گواہان عادل سے ثابت کرادے کہ انسان نیکی کے بدلے بدی کرتے ہین تو زخم تیرا بجان
قبول کرتا ہون سانپ نے چار طرف نگاہ کی دور سے ایک بھینس کو چرتے دیکھا کہا کہ
چل اس بھینس سے پوچھین شتر اسوار سانپ کو لیکر گاؤمیش کے پاس آیا سانپ نے کہا
کہ اے گاؤمیش جزا نیکی کی کیا ہی اُسنے کہا اگر آدمیون کے مذہب مین پوچھتا ہی تو جزا نیکی
کی بدی ہی سر دست یہ ہی کہ مین مدت دراز سے ایک شخص کے پاس تھی ہر سال ایک بچہ دیتی
تھی اور گھر اُسکا شیر و روغن سے بھرا رکھتی تھی اور اُسکا سامان شادی و غم میرے ہی
شیر و روغن پر موقوف تھا جب کہ مین بوڑھی ہوئی اور بچہ اور دودھ دینے سے عاجز آئی
پہلے دانہ اور چارہ موقوف کیا اُسکے بعد صحرا مین ہانک دیا مین بدشواری تمام اپنے
مُنھ سے خس و خاشاک عرصہ دراز سے چرتی رہی کل وہ اتفاقا ادھر آنکلا جبکہ مجھے
دیکھا اُسکی نگاہ مین اندک فربہ نظر آئی قصاب کو لاکے اُس کے ہاتھ مجھے بیچا آج وہ
مسلخ مین لیجاکے ذبح کر کے بند بند میرے جدا کریگا اُنکے مذہب مین مکافات نیکی کی
بدی ہی سانپ نے کہا سُنا تو نے اب آمادہ زخم کا ہو سوار نے کہا شرع مین ایک گواہ
پر حکم نہین کرتے دوسرا گواہ بھی چاہیے سانپ نے ایک درخت دیکھا اُسکے نزدیک
آکے پوچھا کہ جزا نیکی کی کیا ہی درخت نے کہا انسان کے مذہب مین نیکی کا بدلا
بدی ہی چنانچہ مین اس صحرا مین ایک پانون سے ایستادہ ہون جو آدمی گرمی مین

آتا ہی میرے سایے مین ٹھہرتا ہی جبکہ حواس درست ہوتے ہین تجویز کرتا ہی کہ اِسکی شاخون کی یہ چیزین ہلین گی اور ٹہنے مین تختے اور کڑیان نکلین گی اگر قابو ملتا تو ضرور اِسے کاٹتا جسکے پاس تبر ہوتا ہی وہ ایک وشاخ بھی کاٹ لیجاتا ہی یہ حال ہی بنی نوع انسان کا سانپ نے کہا کہ دو گواہ عادل گذر چکے اب مین تجھے کاٹتا ہون سوار نے کہا کہ جان بہت عزیز شی ہی اگر ایک اور گواہ بھی ہو تو بلا مضائقہ تو مجھے کاٹ پھر کچھ عذر نہ کرون گا اتفاقاً ایک روباہ بھی کھڑی حکایت سُنتی تھی سانپ نے کہا ای روباہ تو بتا کہ جزا نیکی کی کیا ہی روباہ نے کہا کہ کیا نہین جانتا ہی تو کہ عوض نیکی کا بدی ہی اُسکے بعد روباہ نے پوچھا کہ ای شتر سوار تو نے سانپ کے حق مین کیا نیکی کی ہی کہ مستحق بدی کا ہوا ہی شتر سوار نے صورت حال بیان کی روباہ نے کہا کہ مرد عاقل کو خلاف نہ بولنا چاہیے **بیت** زعاقل کے روا باشد سخنہاے خطا گفتن ٭ ترسید مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن ٭ سانپ نے کہا یہ سوار سچ کہتا ہی یہی توبڑہ ہی کہ اسمین کر کے آگ سے بچایا روباہ نے کہا یہ بات کسی طرح خیال مین نہین آتی ہی کہ تو اتنا بڑا اور اتنے ذرا سے توبڑے مین در آئے اور نیزے پر یہ سوار اُٹھائے اگر برای العین مشاہدہ کرون تو البتہ مجھے باور ہو اُس کے بعد ایک دم مین مین فیصلہ کر دون گی خوف یہ ہی کہین ایسا نہ ہو کہ خلاف راستی حکم کرون اور ناحق گنہگار خدا ہون سانپ اُسی توبڑے مین در آیا اور سوار نیزے پر رکھ کے زور کیا چاہتا تھا کہ پھر اُسی طرح اپنی طرف کھینچے کہ روباہ نے کہا کہ اے سوار دشمن کو قابو مین لایا ہی مہلت نہ دے **بیت** دشمن چو بدست آمد و مغلوب تو شد ٭ حکم خرد آن ست امانش ندہی ٭ سوار نے توبڑے کو اُٹھا کر زمین پر دے ٹپکا کہ سانپ مر گیا اور شتر سوار نے امان پائی **مصرع** این چنین بد زندگانی مردہ بہ ٭ فائدہ اِس حکایت کا یہ ہی کہ دشمن کی زاری پر فریب دکھائے اور کسی طرح اُس کے قول پر اعتماد نہ کرے اگر سیاہی زاغ کی جاتی رہے تو بھی دشمن اصلی دوست نہین ہونے کا **رباعی** ہر کس کہ بقول خصم

مغرور شود ؀ شمع خردش تیرہ و بے نور شود ؀ دشمن دانی چہ وقت میگردد دوست ؀
آن وقت کہ تیرگی زشب دور شود ؀ زاغ نے کہا کہ یہ باتین محض حکمت ہین کہ بیان کین
تو نے سو سُنین مین نے اور یہ جواہر روشن کہ کان خرد سے باہر لایا تو دیدۂ دل اس سے
منور ہوا اگرچہ تیری مروت اور فتوت اسپر غالب ہی لازم ہی کہ خیال مضائقہ دل سے
اُٹھا دے اور یقین میرے سخن کا کر اور اب طریقہ مواصلت کا جاری فرما قول حکما ہی کہ
کریمون سے آمیزش اور لئیمون سے گریز چاہیئے کہ کریم دوستی ایک ساعت کی برابر
عمر دراز کے جانتے ہین اور لئیم دوستی صد سالہ کو طرفۃ العین مین برباد کر دیتے ہین
یہ بارہا دیکھا ہی کہ آزاد لوگ جلد دوست ہوتے ہین اور بعد سبب قوی کے بہت دیر
مین دشمنی کرتے ہین مانند کوزہ زرین کہ دیر مین بنتا ہی اور دیر مین ٹوٹتا ہی اور سفلے
جلد دوست ہوتے ہین اور دشمن بھی جلد ہو جاتے ہین جیسا کہ کوزہ سفالین جلد بنتا ہی
اور جلد ٹوٹ جاتا ہی اور دوسرا سبب سفلون کے دشمن ہونے کا یہ ہی کہ یہ کبھی کسی کے
دل سے دوست نہین ہوتے ہین مگر زبانی اور مین نے سب طرح کی خوبیان تیری ذات
مین سمجھ لی ہین اِس لئے تیری ہمنشینی اور دوستی کا مشتاق ہون اور یہی عہد دل سے
کیا ہی کہ جب تک تو مجھے عزیز نہ کریگا کچھ نہ کھاؤنگا اور نہ تیرے آستانۂ فیض سے
سر اُٹھاؤنگا موش نے کہا کہ تیرا کلام اول ہی میرے دل پر اثر کر گیا تھا اگر مین عذر
عاقلانہ نکرتا اور پہلے ہی سوال کو قبول کر لیتا تو تو جانتا کہ یہ دوست سُست عنان
اور نرم شانہ ہی اور عاقل ایسے کی دوستی کا اعتماد نہین کرتے ہین اس گفتگو کے بعد اب
مجھے جان سے بھی دریغ نہین ہی بیت سپردم بتو مایۂ خویش را ؀ تو دانی حساب
کم و بیش را ؀ یہ کہکر موش نکلا اور در سوراخ پر کھڑا ہوا زاغ نے کہا مگر اب بھی کوئی
خلجان اور تردد باقی ہی کہ تشریف آگے نہین لاتا ہی موش نے کہا کہ انصاف کر
کہ باوجود دلائل قویہ کے کہ جو بیان ہو چکے اُنپر مین نے خیال نہین کیا اور

دیدۂ و دانستہ جان شیرین کو تیری محبت پر فدا کیا اب مجھے کون جگہ اندیشے کی باقی رہی مگر یہ البتہ کہ جو عہد و پیمان تو نے کیا فقط اپنی ذات سے کیا ہی لیکن تیرے ابنائے جنس اگر قصد میرا کرین تو اس کا کیا علاج تجویز کیا ہی زاغ نے کہا کہ مجھ مین اور میرے ہمجنس مین یہ شرط ہی کہ میرے دوست کے دوست رہین اور دشمن کے دشمن موش نے کہا حقیقت بھی یہی ہی کہ دشمن کا دوست زیادہ دشمن سے سمجھا چاہیئے اور دوست کا دشمن وہ بھی اپنا دشمن ہی چنانچہ حکما نے تفصیل دوستون اور دشمنون کی لکھی ہی کہ دوست تین طرح کے ہوتے ہین یعنی دوست خالص اور دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن **بیت** از دشمن خود چنان نترسم ✤ کز دشمن یار و یار دشمن ✤ زاغ نے کہا مطمئن ہوا مین الحمد للہ کہ بنائے محبت نے فیما بین آشنا استحکام پایا کہ مین آج سے یار اسے جانونگا کہ جو تیرا محو رضا ہوگا اور جو کوئی تجھ سے خلاف کریگا وہ بلاشبہہ دشمن میرا ہی بلکہ آنکھین اور زبان میری کہ دیدبان تن و دل کی ہین اگر خلاف تیرا اختیار کرینگی تو قسم اسکی کہ میرا نفس جس کے دست قدرت مین ہی ایک اشارت مین ساحل وجود سے نکال کے گرداب عدم مین پھینکدونگا تا بدیگرے چہ رسد **بیت** عضوے ز تو گر دوست شود با دشمن ✤ دشمن و دشمن تیغ و کشش زخم دو زن ✤ موش اس عہد کے سننے سے خوش دل ہوا اور نزدیک آیا اور باہم معانقہ کیا اور بساط نشاط کو بچھایا جبکہ چند روز شرائط مہمانداری کے موش نے بوجہ احسن ادا کیے زاغ سے کہا کہ ای برادر آپ مفارقت ایک دم کی برابر سال کے ہی اگر اس جگہ مع اہل و عیال تشریف لائیے تو منت تیری جو میری گردن پر ہی دو چند اس سے بڑھجائے کس لیے کہ وہ موضع جائے پاک اور مقام دلکش ہی زاغ نے کہا ای زیرک سچ کہا تو نے کہ یہ جگہ خوب ہی مگر نقصان یہ ہی کہ شارع عام سے نزدیک تر ہی اور وہ راستے پر متصل واقع ہی اور مسافرون کی آمد و شد سے ایک دن گزند کا اندیشہ ہی اور جہان کہ میرا مسکن ہی مرغزار ہی نہایت مصفا روضۂ خلد کے مانند پر نور ہوا اسکی مثل

باغ ارم محل بہجت و سرور ہی اشعار ہندی عکس افگن ہی سبزہ نہرون پر ٭
سبزہ کا ہی گمان لہرون پر ٭ ہی شگوفہ کی ہر طرف کو بہار ٭ بنگئے غنچے نافہ تاتار ٭
جوش ایسا ہی نکہت گل کا ٭ زلف مشکین بنی ہی موج ہوا ٭ اور طعمہ میرا اور تیرا
اُس حوالی مین بہت اور گزند سے خالی ہی اور ایک سنگ پشت کہ تیرے مانند یار
وفادار ہی وہ بھی اُس جا مسکن رکھتا ہی اگر اُس جگہ تشریف فرما ہو تو ہم تینون یار
بے رنج و غبار لبقیۃ العمر بسر کرین موش نے کہا **بیت** تا دامن کفن نکشم زیر پاے خاک
باور مکن کہ دست ز دامن بدارمت ٭ اور اب مجھے کوئی آرزو تیرے شرف ملاقات
کے برابر ہی نہین اب جس طرف تو آفتاب دار خرام کریگا سایے کی طرح پیچھا نہ
چھوڑونگا اور جب تک کہ گریبان میرا ہاتھ مین ہادم اللذات کے سپرد نہین ہوتا
ہی دست ارادت سے جب تک قدم یار نہ چھوڑونگا مین اور یہ بقعہ وطن اصلی میرا
نہین ہی بلکہ سانحہ عجیب یہان آنے کا باعث ہوا ہی اگرچہ قصہ دراز ہی مگر عجائب بسیار
سے تعلق رکھتا ہی اگر سمع قبول سے سُننا منظور ہو تو مختصر اُسکا بیان کیا جائے آخر
سخن اسیر ختم ہوا اور موش مستعد چلنے پر ہوا زاغ موش کی دم منقار مین پکڑے
ہوا پر اڑا آخر اپنی منزل گاہ پر پہونچا اُس وقت سنگ پشت چشمے سے باہر نکلا تھا
دور سے سیاہی زاغ کی دیکھ کے اندیشہ ناک ہوا اور چشمے مین در آیا زاغ نے موش
کو آہستہ زمین پر رکھ کے آواز دی سنگ پشت آواز آشنا سُنکے باہر آیا اور دیدار
گرامی دیکھکر خروش شادی بلند کیا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا **ہندی** شکر یارب سفر
سے یار آیا ٭ دل بیتاب کو قرار آیا ٭ ہوے داغ غم خزان سب محو ٭ گل کھلے موسم بہار
آیا ٭ بایکدیگر کمال گرمجوشی کی اور کہا کہ ای یار اب تک کہان تھا اور کیا حال گذرا
زاغ نے سرگذشت من اولہ الی آخرہ مو بمو بیان کی سنگ پشت تفصیل ماجرا سُنکے
اور جمال موش دیکھ کے کمال خرسند ہوا اور کہا **بیت** مردہ تھا مین تو جو آیا جان

آئی جان مین ٭ تیرے پانؤن کی صدا ہی قم باذنی کان مین ٭ الحمد للہ کہ محبت ہماری
بارور ہوئی کہ تجھسا شفیق تشریف لایا موش نے کہا مین کس لائق ہون یہ محض بندہ نوازی
ہی جو تو فرماتا ہی بلکہ حوادث روزگار سے تمھارے سایۂ دولت مین پناہ لایا ہون
آگے اختیار تمھارا ہی جب کہ رنج سے آسودہ ہوے زاغ نے کہا ای برادر وہ سرگذشت
کہا چاہیئے کہ ماجرا تجھہ سے شخص کا خالی فائدے سے نہوگا بیت بگشا لب ازان حدیث
شیرین ٭ کام دل ما برآر شکر کن ٭ موش نے آغاز سخن کیا کہ دیار ہند مین ایک شہر ہی
کہ اُسے ماروت کہتے ہین اُس شہر کے زاویے مین ایک زاہد تھا کہ اُسکے مکان مین مین نے رہنا
اختیار کیا تھا اور موش چند میرے ملازم تھے جب کہ نعمتہاے گوناگون پر ہاتھہ میرا کشادہ
دیکھا روز بروز اور موش زیادہ ہوتے جاتے تھے مین بھی ہر ایک سے باخلاق پیش آتا تھا
اور زاہد کے مرید ہر روز کچھہ کھانے کے واسطے طعام و غلہ لاتے تھے زاہد کچھہ خرچ کرتا تھا اور باقی
دوسرے وقت کے واسطے رکھتا تھا اور جو بچتا تھا اُسکا ذخیرہ کرتا جاتا تھا جو وقت کہ زاہد
اندک اُس جگہ سے جنبش کرتا تھا مین فوراً اُس مین سے دستبرد کرکے کچھہ آپ کھاتا باقی سب
موشون کو کھلاتا تھا زاہد ہرچند میری ہلاکت کی تدبیر کرتا تھا مفید نہوتی تھی ایک دن
مہمان دانا کاشانۂ زاہد مین وارد ہوا زاہد نے مراسم محبت بخوبی ادا کیے اور طعام مہمانداری
کو سرانجام دیا بعد اکل و شرب کے باہم حکایت کرنے لگے زاہد اُس سے مولد مسکن اور
سبب مسافرت پوچھتا تھا مہمان کہ مرد جہاندیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھا جواب
زاہد بطریق صواب ادا کرتا تھا اور عجائب و غرائب ہر دیار کے جو کچھہ مشاہدہ کیے یا سنے تھے
بتقریر دلپذیر بیان کرتا تھا زاہد اثناے کلام مین ہر دم ہاتھہ پر ہاتھہ مارتا تھا اور
چپ و راست نظر کرتا تھا مہمان نے جب یہ حرکت زاہد کی چند بار بملاحظہ کی آشفتہ ہو کر
کہا کہ ای زاہد کیا یہ حرکت بیجا ہی کہ بے سبب ہر دم ہاتھہ پر ہاتھہ مارتا ہی یہ حرکت
نامناسب خلاف تمکین کیا ہی مگر مجھہ سے مسخر کرتا ہی استہزا مجھہ سے بہت بعید ہی

اسکے بعد یہ قطعہ پڑھا **قطعہ** بہ استہزا و سخریت مکن میل ٭ کہ اینہا لایق آزادگان نیست
کسے کو ہزل و بازی ساخت پیشہ ٭ از و بے آبرو تر در جہان نیست ٭ زاہد نے کہا کہ حاشا
کہ خار ہزل کبھی میرے دامن خاطر مین اُلجھا ہوا ور غبار تمسخر کبھی میری ہوائے صافی
مین آمیختہ ہوا ہو یہ حرکت کہ مشاہدہ کرتا ہی تو محض موشون کے غلبے سے ہی کہ نہ اُنکے
ذخیرے مین دانا بچتا ہی نہ سُفرے مین نان بلکہ جان سے عاری کر دیا ہی مہمان نے کہا
کہ سب موش ایک ہی طرح سے چیرہ دستی کرتے ہین یا ایک دو ایسے ہین زاہد نے کہا
کہ ایک اُن سب مین کلان تر ہی پس وہی اس درجہ دلیر ہی کہ ہاتھ سے چیز لے بھاگتا ہی
مہمان نے کہا کہ یہ جرائت اُسکی بے سبب نہین ہی قصہ اُس موش کا شاید کہ مشابہ اُس
مرد کے ہی کہ زن میزبان سے مبالغہ کرتا تھا کہ آخر کچھ سبب ہی کہ کنجد مقشر غیر مقشر کے
برابر بیچتی ہی زاہد نے کہا کہ اُسکا بیان کیا چاہیے **حکایت** کہا کہ مین راہ مین آتا
تھا شب کو ایک قریے مین پہونچکر ایک آشنا کے گھر مین اُترا بعد شام کھانے سے فراغت
ہوئی مین نے بستر پر آرام کیا اور ہنوز بیدار تھا کہ میزبان اپنے گھر مین گیا مگر مجھ مین
اور میزبان مین ایک بوریے کا پردہ تھا کہ جو کلام میزبان اپنے گھر مین کرتا تھا مین سنتا
تھا مرد نے کہا کہ ای زن مین چاہتا ہون کہ کل اکابر اس قریے کے بلا کر مہمان عزیز کے
ساتھ خوب مہمانداری کرون اور ضیافت معقول فراخور حال بجا لاؤن عورت
نے کہا کہ ای مرد مین متعجب ہون کہ ایک دن کا خرچ عیال کے لائق نقد و جنس گھر مین
موجود نہین ہی کہ ہمارے رزق کا سبب ہو اسباب ضیافت کہان سے موجود ہو جائیگا
اگر اتنا مقدور ہی تو اپنے عیال کے واسطے کچھ جمع کر کہ چند روز بخاطر جمع گذران ہو اور اگر
اس سے زیادہ ہی تو نگاہ رکھ کہ تیرے بعد زن اور فرزند محتاج کسی کے نہ ہون مرد نے کہا
بیت نداشت چشم بصیرت کہ گرد کرد و نخورد ٭ بہ برد گوے سعادت کہ خرچ کرد و بمرد ٭ اگر
توفیق احسان اور مجال شفقت کا اتفاق پڑے اُسپر ندامت نہ کرے کہ وہ ذخیرہ عاقبت کا ہی

حکایت زن میزبان

اور جس نے کہ دُنیا مین جمع کیا اور خرچ نہ کیا عاقبت مین وہی مال وبال گردن اُسکا ہوگا کہ جمع کرنا مال کا اس طرح سے ناپسندیدہ ہی جیسا کہ اُس گرگ کا قصہ ہی عورت نے کہا کہ وہ کیونکر تھا **حکایت** مرد نے کہا ایک صیاد ہنرمند کہ آہو اُسکے ہیبت نام سے پانون صحرا سے باہر نہ رکھتا اور شیر اُسکے خوف حیلہ و تزویر سے سر کنام سے باہر نہ نکالتا تھا **بیت** دیدہ وری پُر ہنرے تیز ہوش ٭ حیلہ ورے سخت ولے سخت کوش ٭ ایک دن اُس نے جال لگایا تھا اتفاق سے ہرن پھنسا صیاد دام کے نزدیک پہونچا کہ ہرن نے اس قوت سے جست کی کہ حلقے دام کے ٹوٹ گئے اور آہو بھاگ گیا صیاد نے تیز دستی کرکے ایسا تیر جگر دوز مارا کہ آہو گر پڑا صیاد ذبح کرکے اور پشتارہ اُسکا کمر سے باندھ کے روانہ خانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ ایک خوک صحرائی سے دوچار ہوا اور اُسپر حملہ کیا صیاد نے تیز دستی کرکے خوک کے بھی ایک تیر مارا کہ کام خوک کا بھی تمام ہوا مگر گرتے گرتے ایک دانت اُس نے بھی سینہ صیاد پر ایسا مارا کہ کام صیاد کا بھی تمام ہوا ایک گرگ گرسنہ وہان وارد ہوا دیکھا کہ صیاد اور آہو اور خوک تینون بے جان پڑے ہین اس نعمت کے مشاہدے سے بہت خوشدل ہوا اور با خود کہا کہ وقت ذخیرہ کرنے کا ہی اگر اسراف کرون تو منسوب بہ حماقت ہون بہتر یہ ہی کہ بقدر اشتہا کھالون اور جو باقی رہے ایک گوشہ مین ذخیرہ کرون ذخیرہ ایام کلفت مین کام آتا ہی جیسا کہ شاعر کہتا ہی **قطعہ** چون تیشہ مباش جملہ بر خود متراش ٭ چون رندہ مباش جملہ آنسو مخراش ٭ تعلیم ز ارّہ گیر در علم معاش ٭ چیزے سو خود میکش و چیزے می پاش ٭ پھر خیال کیا کہ گوشت تازہ ذخیرے کے لائق ہی پہلے کمان کا رودہ اور چلہ کہ چرمی ہی کھانا چاہیے باقی پھر سمجھونگا القصہ زہ کمان کو چبانے لگا تھوڑے فشار مین دندان خارا شگاف سے چلہ کمان کا کٹ گیا کمان از بسکہ سخت تھی دونون گوشے بھیڑیے کے پیٹ مین بیٹھتے ہی در آئے اور تمام اعضاے باطنی اُسکے باہر نکل آئے گرگ بھی اُسی جگہ

دروار ہوگیا ع این نیز بشد آن ہمہ ناخوردہ بماند ✤ فائدہ اس مثل سے یہ ہی کہ جمع کرنا مال کا بیشتر جان وایمان کا وبال ہوجاتا ہی بہتر یہ ہی کہ جو آج میسر ہو اُسپر خوش ہووے اور غم فردا نہ کرے بیت انچہ داری بخور امروز و غم دہر مخور ✤ چون بہ فردا برسی روزی فردا برسد ✤ وائے اُنکی جان پر کہ مال دُنیا بہزار رنج پیدا کرکے ذخیرہ کرتے ہین اور مصرف مناسب مین صرف نہین کرتے ہین اور مرنے کے وقت ہزار حسرت سے چھوڑ کر مواخذہ اُسکا اپنی گردن پر لیجاتے ہین اور وہ مال اور کے کام آتا ہی قطعہ تا کے ای خواجہ مال جمع کنی ✤ کہ بجز رنگ از تو باز خواہد ماند ✤ گنج قارون اگر ذخیرہ کنی ✤ ہمچنان حرص و آز خواہد ماند ✤ بر سیفروزا آتشی کہ از و بہ تو سوز و گداز خواہد ماند ✤ وہ آگ نہ جلا کہ آپ اُسکے سوز مین گداز پائے جبکہ زن میزبان نے یہ باتین حکمت آمیز شیرین اور ملہم سعادت نے قردہ الرزاق علی اللہ اُس کے گوش ہوش مین ہونچایا بولی کہ ای مرد گھر مین قدرے چاول اور کچھ تل اطفال کے واسطے مین نے جمع کیے ہین اب معلوم ہوا کہ ذخیرہ کرنا منع ہی مین دس آدمیون کا کھانا پکاتی ہون تو جسے چاہیے بلا عورت نے صبح تلون کو مقشر کیا اور دھوپ مین رکھا اور کہا ای مرد مین اور کام کرتی ہون تو نگہبانی کرنا چڑیان اسے خراب نہ کرین اور آپ اور کام مین مشغول ہوئی مرد پر نیند غالب ہوئی سوگیا ایک کتا آیا اور تلون مین مُنھ ڈالا عورت نے دیکھا کہ کتے نے مُنھ ڈالدیا تھا نکروہ سمجھی اور اُٹھا کر بازار کو لیگئی مجھے کچھ اور ضرورت تھی مین بھی بازار کو گیا تھا دیکھا کہ وہ عورت دُکان کنجد فروش پر بیٹھی ہی اور کنجد مقشر کو غیر مقشر سے صاع بصاع برابر بدلتی ہی ایک شخص اور اُس جگہ وارد تھا آواز دی کہ ای عورت اس مین کچھ تو نکتہ ہی کہ کنجد پوست دار سے کنجد مقشر برابر بدلتی ہی یہ حکایت اسلیے کہی ہین نے کہ میرے بھی خیال مین آتا ہی کہ اُس موش کو جو اتنی جرأت اور چالاکی ہی گمان غالب ہی کہ کچھ نقد اپنے سوراخ مین رکھتا ہی اس سبب سے اتنی دلیری کرتا ہی اور اگر مفلس ہوتا یہ حال اُسکا نہ ہوتا مثل مشہور ہی کہ بے زر مانند مرغ بے بال و پر کے ہی مجھے یقین ہی کہ اُس موش کا زور زر کے

سبب سے ہی کوئی کدال لاکہ اُس کے سوراخ کو کھودکے دیکھون زاہد کدال لایا اُسوقت
مین دوسرے سوراخ مین تھا متحیر ہوا کہ ہزار اشرفیان میرے سوراخ مین جمع تھین مین ہمیشہ
اُن پر لوٹا کرتا تھا اور میری قوت واقعی اُسی کے باعث تھی جبکہ مہمان نے سوراخ کو
کھودا آخر نوبت زر تک پہونچی کہا اے زاہد لے کر یہ قوت اور جرأت موش کی اس باعث سے
تھی کبھی اُس کے بعد دلیری نہ کرے گا اور متعرض نان خوان کا نہوگا مین یہ سب باتین اُنکی
سُنتا تھا اور دمبدم افسردگی اور ضعف دل پر مستولی ہوتا جاتا تھا اور کیا دیکھتا ہون کہ ہمدم
سے سب موش آنکھ چرانے لگے اور ایک ایک حیلے سے اپنی اپنی راہ لینے لگے نظم در دل
کس مہر و وفائے نماند ۞ باغ ہرا ہہر گیا ہے نماند ۞ مایۂ صد برگ و نوا بود زر ۞ زر بشد و برگ
و نوائے نماند ۞ اور جو موش کہ میرے بظاہر ہوا خواہ اور جان نثار تھے اب وہ فرمانبرداری
اور ہوا خواہی سے اغماض کر کے عیب جوئی اور بدگوئی کرنے لگے اور ترک صحبت کر کے
میرے دشمنون سے جا ملے بموجب مثل مشہور کے من قل دیناره قل مقداره[١] جیسا کہ عاقلون
نے کہا ہی کہ جو کوئی بھائی نہین رکھتا ہی اگر وطن مین ہی تو بھی غریب ہی اور جو کوئی فرزند نہین رکھتا
ہی نام اُسکا صفحۂ روزگار پر باقی نہ رہے گا اور جو کہ مفلس ہوتا ہی کوئی فرزند نہین ہوتا ہی
اور دوستی سفلون اور دورُون[٢] ہمتون کی محض غرض نفسانی پر ہوتی ہی پھر کیونکر وہ دوست دلی
ہون ایک نے اہل دو دل[٣] سے پوچھا کہ کتنے دوست رکھتا ہی کہا کہ ابھی تو عالم دوست ہی
خدانخواستہ اگر ایام نکبت آئین اُسوقت معلوم ہو کہ یار کون ہی اور اغیار کون دوست نکبت
کے وقت پہچانا جاتا ہی اور یار محنت کے وقت دریافت ہوتا ہی چنانچہ صحائف لطائف حکما
مین لکھا ہی کہ ایک فاضل سے پوچھا کہ اس مین کیا نکتہ ہی کہ مالدار کی ہر کوئی تعظیم کرتا ہی اور
چشم وقار سے دیکھتا ہی اور مفلس کو سب کم چشم سے نگاہ کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ مال
محبوب عالم ہی جس کے پاس جمع ہوتا ہی لوگ اُسکی تعظیم بجا لاتے ہین اور جسکے ہاتھ سے جاتا رہتا
ہی پھر اُسکے نزدیک کوئی نہین آتا ہی رباعی چون گل بچمن دامن پر زر نمود ۞ بلبل ہزار

[١] نتیجہ نحوص سرزمین دنیا لیکے جو ابہر تصورات ۱۲
[٢] دورُو یعنی بغض و ریا دکھینہ ۱۲
[٣] دو دل یعنی بخیلین جمع دولت ۱۲

صوت و ستائش شنود ✣ وانگہ کہ باد رفت برگیش کہ بود ✣ کس نام گل از زبان بلبل
نشنود ✣ اور ان سب موشون مین ایک موش تھا کہ میری ملازمت مین افتخار رکھتا
تھا اور طریق یاری اور بیان وفاداری اس طرح پر بیان کیا کرتا تھا کہ مین تیرے
عشق مین یہان تک دلدادہ ہون کہ اگر تو تیغ میرے سر پہ ماریگا تو مین شمع کے مانند
پانون اپنی جگہ سے نہ سرکاؤنگا وہ سب سے پہلے کنارہ کش ہوا مین نے اُس سے کہا کہ ای
یار وفادار اب کیا ہو گیا ہی کہ دفعةً تو نے کنارہ کیا اُس نے جواب دیا کہ عجب احمق ہی
جس وقت کہ تو صاحب درم تھا ہر کسی کو التفات کا باعث وہ درم ہوتے تھے اور ہر ایک
کا تو محتاج الیہ تھا اب وہ شرطین سب اُس شرط کے ساتھ جاتی رہین اذا فات الشرط
فات المشروط اور حکما نے جو کہا ہی کیا تو نے نہین سُنا ہی کہ مرد محتاج جیسا کہ لذت دُنیا
سے محروم ہوتا ہی غالب ہی کہ درجات آخرت سے بھی محروم رہے اور سبب ظاہر
اُس مین موجود ہی کہ شاید اضطراب قوت کے باعث اور نفقۂ عیال کے سبب طلب
مین روزی غیر مشروع کی جرأت کرے اور وہ موجب وبال ونکال عقبیٰ ہوا ور
اس سبب سے جیسا کہ اس عالم مین محنت افلاس کے درماندہ تھا عقبیٰ مین زندان
شقاوت ابدی مین محبوس ہو بموجب مصرع چون کا فر درویش نہ دین ساخت نہ دنیا
پس اگر ایسے شخص کی نزدیکی سے کہ مال دُنیا ہاتھ سے کھو چکا ہو اور آخرت مین گرفتار
اتنے اندیشون کا ہو اُس سے کنارہ کوئی کرے تو معذور ہی مین نے کہا کہ یہ بادہ بیہودہ
ہی کہ فقر بادشاہی ہی کہ تاج الفقر فخری سر پہ انبیاے کرام کے رکھا گیا بیت
کار درویشی ورای فہم تست ✣ سوے درویشان تو منگر سُست سُست بیت
رتبہ ہر ایک شی سے ہی برتر فقیر کا ✣ کرتے تھے فخر اپنے پیمبر فقیر کا ✣ نظم ایضاً الجوہر فقر و
سوے الفقر عرض ✣ والفقر شفا و سوے الفقر مرض ✣ با اینہمہ تو فقر کی مذمت
اور صحبت درویش سے بیزاری بیان کرتا ہی اُس موش مصاحب نے کہا

کہہیات وہ فقر کہ پسندیدہ انبیا اور ستودہ اولیا ہی اس افلاس کو اُس سے کیا نسبت
وہ فقر عبارت اُس سے ہی کہ سالک راہ حقیقت نقد دُنیا اور سرمایۂ آخرت سے سوائے فضل
الٰہی کے کوئی چیز قبول نہین کرتے ہین مظہر اس فقر کا درویشی ہی اور صاحب اس فقر کا گدا
گدائی اور چیز ہی درویشی اور شے درویش وہ ہی کہ ترک دُنیا کیا ہوا اور گدا وہ ہی کہ دنیانے
اُسے ترک کیا ہو اُسی فقر کے حق مین کہا ہی کہ الفقر کنز من کنوز اللہ یعنی فقر خزانہ ہی خزانہاے
خدا سے اور وہ اسرار توحید ہی اور خلاصہ معرفت کا اور فقر کیمیا ہی نسخہ کن فیکون سے اور
اسرار فقر کی ایک کیفیت حالی ہی کہ جس پر ورود فرمائے وہی جانے اور مجال زبان کی
نہین ہی کہ اسکی شرح کرسکے احتیاج اور درویشی ظاہر کی نعوذ باللہ منہا اصل سب بلاؤن کی
ہی اور واسطہ ہی دشمنی خلق خدا کا اور اُٹھانے والی شرم وحیا کی اور خراب کنندہ بناے مروت
اور مجمع شر و آفت اور قاطع ہمت وحمیت اور باعث خواری ومذلت ہی اور جو کوئی کہ بانید
احتیاج کا افلاس اور حرص کے سبب سے ہی بجز اسکے چارہ نہین ہی کہ پردۂ حیا کا اُسکے
مُنھ سے اُٹھالین اور جب کہ رقم الحیاءُ من الایمان اُسکے ورق حال سے محو ہوا زندگانی
منغض ہوئی اور ایذا و آزار مین مبتلا ہوا ناگہان شادی کے رغبت راحت اُس کے
ساحت سینہ سے اُٹھالینگے لشکر غم و فساد مملکت مین استیلا پاے گا شمع خرد اُس کی
بے نور ہو جائیگی اور ذہن و کیاست اور فہم و فراست رد جانب قصور پھیرینگے اور منافع
تدبیر کے اُسکے حق مین نتیجے مضرت کے بخشینگے اور جو ہر امانت کا معرض تہمت و خیانت مین
دُیگا گمان نیک کہ دوستون کو اُسکے حق مین قدیم سے ہوگا منعکس ہو جائے گا
اور جو کوئی گناہ کرے گا مجرد گمان پر بغیر تحقیق کے خیانت اس کی طرف متوجہ کرینگے
اگر کام عقل کا کرے گا تو بھی نسبت حمق کی کرینگے اور جو کام کہ مالدارون کا باعث
مدح و ثنا ہوگا وہ اُسکے واسطے موجب طعن و مذمت ہو جائے گا مثلاً اگر مفلس جرأت
کرے گا تو دیوانہ کہین گے اور اگر سخاوت کرے گا تو مسرف اور بیہودہ نام

رکھین گے اگر در گذر اور بردباری کرے گا تو بے غیرتی و بے غرتی مین شمار کرینگے اگر وقار کریگا تو گران جان اور کاہل کہین گے اگر زبان آوری اور فصاحت کریگا بسیار گو لقب کرینگے اور اگر خاموشی اختیار کریگا تو نقش دیوار سے مثال دینگے اگر کنج خلوت مین بیٹھے گا وحشت سے نسبت کرینگے اور اگر خندہ روئی اور آمیزش شعار کریگا تو ہزال اور مسخرہ نام رکھین گے اگر خوردنی اور پوشیدنی مین اندک بھی تکلف کریگا تو تن پرور کہینگے اگر کھانے اور پہننے مین تکلف گوارا کریگا تو دانہ زدا اور لئیم لقب کرینگے اگر سفر اختیار کریگا تو برگشتہ بخت کہینگے اگر سب سے ترک کرکے گوشۂ کاشانہ مین بیٹھے گا تو آرام طلب اور پست ہمت نام رکھینگے اگر تجرد اختیار کرے گا نامرد اور سست کہینگے اور اگر کدخدا ہوگا تو بدنفس اور بندہ شہوت شمار کرینگے حاصل الامر محتاج اہل زمانہ کے نزدیک مردود اور بے قدر ہوتا ہے اور جو حاجت کسی سے پیش کریگا عیاذاً باللہ حاجت اُسکی روا بھی نہ کرینگے اور جواب سخت دینگے اس حال مین جو خواری اُسے ہوگی نتیجہ اُسکا وہی طمع ہے ذل من طمع یعنی جس نے کہ طمع کی ذلیل ہوا جبکہ اُس موش نے یہ بات تمام کی کہا مین نے کہ سچ کہا تو نے رائے تیری صواب ہے مین نے بھی بزرگون سے بارہا سنا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہو کہ خیال شفا محال ہو اور یا ایسی بلا مین گرفتار ہو کہ نہ روے بازگشتن اور نہ اسباب اقامت میسر ہو یہ سب آسان ہے مگر افلاس اور تنگدستی سب سے مشکل تر ہے اب یہ سب میرے مشاہدے مین آیا اور یہ کلام تیرا سراسر حکمت پایا **نظم** ز احتیاج تبر در جہان بلائی نیست ❊ بہیچ وجہ تہیدست را بہائی نیست ❊ کسیکہ گشت ولش مبتلاے رنج طمع ❊ بگو بمیر کہ این درد را دوائی نیست ❊ اور اپنے ہمجنس سے کچھ طلب کرنا موت اُس سے ہزار درجہ بہتر ہے بلکہ ہاتھ دہان مار مین کرنا اور اُس سے زہر قاتل اپنے کھانے کو نکال لینا اور شیر گرسنہ کے آگے سے طعمہ لے بھاگنا اور پلنگ خشم آلود سے ہمکاسہ ہونا آسان ہے مگر حاجت ہمجنسون کے آگے لیجانا اور ذلت سوال کی اُٹھانا یہ مشکل ہے جب کہ بات یہانتک پہونچی منھ اُس سے پھیرا مین نے اور سوراخ کی طرف آکر دیکھتا کیا ہون کہ اس نے زر کو ادھر ادھر

مہمان نے باہم قسمت کیا ہی ۔ درزاہد نے حصہ اپنا ایک خریطے مین کر کے زیر بالین رکھا ہی اُسوقت طمع خام پھر محرک ہوئی کہ اگر اس مال سے کچھ بھی دستیاب ہو تو قوت روح اور راحت دل کی عود کرتے ہین اور یارا ور دمساز میری خدمت مین پھر رجوع لاتے ہین اور مجالس بدستور قدیم آراستہ ہوتی ہے اس اندیشہ مین اتنا توقف کیا کہ زاہد سوگیا اسکے بعد آہستہ آہستہ متوجہ بالین زاہد ہوا لیکن مہمان ہوشیار اور پختہ کار زیرے خیال مین بیدار تھا جبکہ مین نزدیک پہونچا اُسنے ایک چوبدستی اس طرح ماری کہ اگر بدن پر پڑتی تو استخوان سرمہ ہوجاتی لیکن وہ ضرب اتنی قریب زمین پر پڑی کہ اُسکے صدمہ سے مین ایسا کوفتہ ہوگیا کہ پاے کشان سوراخ تک بدشواری پہونچا چند ساعت توقف کیا کہ وہ مال سے دور ہوا بار دیگر اُسی طمع پر سوراخ سے باہر آیا اُس مہمان نے کہ کمین گاہ مین تھا پھر ایسی ضرب دی کہ مجروح ہوکر بہزار خرابی سوراخ مین در آیا اور تمام شب اسی جراحت کے رنج مین بسر کی اور خواہش مال و طلب دُنیا سے دل سرد ہوگیا اور بموجب اس بیت کے خیال مین گذرا **بیت**

	نام ہی زیست تندرستی کا		ہی لقب موت ضعف و سستی کا

اور بخوبی دلپر متحقق ہوا کہ بیش آہنگ سب بلاؤن کی طمع ہی جب تک کوئی قطع دانے کی نہ کرے گا گردن اُسکی بستہ دام نہوگی **قطعہ** ای برادر طمع مکن زنہار ÷ آدمی را خراب سازد و خوار ÷ دو سخن بشنو از ہمخواہی ÷ کر شوے از حیات برخوردار ÷ پاے در دامن قناعت کش ÷ طمع از مال مردمان بگذار ÷ تعجب ہی اُن شخصون سے کہ راحت بہت سے مال مین سمجھتے ہین یہ نہین جانتے ہین کہ تھوڑے مال مین بہت آرام ہی اور افسوس ان لوگون کے حال پر ہی کہ توانگری مال کے جمع کرنے مین تصور کرتے ہین اور اتنا نہین غور کرتے ہین کہ ترک کرنے مین دنیا کے انسان پایۂ بلند کو پہونچتا ہی **بیت** عزت آن یافت کہ برکند دل از مہر جہان ÷ راحت آن دید کہ او دست طمع باز کشید ÷ القصہ اس حادثے سے ایسا افسردہ دل ہوا کہ نہال طمع گلشن دل سے اکھاڑ ڈالا شاخسار رضاے پروردگار سے

میوہ قناعت دست تصور مین لے کر قضاے ایزدی پر راضی ہوا ہین اور عنایت پروردگار
سے یہ فائدہ ہوا کہ دنیا نے اس ماجرے کے ضمن مین اپنے خصائص اور معائب
سے مجکو مطلع کیا اگر دیدۂ عقل رشد حرص سے نابینا نہو تو بخوبی ظاہر ہی کہ کون وتنخانہ تھا
کہ وہ مسکن گرگ وشغال کا نہوا اور کون سا قصر بلند تھا کہ سیلاب فنا نے جڑ سے کھود
نہ ڈالا اور کسے اُٹھایا کہ نہ گرایا اور کس کے ساتھ محبت کی کہ اُسکا لہو نہ پیا اور کس کے
مُنھ پر دروازہ دولت نے کھولا کہ پھر بند نہ کیا اور اُسکو ہزار رنج ومحن مین نہ ڈالا قطعہ
زنی ناحفاظ ست دنیاے دون ✤ کہ ہرگز از و شوہرے برنخورد ✤ کہ برپایۂ تخت او پا نہادہ
کہ از دست او تیغ بر سر نخورد ✤ پس ایسی بیوفا کے واسطے رنج اُٹھانا اور بود و نابود اور
زیان وسود پر ایسی کے غم وغصہ کھانا سراپا جہل ونادانی ہی اس کے بعد خانہ زاہد سے
صحرا کی طرف روانہ ہوا اور اُس جگہ کو کہ دیکھا تو نے مسکن اختیار کیا مین نے اسکے بعد
وہ کبوتر کہ مجھ سے دوستی رکھتا تھا جو خدمتگزاری اُسکی کہ مجھ سے ہوسکی عمل مین لایا
تو نے بواوید آشنائی میری اور کبوتر کے طرح دوستی کی بنا ڈالی ہرچند عذر کیا مین نے کہ دوستی
میری اور تیری دور از عقل اور خلاف راے حکما کے ہی اور مثال مدعی سُست اور
گواہ چست گذرانی مین نے کہ دوستی موش وزاغ کی عقل سے دور ہی لاکن اصرار تیرا
کم نہوا اور نوبت زاری کی حد سے گذری اور مجھ سے مروت شکنی نہ ہوسکی متوکلا علی اللہ
دل مین کہا مین نے کہ بیش ازین نیست کہ زاغ اگر بدعہدی کرے گا اور مجھے ہلاک کریگا
پس ایک دن مرنا مقرر ہی سو وہ بھی سواے تعین روز اجل کے کسی کی جرائت نہو سکے گی
کہ ہلاک کر سکے فلہذا جو کچھ تو نے کہا مین نے بدل قبول کیا بعد عہد ومیثاق کے تو نے بیان کیا
کہ سنگ پشت میرا دوست ایسا اور ایسا ہی یعنی یہانتک محامد ؤ فضائل بیان کیے کہ ترک
مسکن کو راحت سمجھا مین جبکہ سنگ پشت سے ملاقات ہوئی ہزار چند تیرے بیان سے
زیادہ پایا الحمد للہ کہ میری محنت بجا ہوئی اور احسان ترا کس زبان سے

اوا کرون کہ تیری بدولت ایسی راحت بے پایان کو پہونچا ہین کہ دنیا مین کوئی
شادی دوستون کی مجالست کے مانند نہین ہی اور کوئی غم ہمدمون کے غم فراق کے
برابر نہین ہوسکتا ہی یہ ہی سرگذشت میری کہ جو بیان مین آئی اب تمھارے جوار مین
آیا ہون یقین ہی کہ تمھاری صیقل لطف سے میرے آئینۂ دل کا زنگ باقی نہ رہے
سنگ پشت نے جب کہ یہ حکایت استماع کی بساط ملاطفت کو بچھا کے طرح ملایمت کی
آغاز کی اور کہا کون سی سعادت تیرے شرف مجاورت سے موازنہ کرون اور کونسی
مسرت تیری بہجت ملازمت کے مقابل کی جاے جیسا کہ تو اس ناچیز کی دوستی سے خوش
ہی زیادہ اس سے ہزار چند مین تیری ملاقات سے افتخار کرتا ہون جب تک میرا چراغ حیات
صدمۂ ہادم اللذات سے گل نہوگا پروانہ دار تیری شمع جمال پر تصدق رہونگا اور یہ حکایت
کہ بیان فرمائی تو نے اس کے ضمن مین ہزارون پند اور نکات فوائد آمیز مندرج ہین
ایک فائدہ جلیل اسمین یہ ہی کہ تدبیر متاع دنیا اُس قدر کرے کہ دست حاجت ابناے جنس
کے روبرو دراز نہو زیادہ اس سے فکر کرنا بیہودگی ہی اور اگر زیادہ ضرورت سے ہوس
کریگا بادیۂ ضلالت مین سرگردان ہوگا اور اُسے وہ پہونچے گا جو اُس گربہ حریص کو
پہونچا موش نے پوچھا کہ قصہ اُسکا کیونکر ہی **حکایت** سنگ پشت نے کہا کہ کہتے
ہین ایک شخص نے بلی پالی تھی اس قدر گوشت کہ غلبہ گرسنگی فرد ہوجاتا تھا راتب اُسکا
مقرر کردیا تھا سو بجالاتا تھا مگر اُسکو غلبۂ اشتہا و حرص سے قناعت نہ تھی تلاش سے
ہاتھ کوتاہ نہ کرتی تھی ایکدن کسی کبوترخانے مین گذر ہوا کبوترون کی صداے دلآویز
سے گربہ ازخود رفتہ ہوگئی اور آپ کو اُس برج یعنی ÷ کھوہ مین ڈالدیا کبوترون کے
نگہبان نے اُسے گرفتار کر کے مار ڈالا اور پوست اُسکا تن سے جدا کر کے اور بھس بھر کے
کبوترخانہ کے دروازے پر لٹکا دیا اتفاقاً ایک گربہ اس طرف سے گذرا دیکھا کہ گربۂ حریص
کا یہ حال ہی کہا کہ ای حریص بے خبر اگر اس قدر گوشت پر قناعت کرتی تو پوست گوشت سے

کیون جدا ہوتا اس مثل کا فائدہ یہ ہی کہ اُسکے بعد جو اللہ تعالی قوت بقدر سد رمق عطا فرمائے اور ایسا سوراخ کہ گرما اور سرما کو کفایت کرے اور خوف دشمن سے امین رکھے اب اسپر قناعت کر اور جو مال کہ ضائع ہوا ہو زنہار غم اسکا نہ کر بیت غم دنیا مخور کہ بیہوده است ؛ ہیچکس در جہان بیاسوده است ؛ اور ہر کسی کا شرف کمال سے ہی نہ مال سے جو شخص کہ ہنر سے آراستہ ہی اگرچہ تھوڑی بضاعت رکھتا ہو پر ہر جگہہ عزیز و مکرم ہوگا شیر اگرچہ بستہ زنجیر ہو پر اُسکی مہابت کم نہین ہوتی ہی اور توانگر بے ہنر ہمیشہ ذلیل اور بیقدر سگ کے مانند ہی ہر چند طوق اور خلخال سے زینت دیجاے ہر کسی کی نظر مین ناپاک اور بیقدار ہی اب فکر کربت و غربت دل سے دور کر اور ہجرت مسکن و وطن کا خیال دل مین نہ لا کہ عاقل جہان جائیگا ہر کسی کے دل مین گھر بنائیگا اور جاہل بے ہنر اگرچہ وطن مین ہی بدتر غربت سے ہی کہ کسی کو التفات اُسپر نہوگا اور مال دنیا سخت بے اعتبار ہی کہ آنا اور جانا اُسکا دونون صورتون سے عقلا کی نظر مین اعتبار نہین رکھتا ہی حکمانے لکھا ہی کہ چھ چیزون سے امید بقا اور توقع ثبات کی نہ رکھا چاہیے پہلے سایہ کہ چشم زدن مین اپنی جگہ سے گذر جاتا ہی دوسرے دوستی غرض کی کہ تھوڑے سے سبب مین زائل ہو جاتی ہی تیسرے دوستی عورت کی کہ اندک باعث مین بدتر دشمن سے بنجاتی ہی چوتھے جمال خوبصورت کا کہ ذرا سے عارضے مین متغیر ہو جاتا ہی پانچوین ستایش دروغگو کی کہ مطلق فروغ نہین رکھتی چھٹے مال و دولت دنیا انجام اسکا بے ثبات ہی اور کبھی اپنے خداوند سے طریق وفا پایان کار کو نہین پہونچاتی ہی عاقل وہ ہی کہ حصول مال دنیا پر چندان خوش نہو اور جانے پر مطلق غم نہ کرے کہ اہل بصیرت کے نزدیک تمام متاع دنیا برگ کاہ سے کمتر نظر آتا ہی بس ایسے بے مقدور کی طلب مین عمر عزیز کو برباد کرنا محض بیخبری ہی بلکہ ہمت اپنی نقد قناعت پر صرف کرے اور تحصیل اسباب آزادی مین سعی تمام بجالائے اور متاع دنیاے دون کو بیقدر جانے اور حاصل ہونا اور فوت ہو جانا ان دونون صورتون کو ایک بازی طفلانہ سمجھے بموجب قطعہ گر جہانے ز دست تو برود ؛ مخور اندوه آن کہ چیزی نیست ؛ عالمے نیز اگر

بدست آید ؛ ہم مشو شاد مان کہ چیزے نیست ؛ اور فی الحقیقت اپنا مال وہی ہی کہ اپنے
جانے سے پہلے اُس جہان کو بہونچ رہے اور متاع اپنی اُسے جانے کہ عالم آخرت مین ذخیرہ ہو رہے
بلکہ کردار نیک اور گفتار پسندیدہ وہ مال ہی کہ نہ فانی ہوتا ہی اور نہ کوئی اُسے چھین سکتا ہی اور
حوادث روزگار اور گردش لیل و نہار کو اُسمین تصرف نہین ہوتا ہی اور مال دُنیا ایک طرف
بلکہ حیات دُنیا کا بھی یہی حال ہی کہ یک ناگاہ پیک اجل وارد ہوتا ہی اور اسوقت فرصت
دم لینے کی نہین دیتا ہی تا خبر گیری مال و منال چہ رسد چنانچہ اسی مضمون کے حسب حال گویانے
کہا ہی شعر زبان چاہتی ہی گویا آج کچھ ذکر خدا کرلے ؛ اجل آئی تو پھر ہرگز نہ دیگی بات کی
فرصت ؛ اور حال اس سریع الزوال کا یہ ہی کہ یا تھوڑے سبب سے خود فوت ہوجاتا ہی
یا اند کے درنگ ہو تو خود صاحب مال ہلاک ہوتا ہی اور بہ مجرد دم نکلنے کے اور مالک ہوجاتا ہی
پس ایسے بیوفا سے دل لگانا زیادہ اس سے ابلہی نہین ہی واے اُن لوگون پہ جو اسکے مبتلا
ہین اور خوش حال اُنھون کا کہ جنھون نے اُسکو بیقدر جان کے پشت پا ماری ہی ہر بندہ خدا
کو چاہیے کہ ہوشیار ہو جاے اور شیطان کے فریب سے عمر عزیز کو بچاے لمؤلفہ بیت
فرصت نہین کہ غنچہ منقار کھل سکے ؛ ہون عندلیب کس چمن بے ثبات کا ؛ اگرچہ تو میری
نصیحت سے بے نیاز ہی اور منافع اور مضار اپنے خوب پہچانتا ہی لیکن مین نے چاہا کہ مین
بھی حق دوستی اپنی عقل ناقص کے موافق ادا کرون آج سے تو میرا دوست اور برادر ہی
جو کچھ ہوا سا اور مدارا میرے امکان مین ہی اسمین راضی بقصور نہونگا اگر بہ فرض محال
تیری طرف سے بے التفاتی بھی ظہور کریگی پر ادھر سے سواے اخلاص اور بات نہوگی اور
اگر تو ترک میرا اختیار کریگا پر مین تجھ سے کنارہ نہ کرونگا حتی کہ تو دلشکنی بھی میری کرے گا
پر مین عہد شکنی ہرگز نہ کرونگا جب کہ سنگ پشت نے یہ باتین تمام کین زاغ نے ملاطفت
سنگ پشت کی موش کے حق مین سُنی خوش ہوا اور کہا کہ اے برادر مجھے خوش کیا تو نے خدا
تجھ سے خوش ہو سچ ہی کہ تجھ سے بہتر اس زمانے مین دوست یکرنگ پیدا نہ ہوگا اخبار مین

آیا ہی کہ ایک شخص دوست رکھتا تھا ایک شب اس دوست کے دروازے پر آیا اور
آواز دی اُس بزرگ نے قیاس کیا اِس وقت کا آنا بے سبب نہین ہی فکر دور دراز مین
پڑا بعد تامل بسیار ایک توڑا درہم کا ہاتھ مین لیا اور شمشیر حمائل کی اور کنیز حسینہ سے
کہا کہ شمع ہاتھ مین لے کے آگے چل جب کہ دروازہ کھولا معانقہ کیا اور کہا کہ اے دوست تیرا آنا
اس شب تاریک مین تین صورت پر میرے خیال مین آتا ہی ایک یہ کہ احتیاج مال کی کچھ
ہوئی ہی یا دشمن جانی نے غلبہ کیا ہی یا تنہائی ملال کا باعث ہوئی ہی اس لیے مین تینون
چیزین مہیا کر کے حاضر ہوا ہون اگر حاجت مال کی ہی تو یہ توڑا حاضر ہی اگر اور مدد چاہتا
ہی تو بندہ مع شمشیر آبدار موجود ہی اور اگر خادمہ کی حاجت ہی تو کنیز خوش رو روبرو ہی
بیت جو ہو فرمان ترا تابع فرمان ہون مین ٭ ہدیہ مقبول ہو تو بندۂ احسان ہون مین ٭
دوست نے عذر کیا کہ ہرگز کوئی حاجت نہین ہی فقط تیرا اشتیاق لایا ہی اسکے بعد استحکام محبت
نے ایک سے ہزار درجہ پر ترقی پائی مرد کریم اگر گرداب حوادث مین گرفتار ہو تو بجز سخاوت
اور ارباب کرم کے کوئی اُسکا دستگیر نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ ہاتھی دلدل مین پھنس جائے تو
ہاتھیون کے بغیر کوئی اسے نکال نہین سکتا ہی شاید موش کی جانب سے تجھے رنج بھی پہونچے تو بھی
دل تنگ نہین ہونا کہ عاقل ہمیشہ عالی ہمتی کو کام فرماتے ہین بلکہ بدی کا عوض بھی نیکی سے کرتے
ہین اور ذکر جمیل اُنھین لوگون کا زمانہ دراز تک باقی رہتا ہی **بیت** دنیا مین ہی جسکا نام زندہ
لاریب وہ ہی مدام زندہ ٭ اور جسکی دولت مین کہ محتاج شریک نہ ہون کریمون کے زمرے مین
شمار نہ کیا جائیگا اور جسکی زندگانی کہ بدنامی مین بسر ہو وہ زندہ نہین ہی بلکہ بدتر از مردہ ہی
بقول سعدی علیہ الرحمۃ **بیت** سعدیا مرد نکونام نمیرد ہرگز ٭ مردہ آنست کہ نامش
بنکوئی نبرند ٭ زاغ سنگ پشت کے ساتھ اس گفتگو مین تھا کہ ایک آہو دور سے نمودار ہوا
اور کمال جلدی سے دوڑتا آتا تھا گمان یہ ہوا کہ کوئی شکاری درپے ہی سنگ پشت نے
اس اندیشے سے پانی مین جست کی اور زاغ درخت پر جا بیٹھا اور موش سوراخ مین در آیا آہو

ایکبار قریب پانی کے آکے نزار کھڑا ہوا اور زاغ ہر جانب کو نظر کرتا کون اُس آہو کے پیچھے
آتا ہی جبکہ کوئی نظر نہ پڑا زاغ نے آواز دی کچھوا پانی سے اور چوہا سوراخ سے باہر آیا سنگ پشت
نے دیکھا کہ آہو بچہ اس پانی کو دیکھتا ہی مگر پیتا نہین ہی سنگ پشت نے آہو کی تسلی کی یہ جگہ
خوف کی نہین ہی اگر تشنگی ہی تو پانی پی اگر کچھ حادثہ ہی تو بیان کر اور اتنا مضطر نہ ہو آہو نے
کہا کہ اکثر کماندار میری فکر مین رہتے ہین اس لیے اندک شبہے سے کبھی مین دور بھاگ جایا کرتا
ہون آج ایک بڈھا میرے لیے بہت تدبیرین کر رہا تھا اُسکا خوف از بس غلبہ لایا سمجھا مین
کہ یہ کسی حیلے سے ضرور گرفتار کرے گا اس اضطراب سے بھاگ کے یہان تک پہونچا ہون
کچھوے نے کہا کہ اب ہرگز اندیشہ نہ کر کہ یہان ہرگز صیاد کا گذر نہین ہو سکتا ہی بلکہ تیرا دل
چاہے تو ہماری صحبت قبول فرمائے اپنے دائرۂ دوستی مین تجھے بھی داخل کرین کہ ہم تین
شخص ہین چار ہو جائین کہ از زمین تا آسمان کوئی چیز چار رکن کے سوا مضبوط نہین ہوتی ہی
اور اکابر نے بھی فرمایا ہی کہ دوست جس قدر زیادہ ہون ہجوم بلیات کا کمتر ہوتا ہی
اور پسندیدۂ عقلا بھی ہی کہ دوست اگر ہزار ہون کم ہین اور دشمن اگر ایک بھی ہو تو
بہت جانے **بیت** دوستی را ہزار کس شاید دشمنی را یکے بود بسیار ✡ اس کے بعد
موش اور زاغ بھی کلمات ملائم سے پیش آئے آہو نے دیکھا کہ یاران لطیف طبع اور
مصاحبان پاکیزہ خصلت باہم آمیزش دلی رکھتے ہین اُس نے بعد مواثیق دلخواہ اُسی
مرغزار مین قرار پکڑا یارون نے آہو کو نصیحت کی کہ اس چراگاہ سے قدم باہر نہ رکھنا اور
اس چشمے کے سوا کہ جگہ امن و امان کی ہی دور کا ارادہ نکرنا آہو نے قبول کیا اور بتاکید بسر اوقات
بسر کرتے تھے ایک روز موافق عادت ہر روزہ کے سب یکجا ہوئے آہو کو نہ دیکھا بعد انتظار
بسیار ان تینون کو اضطرار ہوا زاغ سے التماس کیا کہ تو جلد پرواز کر کے خبر لے کہ آہو کو کیا حادثہ پیش
آیا اور کدھر گیا زاغ تھوڑے عرصے مین خبر لایا کہ آہو اسیر دام صیاد ہوا سنگ پشت نے موش سے
کہا کہ اس حادثے مین تیرے سوا مشکل کشائی آہو کی کوئی نہین کر سکتا ہی جلدی کر کہ وقت ہاتھ سے

نہ جائے موش زاغ کی راہبری سے آہو تک پہونچا اور کہا کہ ای برادر کیا پیش آیا کہ تجھسا عاقل اس بلا مین گرفتار ہوا آہو نے کہا کہ تقدیر الٰہی کے مقابلے مین تدبیر کیا کام آتی ہی موش نے کہا کہ سچ ہی اسکے بعد جلد جلد پھندے جال کے کاٹنے لگا اس عرصے مین سنگ پشت بھی قلق صحبت سے کشان کشان آہو تک پہونچا اور دل کا کلال و ملال بیان کیا آہو نے کہا ای یار تیرا آنا اس مقام پر میرے حادثے سے بھی دشوار تر ہی کہ اگر موش بند میرے کاٹے اور صیاد آ پہونچے تو جست کر کے بھاگ سکتا ہون اور زاغ پرواز کریگا اور موش سوراخ مین در آیگا مگر تجھے نہ دست مقاومت اور نہ نیروی ستیز اور نہ سر مخالفت اور نہ پاے گریز یہ کیا کیا تو نے اور کیون ہماری حیرانی دو بالا کی سنگ پشت نے کہا کہ کیونکر نہ آتا اور میدان محبت مین پھر کس طرح قدم رکھتا ام محبت مین مجبور ہون اور اگر تجھ سے یار کے واسطے جان بھی جائے خوش ہون کہ میرا نام وفادارون مین لکھا جائیگا اب شکر کی جا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے تیری نجات کا سبب پیدا کیا قریب ہی کہ تو اس بلا سے فراغت پاے اور ساتھ یاران ہمدم کے اپنی منزل کو معاودت کرے سخن ناتمام تھا کہ صیاد نمودار ہوا اگر موش سب بند کاٹ چکا تھا کہ آہو نے جست کی اور زاغ اڑا اور موش ایک سوراخ مین جا چھپا مگر سنگ پشت اُسی جگہ رہگیا کہ صیاد قریب دام کے آ پہونچا افسوس کرتا تھا اور چپ و راست دیکھتا تھا کہ یہ بند کس نے کاٹے کہ نظر سنگ پشت پر پڑی باوجود کہ حمیت صیادی کے خلاف ہی اُسی وقت سنگ پشت کو پکڑ کے توبڑے مین بند کیا اور پشت پر رکھ کے راہ شہر کی لی اُس کے جانے کے بعد یہ تینون جمع ہوے معلوم ہوا کہ سنگ پشت کو باندھ کر لے گیا نہایت اندوہ مین مبتلا ہوے اور نالہ و فریاد کرتے تھے زاغ نے کہا کہ اس نالے اور زاری سے سنگ پشت کے واسطے کچھ فائدہ نہ ہوگا تدبیر صائب کرنی چاہیے کہ اسکی نجات کی صورت ظہور مین آئے بزرگون نے کہا ہی کہ امتحان چار گروہ کا چار جگہہ پر ہوتا ہی حال اہل شجاعت کا جنگ کے وقت کھلتا ہی اور اہل امانت داد و ستد کے وقت پہچانا جاتا ہی اور مہر و وفا زن و فرزند کی

تنگدستی کے وقت اور حقیقت دوستون کی نکبت اور مشقت مین معلوم ہوتی ہو موش نے کہا کہ اے آہو ایک حیلہ میرے خیال مین گذرا ہو کہ تو صیاد کے نزدیک جاکے اس طرح لنگ کرتا ہوا زار وضعیف بن کے آگے آگے چل کہ وہ سمجھے یہ مجروح ہو اور زاغ تیری پشت پر آواز دے جیسا کہ زخمیون سے زاغ کرتے ہین جب کہ صیاد کی آنکھ تجھ پر پڑیگی مقرر سمجھے گا یہ زخمی ہو وہ پشتارہ سنگ پشت کا رکھ کے تیرا تعاقب کریگا جب کہ نزدیک آپہونچے اُس وقت لنگ کرتا ہوا اس طرح آہستہ چل کہ وہ تجھ تک نہ پہونچے اور اتنا بھی نہ بھاگ کہ ناامید ہو جاے یون ہی تیرے تعاقب مین وہ دور نکل جائیگا اس عرصے مین اگر اللہ نے چاہا تو مین بند توبڑے کے کاٹ کے بنگ پشت کو کسی غار مین لے چھپونگا سب نے راے صواب اندیش پر موش کی آفرین کی اور آہو اور زاغ اسی نوع سے کہ بات مقرر ہو چکی تھی صیاد کو نمودار ہوے صیاد خام طبع کو یقین ہوا کہ آہو زخمی ہو جو زاغ اسکے گرد ہو رہا ہو یہ بدلا میرے آہوے گم گشتہ کا حاصل ہوا توبڑا سنگ پشت کا دوش سے اُتار کے زمین پر رکھا اور تعاقب مین آہو کے چلا موش فی الحال توبڑے کے بند کاٹ کے سنگ پشت کو لے بھاگا اور ایک امن گاہ تک جا پہونچا جب کہ عرصہ بہت ہوا اور صیاد گرفتاری آہو سے مایوس ہوا توبڑے کی طرف پھر آیا ان توبڑا کٹا پایا اور نشان سنگ پشت کا بھی نہ ملا متحیر اور سرگردان تھا کہ اول آہو کے بند دام کٹے پائے پھر آہو مجروح اسطرح ہاتھ نہ آئے اور پھر توبڑا کاٹ کے سنگ پشت بھاگ جائے یہ بات اسرار سے خالی نہین ہو غالبًا یہ زمین جنات اور پریون کا مسکن ہو یہان سے بھاگا چاہیے وہی توبڑا کٹا اور جال پھٹا بغل مین داب کے بھاگا اور یہ دعا کرتا تھا کہ الٰہی اگر اب اس سے تو بچا دے تو پھر اس میدان کے شکار کا حوصلہ نہ کرونگا بلکہ اور صیادون کو دوستانہ منع کرونگا کہ کبھی شکار اس میدان کا نہ کرین جب کہ صیاد اپنے مکان پر پہونچا اور یار و آشنا جمع ہوے یہ حکایت سب سے کہی اور حد سے زیادہ مبالغہ کیا

کہ کوئی اس طرف کو نجائے یہ منشا اتفاق کا تھا کہ آہو اور سنگ پشت یون
بچ گئے اور آیندہ کو صیاد ادھر کے آنے سے باز رہے **قطعہ** رشتہ تا یکتاست آن
راز ورا لے بگسلد ٭ چون دو تا شد عاجز آید از گسستن زال زر ٭ گل کہ تنہا بوئی
آخر خشک گرد و زود باغ ٭ ور شکر تنہا خوری ہم گرم گرداند جگر ٭ زین دو تنہا ہیچ قوت
یابد اندر جان و دل ٭ قوت جان را و دل را گلشکر بہ گلشکر ٭ یہ ہی حکایت موافقت
دوستان باوفا کی اور داستان معاضدت ہمنشینان باصفا اور صدق و مودت
ایام دولت و نکبت اور رعایت محبت ہنگام راحت و محنت اور ادائے حقوق
صحبت ہنگام نعمت و شدت کی اور جن لوگون مین کہ نوائب ایام و حوادث زمانہ
مین اخلاص تمام سے دلبستگی رہی اُنھون نے برکت اور امداد یکدیگر سے ورطہ ہلاکت
سے خلاصی پائی ہی اور اُسکے بعد فراغ خاطر سے مسند معاشرت پر خوش حالی تمام
سے تمام عمر متمکن رہے ہین خردمند کو چاہیے کہ نور عقل اور صفائے فکر سے اس حکایت
مین تامل کرے اور نکات اور باریکیان اُسکی دیدۂ دل سے دیکھے کہ جانوران ضعیف
رائے کو ان کامون سے کیا ثمرات پسندیدہ اور نتائج برگزیدہ حاصل ہوے ہین اور
انسان کہ اشرف المخلوقات ہی اگر اپنا سینہ بے کینہ کرکے باہم اتفاق کرین بھلائیان
کس درجہ ظہور کرین اور اساس محبت کو اگر اس قانون سے مضبوط رکھین اور صفائے
باطن سے انجام تک پہونچائین تو کیونکر فوائد کل سے برخورداری نپائین **مثنوی**

صحبت آن کن کہ بصدق و صفاست	دامن او گیر کہ اہل وفاست
میل کسے کن کہ وفا یت کند	جان سپر تیر بلا یت کند

باب چوتھا ملاحظہ کرنے مین احوال پر دشمنون کے اور نڈر نہ رہنے مین اُنکے مکر و حیلے سے

ف زال بکسر لام باضافت ہر دو رستم یا باعتبار سرخی چہرہ و سپیدی مو ۱۲

ف گلشکر یعنی گلقند سعدی گوید ع در زمان خشک و پژمردہ گلشکر سود ۱۲

ف معاضدت ہمدیگر را مدد دادن ۱۲ ف نوائب جمع نائبہ بمعنی بلا ۱۲

رائے نے برہمن سے کہا کہ داستان دوستان صادق اور مصاحبان موافق کی شنی مین نے
اور یہ نتیجہ اُنکے اتفاق اور یکجہتی کا معلوم ہوا **بیت** ہر کہ را یار وفادار بود غم نبود
ہر کہ را یار بناشد دل خرم نبود + موافق اس کے مؤلف کہتا ہی **بیت** بن ترے
فردوس مین بھی دل مرا خرم نہین + نخل طوبیٰ نخل ماتم سے مجھے کچھ کم نہین + اب امید
یہ ہی کہ ازراہ عنایت مثال دشمن کی بھی فرمائیے کہ اسکے فریب سے کس طرح اجتناب
کرے اور اُسکی تواضع اور تضرع پر کیا کرے کہ مضمون چوتھی وصیت کا یہ ہی کہ عاقل
دوراندیش دشمن پر اعتماد ہرگز نہ کرے کہ کسی طرح دشمن اصلی دوست نہین ہوتا ہی
بموجب **بیت** ز دشمن دوستی کردن چنان است + کہ یکجا جمع کردن آب و آتش +
حکیم بیدپا نے فرمایا کہ خردمند کو لازم ہی کہ کلام دشمن پر کبھی التفات نہ کرے اور اُسکی متاع
نفاق آلود کو ہرگز خرید نہ کرے کہ دشمن دانا اپنی صلاح کے واسطے کمال لطف سے مطلب
ظاہر کرتا ہی اور ظاہر کو بخلاف باطن آراستہ بناتا ہی اور اس حیلے کے ضمن مین فکرہاے
دور دراز مدنظر رکھتا ہی پس عاقل دوربین کو چاہیے کہ جس قدر دشمن سے تلطف اور
مدارا دیکھے زیادہ تر بدگمانی اور خویشتن داری مین مبالغہ کرے اور ہرچند دشمن قدیم
ملایمت آگے بڑھائے وہ دامن موافقت کو کوتاہ کرے اگر اندکے غافل ہو جائیگا تو دشمن
ہمیشہ مترصد قابو اور وقت کا رہتا ہی یقین ہی کہ تیر تدبیر ہدف مراد کو پہونچائے اُسوقت
ندامت اور تدارک سے فائدہ نہوگا اور اُسے وہ پہونچے گا کہ جو زاغ سے بوم کو پہونچا
دابشلیم نے پوچھا کہ یہ حکایت کس طرح پر ہی **حکایت زاغ و بوم** برہمن نے کہا کہتے ہین کہ
ایک ولایت مین ایک کوہ تھا ازبس مرتفع اور باغبان حکمت نے اُسپر ایک ایسا درخت
بلند پیدا کیا تھا کہ اُسپر ہزار زاغ کے آشیانے تھے ان مین پیروز نامے زاغ بادشاہ اُن
سب زاغون کا تھا ایک شب بومونکا بادشاہ عداوت قدیم کے سبب سے شبخون اس
گروہ پر لایا اور اس شب تار مین خرمن حیات زاغون سیہ کردار کا آتش کارزار سے

جلا دیا اور مظفر و منصور اور خرم و مسرور اپنی قرار گاہ کو پھر گیا دوسرے دن غراب سیاہ
بال شب نے جبکہ مُنہ آستانہ مغرب کو کیا اور خیل ستارگان مانند زمرۂ بومان گوشۂ خلوت
مین متواری ہوا اور اختر عالم افروز نے تیغ درخشندہ نیام مشرق سے کھینچی پیروز نے لشکر
بقیۃ السیف کو جمع کیا اور حکایت لشکر بوم درمیان مین لاکے کہا کہ شبخون اور دلیری
بومون کی دیکھی تم نے اس سے بھی زیادہ اُنکی جرأت اور دلیری ہی اور جیسا کہ یہ قوم زاغون
کی ایذا رسانی مین جرأت رکھتی ہی محتاج بیان کی نہین ہی اور اب تو یہ ہمارے ماوا اور مسکن
اور حرب اور ضرب سے خوب مطلع ہوگئے اور اس فتحیابی نے اور بھی ان کی دلیری کر دی
غالب ہی کہ پھر جلد وہ ہمارا قصد کرین اور پہلے سے بھی دست برد پر کار ظہور مین لائین
اور یقین ہی کہ ابکی بار ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑین اس کام مین تامل کرو اور
غور تمام سے کچھ ایسی تدبیر بروے کار لاؤ کہ دفع دشمن اُس سے متصور ہو والا موجب
بیت کے دیکھوگے جو کچھ کہ دیکھوگے **بیت** آج کر تدبیر دشمن تا نہو دشوار کل +
گربہ کشتن روز اول ہی مثل اُستاد کی + جبکہ پیروز نے یہ بات تمام کی پانچ زاغ جوان
کہ سب زاغون سے عقل و حکمت اور فراست و مصلحت مین برگزیدہ تھے آگے بڑھے
اور بعد ادائے دعا شاہانہ عرض کیا کہ جو کچھ کہ بادشاہ نے فرمایا سراپا حکمت ہی اور اسرار
بسیار اُسمین مندرج ہین لیکن بغیر خوب سمجھے ہم کیا عرض کرین بادشاہ نے کہا کہ مجھے
تمھاری رائے پر ہمیشہ سے اعتماد ہی اور آج دن امتحان کا ہی جو جواہر کہ درج ضمیر مین
ذخیرہ رکھتے ہو رشتہ بیان مین کھینچو اور جو نقد کہ دار الضرب خاطر مین جمع ہی سکۂ خانہ
امتحان سے بازار ظہور مین لاؤ زاغون نے زبان ثنا کھولی اور یہ اشعار مؤلف کے
پڑھے **اشعار** الٰہی تا رہے گلزار خلد و باغ جنان + چمن مین پھرتی رہے جب تلک
نسیم بہار + شہا بہ حشمت و اقبال و شوکت و اجلال + ترا مدام رہے تخت و تاج
جاہ و وقار + رائے عالی اصابت مین جو کچھ تجویز کریگی وہی بہتر ہوگا اور جو کچھ کہ ہم عرض کرینگے

زیادہ اس سے خاطر خداوندی پر روشن ہوگا اور کیا چیز ہی کہ ہم جانتے ہون گے
ہزار چند زیادہ اُس سے فوج دانش شہنشاہی پر مرتسم نہوگا لاکن بحکم المامور معذور جو کچھ
ارشاد ہوا بقدر وسعت عقل ناقص کے عرض کیا جائیگا بادشاہ نے اُن مین سے ایک سے
کہا چارہ دفع دشمن کیا ہو اُس نے کہا کہ ای بادشاہ عقلاے سلف اس طرح کے کام کے
حیلے یون فرماتے تھے کہ جب مقابلہ دشمن قوی سے عاجز آتے تھے تو مولد و مسکن سے فرار کرکے
ترک ملک و مال اختیار کرتے تھے کس لیے کہ جنگ مین خطر عظیم ہی خصوصاً اُس دشمن سے کہ
مالش معقول دے چکا ہو پس ایسے دشمن سے کہ حرب و ضرب جسکی اپنی فوج کے دلون پر اثر کر گئی ہو
اس سے ارادہ محاربے کا کرنا گذرگاہ سیل پر خوابگاہ بنانا ہی بموجب بیت کے **بیت**
جو غالب ہو چکا ہو لڑ نہ اُس سے ٭ مثل سچ ہی زدہ را ایستوان زد ٭ بادشاہ نے مُنھ دوسری
طرف پھیرا اور کہا کہ تو کیا اس کام مین مصلحت دیتا ہی اُس نے عرض کیا جو کچھ وزیر سابق نے
کہا میری راے اُس کے خلاف ہی کیونکہ اول حملہ دشمن مین مولد و مسکن چھوڑنا ارباب خرد
کے نزدیک موجب بے ناموسی اور باعث بے ہمتی ہی شیر مردون کو اندک زخم مین از جا رفتہ
ہونا کمال بے ننگی ہی بہتر یہ ہی کہ ہم استعداد حرب کی شوکت تمام سے پیدا کرین اور جنگ معقول
بروے کار لائین دیکھیین کہ زمانہ کس سے بازی کرتا ہی اور کسے خواری مین ڈالتا ہی ای
شہریار بادشاہ کامگار تب عروس مملکت کو زیب کنار کرے گا کہ پہلے بوسہ دم تیغ آبدار
کا لے گا **بیت** عروس ملک کسے در بغل بگیرد تنگ ٭ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ٭
اور اُس وقت ساغر راحت لب مراد شہنشاہ کو پہونچے گا کہ پیمانہ تمناے دشمن کو
سنگ ظفر سے توڑ ڈالے گا اور نمک خواران قدیم پر واجب ہی کہ پاے استقلال ایسا
مضبوط معرکۂ دشمن مین گاڑین کہ چہرۂ نصرت میدان غبار سے نظر امیدبین نمایان
ہو اور سلاطین نامدار پر لازم ہی کہ روز جنگ اور وقت نام و ننگ کے عواقب
امور پر التفات نہ کرین بلکہ ہنگام نبرد جان و مال کو بے قدر سمجھین بادشاہ نے

سُنکر تیسرے کی طرف کیا کہ تیری راے کیا اقتضا کرتی ہو اُس نے عرض کیا کہ میری راے یہ ہو کہ جاسوسان عاقل اخبار دشمن کے واسطے مقرر کیے جائین تا حال اور مصلحت اُنکی ہر دم دریافت ہوتی رہے اگر باج وخراج لینے پر راضی ہون اور صلح قبول کرین تو ہم بھی صلح کرین اور بقدر مقدور خراج و باج دیکر وطن مالوف مین پڑے رہین تا آفت شبخون اور محنت جنگ سے امان پائین کیونکہ جب غلبہ دشمن رعیت وسپاہ کے دل مین ہتمکن ہو جاے اور معرض تفرقہ وہلاکت مین سب گرفتار ہو جائین اُس جگہ سواے مکر وحیلہ کے کار برآری دشمن سے دشوار ہو اس حال کے وقوع کے بعد کہ جو مذکور ہو چکا ارادہ جنگ کا دشمن قوی سے دوراز دانشمندی ہو بموجب **مصرعہ** زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز * بادشاہ نے وزیر چارم سے کہا کہ تو کیا کہتا ہو اُس نے کہا کہ ای شہریار میرے نزدیک ترک ملک ومال اس سے بہتر ہے کہ وہ شخص کہ ہمارے زیردست تھے اُن سے التجا کرنا اور خراج کا حرف زبان پر لانا اور اُن سے ملتجی ہونا اور بے ناموسی گوارا کرنا بدتر از مرگ ہو اور اگر خراج پر وہ راضی نہ ہون یا اس قدر طلب کرین کہ ہم سے نہو سکے تو بجز ذلت کے کیا حاصل ہوگا اس سے جنگ ہزار بار اولے ہو **بیت** مردہ بودن بزیر سنگ اندر * بہ کہ زندہ بزیر سنگ اندر * بادشاہ نے وزیر پنجم سے کہ کارشناس نام رکھتا تھا کہا مجھے تیری راے عالم آراے پر اعتماد کلی ہو بتا کہ جلا وطن اور باج وخراج کون بات پسند کرتا ہو کارشناس نے عرض کیا کہ جلا وطن اور باج وخراج دینا یہ امر تو نہایت ناپسندیدہ ہو اور حالت اضطرار مین جنگ بھی اختیار کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ ہماری لڑائی پر دلیر ہو گئے ہین اور ہمارا لشکر ان کی لڑائی سے زبون ہو چکا ہو اور اُن کی قوت وشوکت آج ہم سے بہت زیادہ ہو حاصل یہ کہ میرے نزدیک بالفعل جنگ مناسب نہین ہو اور اُدھر بھی دانا ہین حتے الوسع جنگ مین تعجیل نہ کرینگے کہ دانا جنگ سے پرہیز کرتے ہین اور سبب اُسکا یہ ہو کہ جنگ

کا نتیجہ قتل نفوس ہی اور وبال اُسکا عند اللہ بہت اور عوض اُسکا ممکن نہین ہی
بادشاہ نے کہا کہ جلا وطن اور صلح نہ کرین اور جنگ بھی نہ کرین اور باج وخراج
بھی نہ دین تو کیا کیا جائیگا کارشناس نے عرض کیا کہ اس کام مین تامل ہو اور
نشیب و فراز اس عقدہ لانحل کا قدم تفکر سے پیمایش کی جاے بادشاہ ہون کو رای صائب
اور تدبیر درست سے وہ کام حاصل ہوتا ہی کہ خزینہ و دفینہ بسیار سے وہ میسر نہین آتا
ہی اور اس کام مین اصل راے بادشاہ کی اور مشورہ وزیرون کا محض واسطے
قوت خرد بادشاہ کے ہی جیسا کہ دریاے کلان کو چشمہ ہاے خرد سے مدد پہونچتی رہتی
ہی اسی طرح راے بادشاہ کو اندک اندک راے زنی سے وزرا کی بعضی بات نئی نکل آتی ہی
نظم اے آفتاب اوج سپہر ہنروری ؛ ہی ذرہ تیرے سامنے خورشید خاوری ؛ نوشیروان
کہ عدل مین مشہور خلق ہی ؛ سیکھا ہی تجھ سے قاعدۂ عدل گستری ؛ لیکن بادشاہ
نے جو مجھے اس مصلحت مین مختار کیا ہی اس لیے خلوت مین ایک بات عرض کرون گا
جیسا کہ بندہ مانع جنگ کا ہی اسی طرح تذلل اور التجا سے بھی کارہ ہی اور قبول خراج
وغیرہ سے بھی سخت عار رکھتا ہی جسمین کہ بزرگ ہمارے ننگ کرتے تھے اُسمین گردن رکھنی
بڑی شرم کی بات ہی **بیت** خصم را گردن نہادن خوار سازد مرد را ؛ مردن اولی تر
ازین بے اعتباری زیستن ؛ اور مرد صاحب ہمت زندگانی واسطے بقاے ذکر طیب باقی
کے چاہتے ہین اور نعوذ باللہ اگر کوئی امر یا سبب بدنامی کا لاحق ہو تو کوتاہی
عمر کو ہزار زندگانی سے عزیز سمجھتے ہین میرے نزدیک شہریار کو اظہار عجز و بیچارگی
بہت نازیبا ہی اور جو کوئی کہ زبونی قبول کرتا ہی دروازے ہلاکی کے ہر طرف سے اُسپر
کھلتے ہین اور راہ امان کی بند ہو جاتی ہی **بیت** معرکے مین ہو نہ عاجز اپنے
دل کو رکھ دلیر ؛ عجز دیکھے گا تو ہوگا دشمن بزدل بھی شیر ؛ باقی عرض بندے
کی لائق خلوت کے ہی جو کچھ مافی الضمیر رکھتا ہون راے جہان آراے

بادشاہ پر ظاہر کردن لگا آگے اختیار شہریار ہی ایک اُن مین سے بولا کہ ای
کارشناس فائدہ مشورے کا یہ ہی کہ سب ارباب خرد اُسے سُنین اور اپنی اپنی فکر
کے لائق اُسکے نشیب و فراز اور اطراف و جوانب پر نظر کرین شاید اُنھین مین
سے کسی کا تیر ہدف مراد پر درست بیٹھے اور بزرگون نے بھی کہا ہی کہ مشورت تمام
اجماع عقول کا ہی جس جگہ جماعت عقلا کی کسی مہم مین شروع کرین تو لازم ہی کہ تمامی اضرار
اور فوائد اُسکے مد نظر کرکے ایک وہ بات کہ جسپر اکثر کا اتفاق ہوا ہے برگزیدہ کرکے
اختیار کرین کہ شاورہم فی الامر کی برکت سے لغزش اور نقصان اُس امر مین کمتر راہ پاتا
ہی اور جو مصلحت کو خلوت پر حوالہ کرتا ہی سراسر خلاف رائے عقلا کے ہی کارشناس نے
کہا کہ سب اہل مشورہ امین نہین ہوتے ہین اور اسرار بادشاہی رسمیات عرفی اور
معاملات عوام کے مانند نہین ہین اس لیے ہر کسی سے مشورہ مقدمات کلی کا نہ چاہیے
اور اسرار بادشاہی کے فاش ہونے کے چند سبب ہوتے ہین ایک یہ کہ ارباب
مشورہ سے جو شخص کہ قابلیت اُسکی نہین رکھتا ہی وہ ایلچی دشمن اور جاسوس سے اکثر
حال کہہ دیتا ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ اس محفل مین دشمن کے دوست کہ گوش بر آواز
رکھتے ہین حاضر ہون تو کیا عجب ہی کہ وہ جس وقت کچھ سنین فوراً پہونچا دین اور دوم
رخنہ بندی اُس تدبیر کی اس طرح پر کرے کہ ہمارا تیر تدبیر نشانے تک پہونچنے نہ پائے اور
بالفرض دشمن کا جاسوس بھی نہ ہوا تو سُننے والے عوام اس محفل خاص کے اپنے اپنے
عزیزون اور دوستون سے مقرر سب ماجرا بیان کرینگے پھر ایک کی زبانی سیکڑون کے
گوش زد ہوگا بموجب مثل مشہور کے مصرعہ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند
محفلہا نہ غرض بہر کیف دشمن پر انکشاف راز ہو جائے گا اس واسطے اخفاے راز
مین حکما نے مبالغہ کیا ہی بیت چہ زیبا گفتہ است آن مرد ہشیار نہ کہ گر باید
سرت سر را نگہدار نہ اور جس نے کہ اخفاے راز مین سہل انکاری کی ہی

ندامت اُٹھائی ہی **بیت** ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو ؞ ایسا نہو زبان خبر کر دے کان کو ؞ اور بہت لوگ گذرے ہین کہ ملک وبادشاہت بلکہ زندگانی افشاے راز کے سبب برباد کی ہی جیسا کہ بادشاہ کشمیر راز دل کہکر اوج شہریاری سے حضیض خواری مین پڑا اور اُسکا آفتاب عمر مغرب فنا مین غروب ہوا پیروز بولا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کارشناس نے عرض کیا کہ شہر کشمیر مین ایک بادشاہ تھا کہ اُسکی شمشیر برق آثار کے خوف سے ہوا کا مقدور نہ تھا کہ اُسکے حکم کے خلاف چل سکے اور ہیبت سنان جانستان صاعقہ کردار سے طاقت پانی کی نہ تھی کہ روے زمین پر کجی سے بہ سکے یہ اشعار موئف کے لائق اُسکی شان کے ہین **اشعار** یہ عدل ہو کہ نکالے ہو گرگ ناخن سے ؞ جو لگ کے ٹوٹ رہے پاے گوسفند مین خار ؞ ہوا سے صورت آتش چراغ روشن ہو ؞ لبان دوست ہو دشمن ہر ایک کا غمخوار ؞ نگاہ گرم سے دانے انار کے ہون شرر ؞ شرار سنگ تلطف سے وانہوے انار ؞ اور یہ بادشاہ حریم حرمت اور پردۂ عشرت مین ایک محبوبہ رکھتا تھا کہ اُسکی زلف شبرنگ درازی شب[2] یلدا پر درازدستی کرتی تھی اور اُسکا روے جانبخش کمال حسن سے چودھوین رات کے چاند سے سبقت لے گیا تھا بادشاہ کو اُس نازنین سے ایسی دلبستگی تھی کہ مشاہدہ اُسکے جمال کا حاصل زندگانی سمجھتا تھا اور اُس فتنہ انگیز نے جو مرغ دل شاہ کو اسیر اپنی کمند زلف کا پایا تھا تو کمان ابرو کو تانا گوش کھینچکر خدنگ غمزہ کو ہر دم ہدف سینہ پر مارتی تھی کہ اُسکے بے حکم حس و حرکت نہ کر سکتا تھا بموجب **بیت** رسم عاشق کشی و شیوۂ شہرآشوبی ؞ جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود ؞ ہند می جیسے تیر نگہ لگتا ہی ہر گز ہل نہین سکتا ؞ لب سوفار آسا زخم پنہان مل نہین سکتا لیکن وہ یہان تک بیہوش شراب شہوت سے تھی کہ فقط بادشاہ پر اکتفا نہ کرتی تھی بلکہ ہر طرف نظر ڈالتی رہتی تھی ایک خواص بادشاہ کا نہایت حسین اور برگزیدہ اور ذی اعتبار تھا کہ مخدرۂ[3] بادشاہ کو بھی اُس سے پردہ نتھا اسپر یہ بیگم دلدادہ ہوئی اور وہ

بود و آن شب بخش است کذا فی اللغات

(۳) مخدرہ بضم میم و فتح خاء و تشدید دال مفتوح و فتح را پوشیدہ شدہ و در پردہ

بھی بدل وجان اُسکا فدا تھا آخر کار رسم اختلاط کامل باہم پیدا ہوئی اور ملاقات مخفی
جاری ہونے لگی ایک شب بادشاہ نے محفل عشرت آراستہ کی اور شاہ بیگم ایک جا بیٹھی اور
یہ خواص بھی خدمت شاہ مین حاضر تھا اور بادشاہ ہردم نگران جمال بیگم تھا اور یہ گوشہ
نگاہ دزدیدہ سے محو تماشاے گل رخسار خواص تھی اور اُس سے غافل تھی کہ بادشاہ میری
حکایت پر متنبہ ہوا ہے تبسم اور اشارات مین سرگرم تھی جب کہ بادشاہ نے چند بار یہ حرکات
اُسکی دیکھین شعلۂ غیرت عشق اور آتش حمیت بادشاہی کانون سینہ مین مشتعل ہوئی
اسی دم اُس کی صحبت سے دل برداشتہ ہوا بموجب بیت اہل تحقیق برانند کہ بزستان
خورد ✤ از درختی کہ بر دمیوہ بباغ دگرے ✤ لیکن دل مین کہا کہ اس کام مین شتابی کرنا
طریقہ احتیاط سے دور ہے اس لیے ایسا دھوکا دیا کہ اُن پر ثابت نہوا کہ بادشاہ کچھ
سمجھا ہے اُسی طرح تمام شب موافق معمول کے بسر کی مگر آتش غیرت سے دل کباب کے مانند
بھنتا رہا جب کہ کار فرماے شب نے حجاب ظلمت ایوان سپہر مینا گون سے اُٹھا لیا اور
شمع عالم افروز نے علم نور قبۂ قصر فیروزہ فام پر بلند کیا بادشاہ دادگستر دولت سرا سے
باہر آکر رونق افزاے تخت عدل و داد ہوا اور قضیے دادخواہون کے موافق
دستور العمل کے بذات خود فیصل کرتا رہا بیت شہ کہ با عدل آشنا باشد ✤
سایۂ رحمت خدا باشد ✤ بعد انفراغ کار سلطنت خلوت مین بیٹھا اور اُس وزیر کو
کہ مشار الیہ امورات سلطنت تھا طلب کیا اور جلادِ قہر متقاضی تھا کہ ماجرا شب کا وزیر
سے ظاہر کر کے تدبیر اُسکے قتل کی اس طرح پر کرے کہ پردۂ ناموس دریدہ اور رشتہ
نیکنامی بریدہ نہو اور کار فرماے عقل یہ کہتا تھا کہ یہ راز وزیر سے بھی نہ کہو کہ بڑے شرم
کی بات ہے آخر آتش قہر کی غالب ہوئی اور ماجرا شب گذشتہ کا بیان کیا اور مشورہ
وزیر سے چاہا اُس نے بھی اُنکے قتل کی اس طرح پر صلاح دی کہ دونون کو زہر ہلاہل سے
ہلاک کیجیے اور سوا شاہ و وزیر کے تیسرے کو اطلاع نہو بیت کارہاے اینچنین آن بہ کہ

کانون بضم نون اول آتشدان

شمع عالم افروز آفتاب

سپہر مینا گون آسمان

پنہانی بود ٭ آشکارا اگر بود آخر پشیمانی بود ٭ اس کے بعد وزیر اپنے گھر کو آیا اُسکی ایک
بیٹی تھی کہ اُسے بہت عزیز رکھتا تھا اُسے نہایت غمگین پایا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ
اُسے ملکہ نے آج بہت بے عزت کیا ہو یعنی از بس ذلتین سر محفل دی ہین وزیر کمال
خشمناک ہوا اور برائے تسکین اس غمگین سے کہا تو غم نہ کر اور دل شاد رکھ کر بس دو چار ہی
دن مین چراغ اُسکی عمر کا افسردہ اور گل حیات اُسکا پژمردہ ہوا چاہتا ہو بیٹی نے وزیر کی
اس اجمال کی تفصیل مین مبالغہ کیا وزیر نے بطریق دلداری شمہ اس راز کا بیان کیا
لیکن اُسکے کتمان مین مبالغہ تام کیا دختر وزیر اس بشارت سے خوش ہوئی اور باہر آئی
مقارن اس حال کے ایک خادمہ خاتون کی اس کے پاس آئی اور عذر خواہی اور
دلداری سے پیش آئی دختر وزیر نے کہا کہ کچھ غم نہین ہو خاتون نے مجھے بہت ذلت
دی ہو عنقریب اُسکی سزا و جزا دیکھے گی خادمہ نے کہا کہ اے وزیرزادی تو جانتی ہو کہ مین
خاتون سے زیادہ تیری تابع فرمان اور فدائی ہون جسمین کہ تجھے راحت ہو عین میری
تمنا ہو تو مجھ سے اس حال کو نہ چھپا کہ اُسکی جفا سے مین بھی بہت خفا ہون خدا کرے کہ یہ
بات سچ ہو کہ مین بھی اُس مردم آزار بدکردار سے نجات پاؤن بلکہ اگر کام اسمین کچھ میرے
کرنے کا ہو تو بجا لاؤن وزیر کی بیٹی نے کہا کہ مجھے یقین ہو کہ تو میری دوست صادق ہو لیکن اگر
قوت اُسکی رکھتی ہو کہ راز کو زبان سے نہ نکالے تو حال مفصل بے کم و کاست تجھ سے کہدون خادمہ
نے سوگند کھائی اس کے بعد اُسنے کل حال اُس سے بیان کر دیا خادمہ فوراً وہان سے
پھری اور خاتون سے مشرحاً سب حقیقت بیان کی خاتون نے اُس جوان کو خلوت مین
بلا کے کہا کہ جان ہم اور تم دونون کی جائیگی اگر ہو سکے تو بادشاہ کو مارئیے دونون نے باہم
مشورہ قتل کا کیا شب کو جبکہ بادشاہ سویا اور نفیر خواب بلند ہوئی جوان پردے سے نکلا
اور سر بادشاہ کا تن سے جدا کیا فائدہ اس مثل کا یہ ہو کہ بادشاہ وزیر سے مشورہ لین مگر وہ
راز کہ جسمین مصلحت کلی ہو اُسے ظاہر نہ کرین ورنہ ایسا ہی کچھ در پیش آئیگا ہر چند وزیر خیر خواہ

بادشاہ کا تھا مگر خطاے بشری سے بادشاہ کو قتل کروا دیا اور یہ ظاہر ہی کہ اگر بادشاہ باوجود فرزانگی اور ہمت بلند کے راز اپنا چھپا نہ سکیگا بھلا اور لوگ کہ پایہ مین کمتر اور عقل و دانش مین اُس سے فروتر ہین کس طرح مخفی کر سکینگے **بیت** چون تو نتوانے کہ راز خویش را پنہان کنی ٭ پس چہ ار رنجے کہ او را و دیگران افشا کنند ٭ کارشناس نے جب کہ یہ حکایت بیان کی ایک شخص نے کہا کہ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ راہ مشورہ کی چاہیے کہ مسدود ہو جاوے کہ جو کچھ بادشاہ کرے فقط اپنی راے پر کرے اور حال آنکہ ترک کرنا مشورے کا پسندیدہ عقل و حکمت نہین ہی اور آیہ کریمہ وشاورہم فی الامر مقتضی اسکی ہی کہ بغیر مشورے کوئی کسی مہم کا ارادہ نہ کرے **بیت** بناے کار خود ار بر مشاورت نہنی ٭ نہ حق شرع گزاری نہ داد عقل دہی ٭ اور کلام الٰہی پیغمبر برگزیدۂ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطے مشورے کے حکم کرتا ہی یہ دلیل اسپر ہی کہ مشاورت محمود ہی اور خلاف اسکا زنہار پسندیدہ نہوگا **بیت** شد پیمبر بمشورت مامور ٭ تو چرا زین طریقہ باشی دور ٭ کارشناس نے کہا امر حق تعالی کا کرنا اور اپنے رسول کو مشورت مین اسواسطے نہین ہی کہ اسکی راے کو اوروں کے مشورے کے سبب سے مدد حاصل ہو کس لیے کہ ضمیر منیر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وحی الٰہی سے مؤید اور آئینہ جہان نما تھا کہ حقائق اشیا اسمین بالتمام ظاہر تھے مگر فائدہ مشورہ کا یہ ہی کہ اس طریقہ پسندیدہ کو لوگ سیکھین اور اپنی عقول ضعیفہ کے واسطے اوروں کی عقل سے مددگاری چاہین جیسا کہ نور چراغ کا تھوڑے سے روغن ڈالنے مین روشنی زیادہ پکڑتا ہی اور فروغ آتش کا دود ہیزم کے زیادہ کرنے مین دوبالا ہو جاتا ہی اور ان باتون سے یہ نہین نکلتا ہی کہ ترک مشورے کا کرنا نہ چاہیے بلکہ یہ ہی کہ جو کچھ مشورے سے حاصل ہوا اور اپنی راے بھی اسپر قرار پکڑے اسے چھپاکے کہ اخفاے راز اور کتمان مافی الضمیر مین دو فائدے کلی حاصل ہوتے ہین ایک یہ کہ تجربہ مین آیا ہی کہ جس بات کو مخفی رکھو تاثیر یہ ہی کہ جلد عقدہ کشائی اس امر کی ہوتی ہی اور غالب ہی کہ یہی مضمون حدیث شریف کا بھی ہو دوسرے یہ کہ اگر مشورے سے ایک تدبیر قرار دے اور تقدیر الٰہی

کے موافق نہو تو شماتت اعداسے اور عیب جویون کی خردہ گیری سے بچتا ہی بموجب بیت کے

بیت ا یکہ وصل تو میسر نشود چندان نیست ÷ کہ رقیبان ز سر طعن زبان بکشایند ÷

پیروز بولا کہ ای کارشناس مین نے سب ملازمان درگاہ مین ہر خویش و بیگانے سے تجھے برگزیدہ کیا ہی اور تیری راے ہموارہ پسندیدۂ دل ہی تو نے جو کچھ تجویز کیا ہی بلا تکلف کہ اور تا مقدور راضی بقصور نہو کارشناس نے بعد دعاے خسروانہ عرض کیا کہ ہر نمکخوار پر واجب ہی کہ جب کوئی مہم اپنے ولی نعمت کو درپیش آئے جو کچھ از راہ صواب اندیشی اُس کے خیال مین آئے عرض کرے اور اگر راے مخدوم مائل بہ خطا پائے تو ضرور اطلاع کر دے کہ اس تدبیر مین نقصان متصور ہین اور جب تک سرانجام اُس تدبیر کا دلپذیر نہ ہاتھ آئے ہمت کو قاصر نہ کرے اور اُسکے تدارک مین خواب و خور فراموش کر دے آخر کوئی بات کام کی ہاتھ آہی جائیگی اور بادشاہ جسکو جادۂ امانت داری سے اندک منحرف پائے اُسکی سزا مین ہرگز تامل نہ کرے اور جسکو خیر خواہ بدل اور امانت دار اور مصلحت کا درست پائے اسکی سرفرازی مین کوئی دقیقہ علی قدر حال فروگذاشت نہ فرمائے جبکہ اپنا نسق اس طریق پر جاری رکھے تو اُسے وزراے کافی اور مشیران امین ضرور ہاتھ آئینگے کیونکہ خائن خوف سے کبھی ایسے بادشاہ کی نزدیکی قبول نہ کریگا لامحالہ جو ہو گا وہ امین ہو گا کہ جب بادشاہ نے سزاے خائن اس طرح پر اور امین کی جزا اس طرح پر اپنے اوپر لازم کی پھر غالب ہی کہ اُس بادشاہ کی سلطنت پایدار رہے اور راز اُس کا افشانہ ہوا اور حوادث زمانہ کو اُس کے ملک پر دستبرد نہ ہونے پائے بادشاہ نے پوچھا کہ چھپانا راز کا کس طرح اور کن شخصون سے چاہیے اور کن لوگون سے نہ چاہیے کارشناس نے عرض کیا کہ بادشاہ کے راز متفاوت ہین بعضے وہ راز کہ جن لوگون کی بارہا آزمائش کی ہوا ور کام اُن کا شبہہ اور شک سے خالی ہوا ور اُن کے دین اور دیانت مین کبھی خلل نہ پایا گیا ہو سوا ان کے اور سے زنہار نہ کہے اور اُن سے بھی جو کہے

تو اول ہزار تاکید سے موکد کرے تب اس کے بعد زبان پر لائے والا بے سبب اُسنے
بھی نہ کہے جبکہ کوئی اُن سے مشورہ طلب ہو یا کوئی کام لینا منظور ہو تو البتہ اس طرح پر
کہ مذکور ہو چکا مضائقہ نہین ورنہ ہرگز حرف زبان پر نہ لائے بلکہ اپنی ذات
سے بھی اخفا کرے یعنی مبالغہ ہی کہ بادشاہ جانے کہ مین گویا خود اسے نہین جانتا ہون
جب کہ ایک بات کو خود کوئی نہ جانے گا تو کاہے کو غیر سے کہے گا **بیت** اسرار دل کو
رکھیو نہان جان کی طرح + غماز تیرے ساتھ ہین شیطان کی طرح + اور بعضے وہ راز
ہین کہ جنمین چندان قباحت نہین ہی تو بعض بعض شخصون کو کہ رازدار اور ذی اعتماد
ہین کہنا اُنکا بقدر ضرورت مضائقہ نہین رکھتا ہی مگر بومون کے قضیے مین کہ جو خاطر عالی
مین گذرا ہی اُس راز کی چار کانون کے سوا اور کوئی قابلیت محرمیت کی نہین رکھتا
ہی اسکے بعد بادشاہ متوجہ خلوت کا ہوا اور تنہا کارشناس کو طلب کیا اول پوچھا کہ
ہم مین اور بومون مین عداوت کا کیا سبب ہی وزیر نے کہا کہ زمانہ سابق مین ایک
زاغ نے ایسا کلمہ کہا تھا کہ وہ کینہ دیرینہ اُس قوم کے دل مین اب تلک چلا آتا ہی
اب قابو وقت کا پاکے اُسکا انتقام لیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا عرض
کیا **حکایت** کہا زمانۂ سابق مین بہت سے پرندے جمع ہوے اور صلاح کی
کہ ہم مین ایک دانا بادشاہ ایسا چاہیے کہ سانحے کے وقت اُس سے رجوع لایا
کرین یا دشمن پیدا ہو تو اُس کے دفع کی تدبیر اُس سے پوچھین اُسپر ہر ایک
پرندا اپنی فکر کے مناسب ایک کو لائق بادشاہی کے سمجھ کے پسند کرتا تھا اور
دوسرا دلیل و برہان سے اُس کے کلام کو رد کرتا تھا آخر کار نوبت بوم کی آئی
کہ ایک گروہ اُسپر راضی ہوا کہ بوم سرداری کے سزاوار ہی اور دوسرا گروہ
رد و قدح مین کوشش کرتا تھا اس مین آتش فتنہ برپا ہوئی کہ بات
مجال سے جدال پر آگئی قرار اس پر پایا کہ ایک جانور کہ اس مجمع مین داخل نہو

اُسے حکم کرین اور جو کچھ کہ وہ حکم کرے اُس پر عمل کرین اتفاقاً ایک زاغ وہان اُسوقت
وارد ہوا سب نے کہا کہ یہ جانور ہماری حکایات سے کچھ آگاہ نہین ہی اور غیر جنس بھی
ہی اُسے حکم کرو سب نے پسند کیا اور تجویز سلطنت بوم اور انکار فریق ثانی بیان کیا
زاغ نے کہا کہ یہ فکر خام اور سوداے نافرجام ہی بوم شوم کو منصب حکومت سے کیا
نسبت اور اُس منحوس صورت کو رتبۂ اختیار و اقتدار سے کیا کام مگس کو عرصہ جولانگاہ
سیمرغ سے کیا مناسبت آیا شاہباز بلند پرواز کہ نسر طائر سے بلندی مین لاف برابری
مارتا ہی کیا ہوا اور ہماے ہمایون فال کہ اُسکا سایۂ بال تاج افتخار سلاطین ہوتا ہی
کہان ہی اور عقاب با فر وشکوہ کہ کوہ اُسکی صداے پر و بال سے لرزتا ہی کیا ناپید
ہوگیا اور اگر سب مرغ نامدار جہان سے نابود ہوگئے ہوتے تو اولیٰ یہ تھا کہ تم بغیر
بادشاہ کے اپنی گذران کرتے اور ننگ متابعت بوم شوم اپنے سر سے نہ مارتے اور اس
عار کو قبول نہ کرتے کہ وہ قطع نظر منظر کریہ کے عقل ناقص رکھتا ہی اور مغلوب الغضب
اور متکبر ہی اور سوا اس کے جمال عالم افروز خورشید سے کہ آیۂ وجعلنا ہا سراجاً منیراً
اُسکی شان مین ہی محروم رہتا ہی اور دشوار تر یہ ہی کہ عادت غضب اور خفت عقل
اُس کے افعال سے ظاہر ہی اور بیہنی اور لایعنی ہونا اُسکا اُسکے حال سے روشن ہی
پس بہتر یہ ہی کہ اندیشۂ ناصواب سے درگذرو اور تدارک ہر قضیے کا اپنے مشورے
اور مصلحت پر رکھو اور بادشاہ الیق کی تلاش مین رہو اس صورت مین مرفہ الحال اور
فارغ البال رہوگے اگر یون کروگے تو بخوبی ہر مہم کو سرانجام دوگے جیسا کہ اس خرگوش
نے آپ کو رسول ماہ کیا اور تدبیر درست سے ہاتھیون کو اپنی قوم سے دفع کیا فیروز نے
پوچھا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایکبار ہاتھیون کی ولایت مین ایک سال
خشک سالی ہوئی اور یہان تک نوبت پہونچی کہ قطرۂ آب کسی کو نہ ملتا تھا آخر
رنج تشنگی سے بے طاقت ہوئے اور اپنے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے

سلہ منصف و ذلیل ۱۲ مغلوب الغضب
سلہ ستارۂ نسر طائر ۱۲ کنندہ ۱۲
سلہ صورت کریہ منظر ۱۲ جاننا زینت
دیدار ۱۲ صورت
حکایت خرگوش رسول ماہ ۵

حکم دیا کہ ہر طرف جاسوس جائین اور جہان پانی اور چراگاہ خوب ہو خبر لائین ایک پیل
خبر لایا کہ ایک مقام ہی کہ اسے چشمہ ماہ کہتے ہین عجب مقام وسیع و سیراب ہی اور مرغزار
بے شمار اُس مین واقع ہوے ہین بادشاہ پیلان سب حشم و خدم لے کر اُس چشمہ پر وارد
ہوا اور اُس چشمے کے حوالی مین ایک گروہ خرگوش کا بھی رہا کرتا تھا ہاتھیون کے ہجوم
سے اُنھین زحمت پہونچی تھی بلکہ اکثر پاؤن کے تلے کچل گئے تھے آخر سب خرگوش
اپنے بادشاہ کے آگے گویا ہوئے بادشاہ عادل مظلومون کی پناہ اور دستگیر مجروحون کا
ہوتا ہی اور تخت پر بیٹھنا داد دینے کے لیے سزاوار ہی نہ شاد جینے کے واسطے اب وقت ہی
کہ داد ہماری دے اور انتقام ہمارا لے کہ اکثر ہمارے جنس مارے گئے اور بعضے جو بچے
ہین وہ مجروح اور کوفتہ ہین اور باقیماندہ بھی اُنکے ہجوم سے معرض ہلاکت مین خوفناک
ہین بادشاہ نے کہا کہ یہ بات سرسری نہین ہی کہ بے سمجھے جواب دیا جائے بلکہ پہلے سب
عقلا جمع ہون تا مشورے کے بعد ایک تدبیر قرار دیجاے اور مقدمہ سنگین مین بغیر
مشورے حکم کرنا خلاف طریقہ خردمندی ہی بزرگون نے کہا ہی کہ اگرچہ بڑا ہو عادل
و ہوشیار اور رکھتا ہو دانش بسیار لیکن نہ کرے ہرگز بے مشورے کام دشوار آخر کار
بادشاہ نے سب کو جمع کیا اور مشورہ پیلون کے دفع کا پوچھا ان خرگوشون مین ایک
تیز ہوش تھا کہ اُسے بہروز کہتے تھے اور سب خرگوش اُس کی حسن تدبیر کے معتقد تھے
اُس نے قد اپنا راست کیا اور کہا **بیت** شاہا غم رعیت بیچارہ میخوری ؛ این ست
رسم و قاعدۂ دادگستری ؛ از حال بیکسان نظر لطف وا مدار ؛ کز تاج و تخت
و دولت و اقبال برخوری ؛ اگر مصلحت ہو تو مجھے وکیل کر کے پیلون کے شاہ
کے پاس بھیجیے اور ایک امین ساتھ کیجیے تا جو مین کہون اور کرون وہ اُسے
دیکھے اور سُنے بادشاہ نے کہا کہ مجھے تیری راے صواب اندیش اور امانت اور
دیانت پر کمال وثوق ہی حاجت امین کی کیا ہی مبارک ہی جا اور جو

مناسب سمجھ سو کر لاکہ رسول زبان بادشاہ کی ہوتا ہی ترا کہنا میرا کہنا ہی جو کوئی چاہے کہ بغیر
ملاقات اُسکا راز دل دریافت کرے تو اُسکے فرستادہ کے گفتار و کردار سے معلوم کرے
کروہ ایسا ہی کہ جس نے ایسے کو برگزیدہ کیا ہی اور حکمانے بھی اس مین تاکید کی ہی کہ بادشاہ
کو چاہیے ایسے کو وکیل کرے کہ برگزیدہ سب قوم کا اور داناتر اُس گروہ مین ہو چنانچہ
سکندر ذوالقرنین بیشتر تبدیل لباس مین آپ رسالت کو گیا ہی اس لیے کہ فرستادہ
دانا اور دلیر توانا چاہیے کہ ہر سوال کا اپنے ذکا سے جواب دے کہ راہ صواب سے
نزدیک تر ہو یعنی پسندیدہ اہل تحقیق اور مقبول نظر ارباب تدقیق ہو بہت لوگ
ہوتے ہین کہ حدیث درشت سے ایسی آتش برپا کرتے ہین کہ جہان جل جاتا ہی اور
بعضے ایسے ہین کہ گفتار دلپسند سے دو گروہ مین طرح محبت کی پیدا کرتے ہین بہروز
نے عرض کی کہ ای بادشاہ اگرچہ مجھے طریقہ رسالت مین کچھ دخل ہی لیکن بادشاہ عالم پناہ
بھی اپنے درج حکمت سے جوہر چند اس ذرہ بیمقدار کے گوش ہوش مین آویزان
فرمائے تو اُسے سرمایہ رسالت کرکے اسی قانون سے ہر بات کو بحسن ترتیب دیتا رہون
بادشاہ نے کہا کہ ای بہروز بہترین طریقہ رسالت یہ ہی کہ تیغ زبان مانند تیغ آبدار تیزی
اور برش مین درست رکھے لیکن جوہر لطف و مدارا بھی ٹوٹنے نہ پائے اگر اُس طرف
سے ابتدا بہ سختی ہو تو اپنی طرف سے پہلے وہ کلام کرے کہ ابتدا اُسکی لطف و ملایمت پر
ہوا ور اگر دیکھے کہ وہ نرم نہین ہوتا ہی اور راستی پر نہین آتا ہی تو نرمی کے پردے
مین ویسی تیزی بیان مین ادا کرے کہ زہرہ دشمن کا آب ہو جاے اور سامعین
پر یہ واضح ہو کہ یہ آب پرخاش کا بانی نہین ہی مگر جواب پرخاش مین ہمت پر کار ہی

بیت لطائف سخن از سینہ تخم کین ببرد * زبان رفق ز ابروے خشم چین ببرد

حاصل یہ کہ کلام رسول چاہیے کہ قاعدہ لطف و خشم اور ساختن پر مبنی ہو اور
ناموس شکوہ بادشاہی ہر حال مین کم نہونے دے اور مطالب اور کنہاے دشمن

کے بخوبی سمجھ لے غرض کہ دانا کو پند دینا تحصیل حاصل ہی پس رخصت ہو فی امان اللہ
ہر وزر آداب بجا لایا اور رخصت ہوکے شب کو گروہ پیلان مین آیا خیال کیا کہ یہ
سب سرمست بادۂ نخوت مین بے اُسکے کہ حال مفصل بیان ہو تیری کیا قدر
جانینگے اگر تجھسے ہزار کو پامال کر ڈالین توبھی انکے چہرہ جباری پر غبار نہ آئیگا
بیت کب دست موج کرتے ہین ماتم حباب کا ✤ دریاے لطمہ زن کو کہان
غم حباب کا **ایضاً** گذر جس جا ہو پیلان دمان کا ✤ کسے وان دھیان مور ناتوان
کا ✤ پس بہتر یہ ہی کہ ایک بلندی پر بیٹھ کے پہلے پیغام ادا کرون اگر سماعت کی تو
فہو المراد والا جان تو سلامت رہیگی اس کے بعد بلندی پر آکے آواز دی کہ اے
شاہ پیلان مین پیغامبر ماہ کا ہون اور پیغامبر کو چاہیے کہ جو کچھ کہ مالک نے کہا ہو اسے حرف بحرف
ادا کرے کہ مامور معذور ہوتا ہی اور رسول کی بات گو تلخ ہو لیکن سماعت کے قابل
ہوتی ہی اور تو جانتا ہی کہ ماہ باعث رونق بازار شب تار ہی بادشاہ روزگار
اگر کوئی اُسکا خلاف اختیار کرے اور بات اُسکی سمع قبول سے نہ سُنے تو تیشہ اپنے
پاؤن پر مارتا ہی یادشاہ پیلان اپنی جگہ سے نکل آیا اور کہا کہ پیغام ماہ کا کیا ہی
کہا کہ ماہ کہتا ہی کہ جو شخص اپنے زور و قوت پر مغرور ہوکر زیر دستون کو آزار
پہونچائے تو یہ دلیل روشن ہی اُسکی رسوائی کی کیا وہ ہمارے زور و قوت سے
آگاہ نہین ہی جو اپنے کو بھول گیا **بیت** خداے کہ بالا و پست آفرید ✤
زبردست ہر زیردست آفرید ✤ اور تو جو اس غرور پر ہی کہ مین اور بہائم سے
قوی تر ہون اور یہ قوت و شوکت کہ ادنے عوارض سے معرض زوال مین
آجاتی ہی پس ایسے وسیلے سے تو نے یہان تک خیرگی کی ہی کہ ہمارے چشمے مین
تیرگی کر دی ہی کیا تو نہین جانتا ہی کہ عقاب تیز پر اگر میرے چشمے پر اُڑے تو
اُس کے بال و پر جل جائین اور اگر نسر طائر کبھی چشم بد سے اُدھر نگاہ کرے

ن زبردست

تو قوت باصرہ اُس کی فوراً زائل ہو جاے پس تو آپ کو کیا سمجھا ہی کہ خیال فاسد
کو دل مین راہ دی ہی لیکن مین نے نہایت کرم سے تجھے آگاہ کیا ہی اگر اپنی جگہ
سے قدم اُدھر نہ رکھے گا تو آرام سے بسر کر و الا بذات خود مین آونگا اور عذاب
عظیم سے تجھے ہلاک کرونگا اور اگر اس مین کچھ شک واقع ہو تو جلد آکہ مین اس
چشمے مین اسوقت موجود ہون برائے العین مشاہدہ کر اور چشم عبرت کھول شاہ
پیلان اس بات کے سُننے سے متعجب ہوکر اُسی دم چشمے پر حاضر ہوا اور صورت ماہ
کو پانی مین دیکھا بہروز نے کہا کہ ای بادشاہ تھوڑا پانی اُٹھا کے مُنھ دھو کر ماہ بر سر
رحم آئے تجھ سے راضی ہو پیل نے خرطوم پانی مین ڈالی جنبش خرطوم سے پانی
ہلا اُس سے معلوم ہوا کہ ماہ اضطراب و غضب مین ایک طور خفگی کا پایا جاتا ہی پیل نے
آواز دی کہ ای وکیل ماہ اپنی جگہ سے جابجا کیون حرکت کرتا ہی بہروز نے کہا
کہ واقعی ماہ جیسے کہ بر سر قہر ہی یہی خیال ہی تو جلد سجدہ کر کہ تا غضب فرو ہوا اور
قرار پکڑے پیل نے سجدہ کیا اور کہا کہ اب زنہار اس چشمے کے گرد کوئی پیل نہ آئیگا
قصور گذشتہ کہ نادانستہ گناہ تھا معاف ہو یہ کہکر پانی سے خرطوم باہر کی
ایک دم کے بعد پانی ٹھہرا اور ماہ نے قرار پکڑا بہروز نے کہا کہ جا قصور تیرا معاف
ہوا پھر ہرگز ایسا نہ کرنا پیل اپنے جزیرے کو روانہ ہوا اور بہروز نے آکے اپنے
بادشاہ کو خوشخبری دی بادشاہ نے ہزار تحسین بہروز کی رائے سلیم پر کی اور
حسن تدبیر اُسکا سبب خرگوشون کو باعث امن و امان ہوا زاغ نے کہا کہ یہ مثل
اس لیے بیان کی ہی مین نے کہ تم مین ایک ایسا عاقل چاہیے تا وقت ضرورت
کے تدبیر دفع دشمن کرتا رہے اگر آج تم مین کوئی زیرک صلاح کار رہوتا تو کب
یہ صلاح دیتا کہ بوم شوم کو تم اپنا فرمانروا قرار دو کہ باوجود اتنے خصائل
ناپسندیدہ کے کہ مذکور جس کا ہو چکا فریب اور دغا اور بے وفائی اُسکی

سرشت مین داخل ہی اور بادشاہ کا اس سے زیادہ کوئی عیب نہین ہی کہ دغا اور بیوفائی اُسکی طینت مین ہو کیونکہ بادشاہ سایہ پروردگار کہے جاتے ہین اللہ عزشانہ نے اُنکے آفتاب عدالت سے عالم کو منور کیا ہی اور اُنکے عدل و انصاف کے بغیر امن و امان عالم مین وجود نہین باقی ہی پس چاہیے کہ بادشاہ وفادار ہو نہ جفاکار اور رعیت کے ساتھ مہر و الطاف سے پیش آئے نہ قہر سے اور زنگار کینہ سے لوح سینہ کو صاف رکھے نہ مکدر اور جو کوئی کہ مکار کا محکوم ہوگا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس کبک اور تیہو کو گربۂ مکار سے پہونچا مرغون نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت زاغ نے کہا کہ دامن کوہ مین میرا آشیانہ تھا ہمسایہ میرے ایک کبک کا بھی مسکن تھا تاثیر قرب و جوار سے ایسی محبت باہم پیدا ہوئی کہ بجز تلاش معاش مفارقت ایکدم کی گوارا مجھے نہ تھی ناگاہ وہ کبک ایسا غائب ہوگیا کہ تا زمانہ دراز سراغ اُسکا نہ ملا یقین ہوا کہ ہلاک ہوگیا بعد مدت دراز تیہو پیدا ہوا اور اُس کے آشیانہ مین مسکن کیا مین نے خیال کیا کہ آشیانے کے خالی رہنے سے تیہو کا رہنا بہتر ہی اگر معلوم ہوتا کہ وہ زندہ ہی تو البتہ مین متعرض ہوتا بحکم اس کے ع یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید؛ خاموش ہو رہا مین تھوڑی مدت اسی طرح پر گذری کہ کبک موجود ہوا دیکھا کہ غیر میرے آشیانے مین متمکن ہی کہا تو میری جگہ چھوڑ دے تیہو نے کہا کہ اب مین صاحب قبض ہون اور بمقتضاے القبض دلیل الملک کے اب اسکا مالک مین ہون اگر اپنی حقیقت سمجھتا ہی تو حجت شرعی سے اثبات کر کبک نے کہا کہ تیرا قبض غصب اور تغلب سے ہی اور غصب سب کے نزدیک روا نہین ہی مین اس بات مین سند شرعی رکھتا ہون القصہ دونون مین نزاع کلی واقع ہوئی چنانچہ مین نے ہر چند صلح کی تدبیر کی پر کوئی بات درست نہ پڑی آخرکار اس پر قرار پایا کہ رجوع بہ حاکم عادل کرین کہ دونون کی بات سُنکے حق کو باطل سے جدا کر دے کبک بولا کہ یہان سے نزدیک ایک گربہ ہی روزہ دار اور عابد اور

خداشناس اور کم آزار دن روزے مین بسر کرتی ہی اور رات کو شمع وار ایک قدم سے تا صبح
سوز و گداز عشق الٰہی مین کھڑی ہوکے اشکباری کیا کرتی ہی مثنوی آب بے یدہ دست
از کون شستہ ؛ زگنج فقر گنج فیض جستہ ؛ زدہ بر ہر دو عالم پشت پائے ؛ زخود بیگانہ
با حق آشنائے ؛ افطار آب و کاہ سے کرتی ہی اور خونریزی جانورون کی حرام جانتی
ہی اس سے زیادہ قاضی اور نہ ملے گا اور وہ حکم کہ اس قضیے مین حکم براستی کرے بہتر اس سے
اور ہاتھ نہ آئیگا دونون اس بات پر راضی ہوکے گربہ کی طرف روانہ ہوے مین نے
از راہ شفقت کہا کہ ای عزیزو تم نے جو یہ تقریر کی قابل اعتماد کے نہین غالب ہی کہ رائے
تمھاری خطا پر ہو بغور اسے سمجھو کہ گربہ کو تقوی سے کیا علاقہ کوئی اور تدبیر اپنے فیصلے کی
کرو اور اس خیال محال سے درگذرو انھون نے اسمین مبالغہ کیا مین نے کہا ع ہر کسی مصلحت
خویش نکو میداند ؛ خیر بہتر ہی روانہ ہو لیکن دل مین کہا کہ یہ قضیہ نو اور روزگار سے ہی
تماشا اسکا دیکھنا چاہیے کہ گربہ روزہ دار بین الخصمین کیا فیصلہ کرتی ہی مین بھی انکے پیچھے
پیچھے آکے ایک شاخ درخت پر بیٹھا نظارہ کرتا تھا جب کہ دور سے گربہ نے دیکھا کہ دونون
میری طرف آتے ہین جلد کھڑی ہوکر نماز پڑھنے لگی اور تعدیل ارکان مین جیسا کہ چاہیے
کوشش کرتی تھی **بیت** کلید در دوزخ است آن نماز ؛ کہ در چشم مردم گزاری دراز ؛
کبک اور تیہو کردار اور اذکار اس مکارہ کے دیکھکے متحیر اور زیادہ معتقد ہوے انکے بعد
تامل اتنا کیا کہ نماز سے فارغ ہوئی دونون سر نیاز زمین ادب پر رکھکر بولے کہ ہم دونون
مین باہم قضیہ ہی بے توجہ آپ کے فیصلہ دشوار ہی بعد انکار تمام بولی کہ صورت حال بیان
کرو دونون نے صورت قضیہ کی عرض کی گربہ نے کہا کہ ای صاحبو چرخ دراز زیان کار نے
غبار ضعف میرے ہر عضو مین پہونچایا ہی اور دستبرد خزان روزگار نے آب طراوت
اور تاب لطافت کو میرے بوستان حیات سے مسترد کر لیا اور شب جوانی کہ سراسر قوت
زور پہلوانی تھی صبح پیری سے کہ مجمع جملہ عیوب حقیری ہی مبدل ہوگئی بینائی اور شنوائی

نے جواب دیا اب تمھارا چہرہ خوب نہین دیکھتی ہون اس لیے قضیہ تمھارا تھوڑا سُنا اور
اکثر بہ سبب ضعف سماعت کے نہین سُنا گیا بہتر یہ ہی کہ مجھے معاف کرو کہ چند انفاس کہ
باقی ہین یاد خدا مین بسر کرون اور قضیہ دُنیا کا کہ سراپا مخرب دین اور مانع یاد الٰہی
اور باعث نفرین ہی اس سے گربہ مسکین کو معاف رکھو کبک اور تیہو نے عرض کیا
کہ حاجت روائی مخلوق کی باعث خوشنودی خالق ہی اگر یہ امر عبادت مین مخل ہوتا
تو انبیاے کرام کب کسی کے حال کی سماعت فرماتے گربہ نے کہا کہ تم ایسی دلیل قوی لائے
ہو کہ اب لامحالہ سننا پڑا لیکن مین اونچا سنتی ہون بہت نزدیک آکے باواز بلند دونون
اپنا حال بیان کرو البتہ بعد سماعت حکم شرعی کیا جائیگا مگر پہلے اس سے کہ قضیہ تمھارا
سُنا جائے ایک نصیحت دوستانہ کہ فوائد دینی و دنیاوی اُس کے ضمن مین مندرج ہین تمسے
بیان کرتی ہون اگر آج اُسے گوش دل سے نہ سنوگے تو فردا پشیمانی کھینچوگے اور اگر قبول
کروگے تو اُسکا ثمرہ دُنیا اور عقبیٰ مین ضرور پاؤگے اتنا سمجھ لو کہ مال و متاع دُنیا ہر دم معرض
زوال مین ہی اُسپر زنہار مغرور ہونا اور اس بے بقا سے کوئی چیز اگر مکر و غدر سے حاصل
ہو اُسے ہرگز قبول نہ کرنا کہ یہ مال ایک دن زندگی مین خواہ موت کے بعد تمسے جدا ہونیوالا ہی
مگر وبال اُسکا دوام طوق گردن رہیگا بس ایسے زہر ہلاہل کو اپنے ہاتھ سے دیدہ و دانستہ
اپنے حلق مین ڈالنا کام دانشمند کا نہین ہی اولی تو یہ ہی کہ اُسکی اُلفت بالکل دل سے
اُٹھا کے چندے یاد الٰہی مین مصروف ہو جیسا کہ مؤلف کہتا ہی **بیت** زبان چلتی ہی گویا
آج کچھ ذکر خدا کرلے ٭ اجل آئی تو پھر ہرگز نہ دیگی بات کی فرصت ٭ اور اگر یہ نہو سکے
تو ناحق سے ضرور اجتناب کر بس یہ دو کلمے کہ حق حیوانیت تھا مین نے ادا کردیا اب
جو کچھ مطلب ہو اُسے بیان کر کبک نے عرض کیا کہ اے حاکم عادل اگر سب لوگون
کو ہمت طلب حق کی ہوتی تو ہر ایک صفت دیانت و راستی کو شعار اپنا کرتا
اور احتیاج محاکمہ اور تصدیع حکام کی نہ ہوتی اور رسم مرافعہ اور مدافعہ سوگند

ف قرب اجل دلاسا تشدد بیان سنند ۔۔۔

اور گواہ کی دفتر ایام سے اُٹھ جائی جو کہ مدعی اور مدعا علیہ عالم کی آنکھین بدغرض سے کور ہین اور راستی کی صورت اُنکے دیکھنے مین نہین آئی ہی اس واسطے وہ شخص کہ جسکی چشم دل کحل الجواہر صدق سے پروردگار نے روشن کی ہی اور غبار ناحق کوشی کا اُنکے آئینہ دل پر نہین بیٹھا ہی اُس کے ہم سب محتاج ہوتے ہین تا جمال صواب اُنکے توسط سے دیکھنے مین آئے اے گربہ خداشناس للہ الحمد کہ زنگار غرض نے تیرے آئینہ دل کو سیاہ نہین کیا ہی اور شومی رشوت سے تیرا دیدہ دیانت کور نہین ہوا ہی اُس باعث سے یقین صادق ہی کہ جو کچھ حق ہی اُس پر تیرا حکم جاری ہوگا اور جس نے کہ فرمان سے تیرے گردن کشی کی موکل عقوبت تیرا فوراً اُسکے سر کو اوج دار پر سرفرازی بخشے گا گربہ نے کہا کہ بات اچھی کہی تو نے حقیقت یہ ہی کہ تم دونون اپنے دل مین یہ سمجھو کہ حق تعالیٰ حق کی طرف ہی اور حق غالب ہی ہر چند ظاہر مین حقدار ضعیف و ناتوان ہون پر باطن مین اُسی کو غلبہ ہی یعنی اگر آج ایک بالا دست زبردست پر جور کرے اول یہ ہی کہ حاکم عادل ضرور جانبدار حق کا ہوگا پھر قوت باطل اُس ناحق کوش کی کچھ کام نہ آئے گی اور بالفرض والتقدیر دنیا مین بچگیا تو قیامت مین کیونکر رستگاری پائیگا اور سوائے اُس کے اور دو کلمہ کہ خاص شفقت ہین وہ بھی تم سے کہے دیتی ہون لازم ہی کہ گوش دل سے سنو اور مجھے اپنا خیر خواہ سمجھو وہ یہ ہی کہ دار نیک کا ذخیرہ کرو اور اس عہد بے بقا کو مانند ابر تابستان اور نزہت گلستان سمجھو اور اعتماد اُس کا ہرگز نہ کرو اور خاص و عام اور دور و نزدیک عالم کو اپنے اعضائے بدن کے مانند سمجھو یعنی جو کچھ اپنے اوپر روا نہ رکھو اُن پر بھی جائز نہ رکھو کیونکہ ع بنی آدم اعضائے یکدیگر اند۔ غرض کہ یہان تک افسون اور دمدمے اُن پر دم کیے کہ اُن کو زیادہ تر اُنس پیدا ہوا اور مطلق اندیشہ نہ رہا بے خوف و خطر گربہ کے نزدیک آ بیٹھے لیں وہ

نزدیک ہوتا تھا کہ اُدھر ایک ہی حملے مین دونون کو پکڑکے مطبخ معدہ کو اُن کے
گوشت لذیذ سے گرم کیا اور اثر نماز و روزہ اور صلاح عفت کا خبث طبع ناپاک
نے اتنے ہی طعمے کی طمع مین برطرف کردیا اور یہ مثل اس لیے کہی گئی ہی کہ تا معلوم ہو کہ
عہد و پیمان پر بدسیرت کے ہرگز اعتماد نہ کرے اور بوم نفاق اندیش اور عذر پیشہ بھی
یہی مزاج رکھتا ہی معائب اُسکے بے غایت اور قبائح اُسکے بے نہایت ہین اور یہ
عیوب اُسکے جو بیان کیے مین نے قطرہ ہی دریاے بیکران سے اور ذرہ ہی از روے
سپہر گردان کے اور اگر مبادا تمنے بھی یہی کام اختیار کیا کہ اُسے تخت پر بٹھایا دیکھنا
جسوقت کہ تاج شاہی اُسکے فرق نامبارک پر رکھا گیا بے شک ادبار اس دیار کے
سر پر پڑے گا اور جس دم کہ پایۂ تخت حکومت اُسکے پاے شوم سے چھو گیا آتش غضب
کرہ نکبت سے عالم عالم برسے گی اور خس و خاشاک اُس دیار کا خاکستر کی طرح
برباد و فنا ہو جائے گا اُس سبب سے کہ طینت اُس کی ناپاک اور جوہر اُسکا نا قابل
ہی تربیت اور صلاح کسی ناصح کی اُسپر کچھ کام نہ کرے گی **بیت** گوہر پاک باید
کہ شود قابل فیض ٭ زانکہ ہر سنگ و کلوخے دُر و مرجان نشود ٭ جبکہ مرغون نے
یہ داستان زاغ کی سُنی اُس کام سے انکار کیا اور ارادہ بوم کی متابعت کا بالکل
دل سے اُٹھا دیا بوم پریشان روزگار سراسیمہ اور شرمسار گوشہ ادبار کی طرف
روانہ ہوا اور چلتے چلتے زاغ سے کہا کہ اے سیاہ رو بے شرم و حیا وہ فتنہ تونے
میرے حق مین برپا کیا کہ تا سو سال تک اُس کا دفع ممکن نہین ہی اور وہ آتش فساد
تونے میرے حق مین بھڑکائی ہی کہ اُسے دریاے محیط بجھا نہین سکتا ہی مین نہین
جانتا ہون کہ قصور مین نے تیرا کیا کیا تھا کہ جس کا عوض تجھ سے یہ ہوا لیکن
سمجھ لے کہ جراحت شمشیر البتہ التیام پاتا ہی مگر زخم زبان کا لا علاج ہی کہ
کسی مرہم سے اچھا نہین ہوتا ہی **بیت** جراحتی کہ ز تیغ زبان رسد بدل ٭

بہیچ مرہم راحت نکو نخواہد شد ٭ پیکان ناوک اگر سینے مین بیٹھا ہی تو نکالنا اُسکا ممکن ہی مگر جو
تیر کہ زبان سے دل مین بیٹھا ہی اُسکا نکالنا محال ہی اور جو مضرت کہ تصور کی جاے دفع کرنا
اُسکا ممکن ہی مگر مدافعہ کینے کا زنہار نہین ہو سکتا ہی مثلاً آتش اگرچہ کیسی ہی تیز و تند ہو
مگر اُسکی حرارت پانی سے تسکین پاسکتی ہی اور شعلہ کینے کا آب ہفت دریا سے تسکین نہین
پاے گا اور زہر اگرچہ کشندہ ہی اُسکا ضرر تریاق سے دفع ہو جاتا ہی مگر زہر کینے کا کسی
علاج سے دفع نہین ہو سکتا ہی اسکے بعد ہماری اور تیری قوم مین آج سے ایسا درخت
کینہ لگایا گیا کہ بیخ اُسکی تحت الثریٰ کو پہونچی اور شاخ اُسکی سما سے گذر گئی بوم اس فصل
کو بیان کرکے آزردہ حال اور شکستہ بال اپنی جگہ کو پھر گیا اور زاغ اپنے قال سے
پشیمان ہوکر فکر دور و دراز مین پڑا اور با خود کہتا تھا کہ عجب حرکت نا ملائم دور از عقل کی
مین نے کہ جس سے سراسر ضرر متصور ہی اور اپنی قوم کے واسطے دشمن قوی برانگیختہ کیے
مین نے بھلا ان مرغون کی نصیحت سے بھی کیا کام تھا جو اس گروہ کے مہتر تھے کچھ
ان سے بہتر مین نہ سمجھتا تھا اور بوم کے معائب وہ کیا خود نہ جانتے اور بالفرض
اگر جانتے تو مجھے اس سے کیا حاصل تھا وہ جانتے اور اُنکا کام اُنھون دانائی کی اور
بقول من صمت نجا کے کام کیا یعنی جس نے خاموشی اختیار کی نجات پائی اور مین نے
بدینوجہ نصیحت کرکے اپنی قوم کو معرض زیان مین ڈالا سچ کہا ہی کہ زبان کو بشکل
تیغ اس لیے پیدا کیا ہی کہ بے ضرورت اسے نیام دہن سے باہر نہ نکالے جیسا کہ مرد
شمشیر زن جب تک معرکہ کارزار نہو بطور بازی بیہودہ تیغ کو نہین نکالتے ہین
اور جو کوئی کہ بے ضرورت ہر دم بازی کے طور سے شمشیر میان سے نکالا کرے گا
نگاہ مین خلق کی سبک اور ذلیل نظر آئیگا اسی طرح جو شمشیر زبان کو بے ضرورت
و بے اختیار باہر نکالا کرے گا ایک دن مبتلا کسی بلا کا ہوگا واقعی بڑی خطا کی
مین نے اور دشوار تر کو اختیار کیا کہ قوم بوم کے مواجہہ مین یہ سب کچھ کہا کہ

جس کا حیلہ بھی کچھ بن نہین سکتا ہی متور کینہ بے حد انکے سینہ مین جا پکڑتی ہی اور حق بجانب اُن کے ہی چنانچہ خردمندون نے کہا ہی کہ اگرچہ اپنی شوکت وقوت پر اعتماد تمام ہو مگر تو بھی کسی ادنی عداوت کو جاری نہ رکھے بلکہ لازم ہی کہ دشمن سے بھی مدارا اور تملق مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے جیسا کہ نظام الملک والی حیدرآباد نے فرمایا ہی

بیت بے دل بردن عالم تملق را سبب کردم + بدشمن نیز چون شیدم بدان گرمی کہ تب کردم

اور دشمن انگیزی سے پرہیز کرے اگرچہ تریاق مجرب اور انواع ادویہ مجرب رکھتا ہو پر اس اعتماد پر زہر ہلاہل کھانا سخت ابلہی ہی **بیت** ہر چند کہ تریاق بدست است ترا زنہار کہ تا زہر ہلاہل نہ خوری + حکما اسپر متفق ہین کہ فعل کو قول پر ترجیح ہی یعنی فعل نیک کہ اول مین کم ظاہر ہوتا ہی مگر انجام مین رونق پکڑتا ہی اور وہ شخص کہ قوت گفتار غالب رکھتا ہی اور کلام اپنا حسن عبارت سے لوگون کی نظر مین چرب زبانی سے شیوہ بن کر دکھلاتا ہی لیکن تھوڑے سے عرصے مین ورطۂ ندامت و ملامت مین پڑتا ہی اور نتیجہ قول بے عمل کا سوا حسرت وندامت کے اور کچھ نہین ہوتا ہی اور ہین وہ راجح قول اور قاصر عمل ہون کہ انجام کار پر نظر نہ کر لی اگر آج تاج خرد سے فرق حال میرا مزین ہوتا تو پہلے کسی عاقل سے مشورہ کر لیا ہوتا اس کے بعد اس گفتگو مین جرائت کرتا تو سخن بے ضرر اور پاکیزہ کہتا اور بیہودہ گوئی سے احتراز کرتا مین بقول شاعر **بیت** سخن را سخت ناسنجیدہ گفتم + ورنا سفتنی بود آنکہ سفتم + افسوس کہ بے مشورت ناصحان عاقل اور خردمندان کامل بات کہی مین نے کہ بے ضرورت محض کلمات خصومت انگیز زبان پر لایا مین غالب ہی کہ مفسدون کے زمرے مین شمار کیا جاؤن اور نادانی اور جہالت سے منسوب ہون کسی نے سچ کہا ہی کہ بسیار گو بیہودہ گو ہوتا ہی بلکہ آدمیون اور بہائم مین کلام سے امتیاز کرایا جاتا ہی **بیت** جو کرے بات اُسے چاہیے ہوش + گر نہین ہوش تو بیٹھے خاموش +

القصہ زاغ اسی طرح پر بے قرار رہا اور آپ کو نفرین کرتا تھا اور اُس کے بعد اپنے مسکن
کی طرف پرواز کی بس ہم مین اور قوم بوم مین سبب عداوت یہ ہوا بادشاہ نے کہا ای
کارشناس یہ حکایت فوائد آموزشی مین نے اور حاصل حکایت کو سرمایۂ دل اور معین خرد
کیا اور مین نے بزرگون سے سُنا ہی کہ خردمندون کو مصاحب کرنا اور انکے کلمات
طیبات کو اپنا پیشواے کار بنانا نشانی سعادت واقبال اور حصول مرتبۂ کمال کی
ہی اور حکما کا اسپر اتفاق ہی کہ صحبت نیکون کی مشک کے مانند ہی کہ اُس کے فیض نسیم سے
مغز جان کو قوت حاصل ہوتی ہی اور فعل نیکون کا دلیل دانش ہی اور قول اُن کا حکمت
کی طرف راہبر ہی خانۂ دل میرا تیرے بیان سے روشن ہوا اب تبا کہ تدارک دشمن کے
دفع کا کس طرح پر کیا جاے کارشناس نے دعاے شاہانہ دی اور کہا کہ وزراے
روشن راے جنگ وصلح اور قرار وفرار اور قبول باج وخراج سے جو کچھ کہ تجویز کیا
ہی میرے ایک بھی اُن مین پسند نہین ہی امید خدا سے رکھتا ہون کہ ایسا حیلہ
برروے کار لاؤن کہ جس سے خوشی اور کامیابی شہریار کو حاصل ہو چنانچہ
زمانہ سابق مین بہت شخصون نے حیلے سے بیشتر مقصود اپنے حاصل کیے ہین
جیسا کہ طرار ولایت گرگانی گوسپند کو ایک ہی حیلے مین زاہد کے ہاتھ سے لے گئے
بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** زاغ نے کہا کہ ایک زاہد صاحب
ورع قربانی کے واسطے ایک گوسپند فربہ خرید کرکے اپنے صومعہ کو لیے جاتا تھا
گروہ طرارون کا اُس گوسپند کو دیکھ کے لوٹ گیا اور چاہا کہ فریب سے یہ
گوسپند اس سے لیجیے صلاح کرکے راہ مین کھڑے ہو رہے جب کہ زاہد نزدیک
آیا ایک بولا کہ یا شیخ یہ سگ کتنے کو لیا ہی دوسرا بولا کہ کتا کہان لے جائیگا
تیسرے نے کہا کہ ای شیخ مگر ارادہ شکار کا ہی کہ اس سگ کو ہاتھ مین لیا ہی
چونکہ غلبۂ شوق سے زاہد ناچار ہی دوسرا طعنہ دیتا تھا کہ باوجود صلاح وتقوے

۴ حکایت طراران ولایت گرگانی مع التشبیہ

کے سگ مردار کو ہاتھ مین لیا ہی کہ خانہ نمازی کو ناپاک کرے غرض اسی طرح ہر ایک مکاری سے نئی طرح کا کلام کرتا تھا زاہد نے دل مین کہا کہ اتنے شخص کچھ واہی تو نہین ہین کہ گوسپند کو سگ کہتے ہین مگر حقیقت مین یہ کتا ہی اور فروشندہ اُسکا ساحر تھا اس لیے اُس نے میری نگاہ مین اسے بکری کر دکھلایا ہی اسکے بعد زاہد نے طرارون سے کہا کہ اگر اتنی مہربانی کرو کہ اسے پکڑے رہو پھر تو مین اس کے فروشندہ کو دوڑ کے پکڑ لاؤن اور کتے کو اُس کے حوالہ کر کے اپنے دام پھیر لون طرارون نے قبول کیا اور زاہد فروشندے کے پیچھے دوڑا ادھر زاہد روانہ ہوا ادھر ایک طرار نے بکری کو اپنے گھر مین پہونچایا جبکہ زاہد اُسے پکڑ لایا پوچھا کہ بکری کہان ہی طرارون نے کہا کہ اے زاہد خداشناسی سے بہت دور ہی کہ سگ درندہ تو ہمارے حوالے کر گیا تھا کہ تیرے جانے کے بعد وہ ہمین کاٹتے دوڑا ہمنے خوف گزند سے چھوڑ دیا سو وہ اس طرف بھاگ گیا ہی زاہد نے ہر چند اُن سے قضیہ کیا پر بکری نہ ملی اور دام بھی فروشندے سے پھیر نہ پائے آخر کار ناچار ہو کر اپنے گھر آیا اور طرارون نے اس حیلے سے کام دل حاصل کیا مقصود اس مثل سے یہ ہی کہ ایسے مواقع مین ایسے ہی مکرون سے کام نکلتا ہی چاہتا ہون کہ ایک حیلہ بر روے کار لاؤن کہ جس سے یہ مہم قوی سر ہو **بیت**

گر نہ دشمن پر تو غالب ہو سکے شمشیر سے ٭ زیر کرنا چاہیے آخر اُسے تزویر سے ٭

بادشاہ بولا کہ جو کچھ دل مین رکھتا ہی زبان پر لا کارشناس نے عرض کیا کہ مین اپنی جان و آرام بادشاہ کے واسطے فدا کرتا ہون کیونکہ ایک شخص کی موت اگر جماعت کثیر کی باعث حیات ہو تو عقلاً و نقلاً پسندیدہ ہی میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ بادشاہ خلوت سے باہر تشریف لا کے بہ خشونت تمام یون ارشاد فرماے کہ یہ کور نمک خیر خواہ بومون کا ہی سب پر و بال اس کے نوچ ڈالو اور اسے آشیانے مین چھوڑ دو کہ تڑپ تڑپ کے بے آب و دانہ مرجائے اور مین اُن

وزرا کے مشورے سے کہ میرے بھی خواہ ہین جلاے وطن اختیار کرونگا اُس کے بعد میرے پر وبال نوچ کے آپ مع لشکر چلے جائین اور کوئی یہان باقی نہ رہے اسکے بعد جو کچھ تدبیر مجھ سے بن آئیگی اُسے درست کر کے اور وقت فرصت کے حاضر ہو کے عرض کرونگا اس وقت جیسا کہ موقع ہوگا اُسے عمل مین لائیےگا دیکھیے پردۂ غیب سے کیا لطیفہ بر روے کار آتا ہی بادشاہ نے کہا ای کارشناس تیری مفارقت ازبس شاق ہی اور خصوصًا اس خواری سے تجھے دشمن قوی کے مُنھ مین چھوڑنا بہت مجھ پر ناگوار ہی لیکن کیا کرون کہ تیری راے صواب اندیش پر مجھے وثوق تمام ہی اس لیے جو کہتا ہی ناچار وہی کرتا ہون بعد اس صلاح کے خلوت سے باہر آئے تمام دربار اور لشکری منتظر اسکے تھے کہ دیکھیے شاہ و وزیر کیا تدبیر دلپذیر ٹھہراتے ہین جب کہ بادشاہ کو خشمگین اور وزیر کو چین بجبین دیکھا سب متحیر ہوئے کہ یہ کیا سبب کہ اسمین بادشاہ نے کہا کہ یہ کورنمک خیر خواہ بومون کا ہی اس کے پر وبال نوچ کے چھوڑ دو تا یہ تڑپ تڑپ کے بے آب ودانہ اس آشیانے مین مر رہے بموجب حکم بادشاہ کے میران غضب نے پر وبال نوچ کے وہین چھوڑ دیا اور آپ مع تمام لشکر مقام معین کو روانہ ہوا جب کہ شب ہوئی بومون کے بادشاہ نے باہم صلاح کی کہ زاغ ایک ہی شبخون مین خستہ اور بدحال ہو گئے ہین اگر دوسرا شبخون مارا جاے تو اُنکی بنیاد برباد وفنا ہو جاے والا دشمن کو مار سیاہ کی طرح دم کو بیدہ چھوڑنا آپ کو معرض دغدغہ مین ڈالنا ہی اگر مہلت پاکے اور کوئی تدبیر معقول ٹھہرا کے قصد ہمارا کرین تو عجب نہین کہ ضرر کلی پہونچائین اب دشمن نیم جان کو زندہ چھوڑنا راے دور اندیش کے خلاف ہی **بیت** جب عدو بیہوش ہو جائے اجل کے جام سے بخوب چکھے بزم عشرت تب مے گلفام سے + آخر بادشاہ مع فوج ظفر موج روانہ ہو کر جب کہ زاغون کے مسکن تک پہونچا نشان زاغون کا نہ دیکھا

متحیر ہوا کہ یہ کہان گئے چار طرف جستجو کرتے تھے کہ کارشناس آشیانے مین بیقراری
کر رہا تھا اور آہستہ آہستہ آہ کھینچتا تھا ایک نے بادشاہ کو خبر اسکی دی اُسنے
ہر چند مقرب بھیجے کہ دریافت کرو کہ یہ کون ہی اور کیا حال ہی وہ سب اسکے نزدیک
آئے اور حال پوچھا کارشناس نے کہا کہ مین بادشاہ سے عرض کرونگا جب کہ بادشاہ
کے نزدیک لائے اُسنے نام اور عہدہ وزارت اپنا بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ نام تیرا
اکثر سُنا گیا ہی مگر بتا کہ یہ حال تیرا کیونکر ہوا اور زاغ سب کہان گئے اُسنے کہا کہ میرا
حال خود شاہد ہی کہ مین اُن کے حال سے خبر نہین رکھتا ہون بومون کے بادشاہ
نے کہ شب آہنگ نام تھا پوچھا کہ تو وزیر اور مشیر اور مشیر الیہ اُس گروہ کا تھا کیا خیانت
تجھ سے صادر ہوئی کہ مستحق ایسی سزا کا ہوا کارشناس نے کہا کہ بادشاہ مجھ سے بدگمان
ہوا اور حاسدون نے سخن سازی کر کے آتش فتنہ کو زیادہ تر افروختہ کیا اور وہ
میری خدمت کے حقوق سب بھول گیا ان سب کا عوض یہ ہوا جو حضور نے
معائنہ فرمایا بیت بے ثمرہ بود ومنت سر خدمتے کہ کردم ٭ یارب مباد وکس را
مخدوم بے عنایت ٭ شب آہنگ نے پوچھا کہ بدگمانی کا کیا سبب تھا کہا تمھارے
شبخون کے بعد بادشاہ نے وزرا کو جمع کر کے پوچھا کہ تدبیر اس حادثے کی کیا ہی ہر ایک
نے اپنی رائے کے موافق عرض کیا جب کہ میری نوبت آئی مین نے عرض کیا کہ
اول مقابلہ جنگ کے واسطے قوت اپنی دشمن سے زیادہ چاہیے اگر یہ نہو تو
مقابلہ برابر کا ہو سو وہ بھی نہین ہی کہ اُنکی شوکت اور جلادت زاغون سے
بہت زیادہ ہی دوسرے صاحب اقبال سے پنجہ جدال ملانا دلیل ہی نکبت اور
پشیمانی کی اور خداوند اقبال روز افزون سے زیادہ جنگ کا کرنا نشانی ہی بربادی
اور نادانی کی میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ سفیر قابل کو بھیجنا چاہیے اور تدبیر صلح
کی اگر باج وخراج سے درست ہوجاے تو نہایت مناسب ہی کہ خزانہ واسطے

حفظ جان اور عزت کے جمع کیا جاتا ہی بیت چو سر بایدت سر متاب از خراج ٭ وگرنہ نہ سر با تو ماند نہ تاج ٭ پس اسکے ساتھ ہی بادشاہ نے متغیر ہو کے کہا کہ یہ کیا کہا تونے اور جرأت اس بے ادبی کی کس چیز نے دلائی تجھے مگر تو مجھے جنگ بوم سے ڈراتا ہی اور میرے لشکر کو انگلی بالاخوانی کر کے ہراس دلاتا ہی نظم اگر دشمن از تیغ دارد ستیز ٭ مرا ہم زبان سنان است تیز ٭ چو من آز روے نبرد آورم ٭ دل دشمنان را بدرد آورم ٭ مین نے ازروے خیر خواہی مکرر عرض کیا کہ ای شہریار جادۂ صواب سے انحراف نہ فرمایے غصہ اور شتابکاری کا محل نہین ہی تامل سے غور کر کہ دشمن قوی سے بغیر لطف و مدارا کے نجات نہین ملتی ہی بیت آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ٭ با دوستان تلطف با دشمنان مدارا ٭ اور جس نے کہ ایسے موقع پر متابعت نفس کی کی ہی مقرر سر جنگ اُٹھائی بہتر یہ ہی کہ میری نصیحت پر عمل فرما بلکہ مجھی کو بھیج تو مین بوموں کے بادشاہ کو بر سر صلح لاؤن بجرد سُننے اس بات کے بادشاہ خشمناک ہوا اور کہا کہ وہ بات سچ نظر آتی ہی کہ لوگون نے مجھے خبر دی تھی کہ ہمارے رفقا بوموں سے ملے ہوے ہین سو واقعی اسمین کچھ شک نہین ہی اسکے بعد حکم کیا کہ پر و بال اسکے نوچ کے چھوڑ دو تا بے آب و دانہ ہلاک ہو جائے پس یہ حال میرا کیا کہ تو مشاہدہ فرماتا ہی پھر وہ سب کے سب ایک طرف روانہ ہوے اور ارادہ اُن کا محض جنگ کا ہی قابو وقت کا پا کے ضرور جنگ کرینگے یہ سُنکے شب آہنگ نے ایک وزیر سے پوچھا کہ اس کے حال کی حقیقت تیرے خیال مین کیا گذرتی ہی وزیر نے کہا کہ اس بات مین حاجت فکر کی کچھ نہین ہی یہ شخص بلاے بے درمان ہی جلد اسے شربت مرگ چکھانا چاہیے اور مین اس اخگر نیم فسردہ مین آتش سوزان دیکھتا ہون کہ جب شعلہ زن ہوگی تو بجھانا اسکا محال ہو جائے گا مصرع نعوذ باللہ ازین آتش ار بر آرد سر ٭ اور جو کوئی کہ فرصت پا کے ایسے دشمن کو چھوڑ دیگا مقرر پشیمانی اُٹھائے گا اور پھر قابو نہ پائے گا اور جب کہ دشمن کو ضعیف

بالاخوانی
[illegible]
[illegible]

پائے ہرگز کوتاہی نہ کرے والا دشمن ورطہ ہلاکت سے جس وقت نجات پا کے قوت پکڑے گا قابو کے وقت کبھی کوتاہی نہ کریگا بموجب حکم اس رباعی کے عمل کرنا چاہیے

رباعی دشمن چو بجست از تو از وی نہ جہی ٭ وز بند تو چون رست تو از دی نہ رہی ٭ خواہی کہ امان باشدت از آفت او ٭ در دست تو چون فتد امانش ندہی ٭

اے بادشاہ زنہار اسکی بات پر التفات نہ فرما اور اسکے افسون جانگداز کو کان مین جگہ نہ دے بزرگون نے تاکید کی ہے کہ دوست ناآزمودہ پر کبھی اعتماد نہ کرے تا بہ دشمن چہ رسد

بیت درین زمانہ کہ با دوست اعتمادی نیست ٭ چگونہ غرہ توان کرن بگفتن دشمن ٭

کارشناس یہ کلام وزیر کا سُنکے درد دل سے رویا اور کہا کہ اے وزیر مین یون ہی دل دردمند مجروح رکھتا ہون کیا زخم پر زخم لگا کے نمک ڈالتا ہے اسکی فکر کرنی چاہیے کہ جسے امید زندگی ہو اور عاجز دن سے جوانمردون نے کبھی عداوت نہین کی اس وزیر کی بات شب آہنگ کے دل مین چُبھی اور مُنھ دوسرے وزیر کی طرف پھیر کے پوچھا کہ تو اس مقدمے مین کیا کہتا ہے اُس نے التماس کیا کہ مین اسکے قتل کی صلاح نہ دون گا کہ صاحب مروت اور بہادر جب کہ دشمن کو ضعیف اور بیچارہ پاتے ہین اُسکا تدارک برحم فرماتے ہین یہ شخص اوج عزت سے گر کے آپ کے جوار رحمت مین آیا ہے اگر اسپر احسان اس وقت مین ہوگا تو اسکے عوض مین مقرر جانفشانی کرے گا اور شخص کام کا کمتر پیدا ہوتا ہے یہ شخص اپنی قوم مین بے نظیر اور نیکنام تھا اگر بادشاہ اسکا اپنی حماقت سے اسپر خشم نہ کرتا تو یہ حال اسکا کیون ہوتا اس مین گنجایش خدع کی نہین یہ سرگردان اور پریشان روزگار ہے اور بادشاہ کا اقبال بلند رہے انکا تمام لشکر تاب اقبال عالی کی نہ لاسکا اس تنہا بے وسیلہ و پا کی کیا طاقت ہے کہ بدی کرے گا اور بعضے سبب ایسے ہین کہ دشمن مہربان ہو جاتا ہے جیسا کہ خوف سے چور کے زن بازرگان اپنے شوہر پر مہربان ہوئی بادشاہ

نے کہا کہ یہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک سوداگر نہایت مالدار تھا مگر بدخو اور زشت رو اور گران جان اور بدزبان اور بیمروت اور نامہربان اور اسکی ایک عورت تھی پاکیزہ سیرت اور زیبا صورت کہ چودھوین رات کا چاند اُسکے لمعۂ رخسار سے اقتباس نور کرتا تھا اور چراغ جہان افروز آفتاب اسکی شعاع عارض سے ضیا دام لیتا تھا اور یہ زشت رو مردم وصف خوانی اُسکے حسن جہانتاب کی اس نظم سے کرتا تھا **نظم** آنکھ آہو ہی مگر بے آہو + زلف سنبل ہی مگر عنبر بو + رخ ہی وہ گل کہ نہین جسکو خزان + قد ہی شمشاد ولیکن ہی روان + ہی دہن غنچہ ولیکن گویا + تنگ ایسا کہ سخن کی نہین جا + شوہر ہزار دل سے جویا اُس کے وصال کا تھا وہ کسی طرح اسکی مائل نہ ہوتی تھی اور ہرچند انواع دلجوئی سے پیش آتا تھا مگر یہ کارہ اور متنفر رہتی تھی اور کبھی اپنے وصل سے اُسے شاد کام نہ کرتی تھی ایکدن چور اسکے گھر مین آیا یہ عورت بیدار تھی دیکھتے ہی چور کو ڈر گیئی اور مرد کے سینے سے چمٹ گئی جب کہ آنکھ بازرگان کی کھلی دوست کو سینے سے چمٹا پایا خروش عاشقانہ زبان پر لایا اور غایت خوشی سے جوش مین آیا اور کہا **بیت**

مجھ سے لپٹ گیا ہی مرا یار خواب مین	بیدار بخت ہو گئے بیدار خواب مین

اور کہا کہ آج یہ کیا شفقت ہی کہ خلاف عادت ظہور مین آئی اور کون چیز اُسکی باعث ہوئی عورت نے کہا کہ چور گھر مین آیا ہی اُس کے خوف سے یہ حرکت مین نے کی ہی مرد نے کہا کہ اے دزد مبارک قدم جو کچھ چاہ سو میرے مال سے اُٹھا لیجا کہ تیری برکت قدم سے یہ لطف مجھے حاصل ہوا دزد نے اُس کے حال و قال پر رحم کر کے کچھ نہ لیا اور خالی پھر گیا بازرگان نے یار کو اُس دم وفادار پایا اور مال بھی سلامت رہا یہ مثل اس لیے عرض کی گئی کہ بعضی صورت مین ایسا ہوتا ہی کہ دشمن کے سبب سے حصول مطلب ہو جاتا ہی اور حال اس زاغ کا بھی

حکایت وزد و دیو

قصہ اسی قبیل سے ہی بادشاہ نے وزیر سوم سے پوچھا کہ تیری راے اس قضیہ مین
کیا حکم کرتی ہی اُسنے کہا کہ میرے نزدیک اولی یہ ہی کہ شہریار لباس حیات اسکے
بدن سے نہ اُتارے بلکہ خلعت امان پہنا کے الطاف و پرورش سے دریغ نہ
فرمائیے تا وہ اُس کے مکافات مین خدمت بادشاہ کی اپنے اوپر واجب جانے
اور امور نصیحت اور خلوص خیر خواہی مین عرق ریزی کرتا رہے دوسرے یہ بات ہی کہ
عقلا ہمیشہ سے اسمین کوشش کرتے رہے ہین کہ جماعت دشمن سے جتنے لوگ لوٹ
آئین اور جتنے سنگ تفرقہ اُس گروہ پر پڑین موجب فراغ خاطر اور انتظام کار
اُس مین متصور ہی جیسا کہ وزد اور دیو کا خلاف باعث جمعیت خاطر زاہد ہوا
بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہ ایک زاہد پاک طینت پاکیزہ سیرت
کا نواحی بغداد مین صومعہ تھا اوقات صبح و شام عبادت ملک علام مین بسر کرتا تھا
اور غبار تعلقات اپنے دامن سے جھاڑ ڈالتا تھا اور تصور کیا تھا کہ نوش مسرت
بے نیش مشقت حاصل نہین ہوتا ہی اور نقد گنج غبار بغیر رنج و عنا ہاتھ نہین آتا ہی
پھر واسطے چند انفاس مستعار کے اتنی بلاؤن کا خریدار ہونا بڑی حماقت ہی **بیت**
ہاتھ اُٹھا گل سے کہ تا ایذا نہ پہونچے خار سے ٭ مار ٹھوکر گنج کو پھر خوف کیا ہی مار سے ٭
یہ سمجھکر زاویہ قناعت مین سر کھینچا تھا اور جو وظیفہ کہ عالم غیب سے عنایت ہوتا تھا اُس پر
بہزار شکر راضی رہتا تھا ایک مرید صادق نے معلوم کیا کہ شیخ ہمارا اکثر فقر و فاقے مین
بسر کرتا ہی ایک گاؤمیش شیر دار بہزار منت نذر کی اور کہا کہ یہ جستہ للہ آپ کی نذر ہی
کہ اکثر پریشانی روزی کی اوقات شریف کو مکدر کرتی ہی وقت ضرورت اس سے رفع
گرسنگی فرمایا کیجیے بلکہ وارد اور صادر بھی اس سے فیض پائینگے زاہد نے خیال کیا کہ
بے طلب اللہ نے اسے بھیجا ہی پس بحکم لا ترد و لا کد کے قبول کیا ایک چور نے
گاؤمیش شیر دار دیکھ کے با خود کہا کہ اسے چرائیے مال مفت ہی شب کو صومعہ

زاہد کا ارادہ کیا اتفاقاً ایک دیو بھی بشکل آدمی بن کے وزد کے ساتھ ہوا وزد نے کہا کہ تو کون ہی اور کہان جائیگا اُسنے کہا کہ مین دیو ہون بشکل آدمی بنکر صومعہ زاہد کا قصد رکھتا ہون کہ اکثر لوگ اُسکی برکت تلقین سے طریقہ توبہ و تقویٰ مین کامل بنگئے ہین چاہتا ہون کہ اگر فرصت پاؤن تو اسے قتل کرون تا سبیل ہدایت مسدود ہو جائے یہ حال تھا میرا جو سُنا تونے اب تو بتا کہ تو کون ہی اور تیرا حال کیا ہی وزد نے کہا کہ مین عیار پیشہ ہون اور شب و روز اسی فکر مین پھرتا ہون کہ کسی کا مال پاؤن تو چرا لیجاؤن اور داغ حسرت دل پر رکھون بلکہ آج اس لیے آیا ہون کہ زاہد کی بھینس کہ خوب شیر دار ہی اُسے چُرا لیجاؤن اور صرف معاش کرون دیو نے کہا ع اے جان جہان تو یار مائی ❊ الحمد للہ کہ رشتہ جنسیت کا تجھ مین مجھ مین مستحکم ہی اور میرا مشرب اور تیرا ایک ہی شب کو دونون صومعہ زاہد مین آئے زاہد عبادت کرکے سو رہا تھا وزد نے اندیشہ کیا کہ اگر دیو ارادہ زاہد کے مارنے کا کرے اور وہ فریاد کرے اور مردم ہمسایہ دوڑ پڑین تو مطلب میرا فوت ہو جائیگا اور دیو نے خیال کیا کہ وزد جب کہ بھینس لیچلے گا تو دروازہ کھولے گا اُسکی آہٹ سے اگر زاہد جاگ اُٹھا تو مارنا زاہد کا توقف مین پڑے گا دیو نے کہا کہ اے وزد اندکے تامل کر کہ مین پہلے زاہد کو قتل کرلون اسکے بعد تو مطلب اپنا کرنا وزد نے کہا کہ مین پہلے گاؤمیش کو خانہ زاہد سے باہر لے جاؤن اُسکے بعد زاہد کو مارنا یہ قصہ اُن دونون مین بڑا آخر دونون کا مقال جدال کو پہونچا وزد نے اُس جھگڑے مین زاہد کو آواز دی کہ اے زاہد غافل ہوشیار ہو کہ دیو تیرے مارنے پر مستعد ہی دیو نے کہا کہ یہ وزد تیری گاؤمیش چُرائے لیے جاتا ہی زاہد اُنکے عربدہ شور انگیز سے بیدار ہو کر چلایا مردم ہمسایہ دوڑے اور یہ دونون بھاگ گئے نفس اور مال زاہد کا دشمنون کے خلاف سے محفوظ رہا

بیت

چو در لشکر دشمن افتد خلاف ❊ تو بگذار شمشیر خود در غلاف ❊ جسوقت کہ تیرے

[illegible]

وزیر نے بات تمام کی پہلا وزیر آشفتہ ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ زاغ مکر و افسون سے تمھین فریفتہ کر کے خراب کریگا زنہار غفلت نہ کرو اور پنبۂ پندار و غفلت گوش ہوش سے نکالڈالو عاقلون کی تاکید ہی کہ کلام دشمن پر کبھی اعتماد نہ چاہیے یہ قاعدہ کلیہ ہی کہ عداوت اصلی دل سے ہرگز محو نہین ہوتی ہی دشمن ہزار رنگ سے دھوکا دینے کے واسطے چاپلوسی سے پیش آئے مگر اسے سراپا دغا اور فریب سمجھا چاہیے طرفہ تر یہ کہ مین سب کو انکے فریب پر گرویدہ پاتا ہون حال تمھارا اس درودگر کے مانند ہی کہ گفتار زن بدکردار پر فریفتہ ہوا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ شہر سراندیپ مین درودگر تھا کہ خوبی کسب مین حد کمال کو پہونچا تھا اور ایک عورت رکھتا تھا کہ غایت حسن و جمال سے غیرت پری تھی **بیت** نگارے دلفریبے جانگدازی ٭ پری پیکر بتے عاشق نوازی ٭ درودگر از بس اُسکا مائل تھا لیکن وہ در پردہ درودگر سے کارہ اور غیرون کے تیر عشق کی گھائل تھی اور ہمسایہ مین اسکے ایک شخص تھا کہ سرو رعنا ایسے ہی قد کی صفت ہی **نظم لمؤلفہ** دونون غدار رشک ہین خورشید و ماہ کے ٭ آہو تمام عندلیب ہین چشم سیاہ کے ٭ سب مرغ جان اسیر ہین زلفون کے دام مین ٭ سب مرغ دل شکار ہین تیر نگاہ کے ٭ ایک دن نظر انکی باہم دوچار ہوئی یہ دونون آپس مین فریفتہ ہوے القصہ نامہ و پیام سے کام بعیش و آرام پہونچا اور مدام اسی دیترے پر داد عیش دیتے تھے وہ لوگ کہ اس کے وصال کی تمنا مین مانند سیماب کے بیقراری کیا کرتے تھے اور شبانہ روز اُس کے ہر حال کی جاسوسی مین رہتے تھے آخر اس قصے سے مشروحاً آگاہ ہوے اور آتش رقابت کانون سینہ مین شعلہ زن ہوئی لہذا اس حال سے درودگر کو خبردار کیا ہر چند درودگر چندان غیرت دار نہ تھا مگر اس صدد مین ہوا کہ اس بات کو دریافت کرے عورت سے کہا مجھے ایک منزل پر کچھ ضروری کام ہی ہر چند دور نہین ہی مگر چند روز اُسی جا رہونگا کچھ توشہ پکادے تو مین جاؤن عورت نے مکاری

سے رو کر کہا کہ مجھے مفارقت ایک دن کی بھی گوارا نہین ہی لیکن ضرورت سے مجبور ہون
چند روٹیان پکا کر حوالے کین درودگر رخصت کے وقت کہنے لگا کہ شب کو دروازہ
خوب بند کرنا اور اسباب بہت محافظت سے رکھنا کہ مبادا میری غیبت مین کوئی چور
دستبرد کرے غرض کہ بعد قیل وقال بسیار درودگر روانہ ہوا اور اُس نے فوراً
یہ مژدہ یار کو بھیجا کہ آج گھر اغیار سے خالی ہی بیت آج اس باغ مین سب گل
ہین کوئی خار نہین + جلد آیار کہ اب تام کو اغیار نہین + جوان نے کہلا بھیجا کہ پہر رات
کے بعد آؤنگا عورت نے اسباب مہمانی اور سامان عیش وشادمانی مہیا کر رکھا تھا اور منتظر
وقت کی بیٹھی درودگر سر شام گھر کے ایک کونے مین آ چھپا جبکہ وہ جوان آیا دیکھا اُسنے
کہ دونون ہم آغوش ہوے اور بوس وکنار بہزار ناز و نیاز اور کلمات تعشق اور
عہد وپیمان وفاداری بسوگند بیان کرتے ہین جب کہ بعد اختلاط کے دونون
خوابگاہ مین گئے درودگر آہستہ آہستہ اس لیے نزدیک آیا کہ تماشاے
بوس وکنار تو دیکھ چکا اب تماشاے مباشرت معائنہ کرے ناگاہ نظر اس عورت کی
اس درودگر کے پاؤن پر پڑی سمجھی یہ کہ جانا اسکا محض بہانہ تھا اپنے یار سے کہا کہ
ماجرا یہ ہی اب تو یون کہنا اور مین یون کہونگی اُس نے پوچھا کہ تو مجھے بہت چاہتی ہی یا اپنے
شوہر کو اُس نے کہا کہ اے نادان اگر سچ پوچھتا ہی تو یہ ہی کہ عورتون کو اگر بحیثیت غلبۂ
شہوت یا بواسطہ لہو ولعب یا بسبب کسی کے ورغلانے کے ایسا اتفاق ہو جاتا ہی
لیکن جب وہ حاجت روا ہو چکتی ہی فی الحال پھر کچھ نسبت اُسے آشنا سے باقی نہین
رہتی اور شوہر بمنزلہ روح بصر کے ہی اور عورتون کو جان ودل سے شوہر زیادہ تر عزیز
ہوتا ہی چنانچہ ایک مین ہون کہ وہ موجود اسجا نہین ہی اور مین جس دھوکے سے اور
جسکے ورغلانے سے تیرے دام مین پھنسی اُنکا خدا برا کرے مین اسکی پاپوش کے برابر تجھے
نہین سمجھتی ہون اور اسوقت کتنی پشیمان ہون کہ مر جانے پر راضی ہون ہر چند اپنی

مین نے عزت برباد نہین کی ہی فقط بناچاری بوس وکنار تونے کیا ہی لیکن مارسیاہ اگر میری
بغل مین ہوتا تو مین راضی ہوتی پر تجھ سے راضی نہین ہون اور اپنے شوہر کے بغیر یہ بستر
مجھے آتش سوزان سے بدتر ہے مرد نے کہا کہ حق بجانب تیرے ہی اور تو سچ کہتی ہی لیکن مین
تو بدکار نہین ہون فقط تیرے دیدار اور بوس وکنار کا خریدار ہون جس وقت مرد وگر بیغیرت
وبے عقل نے یہ حکایت عورت کی زبان سے سُنی شفقت اور رفاقت اُس پر غالب آئی
اور دل مین کہا کہ نزدیک تھا کہ اس عورت سے بدی کرتا مگر خیر گذری کہ نزدیک اللہ
کے گنہگار نہ ہوا یہ کیا گمان بد تھا کہ مین اُسکے حق مین کرتا تھا وہ بیچاری میرے عشق
مین زار وبیقرار رہی اور اس محبت وجان نثاری کے ساتھ اگر کوئی خطا بھی اس سے
صادر ہوتی تو کیا مضائقہ تھا کہ گھس تو نہ جاتی اور اس کے سوا کون آفریدہ جہان مین
خطا ونسیان سے خالی ہی بموجب **مصرع** کسے کجاست کہ دامان او نیالودہ است؛
مین نے بیہودہ اتنا رنج اُٹھایا اب صلاح یہ ہی کہ عیش اُسکا منغص نہ کرون اور
اُسکی آبرو اس شخص کے روبرو خاک مذلت مین نہ ملاؤن کہ یہ عمل اُس سے بناچاری
ہوا ہی مجھے چاہیے کہ نظر اُسکے ہنر پر رکھون نہ عیب پر بموجب بیت کے **بیت**
گر ہنری داری وہفتاد عیب؛ دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر؛ یہ دل مین سمجھ کر
اُسی تخت کے تلے دم بخود لیٹا رہا جس وقت علم شب تار نگون زار ہوا اور آفتاب
عالم افروز نے گوشۂ مشرق سے پیش خیمہ نکالا مرد بیگانہ اپنے گھر گیا اور عورت نے
بالائے تخت آپ کو نگونسار سونے مین ڈالا ورود گر باہستگی تخت کے تلے سے نکل کے
عورت کے پاس آبیٹھا اور بلطف تمام غبار ملال اُسکی خاطر سے پاک کرنے لگا نرم نرم
اپنے ہاتھ بکمال محبت اس کے بدن پر پھیرتا تھا کہ زن پُر فریب کی آنکھین کھلین
اور شوہر کو دیکھ کے جلدی سے اُٹھی اور یہ قطعہ گویا کا پڑھا **قطعہ**
شب فراق مین دم بھر نہ مجکو خواب آیا؛ لبون پہ آہ تو آنکھون مین خون ناب آیا؛

عجیب صبح مبارک نے اب کیا ہی طلوع ❊ کہ میرا ماہ بھی ہمراہ آفتاب آیا ❊ پوچھا کہ سلامتی سے کب تشریف لائے کہا کہ جس وقت اُس مرد بیگانے سے تو دست وبغل تھی اور اُسکے بعد معلوم کیا مین نے کہ یہ کام اپنے ارادے سے تونے نہین کیا بلکہ بہ مجبوری فریب سے لوگون کے واقع ہوا ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تم دونون مین محبت پاک ہی اُس وقت رنج دینا تجھے انصاف و مروت سے دور سمجھا مین اور جب سے کہ شفقت تیری بدل اپنے حال پر پائی اور اپنی دوستی مین تجھے مستغرق دیکھا تب سے بہ یقین معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگانی محض میرے لیے اور بینائی میرے مشاہدہ جمال کے واسطے چاہتی ہی اور یہ حرکت کہ تجھ سے صادر ہوئی محض مکارون کے فریب سے ہوئی اس باعث سے تیرے اور تیرے دوست کے آرام کا لحاظ مجھ پر واجب ہوا تو دل خوش رکھ اور کچھ خوف و ہراس نہ کر اور مجھے معاف کر کہ مین نے اول تیری طرف گمان بد کیا تھا بارے الحمد للہ کہ خیال میرا باطل تھا اور تو ایسی نہ تھی جیسا کہ میرا مظنہ تھا عورت مکارہ نے شرم وحیا سے معذرت اپنی بے اختیاری اور خطا کی چاہی اور اظہار تعشق شوہر کرتی تھی اور نجار اپنی خطا معاف کرواتا تھا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا **بیت** کی تجھ سے بدگمانی مین نے بڑی خطا کی ❊ کردے معاف اے بت تجھکو قسم خدا کی ❊ یہ مثل اسلیے بیان کیگئی ہی کہ تم درودگر کے مانند کلام فریب آمیز پر اُسکے فریفتہ نہوا اور عیوب ظاہر کو ہنر نہ سمجھو تا اس زاغ مکار کے کلام پر تم فریب کھاؤ اور اُسکے مکر وشعبدہ پر بھول نجاؤ کہ اس سے بوے خون مجھے آتی ہی اسوقت اُسکا فریب تم پر ظاہر ہوگا کہ چارۂ کار اختیار سے باہر ہو جائیگا **بیت** بقول خصم بد اندیش غرہ نتوان شد ❊ کسیکہ کرد چنین عاقبت پشیمان شد ❊ اور دشمن دانا جب کہ دوری مسافت مین کچھ قابو نہین پاتا ہی کسی حیلے سے آپ کو نزدیک پہونچاتا ہی اور نفاق دیدار سے محرم راز بنجاتا ہی جس وقت اُنکے راز اور چارۂ کار پر مطلع ہوتا ہی فرصت پاکے ایسا

زخم کاری لگاتا ہی کہ صاعقہ آتشبار کے مانند دشمن کے خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی زاغ نے کہا کہ ای وزیر صائب تدبیر چشم خدا بین سے دیکھ اور خراش نفس سے ایسا ظلم نہ کر کہ خدا اور مردان خدا پسند نہ کرین اور بھلا انصاف تو کر کوئی عاقل ایسا حیلہ اپنے حق مین پسند کریگا کہ مرتبۂ وزارت سے قصداً اس ذلت مین ٹرے کہ پر و بال نچوا کے لشکر لعنین قوی مین آپ کو ڈالے اگر بادشاہ رحیم مزاج نہوتا تو اب تک مجھے زندہ سلامت نہ چھوڑتا اور اس سے مجھے کیا فائدہ تھا کہ دیدہ و دانستہ امر موہوم کے واسطے ایسا حیلہ کہ پیش جائے یا نہ جائے کرکے اپنی ہلاکت سروست قبول کرتا اور ایسا ستم اپنے حق مین روا رکھتا کہ غیر کی آسایش کے واسطے اپنی موت اس ذلت سے قبول کرتا تو مجھ سے زیادہ کون احمق جہان مین ہوتا بلکہ طفل دہ سالہ تا پیر صد سالہ کوئی ایسے حیلے کو پسند نہ کریگا سب زاغ جانتے ہین کہ یہ خواری باختیار مین نے قبول نہین کی ہی اور کیا بادشاہ کے جاسوسون نے خبر نہ دی ہوگی کہ تمام لشکر میرے واسطے متاسف اور روتا تھا کیونکہ مین نے عمر بھر کسی کو رنج نہین پہونچایا ہی بلکہ ہمیشہ بادشاہ سے جرائم خلوقات کے عفو کروا تا رہا ہون اگر یہ بات عمداً مین کرتا تو تمام لشکر اور میرے اقربا کاہی کو گریہ و زاری کرتے بلکہ سب کی تشفی ہوتی کہ حکمت عملی کے واسطے یہ امر کیا ہی ہر چند مین نے اپنے بادشاہ کو خیر خواہی سے نصیحت کی تھی مگر اسپر یہ ثابت ہوا کہ یہ خیر خواہ بومون کا ہی اور اُن سے سازش رکھتا ہی اس لیے میرا یہ حال کیا اور اگر مین جھوٹا ہوتا تو یہی کہتا کہ مین نے تمھاری خیر خواہی سے کہا تھا اور حاشا کہ مین نے تمھاری خیر خواہی سے نہین کہا تھا مگر اُسنے یہی جانا کہ اس نوبت کو مجھے پہونچایا بلکہ اور وزرا کہ میرے دشمن تھے سرعام اُنھون نے یہی مشورہ دیا کہ اُسنے زندہ نہ چھوڑنا چاہیے بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی کہ تڑپ تڑپ کے اپنے دوستون کے آگے مرے تو اچھا ہی ای وزیر کچھ تو خوف خدا کر اور انصاف سے نہ گذر اور بموجب اِس رباعی

کے عمل کہ رباعی گر بر سر نفس خود امیری مردی ÷ ور بر دگرے خردہ نگیری مردی ÷
مردی نبود فتادہ را پاے زدن ÷ گر دست فتادہ بگیری مردی ÷ وزیر نے کہا کہ اے
زاغ مکار یہ بات کچھ نئی نہیں ہے جو تونے کی ہے آگے بھی لوگون نے ایسے کام بلکہ
اس سے بھی زیادہ کیے ہین کہ ہلاک دشمن کے واسطے اپنے اوپر بڑی بڑی عقوبتین گوارا
کی ہین اس تصور سے کہ ولی نعمت کی کاربر آری مین جان بھی جاوے تو مضائقہ
نہین ہے کہ ایکدن مرنا ہے بلکہ نام حق گزاری کا تنہا جریدۂ روزگار پر باقی رہیگا جیسا کہ
اُس بندر نے آپ کو ہلاک کیا اور انتقام یارون کا لیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت بوزینہ اور خرسون

حکایت کہا کہ گروہ بندرون کا ایک جزیرے مین کہ جہان میوہ تر و خشک بہت تھا
اور ہواے خوب و مرغوب بھی رہا کرتا تھا ایک دن چند بزرگ اُس قوم کے ایک درخت
کے سائے مین باہم بیٹھے حکایت ہر طرح کی کرتے تھے کہ اتفاقاً ایک خرس اُس راہ سے
گذرا اپنے دل مین کہا کہ یہ بات روا نہین ہے کہ مین کوہ مین زیر سنگ با دل تنگ
گذران کرتا ہون اور ہزار محنت سے بیخ گیاہ حاصل کرکے شکم پروری کیا کرتا ہون اور
بندر اس جزیرے مین ایسی ہواے خوب اور میوہ زار مین با دل شادان بسر کرتے ہین
اور مین کہ اُن سے قوی تر اور بہتر ہون اس ذلت سے گذران کرتا ہون ہمت کے خلاف
ہے بیت رقیبان در بہار فصل دل بشگفتہ ہمچون گل ÷ چرا من در خزان ہجر بے برگ و
نوا باشم ÷ اس فکر کے بعد خرس نے جماعت بوزینہ مین جاکے چاہا کہ سب کو درہم و برہم
کرکے اس جزیرے سے بھگا دے اور ذخیرہ اُنکا کھالے یہ دیکھتے ہی سب بندر چلائے
فوراً ہر طرف سے جوق جوق سب جمع ہوے اور خرس کو یہان تک کاٹا اور نوچا
کہ از سر تا پا مجروح اور خون آلودہ ہوکر خوار اور پشیمان کوہستان کو بھاگا اور
وہان پہونچ کے غوغا کیا خرس سب جمع ہوے اور حال پوچھا خرس نے
صورت ماجرا بیان کی خرسون نے کہا کہ واے ناموسی کہ بوزینہ ضعیف الجثہ

خرس قوی ہیکل کو یہ ذلت دین کبھی ایسی ذلت ہماری قوم کو نہین ہوئی تھی یہ بدنامی قیامت تک اس قوم مین باقی رہیگی آخر خرسون کی رگ حمیت و غرور حرکت مین آئی اور بعد لاف وگزاف یہی مشورہ ٹھہرایا کہ ہم سب جمع ہوکے ایسا شبخون مارین کہ ایک بندر سلامت نہ رہے **بیت** ہین عدو مانند روبہ شیر ہم ✣ ایک حملے مین کرینگے زیر ہم ✣ جب کہ شب ہوئی لشکر ریچھون کا جزیرۂ بوزینہ پر متوجہ ہوا اقضارا بندرون کا بادشاہ اس روز ایک اور صحرا کی طرف شکار کو گیا تھا اور شب کو بھی اُسی جنگل مین قیام کیا تھا تھوڑے سے بندر اُس جزیرے مین آرام کرتے تھے جبکہ فوج خرسون کی مانند مور و ملخ کے وہان پہونچی اکثر بندر قتل ہوگئے کچھ تھوڑے سے جو خستہ و مجروح باقی رہے جابجا بھاگ گئے ریچھون نے جو جزیرہ دلچسپ اور میوہ دار خالی پایا اُسی خرس ستم رسیدہ کو اپنا امیر کیا بندرون نے جو میوہ کہ مدت دراز مین جمع کیا تھا ایکدم مین ریچھون نے کھا ڈالا جب صبح ہوئی بادشاہ بندرون کا اس حال سے غافل متوجہ اپنے جزیرہ کا ہوا بندر خستہ و پریشان جو باقی رہے تھے راہ مین بادشاہ کو ملے اور دادخواہی کی بادشاہ نے اس ماجرے سے اطلاع پاکے انگشت حیرت دانتون مین دابی اور کہا کہ ہاے ملک موروثی مفت ہاتھ سے گیا اور افسوس کہ بخت نے برگشتگی کی اور دولت بے اعتبار نے منھ پھیر لیا سچ کہا ہی کہ فریب آباد دنیا پر اعتماد کرنا نہ چاہیے اور اسی طرح اور بندر بھی اپنی قوت مال و منال اور اہل وعیال پر گریہ وزاری کرتے تھے اُن بندرون مین میمون نام ایک بندر تھا کہ فضیلت و حکمت مین نہایت آراستہ اور مرتبۂ کیاست مین سب گروہ سے برگزیدہ تھا اور بادشاہ ہمیشہ اُسکے مشورے پر کام کرتا تھا **نظم**

امین روشندلے صاحب ضمیری	بہ تدبیر درست اقلیم گیرے
عطارد چاکرش در خامہ رانی	زحل شاگرد او در نکتہ دانی

میمون نے جبکہ بادشاہ کو حیران اور یارون کو سرگردان دیکھا نصیحت کی اور یہ قطعہ پڑھا

قطعہ در بلاہا جزع مکن کہ ازان ٭ دو زیان ست گوش کن از من ٭ اولاً دوستان شوند
ملول ٭ ثانیاً شادمان شود دشمن ٭ اور کہا کہ جزع کرنا بندۂ خدا کو صواب اندیشی سے
محروم رکھتا ہی اور بیصبری اور سُبکی کے ساتھ مشہور کرتا ہی اور ایسے موقع مین سوا دو چیز
کے اور کسی مین فائدہ نہین ہی ایک صبر اور دوسرے ثبات کہ صبر و ثبات وہ درخت ہین
کہ میوۂ مراد بار لاتے ہین بحکم الصبر مفتاح الفرج یعنی صبر کلید ہی ابواب نجات کی نظم
کلید در گنج مقصود صبر است ٭ در بستہ آنکس کہ بکشود صبر است ٭ از آئینۂ سینۂ دردمندان
غبار ستم آنکہ بزدود صبر است ٭ ای بادشاہ رائے نیک و تدبیر درست سے ہزار سالہ غم
ایک ساعت مین رفع ہوتا ہی **بیت** توان بہ مرہم تدبیر نیک ورائے صواب ٭
جراحت دل صد پارہ را دوا کردن ٭ بادشاہ نے پوچھا کہ اس مہم کی تدبیر کیا ہی میمون
نے خلوت چاہی اور اُسکے بعد کہا کہ خرسون نے میرے عزیز اور فرزند سب قتل کیے ہین
اب مجھے اُنکے دیدار کے بغیر زندگی سے لذت اور نہ دولت سے راحت ہی بلکہ یہ زندگی
ہزار درجہ موت سے بدتر ہی آخر اس غم سے گھل گھل کے مرجاؤنگا چاہتا ہون کہ
جتنا جلد تر اس مضیق تعلقات سے مخلصی پاکے راحت عقبیٰ حاصل ہو اُتنا بہتر ہی
اس لیے چاہتا ہون کہ ایسی تدبیر کرون کہ اس گروہ ناخداترس سے انتقام دوستون
اور عزیزون کا اس طرح لون کہ یہ نقش میرا جریدۂ روزگار پر تا قیام قیامت باقی
رہے اور اگر اس تدبیر مین مارا بھی جاؤن تو بھی دو راحتون سے خالی نہین ہی ایک
یہ کہ حق نمک بادشاہی سے سبکدوش ہون کہ جان نثاری سے بہتر نمک خوار کے لیے
کوئی عمل نہین ہی اور دوسرے عزیزون اور فرزندون سے جلد ملنا ہوگا بادشاہ
نے کہا کہ ای میمون لذت انتقام کی کام حیات کو البتہ شیرین کرتی ہی
اور ذوق غلبے کا دشمن پر واسطے آسایش زندگانی کے مطلوب ہوتا ہی اگر تو
نہ ہوا تو مجھے ان صورتون سے کیا فائدہ ہی دوسرے تیرے بغیر تمام عالم میری

آنکھون مین تیرہ ہو جائے گا اور بن تیرے ایسا انتقام میرے دل کو ہرگز خوش نہ کرے گا وہ بات سوچ کر جسمین تجھے مضرت نہ پہونچے اور مین الم ناک ہون میمون نے عرض کیا کہ ای شہریار نامدار یہ حال کہ مین رکھتا ہون اس صورت مین موت کو لاکھ درجے حیات پر ترجیح ہی کس لیے کہ نور آنکھون کا فرزندون کے تماشائے جمال سے تعلق ہوتا ہی سو اُنھون نے اپنا مُنھ نقاب تراب مین چھپا لیا اور خرمن جمعیت میرا تند باد فنا نے برباد کر دیا اور قوام معیشت کا کہ مال ومنال سے تعلق رکھتا ہی تاراج دشمن مین تلف ہوا سو مال کا بھی اندیشہ کچھ نہ تھا جو فرزند اور عزیز سب سلامت رہتے اب بجز موت کوئی چیز میرے دل کو آرام نہ دے گی اس سے یہ بہتر ہی کہ حق گذاری ولی نعمت کی بجا لاؤن اور سب قوم کہ مجروح دل اور خستہ خاطر ہی مرہم انتقام دشمن سے انکے زخمون کو التیام دون اور نقد جان دے کے متاع نیکنامی خریدون **بیت** بنام نکو مرد نم آرزوست ✤ کزین جملہ مقصود نام نکوست ✤ بادشاہ کو چاہیے کہ میری موت سے دریغ نہ کرے بلکہ جب بزم عیش مین بیٹھے تو میری وفاداری کو یاد فرماوے بادشاہ نے کہا کہ کون حیلہ ٹھہرایا ہی میمون نے کہا کہ انکو ایسے ریگستان مین ڈالون گا کہ باد سموم آتشبار وہان وزان ہوگی اور ایک قطرۂ آب کسی طرح دستیاب نہوگا تڑپ تڑپ کر سب جان دینگے کہ نوع اُنکی از بس حار مزاج ہوتی ہی تاب ادنی حرارت کی نہین لا سکتی ہی چہ جاے کہ وہ گرمی اور لون کا چلنا اور پانی کا نہ ملنا غالب ہی کہ میری راے صواب سے نزدیک ہو اور تیر تدبیر ہدف مراد پر پورا بیٹھے اب صلاح یہ ہی کہ بادشاہ بندرون کو حکم دے کہ دو لون کان میرے نوچ ڈالین اور ہاتھ پانون توڑ کے اُسے اپنے جزیرے کے قریب پھینکدین اور بادشاہ اس جزیرے کے گرد وپیش سب بندرون کو پریشان کر دے کہ مخفی رہین دو روز انتظار کیجیے تیسرے دن بفراغت تمام اپنے مسکن پر متمکن ہو جیے اور اسمین مطلقاً شبہہ اور تردد نہ کیجیے کہ انمین سے ایک بھی زندہ وسلامت نہ رہے گا بادشاہ نے

بموجب صلاح میمون کے حکم دیا وہ سب عمل مین لائے اور بادشاہ بندرون کو منتشر کرکے آپ ایک گوشے مین چھپ رہا میمون نے تمام شب ایسے نالے جان خراش کیے کہ دل سنگ اُسکے اضطراب سے آب ہوتا تھا اور کوہ اُسکی صداے المناک سے فریاد کرتا تھا جس وقت شاہ انجمن نے تکیہ گاہ خاور سے سریر گردون پر قدم رکھا بادشاہ خرسون کا خواب ناز سے اُٹھکر دیوان عام مین آیا اور وہ نالۂ زار سُنکے اُسکی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ ایک بندر خستہ حال ہی پوچھا کہ تو کسکی جفا کا پامال ہی اُس نے احوال اپنا مشروحاً بیان کیا باوجودیکہ سخت دل تھا اُسپر بھی مہربان ہوا اور کمال شفقت سے استفسار حال کرکے تاسف کرنے لگا میمون نے فراست سے پہچانا کہ بادشاہ ریچھون کا یہی ہی دعا اور ثنا شروع کی بعد اداے مراسم بادشاہی کہ لائق بادشاہان جلیل القدر کے ہوتے ہین عرض کیا کہ مین وزیر ہون بندرون کے بادشاہ کا اتفاقاً اُس روز مین بھی بادشاہ کے ساتھ شکار کو گیا تھا اور وہ شب اُسی جنگل مین بسر ہوئی دوسرے دن بقیۃ السیف پہونچے اُنھون نے حال شبخون کا بیان کیا بادشاہ کو کہ ہمیشہ سے میری تدبیر پر اعتماد تھا تدبیر اس مہم کی بھی مجھ سے پوچھی مین نے خیر خواہی سے عرض کیا کہ پہلے اس طرف سے خطا صادر ہوئی کہ اپنے سے بہتر اور مہتر کو ذلیل کیا یہ دور اندیشی سے بہت دور تھا بقول سعدی علیہ الرحمۃ بیت ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ٭ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد ٭ اور اُسکی سرہنگ جو پائی سو حضور کے ملاحظے مین آئی اب صلاح یہ ہی کہ معذرت سے پیش آؤ اور کمر خدمتگزاری بصدق و صفا مستحکم باندھو تا تمام عمر آسائش سے بسر کرو جوانمرد عذر عاجز کا قبول کرتے ہین والا اب بھی اُنکی عداوت سے جانبری نہوگی کہ جہان سراغ تمھارا پائینگے پھر یہی حال بنائینگے اور تم کسی طرح اُنکے مرد میدان نہو سکوگے بادشاہ سخن میرا سُنتے ہی آشفتہ ہوا اور حضور کی شان مین زبان طعن کھولی کہ وہ کیا چیز ہی مین نام و نشان اِس قوم بے خرد کا صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا مین نے دوسری بار

خیر خواہی سے تکرار کی حکم دیا کہ اسکے کان کاٹ کے خستہ اور مجروح ہاتھ پانْون توڑکے اُسی جزیرے مین پھینکدو کہ جبکا یہ ہوا خواہ ہی وہین جائے ہرچند مین نے عذر کیا کہ اے بادشاہ مین تیرا ملازم اور خیر خواہ ہون مجھے اُن سے کیا کام ہی محض تیری خیر خواہی سے اتنا عرض کیا ہی کہا کہ تو مقرر اُنھین کا ہوا خواہ ہی کہ خیر خواہی کے پردے مین میری فوج کو ہراسان کرتا ہی اب جا اور اُنکو اپنا حامی بنا غرض کہ یہ حال میرا کیا کہ جو مشاہدے مین شہریار کے آیا غرض کہ عوض خدمتگزاری کا اُس بادشاہ کے نزدیک دل آزاری تھا سو مین نے حاصل کیا یہ کہا اور گریۂ دردناک شروع کیا بادشاہ ریچھون کا اگرچہ غلیظ القلب تھا لیکن اتنا بر سر ترحم آیا کہ چند قطرے آنسوؤن کے آنکھون سے باہر لایا بادشاہ نے پوچھا کہ اب لشکر بندرون کا کہان ہی کہا کہ ایک صحرا ہی کہ اُسے حرد آزما کہتے ہین اُس مین پناہ لی ہی اور ہر طرف سے لشکر جمع کرتے ہین اور ساعت بساعت لشکر جرار خونخوار زیادہ ہوتا جاتا ہی بادشاہ ریچھون کا یہ سُنکے آشفتہ ہوا اور کہا کہ اے میمون اب صلاح کیا ہی مبادا اِن مکارون سے آفت میری جماعت پر پہونچے میمون نے کہا کہ البتہ وہ کوتاہی نہ کرینگے مگر اُنکی تدبیر سہل ہی کیا کرون کہ میرے پانْون توڑ ڈالے ہین و الاعند الغفلت لشکر عالی کو اُن کے سر پر لیجاتا اور مغز اُن ناحق شناسون کا ایک آن مین نکلوا ڈالتا خرس نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ اُنکے حال مسکن سے تو خوب آگاہ ہی اگر لشکر اُن تک پہونچا دے تو کمال تیرا احسان اُس گروہ پر ہوا اور ہمیشہ تیرے خدمتگذار رہین اور ہمارے فرقہ مین شیوہ بیوفائی کا نہین ہی اور جتنا تجھے آزار دیا ہی اُسکا انتقام تیرے ہاتھون سے لون تب میرا دل خوش ہو میمون نے کہا کیا کرون کہ چلنا ان پانْون سے متعذر ہی اور حرکت کرنا ان ہاتھون سے متعسر بادشاہ نے کہا کہ مین تیرے لیے چلنے کی تدبیر کرون گا حکم دیا کہ امرا اور مقربان درگاہ حاضر ہون جب کہ سب حاضر ہوے صورت حال ظاہر کرکے کہا کہ آمادہ رہو کہ مین آج کی رات دشمن پر شبخون جاؤن گا آخر شب مین

میمون

میمون کو ایک خرس کی پیٹھ پر باندھ کے اُسی کی نشاندہی پر روانہ ہوے تمام شب اُس
بیابان ہولناک مین چلے آخر کو وہان لے گیا کہ جہان فرسنگون بجز ریگ روان نام پانی
کا نہ تھا کہ کبھی بھولے سے اُس دیار پر ابر نہ گذرا تھا اور کوئی ذیحیات اُس وادی مین
کبھی وارد نہوا تھا اور موسم گرمی کا تھا اس طرح سے باد گرم چلتی تھی کہ بدن جھلسے جاتے
تھے اور ریگ اُس جگہ کی آہنگرون کی بھٹی کی طرح شعلہ زن تھی اور کوئی گیاہ اُس زمین
شورہ زار مردم خوار مین کبھی روئیدہ نہوئی تھی **مثنوی** بیابان وسیع و پر مخافت +
بہر گامی رو و صد گونہ آفت + ہوایش آتش و آبش ہوا بود + زمینش سنگ و سنگ آہن ربا بود
میمون نے کہا کہ آفتاب بر آمد نہونے پائے کہ کام بندرون کا تمام کرو خرس جلدی سے اُس
میدان مین در آئے جلد جلد آگے کو دوڑے جاتے تھے اور میمون کہتا تھا کہ جلدی کرو اور
جلدی پہونچو کر غفلت مین سب کو مار ڈالین القصہ جبکہ آفتاب نکلا یہ سب وسط میدان مین
پہونچے تمام رات کے چلے اور تھکے آخر ماندے ہوکے ایک جگہ بیٹھ گئے اور بندرون کا کچھ سراغ
نہ ملا اور میمون افسون اور افسانے مین یہان تک اُنکو لگائے رہا کہ آفتاب بلند ہوا
اور ہوا مین ایسی گرمی شروع ہوئی کہ آنکھ اُٹھا کر جو کوئی ہوا کی طرف دیکھتا تھا
بینائی جاتی رہتی تھی اور جو کوئی قدم زمین پر رکھتا تھا مانند موم کے پگھل جاتا تھا دمبدم
سموم سوزندہ نے بڑھنا آغاز کیا اور ہر ایک بیتابی سے سر دھنے لگا خرسون کے بادشاہ
نے میمون سے کہا کہ بندر کہان ہین اور یہ کونسا بیابان ہی کہ اسکی ہیبت سے زہرہ آب
ہوا جاتا ہی اور کون سی آتش ہی کہ دمبدم تیز و تند ہوتی جاتی ہی میمون نے کہا کہ ای
ستمگار دل آزار یہ میدان اجل ہی اور یہ جو باد تیز و تند آتی ہی پیغام موت
لاتی ہی بہت خاطر جمع رکھو کہ اگر ہزار جان رکھتے ہو تو ایک بھی سلامت نہ
لیجاؤ گے ابھی کیا دیکھا ہی تم نے اب کوئی دم مین وہ ہواے گرم آتی ہی کہ سب
کو جلا کے خاکستر بناتی ہی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ ایک جھونکا باد سموم کا

ایسا سوزندہ آیا کہ تمام خرسون کو مع میمون اور شاہ اور سپاہ ہلاک کر ڈالا ایک بھی زندہ وسلامت اُس میدان ہلاک گاہ سے باہر نہ نکلا تیسرے دن جسب لایاے میمون بادشاہ بندرون کا مع لشکر اُس جزیرے مین داخل ہوا اور مسکن اغیار سے خالی اور مال اور اموال سے بھرا پایا یہ مثل اس لیے لایا مین تا بادشاہ جانے کہ اہل کینہ نے انتقام کے واسطے اپنی جان تک دی ہی اور قضیہ اس زاغ کا بھی مجھے اسی طرح پر نظر آتا ہی اور بیشتر زاغون کی آزمایش ہوئی ہی کہ یہ قوم فراست اور کیاست اور مکر و دغا مین ثانی اپنا نہین رکھتے ہین اور مین نے جب سے کہ بشرہ اُسکا دیکھا اور تقریر سُنی ہی یقین کامل ہوا کہ راے اُسکی صواب سے قریب ہی اور خطا سے بعید اور جہان تک کہ گمان کیا جاے خرد اُسکی اُس سے زیادہ ہی اور اس سے جو کچھ ظہور مین آئے اُسے تھوڑا جاننا چاہیے یہ شخص آفت روزگار ہی اس سے ڈرنا لازم ہی بلکہ جلد اسے چاشنی مرگ کی چکھانا ضرور ہی اور اگر اسکے قتل مین تاخیر کی تو اپنی ہلاکت کے لیے آمادہ ہو بومون کے بادشاہ نے جب یہ حکایت سُنی چین بجبین ہوا اور کہا کہ یہ کیا بیرحمی ہی کہ ایک فقیر کو ہماری ہواداری مین یہ آزار پہونچا ہو اور ہم بھی اُسکے آزار و قتل کی تجویز کرین مگر یہ شعر مترجم کا نہین تونے سُنا ہی بیت بُرا اسکا ہوا جس نے کسی کا کچھ بُرا چاہا ✧ ہمیشہ دیکھتے رہتے ہین ہم گردش مین گردون کو ✧ اُسکے بعد حکم دیا کہ اُس زاغ کو بآرام تمام اُٹھا لاؤ وزیر نے عرض کیا کہ اے شہریار میری بات پر التفات نہ کیا اور نصیحت میری کہ سراپا حکمت اور محض صواب تھی اُس سے روے قبول پھیر لیا تونے لیکن اتنا اور عرض کرتا ہون کہ اگر رکھنا اسکا منظور ہی تو اس سے دشمنون کی طرح زندگانی کرنا چاہیے اور بغیر آمایش قرار واقعی کے اسکے مکر سے غافل نہ ہوا چاہیے اور اتنا بہ یقین جانیے کہ یہ نیرنگ لاتا اُسکا بومون کے ضرر سے اور زاغون کی صلاح کار سے خالی نہین ہی اور اگر پرورش ہی منظور ہی تو بطور نظر بند دن کے اپنے سے دور رکھیے اور چند شخص کار آزمودہ مخفی

بشرہ ۔ بفتحتین
بمعنی ظاہر پوست
آدمی است

اِس پر متعین رکھے کہ ہر دم حرکات اور سکنات اسکی سمجھ بوجھ کے حضور اقدس مین عرض کرتے رہین بادشاہ کو بات مطلق وزیر کی پسند نہ آئی اور وہ جو ہونی تھی وہی دل مین سمائی یعنی بادشاہ نے کارشناس کو اپنی خدمت مین باکرام تمام مختار کیا یہ تو ہمہ دان تھا اس طرح سے مراسم خدمتگزاری بجا لایا کہ کسی بوم کو ایسا سلیقہ نہ تھا پس تھوڑے عرصے مین محرم راز اور مقرب درگاہ ہوا بادشاہ کو ہر بات مین اتنا خوش کرتا تھا کہ روز بروز مرتبہ اُسکا بلند ہوتا جاتا تھا القصہ یہان تک نوبت پہونچی کہ وزیر اعظم ہوا اور اُسکی صلاح کے بغیر کوئی کام خانگی اور ملکی جاری نہوتا تھا آخر کار مشار الیہ سلطنت اور مدار المہام کل ولایت کا ہوا ایکدن سر محفل بادشاہ سے کہنے لگا کہ زاغون کے بادشاہ نے بموجب آزار دیا ہی جب تک بدلا اُسکا نہ لونگا اور دست برد معقول اُس گروہ ناحق کوش پر نہ کرونگا زندگی مجھ پر ناگوار رہیگی اور خواب و خور سے لذت نہ ملے گی مگر مین نے بہت فکر کی کچھ تدبیر نہین بن آتی ہی کہ کیونکر انتقام لون آخر الامر جانا کہ جب تک مین زاغون کی صورت مین ہون مراد کو نہ پہونچونگا اور حکیم دانا سے یہ بات سُنی ہی مین نے کہ جسکو ستمگار بیدادگر سے رنج پہونچے اُسوقت اپنی موت پر راضی ہوا اور مرتے وقت جو دعا مانگے سو قبول ہو اگر بادشاہ کی بھی صلاح ہو تو حکم کرے کہ میرے گرد انبار ہیزم کر کے آگ لگا دین جب کہ گرمی آتش کی مجھے پہونچے اُسوقت دعا کرین کیا عجب کہ قادر توانا مجھے زاغ سے بشکل بوم کر دے تو اُسکے بعد اُس ظالم بدانجام سے انتقام قرار واقعی لون اُس وقت وہ وزیر بھی کہ اُسکے مکر و فریب پر یقین رکھتا تھا موجود تھا اُسنے کہا کہ اے بادشاہ یہ اسکا دوسرا شعبدہ ہی جو شخص کہ خبیث صورت اور کثیف سیرت ہی اگر آگ مین اُسکو جلائے یا آب سلسبیل سے دھوئے تو بھی اُسکی سیرت ناپاک اپنے طور پر برقرار رہیگی **بیت** زبد اصل نیکی مدار ید امید ہ کہ زنگی نہ گردد بہ شستن سفید ٭ اگر بہ فرض محال اسکی ذات خبیث صفت طاؤسی

حکایت زاہد و موش

پیدا کرے اور عنصر ناپاک اُسکا لباس سیمرغی پہنے لیکن یہ اسی طرح زاغون کی صحبت اور محبت کا مائل رہیگا اُس مادہ موش کی طرح کہ صورت انسانی پائی تو بھی اپنی اصل کی طرف مائل ہوئی بادشاہ نے کہا کہ یہ قصّہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ زاہد مستجاب الدعوات ایک چشمۂ آب پر بیٹھا تھا ایک چیل ایک چوہیا کو لیئے جاتی تھی اتفاقاً اُسکے پنجہ سے چھٹکر زاہد کے پاس آگری زاہد کو شفقت آئی اُٹھا کے دامن مین لپیٹ لیا اور گھر کو لایا کہ مان اُسکی پرورش کرے پھر یہ خیال مین گذرا کہ اگر یہ جوان ہوا اور اہلخانہ کو ضرر پہونچائے تو اچھا نہین ہی اس لیے اللہ سے دعا کی فی الحال وہ لڑکی ہو گئی نہایت زیب طلعت خوش قامت شگفتہ رو آشفتہ مو بیت آنکہ بر سر و زند طعنہ بقامت انیست ✢ آنکہ بر ماہ کشد خط غرامت انیست ✢ زاہد اُس دختر کو دیکھ کے بہت مسرور ہوا اور ایک مرید کو سپرد کیا تا مانند فرزندون کے پرورش کرے مرید بموجب اشارہ پیر اُسکی پرورش مین سرگرم ہوا تھوڑی سی مدت مین حد بلوغ کو پہونچی زاہد نے کہا کہ اے جان بابا اب جوان ہوئی تو چاہتا ہون مین کہ گوہر پاک رشتۂ ازدواج مین منسلک کرون یعنی تیرا نکاح تیرے برابر والے سے کردون مگر تیری اجازت کے بغیر نہین ہو سکتا ہی جسے کہ تو پسند کرے اُسکے سپرد تجھے کردون دختر نے کہا کہ شوہر چاہتی ہون قادر اور توانا کہ قوت انواع شوکت و قدرت اُسے حاصل ہو اور بزرگی مین درجہ رفیع اور مرتبہ بلند رکھتا ہو زاہد نے کہا کہ یہ سب صفتین سوائے آفتاب کے اور مین جمع نہین ہین دختر نے کہا سچ ہی کہ وہ مغلوب کسی مخلوق کا نہین ہی صبح کو جب آفتاب نے مطلع طلوع سے سر نکالا زاہد نے صورت حال بیان کی کہ یہ دختر نہایت نیک صورت اور پاک سیرت ہی چاہتا ہون کہ تیرے ساتھ جفت کردون کس لیئے کہ شوہر توانا اور باشوکت طلب کرتی ہی آفتاب نے کہا کہ مجھ سے قوی تر ابر ہی کہ ایک لحظہ میں اسکا مجھے چھپا لیتا ہی بیت آفتاب بدین بلند سیرا ✢ پارۂ ابر ناپدید کند ✢ زاہد نے ابر سے بھی

سوال کیا ابر نے کہا کہ اے زاہد قوت اور غلبہ میرا ہوا کے آگے کچھ حقیقت نہین رکھتا ہو کہ
اندک اشارے مین جدھر چاہتی ہو مجھے لیجاتی ہو زاہد نے جواب ابر کا مسلم جانا اور ہوا سے بھی
یہی سوال کیا ہوا نے کہا قوت میری کوہ کے آگے کیا وقعت رکھتی ہو کہ اگر ہزار بار میری قوت
ارادہ کرے تو اوس کے وقار کو جنبش نہین دیسکتی زاہد نے کوہ کے نزدیک آکے بعد اظہار ماجرا
خواستگاری کی کوہ نے کہا اے زاہد میری قوت موش کے آگے بیچارہ ہو کہ اوسکے ناخن اور دندان
جگر خراش سے دل اور سینہ میرا مشبک و ریش ہو اور کسی طرح اوسکے دفع پر قادر نہین ہو سکتا ہون
یہ سن کے دختر نے کہا کہ سچ ہو کہ موش کوہ پر غالب ہو لیکن مجھے آدمی چاہیے کہ مین
فی الحال آدمی ہون کہ مقارن اس حال کے ایک موش پیدا ہوا چونکہ دختر کا سر رشتہ جنسیت
اوس پر منتہی ہوتا تھا اس لیے میل تمام اوس موش کی طرف پیدا ہوا اور زاہد سے کہا کہ مین
مدت سے آرزومند ہمجنس کی ہون اب دعا کیجیے کہ مین آدمی سے پھر موش بنجاؤن تا دست
عشرت آغوش شوہر ہمجنس مین ڈالون زاہد نے جب کہ رغبت موش اور دختر کی باہم درست
پائی دست دعا اوٹھائے فی الحال دعا زاہد کی مستجاب ہوئی اور بحکم کل شئی یرجع الی اصلہ کے
ظہور پکڑا یعنی وہ دختر پھر چوہیا ہوگئی اور زاہد نے موش کے حوالے کی بیت جان من
ہر چیز را با اصل خود باشد رجوع ٭ ما چو از خاکیم ما را خاک می باید شدن ٭ فائدہ اس مثل
سے یہ ہو کہ جو کچھ کہ بمقتضاے طینت اصلی ہوتا ہو اگر کسی عارضے سے اوسکا حال مبدل بھی
ہو جاے آخر کو رجوع اپنی حالت اصلی پر کرتا ہو جب کہ وزیر سخندان معنی سنج نے اس
مضمون کو تمام کیا بومون کے بادشاہ نے اوسکی بات حسد پر محمول کی اور نظر عواقب امور
پر نہ فرمائی اور زاغ ہر روز حکایت دلپذیر اور ہر شب افسانے بے نظیر بادشاہ کو سناتا
تھا اور مثلہاے غریب اور نکتہ ہاے عجیب ہر دم تقریر مین لاتا تھا یہان تک نوبت پہونچی کہ
محرم اسرار خاص ہوا ایک دن کارشناس سب کو دہوکا دیکر اپنے بادشاہ کے پاس آیا جبکہ
فیروز نے کارشناس کو دیکھا ہزار جان سے شاد ہوا بعد اداے مراسم محبت پوچھا کہ اے

کارشناس کیا کام کر آیا اُس نے عرض کیا کہ الحمد للہ جس واسطے کہ بخت اختیار کی تھی سو سب درست ہو چکا کہا کچھ اُسکا بیان کر کارشناس نے عرض کیا کہ اُس کوہ مین ایک غار ہی دن کو باد سموم کے سبب سے گروہ بوم شوم کا اُسمین جمع ہوتا ہی اور اس غار کے نزدیک ہیزم بے شمار خشک و تر جمع ہی بادشاہ فلانے دن دوپہر کے وقت سب زاغون کو حکم دے کہ جلد اُس جگہ پہونچ کے ہیزم خشک اُس غار کے مُنہ پر آہستہ آہستہ جمع کرین اور اصلا کوئی آواز مُنہ سے باہر نہ نکالے جب کہ ہیزم جمع ہو چکے گی مین آگ اُسپر رکھدونگا اُس دم سب زاغ ایک ہی بار اپنے بازوون سے ہوا دین تا وہ آگ بھڑک اُٹھے جب کہ آگ بھڑکے گی جو بوم کہ باہر نکلے گا جلجائیگا اور جو اندر رہیگا دھوئین سے گھٹ کے مر جائیگا بادشاہ کو یہ تدبیر بہت خوش آئی کارشناس پھر جلدی سے بومون سے آملا اور فیروز بروز معین سب زاغون کو لیکر کارشناس کی نشاندہی کے موافق وہی تدبیر عمل مین لایا اور سب کام بومون کا تمام کر کے بافتح و ظفر مع کارشناس کے پھر کر اپنی سلطنت پر متمکن ہوا اسکے بعد احترام اور اکرام کارشناس کا ہر روز ترقی کرنے لگا ایک دن بادشاہ نے کہا کہ ای کارشناس اتنی مدت ساتھ صحبت غیر جنس کے کیونکر بسر کی تو نے مصرع روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم ؀ کارشناس نے عرض کیا کہ یہ سچ ہی کہ دیدار نامناسب بدتر از جہنم ہوتا ہی لیکن اپنے مخدوم کی فراغ خاطر کے واسطے جو محنت کہ پیش آئے عاقل کو لازم ہی کہ اُسپر استقلال کرے اور صاحب ہمت کو چاہیے کہ مشقت اور اندوہ کے وقت دل کو ورطۂ اضطراب مین نڈالے کیونکہ جو کام کہ عواقب اُسکا فتح اور نصرت سے نزدیک ہو اگر اُسکے مبادی مین کیسا ہی رنج ہو تحمل کرے کہ کوئی گنج بے رنج حاصل نہین ہوتا ہی اور گل بے خار ہاتھ نہین آتا اور نا در اعتبار سے ساقط ہی لمؤلفہ بیت ہوتی ہی غربت مین عزت پر بڑی ایذا کے بعد ؀ رنج اُٹھائے کس قدر یوسفؑ نے کنعان چھوڑ کر ؀ بادشاہ نے کہا کہ کچھ بومون کی دانشمندی کا حال بیان کر وزیر نے کہا کہ کوئی دانا اُنمین نہ دیکھا الا ایک وزیر کہ میرے قتل مین مبالغہ رکھتا تھا اور

۳۵

حکایت عقلی اور نقلی برجستہ سے رہنمائی کرتا تھا مگر بادشاہ اور سب امرا اور سپاہ
اُس وزیر کی بات بے وزن جانتے تھے اور کہنا اُسکا خبث طینت اور حسد پر محمول کرتے
تھے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ وہ شخص ہی کہ بادشاہ نے جسے سب زاغون مین ممتاز کیا تھا اور
شہرہ اُسکی عقل کا گوش زد سب کے تھا ایس عجب کیا ہی کہ یہ شعبدہ اُسکا مکر سے ہو
احمق نے بلا امتحان مجھے اپنا راز دار کر دیا آخر دیکھا جو کچھ کہ دیکھا اور یہ بات سب عقلا کے
نزدیک مسلم الثبوت ہی کہ کسی کو اور خاص بادشاہ کو چھپانا اسرار کا ضرور ہی خصوصًا دوست
نا امید اور دشمن ہراسان سے واجب ہی قطعہ دوستی کز تو نا امید بود ✤ محرم خود
مساز در ہمہ حال ✤ با عدو نیز کز تو ترسان است ✤ نیست اظہار سر خویش حلال ✤
بادشاہ نے کہا کہ میری دانست مین بومون کی ہلاکت کا سبب بومون کی ستمگاری ہوئی
ہی کارشناس نے کہا سچ ہی جس بادشاہ نے کہ طرح ظلم کی ڈالی غالب ہی کہ بنیاد اُسکی دولت
کی جلد منہدم ہو جائے کیونکہ بقا سلطنت کی ظلم کے ساتھ جمع نہین ہوتی ہی مثل عرب کی
ہی الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم اور حکما کا اکثر اتفاق ہی کہ جو کوئی چار چیز کرے چار چیز
کا اُمیدوار رہے پہلے جو کوئی کہ ستمگاری اختیار کرے اپنی اور اپنی دولت کی ہلاکت کا
اُمیدوار رہے دوسرے جو کہ رنڈیون کی صحبت کا حریص ہو زوال کا آمادہ رہے تیسرے
جو کہ کھانے مین زیادتی کرے بیماری کا منتظر رہے چوتھے جو کوئی کہ مشیران رکیک رائے
پر اعتماد کرتا ہی ملک اُسکا جلد قبضہ دشمن مین جاتا ہی اور یہ بھی حکما کا قول ہی کہ چھ شخص چھ
چیز کی طمع نہ رکھین پہلے بادشاہ ظالم اُمید دولت پائدار کی نہ رکھے دوسرے شخص مغرور
نیکنامی اور کسی کے دوست ہونے کی طمع نہ رکھے کہ اُس سے لوگ کبھی بدل دوستی نہ رکھینگے
بلکہ پیچھے اُسے بدی سے یاد کرینگے تیسرے یہ ہی کہ شخص بدخلق کے کمتر دوست ہوتے ہین بلکہ
متنفر رہتے ہین چوتھے خیرہ روبے ادب مرتبہ جلیل کا اُمیدوار نہ رہے کہ بے ادب ہمیشہ
رئیسون کی نظر مین ذلیل رہتا ہی پانچوین بخیل کو نیک کرداری اور نیکنامی نصیب نہین ہوتی بلکہ

اُسکی ضد کا سزاوار ہوتا ہی چھٹنے حریص گناہ سے کم بچتا ہی کیونکہ حرص انسان کو گناہ و معصیت کی
طرف لیجاتی ہی جس جگہ کہ حرص نے خیمۂ اقامت برپا کیا امانت اور راستی اُس جگہ سے اُٹھ جاتی ہی
اور بومون کے بادشاہ کو زاغون کے قتل پر بے قصور رغبت تھی اس لیے منہج راستی سے انحراف
کرکے بادیۂ حرمان مین سرگردان ہوا اور جو چاہ کہ اورون کے واسطے کھودا تھا آپ ہی
اُسمین گرا مصداق اس مثل کا ہوا کہ چاہ کن را چاہ در پیش فیروز نے کہا کہ اے کارشناس
جو کام کہ تجھ سے وقوع مین آیا واقعی یون ہی ہی کہ آج سے بطناً بعد بطنٍ سب زاغون کا
تو محسن ہوا تیرا شکر سب کو لازم ہی کہ تو نے جان اپنی نثار کرکے عزت اور جان و مال اس
قوم کا دشمن قوی سے بچا لیا یہ مصرع تیری شان کے زیبا ہی مصرعہ این کار از تو آید
و مردان چنین کنند ٭ کارشناس نے عرض کیا کہ مرد اُسے کہتے ہین کہ مصیبت کے وقت
ثابت قدم رہے اور اس بندۂ ناچیز کا کیا مقدور تھا کہ ایسے کام کر سکتا یہ محض اقبال
شاہنشاہی سے وقوع مین آیا ہی مگر ثابت قدمی اور رائے درست سے ہمیشہ کام نکلا ہی
جیسا کہ سانپ نے اپنی مصلحت اسمین دیکھی کہ مینڈک کی خدمت مین راضی ہوا بادشاہ
نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہتے ہین کہ مار کبیر السن پر پیری نے یہانتک
غلبہ کیا کہ شکار کی طاقت نہ رہی آخر بھوک کے مارے ہلاکت کو پہونچا اور اپنے
دل مین کہا کہ اب افسوس جوانی کا اور فکر عود طاقت کرنا گویا آتش سے رفع
تشنگی کی اُمید کرنی ہی اور اس کے سوا اب جو یہ حال پیری کا ہی کاش اسکو بھی قیام
ہوتا سو یہ بھی نہین بلکہ دمبدم روبہ کمی ہی پس فکر ماضی فعل عبث ہی اب آگے کی کچھ
فکر کرنا چاہیے یعنی عوض فکر جوانی جو کچھ تجربہ اس مدت عمر مین حاصل کیا ہی بموجب
اُس کے کچھ تدبیر ضرور ہی تا قوام بدن اُس سے متصور ہو گو ذلت پیش آئے تو بھی
مضائقہ نہین ہی مگر باقی ایام حیات دیدہ و دانستہ برباد نہ کیا چاہیے پس
اِس تصور مین اُس چشمے پر گیا کہ جس مین مینڈک بہت تھے اور ان مین بادشاہ

اور وزیر اور امیر بھی تھے سانپ نے اُس جگہ ہو نچ کے سینہ چاک اور اندوہناک بنکر خاک پر لوٹنا شروع کیا کہ ایک مینڈک اُسکے نزدیک گذرا پوچھا کہ کیون اتنا غمناک ہی سانپ نے کہا کہ آج مجھ سے زیادہ اور کون سزاوار غم والم کا ہوگا کیونکہ مادہ میری حیات کا شکار مینڈکون کا تھا آج وہ واقعہ پیش آیا کہ اُنکا گوشت مجھ پر حرام ہوا اور اگر قصد بھی شکار کا کرون تو کچھ نہین کرسکتا ہون اُس مینڈک نے جاکے یہ حال اپنے بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ اُسنے حال عجیب سے متعجب ہوا اور سانپ کے نزدیک آکے پوچھا کہ کیا حادثہ تجھ پر وارد ہوا اور کس عمل کی مکافات مین مبتلا اس بلا کا ہی سانپ نے یہ بیت پڑھی بیت مجروح مین ہوا نہین حاتل کے ہاتھ سے + جو کچھ ہوا ہی مجھ پہ سو اس دل کے ہاتھ سے + اور کہا کہ اے بادشاہ حرص شوخ چشم نے دام بلا مین مجھے ڈالا اور طمع فتنہ انگیز نے دروازہ محنت و خواری کا میرے منھ پر کھولا تفصیل اسکی یہ ہی کہ ایک دن ارادہ ایک مینڈک کے پکڑنے کا کیا مین نے وہ بیچاری خوف جان سے ایک عارف باللہ کے گھر مین جا پہونچی مین گوشت کی طمع مین اُسکے پیچھے لگا چلا گیا قضارا زاہد کا بیٹا ایک مکان تاریک مین سوتا تھا اُسکے پاؤن کا انگوٹھا میرے منھ مین لگا مین سمجھا کہ مینڈک کی یہی ہی بھوک کے غلبے سے کچھ تمیز نہ رہی مین نے اُسپر دانت مارا فی الحال وہ سرد ہوگیا زاہد یہ خبر پاکے مجھ پر دوڑا مین گھر سے نکل کے صحرا کی طرف بھاگا زاہد میرے پیچھے دوڑا آتا تھا اور بددعا کرتا تھا کہ اے پروردگار اسے خوار بیقدر کر اور اسے مینڈکون کے بادشاہ کا مرکب بنادے اور کبھی مینڈک پکڑنے پر یہ قادر نہو مگر صدقے کے طور سے جو وہ بادشاہ اُسے کچھ دے وہ البتہ کھالیا کرے اسی ذلت مین مدت الحیات رہے یہ دعا اُسکی قبول ہوئی اب مین مطلق مینڈک پکڑنے پر قادر نہین ہوتا ہون آج اسی واسطے مین حاضر ہوا کہ بادشاہ مجھپر سوار ہوا کرے اب جو کچھ تقدیر الٰہی سے ہوا مین

٩

مکافات

بافضل کے لئے، بد کرداری اور آزار دادن دشمن

بیگانہ ۱۲

اُسپر راضی ہون کہ وہ پھرنے والی نہین ہر مینڈکون کا بادشاہ اسمین اپنا فخر سمجھا کہ مین
ایسا ہون کہ یکہ پر سوار ہوتا ہون اُسدن سے اُسپر سوار ہونے لگا اور ابنائے جنس مین مباہات
کرتا تھا دو دن کے بعد سانپ نے کہا کہ بادشاہ کی عمر درازہو کھانے کے بغیر زندگانی اور
قوت سواری دینے کی نہین ہوسکتی بادشاہ نے کہا کہ سچ ہر کہ مجھے مرکب سے گزیر نہین اور
مرکب کو بے قوت قوت سواری کی محال ہر اس دن سے دو مینڈک اُس کا راتب مقرر
کیا سانپ وہی مینڈکون سے رفع گرسنگی کرتا تھا اور بے کوشش روزی پاتا تھا
بقائے حیات کے لیے عار نہ کرتا تھا رباعی دستی کہ ترا زدیدنش ننگ آمد * در وقت
ضرور بوسہ دادن شاید * ہر کار کہ عارست و ملال افزاید * درحالت احتیاج بد ننماید *
یہ مثل اس لیے لایا ہون مین تا معلوم ہو کہ عار مانند مار کے ہر اس لیے قبول کی مین نے
کہ ہلاکت دشمنون کی اور فلاح دوستون کی اسکے ضمن مین مندرج تھی چنانچہ یہ بیت
میرے حسب حال ہر بیت تلطف کن بہر کارے کہ صعب است * بہ نرمی دشمنان را بتوان
ساخت * اسی واسطے کہا ہر کہ شجاعت سے تدبیر بہتر ہر کیونکہ مرد جنگی کیسا ہی توانا ہوا
ہوا اور اپنے دو چند بلکہ سہ چند سے برابری کرتا ہو تو بھی اُسکے واسطے ایک حد معین ہر
اور مرد دانا ایک تدبیر صائب سے ملک کو پریشان کر دیتا ہر اور لشکر گران کو تھوڑی
فکر مین بگاڑ ڈالتا ہر بموجب اس بیت کے بیت بیک تدبیر نیکو آن توان کرد *
کہ نتوان با سپاہ بیکران کرد * بادشاہ نے کہا کہ کارشناس تو نے عجب طرح کی ظفر پائی
ہر اور کار نمایان کیا کہ ذکر اُسکا تا حشر باقی رہیگا وزیر نے کہا کہ اس امر مین میری تدبیر
سے کچھ نہوتا یہ محض فر شاہی نے مددگاری کی کہ مین کامیاب ہوا حکمانے کہا ہر کہ مطلب
ایک ہو اور بہت شخص ارادہ کرین کہ اس مہم مین ہم جُدا جُدا کوشش کر کے مطلب
کو حاصل کرین دیکھین کون کامیاب ہوتا ہر سب کا اسپر اتفاق ہر کہ وہ اُنہین
سے مقصد کو پہونچیگا جو مروت مین مخصوص ہو کیونکہ خاصیت مروت کی یہ ہر

که کام صاحب مروت کا جلد تر ہوتا ہی اور اگر مروت مین سب برابر ہین تو وہ مطلب حاصل کرے گا جسکے یار و مددگار زیادہ ہون اور اگر اس باب مین مساوات رکھتے ہین تو وہ شخص کامیاب ہوگا کہ ان سب ہنرون کے ساتھ بخت و اقبال جسکی مددگاری کرینگے **قطعہ** کوکب بخت چو طالع شود از اوج مراد ❊ آنچہ مقصود بود زود میسر گردد ❊ بد طالع اگر نیست مرنجان خود را ❊ کہ اگر روے سوے بحر نہی بر گردد ❊ فیروز نے کہا کہ بوم ہمین اس لائق نہ سمجھے تھے کہ یہ ہم سے انتقام لے سکینگے کیونکہ ہمین تھوڑا اور ضعیف جانتے تھے کارشناس نے کہا کہ چار چیزین ہین کہ جو اُنکے تھوڑے کو بہت نہ سمجھے گا وہ خراب ہوگا ایک آگ کہ پہلے تھوڑی ہوتی ہی پھر بھڑک کے بہت ہو جاتی ہی دوسرے قرض کہ تقاضاے قرضخواہ اگرچہ ایک درم کا ہو پر ہزار کے برابر رنج دیتا ہی تیسرے بیماری کہ اگر تھوڑی کی احتیاط نہ کرے گا اور بہت کے مانند اُس سے نہ ڈرے گا تو قریب ہی کہ وہ زیادہ ہوکر مرتبۂ ہلاکت کو پہونچائے چوتھے دشمن اگر کیسا ہی خوار و ذلیل ہو جب غافل پائیگا کام تمام کریگا اس سے کبھی امین نہ رہے کہ کنجشک ضعیف الحال نے مار قوی ہیکل سے انتقام اپنا لیا بادشاہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت** کہاکتے ہین کہ کنجشک کے جوڑے نے ایک گھر مین گھونسلا لگا کے بچے نکالے تھے دونون دانہ اور کرم لاتے تھے اور بچّون کو بھراتے تھے ایک دن نر کہین گیا تھا رات ہوگئی نر آیا دوسرے دن شام کو آکے کیا دیکھتا ہی کہ مادہ فریاد و زاری کر رہی ہی کہا کہ اے جانمن باعث اتنی فریاد کا کیا ہی کہا **بیت** منخلد در سینہ ام خارے کہ میبارم سرشک ❊ ور دل سوزان غمی دارم کہ آہے میکشم ❊ کیونکر زاری نہ کرون کہ تیرے جانے کے بعد تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ایک مار مہیب کو دیکھا کہ قصد میرے بچّون کا کیا ہر چند منت کہا مین نے **بیت** اگرچہ غالبی از دشمن ضعیف بترس ❊ کہ تیر آہ سحر بر نشانہ می آید ❊ مار نے کہا کہ یہ وہ سینہ نہین ہی کہ تیرا تیر جسمین اثر کرے کہا مین نے جس وقت کہ مین اور باپ ان بچون کا کمر اُسکے انتقام پر

باندھین گے تو تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا سانپ ہنسا اور کہا کہ مین وہ ہون شیر کا زہرہ
جس سے آب ہوتا ہی بھلا تم ایسون سے کیا جگہ اندیشے کی ہو اسکے بعد ہر چند چلائی کوئی
میری فریاد کو نہ پہونچا آخر اُس ظالم ستمگار نے بچّون کو کھا کے اسی آشیانے مین آرام کیا جب
نر نے یہ ماجرا دیکھکے آہ سوزناک کھینچی اور دست تدبیر دامن فریاد مین ڈالا اُسوقت کہ شام تھی
صاحب خانہ چراغ جلانے مین مشغول تھا فتیلے کو جلا کے چراغ ہاتھ پر رکھا تھا کہ کنجشک نر جست
کرکے فتیلے کو منہ مین اڑا اور اپنے آشیانے کے مُنہ پر لا کر دھر دیا صاحب خانہ سمجھا اگر گھونسلا جلا تو سقف خانہ مین
آگ لگ جاوے گی بالاے بام آکے آشیانے کو چوب دستی سے گرانے لگا مار نے خواب غفلت سے
بیدار ہو کر سر باہر نکالا صاحبخانہ نے مار کو وہی چوبدستی کہ ہاتھ مین تھی ماری کہ سر مار کا مانند
حباب کے دو پارا ہو گیا یہ مثل اس لئے بیان مین آئی کہ سانپ اُنکی دشمنی کو حقیر سمجھا تھا اور اُسکا
نتیجہ یہ ہوا کہ سنگ انتقام سے سر اُس مار کا کچلا گیا بیت دشمن اگرچہ خوار بود از طریق حزم اولی
بزرگ دان و غم کار خویش خور۔ بادشاہ نے کہا کہ مین نے ہمیشہ جو کام کیا تیرے مشورے پر کیا بخیر و خوبی
اُس نے سر انجام پایا سچ یون ہی کہ جو کوئی لگام اپنا ناصح صواب اندیش کے مشورے پر رکھے گا دست
ناکامی اُسکے اقبال تک نہ پہونچے گا اور سب ہنرون سے تیرا زیادہ تر یہ ہنر تھا کہ مدت دراز تک
دشمنون مین رہا پر کبھی ایسا کلمہ تیری زبان پر نہ گذرا کہ کوئی خردہ گیری کرتا اور نہ ایسا عمل تجھسے
صادر ہوا کہ باعث انکی نفرت و بدگمانی کا ہوتا کارشناس نے عرض کیا کہ یہ سب باعث حضور
کی تربیت کا تھا اگر خانہ زاد کو شرف برادری کا حاصل نہ ہوتا تو راے ضعیف اس غلام کی
اس امر دشوار کی ہرگز عقدہ کشائی نہ کر سکتی للہ الحمد کہ ہمارے بادشاہ جمجاہ سے خوبی راے
اور درستی تدبیر اور شوکت و ہیبت اور شجاعت و جمعیت کے ساتھ کوئی دقیقہ دقائق جہانداری سے
پوشیدہ اور باقی نہین رہا ہی اور تعجیل اور تانّی اور خشم اور رحم اور حلم و حیا اپنے اپنے محل پر
صرف ہوتے ہین خلاف وقت اور موقع کے کوئی کام عمل مین نہین آتا ہی اور کار مین انتہاے
مصلحت ملحوظ رہتی ہی اور کسی وقت مین مرتبہ احتیاط کا ہاتھ سے نہین جاتا ہی اور ناموس سلطنت

اور رونق ریاست کی اور سیاست مدن کے مراتب ملا فرو گذاشت نہین ہونے پاتے ہین پھر جو کوئی کہ ایسے بادشاہ سے دشمنی اختیار کرتا ہی گویا وہ اپنی موت کو ہزار کمند سے اپنی طرف کھینچتا ہی اور اپنی بیخ زندگانی آپ اپنے ہاتھ سے اُکھیڑتا ہی فیروز نے کہا کہ ای کارشناس جب سے توجہ سے جدا ہوا لذت طعام و شراب اور حلاوت خواب و قرار مطلق نہین پائی مین نے کارشناس نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا جو کوئی کہ بلاے دشمن قوی دست مین مبتلا ہوتا ہی جب تک اُس سے چھٹکارا نہین پاتا ہی رات دن مین فرق نہین کرتا ہی اور سرد بلا مین امتیاز نہین کرسکتا ہی اور حکما کا بھی قول یہی ہی کہ جب تک بیمار کو صحت کامل نہو کھانے کا مزہ نہین ملتا ہی اور حمّال جب تک بار گردن سے نہ اُتارے آرام نہین پاتا ہی اور عاشق جبتک دولت وصال حاصل نکرے اضطراب رفع نہین ہوتا ہی اور مرد ہراسان جب تک دشمن غالب سے امان حاصل نہین کرتا ہی دم آسایش سے نہین لیتا ہی اور بادشاہ غیور جبتک انتقام دشمن سے نلے بستر آرام پر سر نہین رکھتا ہی فیروز نے پوچھا کہ صورت اور تدبیر انکے رزم اور بزم کی کس طرح دیکھی تو نے وزیر نے کہا کہ سب صفات اُنکے عجب و غرور و تن پروری سے متعلق تھے اور اندیشۂ صواب سے کچھ نصیب نہ رکھتے تھے اور راے راست اور فکر خطا مین کچھ تمیز نہ کرتے تھے اور سب کے سب ایک حال رکھتے تھے الا وہ ایک وزیر کہ میرے قتل مین مبالغہ کرتا تھا حکیم تھا دانا دل اور بیدار مغز بادشاہ نے کہا کہ دلائل اُسکے عقل کے کیا ہین وزیر نے کہا اول دلیل یہ ہی کہ میرے قتل کا حکم کرتا تھا اور الحق یہی مناسب تھا اور راے اُسکی صواب پر تھی اگر اُسکی راے کو قبول کرتے تو کیون اسطرح برباد ہوتے دوسرے یہ کہ تا دم واپسین اُسنے نصیحت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اور نمک حلالی کے لحاظ سے ہرگز پاس ادب نہ کیا مگر طریق بے ادبی سے بھی بچائے جاتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ میری بات نہین سُنتے ہین اور نہ سنینگے تسپر بھی زبان بند نہ کی بادشاہ نے کہا کہ وہ آداب نصیحت شاہی کیا ہین کہ خیر خواہی کی جگہ ادب بھی نہ کرے اور بے ادبی سے بچتا رہے کہا کہ سخن درشت کو بھی نرمی سے اور لطف تقریر سے ادا کرے کہ مطلق ناگوار طبع بادشاہ نہو اور جانب تعظیم کی بھی ہر بات

مین رعایت رکھے بلکہ کسی کام مین گستاخی اور فضول گوئی نہ کرے اور اگر قول وفعل مین مخدوم
کے خلل یا زلل مشاہدہ کرے تو اُسکی اطلاع کرنے مین عبارت نیک اور ملائم سے پیش آئے اور
تعریضات شیرین اور مثلہاے دلفریب اور دوراندیش سے رہنمائی کرے اور معائب غیرون
کے اثناے حکایت مین جو مناسب اُس حال کے ہون اُنھین بآئین ہمین تقریر کرے وزیر
بومون کا یہ سب صفتین رکھتا تھا اور کسی بات مین دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا اور
بادشاہی وہ مرتبہ عالی ہی کہ کوئی اگر چاہے کہ اپنی کوشش سے پائے تو پا نہین سکتا ہی
بلکہ دست آرزو بھی اس پایہ تک نہین پہونچا سکتا ہی مگر دستیاری اور مددگاری بخت
سے حاصل ہوتا ہی اور اگر امداد غیبی سے یہ دولت نصیب ہو تو اسے عزیز جانے سرسری
نہ سمجھے ضبط قواعد اور حفظ مراسم عدل وداد مین مبالغہ تمام ہر دم پیش نظر رکھے **نظم**

	ای آنکہ بملک یافتی دسترسے صد تیغ سیاست آن خرابی نکند		دولت طلبی کم طلب آزار کسے کا زردۂ مخنتے بر آرد نفسے	

لائق شان بادشاہی یہ ہی کہ ہر کام مین غفلت سے اجتناب کرے اور کسی مہم مین
سہل انگاری نہ کرے کہ بقاے ملک اور استحکام دولت چار چیزون کے بغیر ممکن نہین ہی ایک یہ کہ
ذہن رئیس کا اتنا رسا ہو کہ امر استقبال کا کہ غیر موجود ہی اسے موجود سے زیادہ تر دیدۂ دل
سے مشاہدہ کرے دوسرے ارادہ جس بات کا کرے اُسے ہزار پہلو سے تحقیق کرے جب یقین سمجھے
کہ یہ فتور اور قصور سے خالی ہی اُسوقت اُسے عمل مین لائے تیسرے ایسی راے درست رکھتا
ہو کہ خطا اور خلل کی طرف کبھی مائل نہو چوتھے شمشیر ایسی تیز وتند رکھتا ہو کہ مانند برق
جہان سوز جب خرمن دشمن پر گرے خس وخاشاک اُسکی ہستی کا برباد وفنا کردے اگر کوہ
پناہ چہرہ کرے تو مانند غبار اڑ کے اُسپر بھی نہ ہٹے اُسکی مراد یہ ہی کہ بہادر ہو اور حکایت
اور غدر اور مکائد دشمن پر اگرچہ کتنا ہی تضرع اور تذلل کرے فریفتہ نہ ہو دیکھو
کہ ایک زاغ تنہا نے جبکہ دشمن کے دل مین جگہ پائی باوجود تنہائی اور ضعف

کے بومون سے دشمنان قوی دست کو ایک آن مین ہلاک کر دیا اور اُنھون نے اپنی رکاکت طبع اور قلت فہم سے ایسی مالش قرار واقعی پائی کہ نام و نشان اُنکا صفحہ ہستی سے محو ہو گیا اور اگر کچھ بھی اُنمین عاقبت اندیشی ہوتی تو زاغ اس مراد کو نہ پہونچتے بلکہ چہرۂ ظفر کا خواب مین بھی نہ دیکھتے عاقل کو چاہیے کہ اس حال کو چشم عبرت سے دیکھے اور اس نصیحت گوش خرد سے سُنے کہ دشمن کتنا ہی ضعیف ہو اُسے چشم کم سے نہ دیکھے اور اگر ہزار لاف دوستی مارے اور آثار دوستی بھی اسمین پائے جائین تو بھی اعتماد نہ کرے اور کبھی اس سے غافل نہ رہے **نظم** دشمن اگر لاف مروت زند بہ صاحب عقلش نشمارند دوست ٭ مار ہمانست بسیرت کہ ہست ٭ گرچہ بصورت بدر آید ز پوست اور عمدہ فائدہ اس سے یہ ہے کہ دوستان خالص اور ہوا داران عاقل و مخلص کا خواہان رہے اور اُنکی خریداری کرے کہ نافع تر اس سے کوئی تجارت نہین ہے سُنا تم نے کہ ایک کارشناس کہ مخلص خالص تھا زاغون کے حق مین اُسکی دوستی اور درست رائی نے کیا نتیجہ بخشا کہ مہلکہ ہولناک سے اُنکو نکال کے سر منزل امن و امان کو پہونچا دیا بھلا جسکے کہ دوست بہت ہونگے اُسکو کیا کچھ فائدہ پہونچے گا پس علی ہذا جو کوئی کہ دوست اور ہوا دارون کا خواہان رہیگا اور مخالفان غدار کے غبار سے دامن اپنا آلودہ نہ کرے گا کمال مراد اور نہایت آرزو کو مقرر پہونچے گا **بیت** با یار نکو خواہ بعشرت بنشین ٭ وز دشمن بد و امن صحبت برچین

باب پانچوان مضرت مین غفلت کرنے کے اور بسبب اُسکے مطلوب کے ہاتھ سے کھونے مین ہے

راے دابشلیم نے برہمن سے کہا کہ تو نے داستان بیان کی فریب دشمن سے پرہیز کرنے کی اور اُنکے مکر و زور کی مضرت سے احتراز کرنے کی کہ پردۂ دوستی مین دشمنی کرتے ہین اُس سے بچنا واجب جانے اب التماس یہ ہے کہ بیان فرما اُسکی مثال کہ حصول مدعا

مین جہد کرے اور جب مطلب حاصل ہو تو اُسے غفلت سے ضائع کردے برہمن نے زبان ثنا کھولی اور یہ بیتین مؤلف کی بادشاہ کی دعا مین پڑھین **نظم**

الٰہی تا رہے قائم یہ آسمان و زمین ٭ الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر
فلک پہ تارہین اختر زمین پہ آدم زاد ٭ الٰہی تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر
غمزہ کو تیر کہین اور کمان کو ابرو ٭ ہمیشہ یار کی زلفونکو تا لکھین زنجیر
نگاہ یار رہو یارب بلاے جان جبتک ٭ سواد چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر
الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے ٭ کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

خاطر خطیر شاہنشاہی پر کہ مورد فیض نامتناہی ہی پوشیدہ نہین ہی کہ چیز کا حاصل کرنا آسان اور حفاظت اسکی مشکل ہی کیونکہ بہت شخصون کو مساعدت بخت کی باعث سے بے مشقت و کلفت اور بے سعی و بے رنج گنج مطلوب حاصل ہوا ہی مگر محافظت اُس کی سبب سے سستی راے کے نہین کرسکے جو کوئی کہ پیرایۂ دور اندیشی سے بے نصیب ہی جو چیز کسب سے یا بے کسب حاصل کریگا یقین ہی کہ تھوڑے سے عرصہ مین وہ تلف اور تاراج ہو جاے جیسا کہ سنگ پشت کو بوزینہ صاحب بابرکت بے جد و جہد ہاتھ آیا اور بے عقلی کے سبب ہاتھ سے کھو دیا اور پھر جہل و حماقت کی جراحت تے کسی طرح التیام نہ پایا راے نے پوچھا کہ یہ حکایت کس طرح پر ہی برہمن نے کہا **حکایت** جزیرۂ بحر اخضر مین ایک گروہ بندرون کا تھا اور نام انکے بادشاہ کا کاردانا تھا کہ اسکی بناے ریاست نے سیاست کامل سے استحکام پایا تھا اور بنیاد اسکی سلطنت کی علم نافذ اور عدل مناسب سے استوار تھی اور رعایا اسکے بذل و احسان سے بستر رفاہ پر امن و امان سے آرام کرتی تھی اور اُس دیار کے باشندے اسکی بخشش کا شکر ہر دم زبان پر رکھتے تھے **لمؤلفہ بیت** سب عالم کی تھی اُس سے بہبودی ٭ خدا راضی خلق اُس سے خشنود تھی ٭ ایک مدت وراز شادی و کامرانی سے بسر کی اور

بہار جوانی کو خزان پیری وناتوانی تک پہونچایا اور آثار ضعف کے اعضاے بدن پر ظاہر ہوے سرور دل سے اور نور آنکھون سے برطرف ہوا اور نہال قوت کہ میوہ مراد دیتا تھا سموم عجز وبیچارگی سے پژمردگی لایا چراغ طرب باد تند آفت تعب سے بجھ گیا اور بساط نشاط ہجوم امراض وغموم اعراض سے منطوی وپیچیدہ ہوئی نظم

نشاط جوانی ز پیران مجوے	کہ آب روان تا نیاید بجوے
چو بر سر نشیند ز پیری غبار	دگر عیش صافی توقع مدار

اور عادت روزگار غدار کی یہی ہی کہ طراوت گلستان جوانی کو خارستان پیری سے مبدل کر دیتا ہی کہ پھر وہ راحت دل کبھی حاصل نہین ہوتی ہی اور ہواے صفائی اسکی غبار کدورت پیدا کرتی ہی نظم باغ شادی زمانہ غم بے شمار ہست ٭ در جام روزگار می خوشگوار نیست ٭ یک کس کی بزیر گلشن نیلوفری کہ دید ٭ کز خون دیدہ عارض او لالہ زار نیست ٭ موافق اس مضمون کے مؤلف نے کہا ہی بیت

فائدہ بھی یہان تو نقصان ہی	سنگ کھاتے ہین باردار درخت

وہ پیرزن شوہر کش کہ دنیا جسکا نام ہی عروسان نوجوان کے لباس مین اہل جہان کے سامنے جلوہ گر ہوتی ہی اور زینت ناپایدار اور زیور بے اعتبار سے دل بیخبر دون کے اپنے دام محبت مین کھینچتی ہی بیت بازیچہ ایست طفل فریب این متاع دہر ٭ بے عقل مردمان کہ برو مبتلا شدند ٭ اور اپنی آرایش بے اصل اور جنس کاسد کو بازار خریداری مین سو سو بناوٹ سے لاتی ہی جسنے کہ اسکی خریداری کی اور عقد ازدواج مین کھینچا دست مراد اسکا آغوش آرزو تک نہ پہونچا اور جس نے کہ اسکو حبالۂ وصال مین لیا ایک آن بھی حسب دلخواہ کام اُس سے حاصل نہ کیا بیت جمیلہ ایست عروس جہان ولے میدان ٭ کہ این مخدرہ در عقد کس نمی آید ٭ اور کودک مزاج اتنا نہین سمجھتے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وما ہذہ الحیوۃ الدنیا الا لہو ولعب خلاصہ یہ ہی کہ کام حیات دنیا کا

بجز لہو و لعب کے اور نہین ہوا سیر بھی اپنی حماقت سے اُس سراپا آفت کے دام بلا مین عمداً پڑتے ہین اور اُسکی صورت پر فریب سے دلبستگی کرتے ہین اور اُسکی خبث باطن اور سُستی عہد اور دنارت طبع اور ناپاکی سیرت سے بے خبر ہوتے ہین اور خردمند کہ دیدۂ دل جسکا کحل الجواہر معرفت سے روشن ہوتا ہی وہ کبھی اُسکے مزخرفات فانی پر التفات نہین کرتے ہین اور دل کو طلب جاہ بیفائدہ مین پریشان نہین بناتے ہین بلکہ روے طلب جستجو مین دولت پائدار کی طرف رکھتے ہین آمدم برسر مطلب یعنی ذکر اُسکی پیری اور ضعف کا افواہ خلق اللہ مین پڑا اور حشمت اور ہیبت بادشاہی مین نقصان فاش ظاہر ہوا اور انواع ضعف اور فتور نے ارکان شوکت شہریاری اور سطوت وجباری مین راہ پائی بیت دولت اگر دولت جمشید لیست ٭ موی سپید آیت نومیدیست اور اس خاندان بادشاہی مین ایک جوان تازہ روئے کہ سعادت اُسکی پیشانی پر پیدا اور دولت اُسکی حرکات سے ہویدا تھی نشو و نما پائی ارکان دولت نے استحقاق رتبۂ شہریاری اور استعداد منزلت جہانداری اُسمین دیکھے اور استقلال اُسکا تقدیم امور سیاست ظالم گدازی اور تمہید رعایت رعیت نوازی مین جب بکمال خوبی مشاہدہ کیا ہر ایک کو اُس سے دوستی پیدا ہونے لگی اور بایکدیگر سب صلاح کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس جوان کے نہال عمر نے کہ جویبار ادب سے نشو و نما پائی ہی قابلیت اسکی رکھتا ہی کہ گلشن ملک اُسکی آبیاری عدل سے سرسبز اور سیراب ہو تو بہتر ہی اور وہ جوان بھی میلان سب کا اپنی طرف سے دیکھے ہر ایک کو امیدوار خلعت و مزید مرتبت کرتا تھا آخر ایک دن سب خاص و عام نے اتفاق کر کے اُس پیر مرد فرتوت کو کنارے بٹھا کے ملک و مال اُس جوان کے قبضۂ اختیار مین سونپا لمؤلفہ بیت آسمان سے تخت زرینہ مین ارفع ہو گیا ٭ مہر تابان سے سوا تاج مرصع ہو گیا ٭ بیچارہ کار روانا جب کہ اسطرح سے معزول ہو گیا اس عار کو گوارا نکرسکا بنا چاری جلاء وطن اختیار کیا اور ایک جزیرے مین

کہ چشمہ آب اور میوہ تر و خشک بہت تھا منزوی ہوا کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی پر روتا
تھا اور کبھی تسلی دل اس مصرع سے کرتا تھا **مصرع** ہر کہ قانع شد بخشک و تر شہ بحر و بر ست
اور اسی بیشہ مین پیشۂ قناعت کو اپنا پیشوا کر کے ریاضت و عبادت معبود مین شاغل رہا
کرتا تھا اور روز و شب تدارک اوقات ما فات کہ غرور سرور سلطنت مین برباد دیا تھا
کیا کرتا تھا اور تدبیر توشۂ عقبیٰ توبہ و استغفار سے کرتا تھا اور جو زنگار ظلمت شب
شباب مین آئینہ سینہ پر بیٹھا تھا مصقلہ صبح پیری سے دفع کرتا تھا اور واسطے تنبیہ نفس
غفلت شعار کے یہ شعر گویا کا تکرار کرتا تھا **بیت** سپید ہو گئے موے سیاہ غفلت چھوڑ بہ
ہوئی ہو صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے ؛ ایک دن کار دانا انجیر کے درخت پر بیٹھا ہوا
انجیر کھا رہا تھا کہ ناگاہ ایک انجیر ہاتھ سے چھوٹا اور اُس درخت کے تلے ایک چشمہ پانی
کا تھا اُسمین گرا صدا اُسکی بندر کے کان مین آئی تو اُسے بہت بھائی اس لیے بار بار
انجیر اُس پانی مین چھوڑتا اور اُسکی صدا سے محظوظ ہوتا تھا اتفاقاً ایک سنگ پشت
دریا سے سیر کرتا ہوا اس چشمہ مین دو دن سے وارد تھا اور بوزینہ جو واسطے تلذذ اور سیر
کے انجیر اُسمین گراتا تو سنگ پشت اُسے فتوح غیبی جان کے کھاتا تھا اور حمد خدا کرتا تھا
کہ بے مشقت ایسی نعمت عظمیٰ اللہ نے عنایت فرمائی اور دل مین ممنون ہوتا تھا کہ یہ بندر
مجھے مہمان جانکے یہ انجیر گراتا ہے سبحان اللہ کیا مرد سخی اور مہمان نواز ہے اور یہ خیال کیا
کہ اس شخص نے بے سابقۂ معرفت میرے حق مین یہ مرحمت فرمائی ہے اگر واسطہ محبت اور
وسیلۂ مودت مستحکم ہو جائے تو کیا کچھ احسان اور مروت نہ کرے گا اور قطع نظر فوائد دنیا
سے مصاحبت ایسے شخص کی کہ محامد اخلاق اور محاسن اشفاق جسکی طینت مین اس
درجہ داخل ہین اور قلم کرم الٰہی نے آیات جوانمردی و فتوت اس کثرت سے اُسکے
صفحۂ ہمت پر لکھی ہین ایسا شخص مغتنمات روزگار سے ہے ہر آئینہ اُسکی مصقلہ محبت سے
زنگ ملال باطن آئینہ دل سے محو ہو جائیگا اور ایسے خداشناس کے نور کے حضور سے

ظلمت شب دیجور حوادث روزگار کو اپنی خاطر سے دور کرنا ضرور ہی مصرعہ از خدامی
طلبم صحبت روشن رائے ❊ اسکے بعد عزم محبت بالجزم کر کے زبان تحیت و دعا کھولی اور
آرزوے ملازمت بصد التجا عرض کی بوزرینہ نے جواب سلام آداب تمام سے دیکر کہا مصرعہ
اے آمدنت باعث آبادی ما ❊ اور یہ کہا کہ مین بھی بدل و جان مشتاق تیری صحبت
بابرکت کا ہون کیونکہ رغبت اختلاط رفیقان کامل اور خواہش صحبت یاران عاقل
خصائل پسندیدہ اور صفات برگزیدہ سے ہی اور جو کوئی کہ دوست حقیقی اور برادر دینی
رکھتا ہی وہ دونون جہان مین باعث اسکی سرفرازی کا ہوتا ہی نظم جس نے کہ سعید یار پایا ❊
کونین مین اقتدار پایا ❊ دولت کے حصول کی خوشی کیا ❊ خوش وہ ہی کہ جسنے یار پایا ❊
سنگ پشت نے کہا کہ مین حوصلہ دوستی اور ہمصحبتی کرتا ہون مگر یہ نہین جانتا ہون کہ قابلیت
اسکی رکھتا ہون یا نہین بوزرینہ نے کہا کہ حکما نے باب دوستی مین میزان رکھی ہی یعنی لازم ہی
کہ کوئی بے دوست نرہے مگر ہر کسی کو دوست بھی نہ جانے پر تین گروہ سے دوستی ضرور ہی
ایک فرقہ علما و فقرا کا کہ انکی برکت صحبت سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہی دوسرے
اہل کرم اور اخلاق کہ دوستون کی خطا چھپانا انکی عادت ہو اور نیک راہ بتانے مین
دریغ نہ کرتے ہون تیسرے وہ لوگ کہ بے غرض اور بے طمع دنیا کے دوست ہون اور بنا
انکی دوستی کی صدق و صفا اور مروت و وفا پر مستحکم ہو اور احتراز کرنا تین گروہ کی دوستی
سے واجب ہی ایک فاسقون اور فاجرون سے کہ ہمت انکی نفس پرستی اور شیطان کی
پیروی پر مصروف ہو کہ محبت ایسے لوگون کی دین کی زحمت کا باعث ہوتی ہی اور دوسرے
دروغگو اور نمام کہ صحبت انکی عذاب الیم اور معاشرت انکی بلاے عظیم لاتی ہی کہ ہمیشہ ایک
کی باتین دوسرے سے ساختہ کہتے ہین اور یہ پیغام وحشت انگیز اور فتنہ آمیز اور ون کی
طرف سے خلاف راستی کے دوسرے سے ظاہر کرتے ہین تیسرے ابلہ اور بے خرد کہ جاب منفعت
اور دفع مضرت مین امتیاز نہین رکھتے ہین ان پر اعتماد کرنا زنہار نہ چاہیے کسواسطے

کہ اکثر ہوگا کہ اُنکی صلاح پر جسکو عین خیر و نفع سمجھا جائیگا وہ محض شر اور ضرر ہوگا اسیواسطے یہ مثل مشہور ہی کہ دوست نادان بدتر دشمن سے ہی کیونکہ دشمن غافل و دوراندیشی کے سبب سے جب تک فرصت وقت کی کماحقہ نہ پائیگا قدم آگے نہ بڑھائیگا لیکن دوست نادان کہ دولت دانش سے بے بہرہ ہوتا ہی ہرچند کسی امر مین مددگاری کرے مفید مطلب نہین ہونے کی اور اگر اُسکی رائے پر کوئی اعتماد کرے تو غالب ہی کہ اُسکی رائے ناصواب مضیق خطر مین گرفتار کرے جیسا کہ بندر کی دوستی پر بادشاہ کشمیر نے اعتماد کیا اور گرداب ہلاکت مین پڑا اور دزد کہ دشمن دانا تھا اگر اُسوقت حفاظت نہ کرتا تو تدارک اُس قضیے کا تدبیر پذیر نہوتا سنگ پشت نے پوچھا کہ یہ قصہ کس طرح پر تھا حکایت کار وانانے کہا کہ ولایت کشمیر مین بادشاہ تھا کہ ایک بندر کو عزیز رکھتا اور جانتا تھا کہ آفت کے وقت یہ میرے کام آئیگا اس لیے اُسکی پرورش مین زیادہ تر مصروف رہتا تھا اور اُسکا بھی یہ حال تھا کہ تمام شب کتارہ ہاتھ مین لیے سرہانے بادشاہ کے تا دم صبح کھڑا رہتا تھا بلکہ تمام شب پلک سے پلک نہ لگاتا تھا قضارا ایک دزد دانا ولایت دور دست سے اُس شہر مین وارد ہوا شب کو لباس عیاری پہن کے شہر مین گشت کرتا تھا کہ ایک دزد بیخرد اور کم تجربہ بھی باشندہ اُسی شہر کا اسی فکر سے نکلا تھا اتفاقاً ان دونون مین ملاقات ہوئی اور بسبب جنسیت کے باہم متفق ہوے دزد مسافر نے پوچھا کہ کس طرف چلنا صلاح ہی اور کس کے گھر نقب دینا مناسب ہی دزد نادان نے کہا کہ رئیس شہر کے اصطبل مین ایک اسپ تیز رفتار باد کردار ہی اور رئیس اسکو نہایت عزیز رکھتا ہی اس لیے شب کو زنجیرین اُسکے پاؤن مین ڈالتے ہین اور چوکیدار بھی معین رہتے ہین اگر اُس اسپ کو پائین تو شیشہ گر کی دوکان سے شیشہ گران قیمت چرائین اور اُسپر بار کرکے اور شہر مین لیجائین دزد دانا اس بات کو سُنکے متحیر ہوا چاہتا تھا کہ اس حال کو مشروحاً پوچھے اور اعتراض کرے کہ ناگاہ کوتوال مع جمعیت سپاہ سامنے سے آیا دزد دانا حیلے سے ایک کنارے ہوگیا دزد بیخرد گرفتار

ہوا کو توال نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے جواب دیا کہ مین چور ہون اور ارادہ یہ تھا کہ گھوڑا رئیس کا چُرا کے اور دوکان شیشہ گر کی توڑ کے شیشہ گران قیمت اسپر بار کرکے گھر کو پہنچاؤن کو توال ہنسا اور کہا کہ اچھا چور ہی تو کہ ایسا عزیز گھوڑا کہ بادشاہ کے چوکیدار جس پر مقرر رہین اُسے چرائے اور شیشہ کہ دو دانگ کو بکتا ہی اُسپر بار کرے اور آپ کو معرض ہلاکت مین ڈالے شاید کہ شاعر نے یہ مصرع تیری ہی شان مین کہا ہی مصرع بہ زر نخریدہ جان را از ان قدرش نمیدانی + اگر ارتکاب ایسے مخاطر کا خزانہ بادشاہی کے واسطے کرتا توالبتہ سزاوار تھا یہ کہکر ہاتھ اُسکے باندھے اور زندان کی طرف کھینچا دزد زیرک کو یہ سب حکایت کو توال اور چور کی سُنکے تجربہ حاصل ہوا اور دل مین کہا کہ یہ چور نادان تھا اور کو توال دشمن دانا دو احمق مجھے ورطۂ ہلاک مین ڈالتا تھا اگر یہ دشمن دانا نہوتا تو کام ہاتھ سے جاچکا تھا اب جیسا کہ کو توال کہہ گیا ہی ارادہ خزانہ بادشاہی کا مناسب ہی شاید مقصود کلی حاصل ہو اس کے بعد آہستہ آہستہ قصر بادشاہی کے نزدیک آیا اور نقب دینا شروع کیا تمام شب امید خزانہ مین سنگ دیوار کو تیشہ فولاد سے کاٹتا گیا ہنوز عیار شب رو آفتاب نے برج مشرق کے تلے نقب نہین پہونچائی تھی کہ دزد زیرک کی نقب انتہا کو پہونچی اتفاقاً جو مقام کہ بادشاہ کی خوابگاہ کا تھا اُسی جگہ نقب نکلی دیکھا کہ بادشاہ تخت پر سوتا ہی اور سامان تجمل گران قیمت مسند شاہی پر رکھا ہی اور شمعین کافوری روشن ہین چور نے نظر غور سے دیکھا کہ ایک بندر کٹار ہاتھ مین لیے سرہانے بادشاہ کے ٹہلتا ہی اور چپ و راست بہوشیاری تمام دیکھ رہا ہی چور یہ حال دیکھکر متحیر ہوا اور کہا کہ یہ ساختہ اور ہی کہ بندر کٹار لیے اس طرح پاسبانی کرتا ہی ہنوز اسی تحیر مین تھا کہ گچھا چیونٹیون کا چھت سے بادشاہ کے سینے پر گرا بادشاہ نے خواب غفلت مین ہاتھ اپنے سینے پر مارا بوزینہ دوڑ کے نزدیک آیا دیکھا کہ چونٹیان بادشاہ کے سینے پر پھرتی ہین نہایت غضبناک ہوا کہ مجھ سا پاسبان مستعد موجود ہی اور یہ چونٹیان ایسی بے ادب ہین کہ اُنھون نے بادشاہ کے سینے پر پاؤن رکھا اس حمیت سے رگ جاہلیت

اسکی حرکت مین آئی چاہتا تھا کہ کٹار چیونٹیون پر مارے پس اس صورت مین کام بادشاہ کا ضرور تمام ہوجاتا کہ چور چلایا کہ او احمق بیباک ہاتھ کو تھام کہ جہان کو برباد کیا چاہتا ہی یہ کہکر جست کر کے بندر کا ہاتھ مضبوط پکڑا بادشاہ نعرہ فزد اور غرش بوزینہ سے جاگ پڑا اور یہ حال مشاہدہ کیا چور سے پوچھا کہ تو کون ہی چور نے کہا کہ تیرا دشمن دانا ہون اور واسطے طلب مال کے آیا تھا مین اگر ایک لحظہ بھی تیری حفاظت مین اہمال کرتا تو اس دوست نادان نے جہان کو خون سے لال کر دیا ہوتا بادشاہ نے سجدہ شکر کیا اور کہا سچ ہی اگر عنایت ایزدی امداد نہ کرتی تو چور کیون مہربان ہوتا اسکے بعد چور کو سرفراز کر کے اپنا مقرب کیا اور بوزینہ کو زنجیر مین باندھ کے اصطبل کو بھیجدیا اب اسکو قیاس کیا چاہیے کہ چور تمام شب اس امید پر کمر باندھے رہا کہ اگر قابو پائے تو خزانہ بادشاہی کو چُرائے لیکن قبائے دانش اُسکی جوہر مین تھی اس لیے تاج دولت اُسکے سر پر رکھا گیا اور بندر کہ محرم اسرار اور باوقار تھا مگر خار نادانی اُسکے دامن سے اُلجھا تھا اس لیے لباس حرمت اُسکے بر سے اُتار اگیا فائدہ اس مثل کا یہ ہی کہ مرد عاقل کو لازم ہی کہ دوستی دانشمند سے کرے اور صحبت نادان سے کوسون بھاگے سنگ پشت نے جو یہ حکایت کہ مشتمل فوائد بیشمار پر ہی سُنی تو کہا کہ اے دریاے دانش تو نے میرے کانون کو گوہر شاہوار حکمت سے زینت بخشی اب یہ فرما کہ دوست کے طرح کے ہوتے ہین کاروانا نے کہا کہ حکما نے تین طرح کے دوست تحقیق کیے ہین بعضے غذا کے مانند ہین کہ اُن سے کسی طرح چھٹکارا نہین ہی اور بے مشاہدہ انکے جمال کے شمع صحبت روشن نہین ہوتی ہی مصرع چراغ خانہ دل روے یار ست ؂ اور بعضے مانند دوا کے ہین کہ اُنکی احتیاج ہوتی ہی اور بعضے درد کے مانند ہین کہ رنج پہونچاتے ہین وہ لوگ ہین کہ اہل نفاق اور دورویہ ہین کہ ادھر زبان سے دوستی کا دعوی کرتے ہین اور کبھی ظاہرداری کے لیے کچھ کام بھی آتے ہین اور مطلب اُنسے دھوکا دینا اور غافل کرنا ہوتا ہی اور ادھر تمھارے مخالفون سے راہ و رسم رکھتے ہین اور

ہر دم ایذا رسانی کی فکر مین رہتے ہین پس وہ عاقل ہی کہ ایسے دشمنون سے کہ ظاہر مین
دوست اور باطن مین دشمن ہین پرہیز و احتیاط تمام کرے اور دوستان خالص اور
رفیقان مخلص کا آرزومند رہے سنگ پشت نے کہا کہ رفیق خالص اور دوست مخلص کو کس طرح
پہچانے بندر نے کہا کہ جسمین یہ چھ خصلتین پائی جائین اُسکی دوستی مین کوئی قصور نہ ہوگا
اوّل یہ کہ تیرا عیب دیکھے اُسے کسی سے ظاہر نہ کرے دوسرے یہ کہ اگر تیرے ہنر سے آگاہ ہو
اُسے دوچند کرکے لوگون مین بیان کرے تیسرے یہ کہ اگر کچھ احسان کرے تو اُسے
ظاہر مین زبان پر نہ لائے اور دل مین بھی حساب نہ رکھے چوتھے یہ کہ اگر تجھ سے نفع پائے تو اُسے
فراموش نکرے پانچوین یہ کہ اگر احیاناً کوئی قصور تجھسے صادر ہو اُسپر خشم آلود اور ازجا رفتہ
نہو جائے چھٹے یہ کہ اگر تو عذر کرے اُسے قبول کرے جو کہ ان صفتون کے ساتھ متصف نہو
وہ ہرگز لائق دوستی کے نہین ہی اور اس زمانے مین دوست باصفا حکم کیمیا کا رکھتا ہی
اور محبت بے غرض کی عنقا کے مانند چشم عالم سے نہان ہی سنگ پشت نے کہا کہ اگرچہ اپنی ثنا
اپنے مُنھہ سے نازیبا ہی لیکن گمان یہ ہی کہ اگر تو مجھے اپنی دوستی مین سرفراز کرے اور طوق منت
کا میری گردن مین ڈالے تو مادام الحیات مراسم دوستی مین ثابت قدم رہون اور کوئی
دقیقہ آداب محبت سے فروگذاشت نہ کرون بندر نے درخت سے نیچے اُتر کر باہم معانقہ کیا
اور عہد و پیمان آشنائی مستحکم باندھا اس کے بعد دونون مسرور ہوے اور وحشت غربت
بندر کے دل سے کم ہوئی اور سنگ پشت بھی خوش ہوا اور ہر روز نہال دوستی نشو و نما کرتا
جاتا تھا اور گلشن یاری دمبدم رونق اور طراوت بصد تازگی پاتا جاتا تھا کہ جو یہانتک
نوبت پہونچی کہ بندر ملک اور بادشاہی کا غم بھول گیا اور سنگ پشت نے اہل و عیال
اور مسکن و دیار اپنا فراموش کیا اور دونون یہ بیت مؤلف کی تکرار کرتے تھے بیت
اب نہین حسرت کوئی جو مانگئے ہم یار سے ٭ کونسی دولت ہی بہتر دولت دیدار سے ٭
جبکہ اس بات کو زیادہ عرصہ ہوا مادہ سنگ پشت کی فراق یار سے بیقرار ہوئی اور سمجھی کہ شاید

وہ ہلاک ہو گیا مطلق سراغ نہین پایا جاتا ہی نہایت بیتابی کرتی تھی اور رات دن روتی تھی آخر یہ حکایت المناک اُسنے ایک ہمقوم سے بیان کی اور کہا معلوم نہین کہ اسپر کیا حادثہ ہوا اگر زندہ ہوتا تو کیونکر بیٹھ رہتا لیکن اگر خبر مفصل معلوم ہو جاتی تو صبر آتا اُسنے کہا کہ اے خواہر مہربان اگر مجھے اس امر مین متہم اور رسوا نہ کرے اور غماز نہ جانے تو حال مفصل تجھسے کہدون اُسنے کہا کہ اے برادر قول تیرا کبھی تہمت سے آلودہ نہین ہوا ہی اور نقد محبت و صدق مودت تیرا بارہا محک امتحان پر آزمایا تو تمامی عیار کامل پایا ہی جو کچھ تو کہے گا وہ مقرر سچ ہوگا اور راز تیرا کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے گا اُس نے کہا کہ مین نے تحقیق سنا ہی کہ شوہر تیرا ایک بندر کا یار ہوا ہی اور جان و مال اور اہل و عیال سب اُسکی دوستی پر قربان کر چکا ہی اب وہ کسی کو اُسکی صحبت کے برابر عزیز نہین رکھتا ہی مادہ سنگ پشت کی سُنتے ہی اس بات کے آتش غیرت سے جلگئی اور جہان تک زبان نے یاری دی واویلا اور شکایت روزگار اور گلہ شوہر غدار کا کرتی تھی اُس سنگ پشت نے کہا کہ گریہ وزاری اور زبان درازی سے کیا حاصل کچھ وہ تدبیر کر کہ جس سے حصول مطلب متصور ہو آخر بحکم اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ کے حیلہ و تدبیر مین کوشش کرنے لگی قول فیصل اسپر قرار پایا کہ جب تک بوزینہ ہلاک نہ کیا جائیگا مقصود ہاتھ نہ آئیگا اُس سنگ پشت کی صلاح سے مادہ سنگ پشت کی بیمار بنی اور پیغام سنگ پشت کے پاس بھیجا اور یہ کہا بیت

یار اگر سر برسیدن بیمار غم است
گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسی می آید

سنگ پشت نے خبر ناتوانی اور ہیجان مادہ کی سُنکے بوزینہ سے اجازت عیادت کی چاہی بندر نے کہا کہ اے یار مجبورانہ رخصت دیتا ہون مگر ایسا نہو کہ اپنے فراق سے مجھ ناتوان کو شربت مرگ چکھائے تو کہ تیری صحبت کے بغیر میری زندگانی دشوار ہی سنگ پشت نے کہا کہ اے مونس جدائی تیری ایک دم کی عذاب صد سالہ سے مجھپر زیادہ ہی لیکن وہ کمبخت جان بلب ہی لوگ مجھے مطعون کرینگے کہ مرتے دم بھی اُسے نہ پوچھا البتہ اپنی قوم مین بدنام ہونگا سو اب

دو حال سے خالی نہین ہی یا صحت پاتی ہی یا مرتی ہی بعد ان دونون صورتون کے مجھے اپنی خدمت مین پہونچا جان بھلا مین کیا بے تیرے زندگانی بسر کر سکتا ہون یہ کہکر رخصت ہوا جبکہ اپنے مسکن مین پہونچا دوست اقربا جمع ہوے اور بانواع شکایت پیش آئے مادہ کو دیکھا کہ بستر ہلاکت پر پڑی ہی ہر چند دلجوئی کی اور نرمی سے پیش آیا مادہ نے جواب دیا اور آنکھ ملا کر نہ دیکھا وہ سنگ پشت کہ سب تدبیر باندھی ہوئی اُسکی تھی اُس سے اس سنگ پشت نے پوچھا کہ یہ بیمار کیون منہ سے نہین بولتی ہی اور واقفی الضمیر اپنا مجھ پریشان حال سے کیون نہین کہتی اُس نے آہ سرد کھینچی اور کہا کہ جو بیمار کہ زندگی سے مایوس اور جو دردمند کہ دوا سے نا امید ہو رخصت ایک نفس کی کہ غمگسار و غمخوار نہو اور کسکی قوت سے سامان گفت و شنود کا درست کرے سنگ پشت نے کہا کہ کونسی دوا ہی کہ اس دیار مین پیدا نہین ہو سکتی جلد بتا کہ مین اُسکی جستجو مین بحر و بر ایک کرکے پیدا کرون بیمار نے جواب دیا کہ یہ درد مخصوص واسطے عورات کے ہی کہ رحم مین حادث ہوتا ہی کوئی دوا اسکی جہان مین نہین ہی الا بندر کا دل سنگ پشت نے کہا کہ یہ کہان سے پیدا ہو مادہ نے کہا کہ مین آپ جانتی ہون کہ نہ یہ پیدا ہوگا اور نہ مین جیون گی کچھ مین نے تجھے علاج کے واسطے نہین بلایا ہی بلکہ دیدار واپسین کی آرزومند تھی کہ امید صحت بالکل منقطع ہی **بیت** بجز خون شربتے در خور دور خود ندیدم ✣ بجز غم راحتی در روزگار خود نیابم ✣ اس بات کو سنکے رنج سنگ پشت کا زیادہ ہوا اور از بس المناک ہو کر نالہ کیا اور دل مین کہا کہ سواے ہلاکت بوزینہ کے چارۂ کار دشوار ہی اور عقل نصیحت کرتی ہی کہ اے سنگ پشت ایسے یار عزیز کو دغا سے ہلاک کرنا مروت اور فتوت سے فرسنگون دور ہی حیف ہی کہ ایک زن خیرہ نفس کے واسطے ایسے نفس شریف کو برباد کرنا خدا کی رحمت سے دور پڑنا ہی اور نفس بد آموز بدراہ کرتا تھا کہ عورت سے آبادی گھر کی اور قوام معیشت اور سرانجام روزگار اور محافظت نقد اور جنس کی متعلق ہی پس اُس سے ہاتھ اُٹھانا اور ایک آشناے چند روزہ کے واسطے کہ وہ بھی غیر جنس ہی خانہ بربادی کرنا سخت نادانی ہی **بیت** ۔حق صحبت دیرین کہ خاک یار قدیم ✣ ہزار بار بہ از خون دوستان ندیم

۷ خیرہ بالکسر در فارسی بمعنی شوخ و بیباک و سرکش و ...

... ست خلقت و پیدایش دراینجا مراد ... سرشت ... ۱۲

آخر الامر بعد قیل و قال نفس اور عقل کے اسپر قرار پایا کہ شیشہ وفا سنگ غداری سے توڑیے اور پلۂ میزان ہواداری کو مکر و دغا سے سبک سنگ کریے مگر احمق یہ نہ سمجھا کہ عیب بیوفائی کا وہ شقاوت ہی کہ داغ اُسکا سواے پیشانی بیدولتون کے اور جگہہ نہین دیا جاتا ہی اور عیب پیمان شکنی کا وہ مذلت ہی کہ بجز لوح جبین خاک بیزون کے اور جگہ لکھا نہین جاتا ہی اور جو کوئی کہ فریب و نفاق سے منسوب ہوا صاحبدل میل اسکی صحبت کا کبھی نہین کرتے ہین اور جس نے کہ بد عہدی اور بیوفائی مین شہرت پائی وہ کبھی عزیز دل اور محل اعتماد نہین ہوتا ہی بلکہ اجتناب اُسکے قول و فعل اور ملاقات سے عاقل لازم سمجھتے ہین بیت پیر پیمان شکن من کہ زدانش خوش باد ۞ گفت پرہیز کن از صحبت پیمان شکنان ۞ سنگ پشت نے جبکہ ارادہ بندر کی ہلاکت کا مصمم کیا سمجھا کہ جب تک اُسے اپنے مسکن پر نہ لاؤنگا مدعا حاصل نہوگا اس ارادے پر بندر کے پاس آیا بندر از بسکہ متمنی اسکی ملاقات کا تھا دیکھتے ہی خوش ہوا مبالغہ تمناے اشتیاق اپنا بصد زبان بیان کیا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا بیت جان بلب ہجر مین تھا شکر مرا یار آیا ۞ ہوگئی مجھکو شفا شربت دیدار آیا ۞ اور خبر زن و فرزندان سنگ پشت باربار پوچھتا تھا سنگ پشت نے جواب دیا کہ تیرا رنج مفارقت ایسا نہ تھا کہ دیدار زن و فرزند سے مجھے فرحت ہوتی اگر گونہ بھی صورت راحت پیش آتی تھی تو فوراً یاد تیری مبدل برنج کر ڈالتی تھی باعث یہ کہ خیال آتا تھا کہ اے بیمروت تو اس جگہ گلشن فراغت مین مسند عیش پر بیٹھا ہی اور یار وفادار تیرا خارستان غربت مین خاک پر بستر رکھتا ہی مروت سے کتنا دور ہی اس لیے یہ عرض کرنے کو آیا ہون کہ ایک تو اہل و عیال میرے تیرے قدم دیکھنے کے اشتیاق مین بیقرار ہین دوسرے عورت کی تیمارداری نکرون تو مطعون خویش و اقربا مین ہوتا ہون اور اگر بغیر تیرے وہان رہون تو رہ نہین سکتا ہون پس اگر تو مجھے اور میرے گھر کو اپنا سمجھتا ہی تو اپنے مقدم سے میرا کلبۂ تاریک منور فرما اور عزیز و اقربا میرے کہ حقیقت مین وہ تیرے اقربا

ہین اُنھین اپنے دیدار سے سرفرازی بخش اور تیرے قدم کی بدولت میری بلکہ میری سب قوم
کی عزت افزائی بھی ہوتی ہی اور میری قبول دعوت سے رتبہ تیرا کچھ کم نہو گا بوزینہ نے کہا
کہ اس تکلفات سے درگذر کر جب سلسلہ محبت کا باہم مستحکم ہوا رنج مہمانی اور مراسم میزبانی کا
جیسا کہ اہل رسم کی عادت ہی فضول ہی بہترین دوستون کے وہ ہین کہ جنکی جہت سے تکلف
اور تکلیف کی نوبت نہ پہنچے مصرعہ تکلف گر نباشد خوش توان زیست ۔ اور مین تیرے کو
سرمایہ زندگانی جانتا ہون کہ مکارم اخلاق تیرے مجھے ہزار نعمت سے زیادہ ہین کہ مین وطن
اور مسکن اور عشرت مملکت اور حشم و خدم سے دور پڑا تھا اور وحشت و خواری اور ذلت تنہائی
مین مبتلا تھا جامع المتفرقین نے تیری ہم صحبتی سے نت تازہ مجھپر رکھی کہ بلاے رنج و محنت سے
رستگاری پا کے تیری انسیت سے فیضیاب ہوا اور سب کربت غربت میرے دل سے محو ہو گئی
بموجب اس ہیت کے بیت یار ہو جب پاس ہرگز رنج غربت کا نہین ۔ ہو اگر غربت تو ہو
پر رنج فرقت کا نہین ۔ ان مقدمات کے سبب سے حق تیرا میری گردن پر بہت ہی اور یہ
رسمیات عرفی واسطے اُنکے مقرر ہین جو محبت دلی سے بہرہ نرکھتے ہون بیت بے تکلف دوست
میباید کہ باشد زان دوست ۔ درمیان رسم تکلف گر نباشد گو مباش ۔ سنگ پشت نے کہا
کہ اے دوست میرا غرض اس عرض سے فقط لوازم ضیافت کی رعایت منظور نہین ہی بلکہ مدعا
خاص یہ ہی کہ ویسی صورت قرار پائے کہ اس جگہ خواہ اُس جگہ ہو پر ایکدم کی جدائی آپمین متصور نہو
بیت گھر ہو یا باغ ہو یا کوہ ہو یا صحرا ہو ۔ پر جدا مجھ سے نہ اک آن وہ مہ سیما ہو ۔ بندر نے
کہا کہ راہ محبت مین مرحلۂ قرب بعد نہین ہی اگر دوستون مین بعد المشرقین کا اتفاق ہو مگر
تسلی باہمدیگر کی یاد کرنے مین حاصل ہوتی ہی کہ راحت دل ایک کو دوسرے کے تصور جمال سے
ملتی رہتی ہی پس دوری صوری خیالات معنوی کی مانع نہین ہوسکتی ہی بیت قرب دجانی
اگر ہست میان من و دوست ۔ چہ تفاوت کند ار بعد مکانے باشد ۔ سنگ پشت نے تضرع
کرنا شروع کیا کہ اے یار اگر یہ غرض اس جان نثار کی قبول نہ فرمائی تو نے تو عزت میری سب

ابنائے جنس کے آگے خاک مین ملجاؤنگی بندر نے کہا کہ طلب رضاے دوست شریعت مروت
مین واجب ہی اور مین خاطر شکنی تیری کسی طرح گوارا نہ کرونگا زیارت اور ملاقات تیرے
اقربا کی اس ناتوان کو راحت جان ہی ولیکن گذرنا میرا اس دریاے بیپایان سے کہ
مابین اس بیشے کے اور تیرے جزیرے کے حائل ہی بہت عسیر ہے۔ سنگ پشت نے کہا خاطر
جمع رکھ کہ اپنی پشت پر تجھے سوار کر کے بآسانی تمام لیجاؤنگا کہ اصلا کسی طرح کی تکلیف نہ
پہونچے گی ناچار بندر نے قبول کیا کہ مین حاضر ہون جس طرح چاہے لیچل سنگ پشت جلدی سے
اپنی پشت پر سوار کر کے روانہ ہوا جبکہ وسط دریا مین پہونچا اندیشہ کیا کہ مین ایسے آشناے
بیریا سے یہ کیا حرکت کرتا ہون کہ نتیجہ جسکا سوا بدنامی اور روسیاہی کے اور کچھ نہین ہی
اور ایک زن ناقص عقل کے واسطے دوست سراپا خرد سے دغا کرنا عادت ابرار سے دور ہی
اور شیطان کی خوشنودی کے واسطے سررشتہ رضاے رحمان ہاتھ سے عمداً چھوڑنا سراپا عقل کا
قصور ہی اس فکر مین جابجا پانی مین کھڑا ہوتا تھا اور عقل سے بحث کرتا تھا اور آثار تردد
صاف اُسکے حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتے تھے بوزینہ سمجھا کہ یہ حال اسکا بے سبب نہین ہی
پوچھا کہ اے دوست باعث تفکر کیا ہی سنگ پشت نے کہا کہ کیونکر سمجھا تو کہ مین متفکر ہون بندر
نے کہا کہ دوست تردد حرکات و سکنات اسپر گواہ ہین کہ تجھے اپنے نفس سے کچھ بحث ہی لیکن
تو تردد نکر اور اگر میری دوستی پر تجھے اعتماد ہی تو بلا تکلف مجھ سے فرما کہ اگر جان تک کام آئیگی
تو بھی قصور نہ کرونگا سنگ پشت نے کہا کہ مجھے تردد یہ ہی کہ جفت کی بیماری کے سبب سے لوازم مہمانداری
جیسا کہ چاہیے ادا نہو سکینگے تو کس قدر ندامت اُٹھاؤنگا بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ اگر گناہ
بہ بخشند شرمساری ہست ؁ بوزینہ نے کہا کہ اگر مجھے دوست صادق جانتا ہی تو بیگانون کی طرح
رسمیات مہمانداری سے درگذر کہ یہ بات طریقہ آشنائی اور اتحاد کے منافی ہی بیت بیگانہ را
برسم تکلف کنند دوست ؁ آنجا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست ؁ سنگ پشت اور تھوڑی دور
چلا اور پھر کھڑا ہوا اور دل مین کہا کہ عورت مجھکو پیمان شکنی پر آمادہ کرتی ہی اور عورتون کا مقولہ اندیشہ

اور بیوفا کیش کی بات پر عمل کرنا روش خردمندی سے بہت بعید ہی اور صوابدید زنان
پر راہ نامردی اختیار کرنا مذہب امانت مین اور نہ ویک اہل دین و دیانت کے بڑی بدعملی
ہی **بیت** مبادا کس کہ از زن مہر جوید ✤ کہ از شورہ زمین گلہا نروید ✤ یہ دل مین لیکہ پھر
توقف کیا بدگمانی بوزینہ کی اور زیادہ ہوئی اضطراب مین آیا اور دل مین کہا کہ جب دوست
کے دل مین شک پائے تو تدبیر صائب کی پناہ مین جائے یعنی رفق و مدارا سے آپکو محفوظ رکھنا
واجب جانے اگر یہ بدگمانی میری یقین کو پہونچی تو اُسکی بداندیشی سے رو بسلامت لے گیا
اور اگر اس گمان مین خطا پڑی تو احتیاط کی راہ سے کوئی عیب لاحق نہین ہوتا ہی **بیت**
گر او یار ست خوش ایمن نشستی ✤ دگر کج باخت از مکرش برستی ✤ اسکے بعد سنگ پشت سے
کہا کہ ای یار سچ بتا کہ یہ کیا ہی کہ ہر ساعت تو توسن خیال کو میدان فکر مین دوڑاتا ہی اور
ہر دم غواص وہم دریاے حیرت مین غوطہ مارتا ہی سنگ پشت نے کہا کہ ای برادر معذور ہون
کہ ناتوانی اور پریشانی نے زن و فرزند کی مجھے متفکر کر رکھا ہی بوزینہ نے کہا کہ تفکر تیرا بیجا
ہی کہ بیمار رہونا آسان اور بیمارداری مشکل ہی بھلا یہ کہہ کہ بیماری اُسے کیا ہی اور معالجہ اسکا
کس دوا سے قرار پایا ہی کیونکہ ہر درد کے واسطے دوا معین ہی اور واسطے ہر رنج کے وجہ شفا کی
حکیم مطلق نے قرار دی ہی اطباے مسیحا دم سے رجوع کرنا چاہیے جو کچھ وہ ایما کرے اُسکا تدارک
کرنا لازم ہی سنگ پشت نے کہا کہ رجوع طبیب نفس سے ہی اور واسطے دوا بھی تبائی ہی مگر ہاتھ آنا
اُسکا نہایت دشوار ہی بوزینہ نے کہا وہ کونسی دوا ہی کہ عطارون کی دوکان اور دوافروشون
کے خریطون مین نہین ہی اگر تو بیان کرے اور شاید میری تلاش سے بہم پہونچے تو اچھا ہی
سنگ پشت نے سادہ دلی سے کہا کہ وہ دوا کمیاب ہی کہ جسکے باعث سے مین گرداب تفکر مین
گرفتار ہون یعنی وہ دل بوزینہ کا ہی بس سُننے کے ساتھ ہی درد وسوا بوزینہ کے دماغ مین
پیدا ہوا اور آنکھون نے تاریکی حاصل کی مگر قوت عقل سے پاے استقلال ثابت رکھا
اور اپنے دل سے کہا کہ ای دل دیکھی تو نے شامت غفلت کی کہ کس ورطہ غمناک

ف غواص بمعنی غوطہ خور ۱۲

مین پڑا اور سہل انگاری اور بیخبری کی علت سے کس صحراے ہولناک کو پہونچا افسوس ہین وہ غافل ہون کہ فریب منافق بدقوم پر فریفتہ ہوا اور بدنفس صاحب غرض کی شست فریب سے تیر آفت دل پر کھایا اب بجز تدبیر پیرائی اور عقل آرائی کے رستگاری نہین اگر جزیرہ سنگ پشت مین گیا پھر بجز موت کے کوئی صورت رہائی کی نہ ہوگی جو کچھ خطا کی اُسکی سزا کا سزاوار ہوا اُسکے بعد سنگ پشت سے کہا کہ قصہ اُس مستورہ کے علاج کا سنا مین نے اسکا تدارک بہت آسان ہی کچھ فکر نہ کر ہماری بھی قوم کی عورتون کو یہ مرض بیشتر ہوتا ہی اور دل بھی اُنھین نکال دیتے ہین اور اُس سے ہمین کچھ رنج بھی نہین ہوتا ہی اور یہ بات ہمارے نزدیک آسان ہی کہ دل کو سینے سے باہر نکال لینا اور بعد کام لینے کے پھر سینے مین رکھدینا یہ اکثر ہوا کرتا ہی اور ہماری قوم بے دل بھی زندگانی کرسکتی ہی یہ ایک شی مختصر ہی تجھ سے دوست سے ہرگز دریغ نہ کرونگا تو نے ناحق آپ کو رنج مین ڈالا شاید میرے مرنے کا تجھے اندیشہ تھا اُس فکر مین تو اتنا مشوش والمناک تھا یہ بھی نشان محبت صادق کا ہی اگر مجھے اس سے ضرر پہونچتا تو بھی مین مضائقہ ایسے دوست باصفا سے نہ کرتا چہ جاے کہ مجھے ضرر بھی نہ پہونچے اور تیرا فائدہ ہو تو اس سے کیا بہتر ہی اور حکمانے کہا ہی کہ چار طائفے سے چار چیزین دریغ کرنا نہ چاہیے اوّل بادشاہ عادل سے کہ صلاح خاص عام کے واسطے کسی سے کوئی چیز طلب کرے تو دریغ اسمین حرام ہی دوسرے جو درویش مستحق خدمت کچھ حق اللہ مین سے سوال کرے تو اُس سے مُنہ نہ پھیرے تیسرے شاگرد نیازمند جو استعداد حصول علم کی رکھتا ہو وہ اگر طلب علم کرے تو استاد کو واجب ہی کہ اُسے رہنمونی کرے چوتھے دوست یکرنگ کے واسطے جو بات کہ بہتری کی ہو بشرط دسترس اُسمین ہرگز قاصر نہو اگر اُس جگہ یہ حال تو نے کہا ہوتا تو مین دلکو ساتھ لیتا آتا ایک عرصہ دراز سے مین نے اُسے نکال کے علحدہ رکھدیا ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ مین اُس سے ازبس تنگ آیا ہون کہ ہرگز اُسکے جانے مین مجھے رنج نہین ہی بلکہ دو سبب سے راحت ہی ایک یہ کہ تیری زوجہ کو

صحبت اور تیرا آرام دل ہو یہ سراسر راحت میری روح کی ہو دوسرے یہ کہ وہ زیادہ
از حد غم و اندوہ سے بھر گیا ہو اس لیے کوئی چیز اُسکی صحبت سے دشوار تر مجھپر نہیں ہو
اگر ایسی جگہہ صرف ہو کہ جس سے تجھے راحت اور مجھے رستگاری حاصل ہو تو عین راحت
اور سراپا فراغت ہو سنگ پشت نے کہا کہ دل تیرا کہان ہوا اور اپنے ساتھ کیون نہ لایا بوزینہ نے
کہا کہ گھر مین چھوڑ آیا ہون اس لیے کہ ہماری قوم کی رسم ہو کہ جب کسی دوستون کی ملاقات کو جاتے
ہین تو دلکو ساتھ نہین لیجاتے تا اُنپر نحوست وارد نہو اور شگون بد کی شامت مین نہ پڑین
کہ دل اصل مین مجموعہ رنج و محنت اور منبع مشقت دائمی ہو اور ہر دم خیالات غم ماضی مین
عیش صافی کو مکدر کرتا رہتا ہو اور دل کا نام جو قلب کہا ہو وجہ یہ ہو کہ انقلاب اُسکی
خلقت مین رکھا ہو ہر ساعت مین میل اسکا خیر سے شر کی طرف اور نفع سے ضرر کی طرف کھتا
ہو بیت دمبدم فکر نئی ذکر نیا دھیان نیا٭ روز کا شانہ خاطر مین ہو مہمان نیا٭ مین نے
جبکہ قصد تیرے فرزند اور اقربا کے دیدار کا کیا دلکو اُسی جگہ چھوڑ دیا تا بلا دغدغہ زیارت
سب کی حاصل کرون مگر یہ باعث بری ہو کہ مین معلوم کرون کہ تیری اہلیہ کی یہ دوا ہو
اور دل کو مکان پر چھوڑ آؤن اگرچہ تیری جانب سے خاطر جمع ہو کہ تو میری صداقت
محبت کو خوب جانتا ہو لیکن اور لوگ مجھے مقام دوستی مین کتنا نالائق جانینگے اور
کیا کیا ملامت کرینگے اور تیری بھی اُسمین سبکی ہو کہ کیون ایسے خود غرض کو آشنا کیا تھا
پس حیف ہو مجھپر کہ دل کو ساتھ لے کر نہ جاؤن اور کبھی تو لاکھو میری قول کی تصدیق
کریگا تو بھی قوم اعتبار نہ کرے گی بلکہ سب یہی کہینگے کہ دانستہ اُسنے دل چورایا اور گھر
مین چھوڑ آیا اس رسم مذکور پر زنہار یقین نہ لائین گے اور آشنا شکوہ تجھ سے ہو کہ
تو نے جان بوجھ کے تکلف کیا کہ میری چیز کو اپنی نہ سمجھا مگر ایک صورت سے
تو بھی معذور ہو کہ تیری قوم مین اور بلکہ سب قومون مین شاید یہی قاعدہ
ہو کہ اگر دل نہ ہو تو زندہ نہین رہتے ہین پس یہ جان کے تجھے منظور نہ ہوا

کہ میرا دوست ہلاک ہو جائیگا سو ایسا نہین ہی کہ ہماری خلقت خدانے اس طرح
پر کی ہی کہ دل سے زندگانی کو کچھ علاقہ نہین ہی جیسا کہ خون فاسد بدن ہی مین پیدا
ہوتا ہی اور اُسے نکال ڈالتے ہین تو راحت ہوتی ہی اسی طرح دل کہ غم سے بھرا ہوا ہی
اُسکے نکالنے مین ہمین فرحت ہوتی پس ایسی صورت مین مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید
بیک کرشمہ دو کار * ایک میرا فراغ خاطر اور دوسرے تیسرے اقربا کی راحت اب مناسب
ہی کہ اتنی تکلیف دوبارہ کا خیال نہ کر اور یہین سے پھر چل کہ تا دل کو ساتھ لیکے چلون
اور شرمندگی سے بچون سنگ پشت فوراً پھرا اور بہت شاد و خرم تھا کہ مراد بھی حاصل
ہوئی اور کوئی بدنامی بھی عاید نہوئی اس خیال سے جلد کنارے دریا کے پہونچا بوزینہ
جست کرکے درخت پر جا بیٹھا اور شکر خدا ہر بار زبان سے ادا کیا ایک ساعت کے بعد سنگ پشت
نے آواز دی کہ ای یار جلد چل کہ وقت تنگ اور عرصہ منزل کا بہت دور ہی بوزینہ نے
خندۂ دندان نما کیا اور کہا کہ مین نے عمر اپنی جہانداری اور شہریاری مین بسر کی ہی اور گرم و سرد
زمانہ خوب چکھا ہی ہر چند زمانے نے داد اپنی مجھ سے لی اور آسمان نے جو کچھ مجھے بخشا تھا سو پھیر لیا
اور منکوب ہون اور اہل فلاکت کے زمرہ مین ڈالدیا لیکن ابتک اتنا از خود رفتہ نہین ہوا ہون
کہ فواید اور نقصان تنہائی کو نہ سمجھون اور وفاق اور نفاق کو نہ پہچانون اب اس
بات سے درگذر اور جوانمردون کی مجلس مین آج سے قدم مت رکھنا اور پھر کبھی حسن وفاداری
و مروت مین دم نہ مارنا بیت مبر نام وفا در بزم خوبان * کہ بوئے از وفاداری
نداری * اور یون تو جوانمردی اور وفاداری کا ہر کوئی دعوی کرتا ہی لیکن امتحان
کے وقت حال سب کا کھلجاتا ہی بیت خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان * تا سیہ روے
شود ہر کہ در و غش باشد * سنگ پشت نے فریاد کی کہ یہ کیا گمان ہی کہ میری طرف کیا تونے
حاشا کہ تیری رضا کے خلاف کوئی بات دل مین میرے گذری ہو یا کوئی اور فریب کا
قصد نسبت تیری دل مین آیا ہو اگر صد ہزار سنگ جفا میرے سر پر توڑے گا تو بھی

تیری آشنائی سے گردن تابی نہ کرونگا اور اگر تیغ بے التفاتی سے سینہ میرا چاک کریگا تو بھی
تیری آرزوے وصال سے دل نہ اُٹھاؤنگا بوزینہ نے کہا کہ او احمق مین وہ نہین ہون
کہ تیرے فریب مین پھر آؤن کیا مضمون حدیث شریف کا نہین سُنا تونے کہ صاحب ایمان
ایک سوراخ مین دو بار کاٹا نہین جاتا معنی اسکے یہ ہین کہ صاحب ایمان احمق نہین ہوتا
ہی کہ دو بار کسی کا فریب کھائے کیا قصہ روباہ کا نہین سُنا تونے کہ کہتی تھی کہ وہ گدھا
گوش و دل نہ رکھتا تھا اُسنے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا **حکایت** بندر نے کہا کہ کہتے ہین
کہ ایک شیر خارش کی علت مین مبتلا ہوا با وجود تپ دائمی کے شدت خارش سے بہت مضطر
تھا اور قوت بالکل ساقط ہو گئی بلکہ شکار کی بھی طاقت نہ رہی اُس شیر کی خدمت مین ایک
روباہ تھی کہ فضلہ اُسکے طعمہ کا چُن کھاتی تھی پس اُسکا قوت تھا جبکہ شیر شکار سے درماندہ
ہوا نوبت روباہ کی اضطراب کو پہونچی ایک دن غلبۂ اشتہا اور تنگی معیشت سے شیر کو
ملامت کرنے لگی کہ ای بادشاہ درندون کے تیری بیماری نے اس بیشے کے جانورون کو
ملول کر رکھا ہی اور ضعف تیرا جمیع رعایا کے دل مین سرایت کر گیا ہی اس بیماری کی دوا
کس لیے نہین کرتا ہی اور اس درد دلخراش کی فکر سے کیون غافل ہی شیر نے آہ سرد کھینچی اور
کہا **مصرعہ** مرا خاریست در دل کان بسوزن بر نمی آید ✤ ای روباہ مدت گذری ہی کہ اس
رنج مین خون دل پیتا ہون اور روز بروز کاہیدہ ہوتا جاتا ہون نہین جانتا ہون کہ
اس درد کی دوا کیا ہی مگر ایک طبیب کہ جسکے قول پر مجھے اعتماد ہی اُسنے یہ کہا ہی کہ گدھے
کے دل اور کان کھانے کے سوا اور کوئی علاج اُسکا نہین ہی اُسوقت سے مین اس
اندیشے مین ہون کہ کس تدبیر سے گدھا ہاتھ آئے کہ میری دوا ہو روباہ نے عرض کیا
کہ اگر حکم ہو تو یہ ناچیز اسکی تدبیر کرے امید ہی کہ برکت اقبال سلطانی اور سعادت
دولت جاودانی سے مقصود حاصل ہو شیر نے کہا کہ کیا حیلہ کریگی اور فریب و مکر سے
کیا افسون پڑھے گی اور مجھے اُس گدھے کے پاس کس بہانے سے لے چلے گی

حکایت روباہ و شیر و خر ۵

حدیث شریف
لا یلدغ المؤمن
من جحر واحد مرتین

روباہ نے کہا کہ اے بادشاہ تجکو اس صورت سے باہر آنا نہ چاہیے کہ بدن پر کوئی بال
باقی نہین رہا ہی یہ صورت شکوہ و شہامت بادشاہی کے منافی ہی اور نقصان شانہنشاہی
اُسمین ہی کہ خویش و بیگانہ اس شکل و شمایل سے بادشاہ کو دیکھین تو بہت نامناسب ہی بلکہ
صلاح یہ ہی کہ مین گدہے کو کسی حیلے سے اُس بیشے مین لگا لاؤن اور بادشاہ اُسکا شکار
کرکے جو چاہے اُسمین سے تناول فرمائے شیر نے کہا کہان سے اور کیونکر لائیگی روباہ نے
جواب دیا کہ اس جنگل کے قریب ایک چشمہ ہی وہان ہر روز ایک دہوبی کپڑے دہونے کو آتا
ہی اور جو گدہا کہ اُسکا بار بردار ہی وہین چرا کرتا ہی اُسکو کسی فریب سے اس جنگل مین لے آؤنگی
لیکن بادشاہ اُسکا کان و دل کہا کے باقی ہم لوگون کو عنایت کرے بادشاہ نے اُسکی بات
قبول کی اور عہد کیا کہ باقی سب گوشت تم سب کو دونگا روباہ نے اس امید پر کہ بادشاہ
فقط کان اور دل کہائیگا باقی سب ہمین بچ رہیگا اس چشمہ کی طرف روانہ ہوئی جبکہ گدہے
کو دیکہا آداب و تسلیمات بجا لائی اور نہایت ملایمت سے پیش آئی **بیت** بشیرین زبانی
و لطف و خوشی ❊ توانی کہ پیلے بموے کشی ❊ اور بکمال شفقت کہا کہ اے برادر تجھے نزار اور
رنجور پاتی ہون سبب کیا ہی اُسنے کہا کہ یہ گازر ہمیشہ مجہسے محنت لیتا ہی اور میری خبرگیری مین کوتاہی
کرتا ہی الم سے دانہ و علف کے جان تلف ہوئی جاتی ہی اور اسے مطلق میرا غم نہین ہی قریب ہی کہ
میرا خرمن عمر برباد و فنا ہو جائے اور یہ ابیات زبان پر لایا **ابیات** بعمر خویش تیمارے
ندیدم ❊ ز کاہ و جو ہمین نامے شنیدم ❊ خورم ہر روز خون در زیر این بار ❊ ہمہ شب خاک
می لیسم ز دیوار ❊ مکن عیبم اگر زار و نزارم ❊ کہ غیر از خاک و خون خوردے ندارم ❊ روباہ نے کہا
کہ اے سلیم الطبع اگر پاؤن مین طاقت رفتار ہی تو کس لیے مبتلا اس بلا کا رہتا ہی گدہے نے
کہا کہ مین بارکشی مین مشہور ہون پس جہان جاؤنگا یہ بلا میرے واسطے موجود ہوگی اور مین
تنہا اس بلا مین کچھ مخصوص نہین ہون بلکہ سب میرے ابنائے جنس اسی آفت مین گرفتار ہین
اسواسطے دل مین سمجھ لیا ہی کہ ہر جگہ یہی جام بلا ہمین نوش کرنا ہی اور جامہ جفا کا ہمارے ہی

واسطے قطع کیا گیا ہی پھر ور بدر کے پھرنے سے ایک ہی در پر مصمم رہنا بہتر ہی اور اسمین جو کچھ کہ
پیش آئے اُسپر راضی رہنا مناسب ہی روباہ نے کہا کہ غلط سمجھا ہی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان
ارضی واسعۃ یعنے بالتحقیق کہ زمین میری وسیع ہی اور نشور نے سیروا فی الارض کے
مردان جفاکش کے واسطے نزول پایا ہی گدھے نے کہا ہر چند کوئی تگاپو کرے زیادہ مقدار
سے نہ ملے گا پھر حرص کو بڑھانا اور بارشدائد سفر عمداً اپنے اوپر زیادہ کرنا عقل و دوراندیش
سے دور ہی نظم مولوی معنوی زرق آید پیش ہر کو زرق تست ٭ رنج کوششہا
ز بیصبری تست ٭ جملہ را رزاق روزی میدہد ٭ قسمت ہر یک بپیشش می نہد ٭ روباہ نے
کہا کہ یہ مرتبہ توکل کا ہی اور طریق اہل توکل جدا ہی پس جو کوئی کہ اس مقام کو نہ پہونچا ہو
اُسے چاہیے کہ بموجب حکم الٰہی کے عالم اسباب مین تدبیر غفلت نہ کرے زنہار اور ایک وسیلہ
روزی کا ضرور پیدا کرے اسی واسطے اللہ کو مسبب الاسباب کہتے ہین جو موافق حکم الٰہی
کے تدبیر کریگا اُسکا سبب پروردگار درست کرکے کوئی راہ نکال دیگا کیا یہ مصرع تیرے
گوش زد نہین ہوا ہی ع بکسب کوش کہ کاسب بود حبیب اللہ اگر تو راضی ہو تو اس
مرغزار مین لے چلون کہ زمین اُسکی مانند کلبۂ نقش و فروشان سرسبز اور آبدار ہی اور ہوا اُسکی
مانند طبلۂ عطار معطر اور نسیم اُسکی مانند مشک خالص کے معنبر ہی نظم ہوائے خوش و میوہ ہائے فراخ
درختان بار آور و سبز شاخ ٭ نسیم و گل و لالہ و فاختہ ٭ چو یاران محرم بہم ساختہ ٭ اور
اس سے پہلے ایک دراز گدھا کہ زیادہ از حد نزار تھا اتفاقاً اس چشمے پر اُس سے بھی ملاقات ہوئی
تھی دیکھا تو حال اُسکا تجھسے بھی زیادہ تر خراب اور قریب ہلاکت تھا مجھے اپنی عادت
کے موافق اُسپر بھی رحم آیا اور اُسی مرغزار مین اُسے پہونچا دیا اُسنے جو چند روز
بفراغ دل اور خاطر خواہ اپنے کھایا پیا اب دیکھنے کے قابل ہی کہ اپنے ہمجنس مین
آج اُسکا ثانی اور نیز فربہ اور مسرور الحال نہو گا تو بھی اگر چلے اور تم دونون
باہم بے محنت و رنج اوقات بسری کرو تو اُس سے زیادہ کوئی راحت نہین ہی

گویا زندہ در بہشت ہوتا ہی آگے اختیار ہی اور مجھے بجز شفقت بیریا اور کون کام
تجھ سے متعلق ہی القصہ روباہ نے ایسا دمدمہ پُر فریب دم کیا کہ خرنا شخص کی نان طمع
تنور تزویر مین پختہ ہوئی مگر وہ گدہا اس سے غافل تھا کہ وہ مکارہ تجھے اجل کے در پر
لیے جاتی ہی کہا ای دوست بیریا خوب جانتا ہون کہ مجھے سواے شفقت اور تجھے
کیا مطلب ہی پس ایسے دوست بیغرض کی بات نہ ماننا ناصواب و دوراندیشی کے خلاف
ہی ع ہرچہ فرمائی بجان من بندۂ فرمانبرم ٭ القصہ روباہ شیر کے پاس اُسے لے آئی
شیر نے فوراً اُسپر چنگل مارا گدھا زخمی ہوکر بھاگا بسبب ضعف و ناتوانی کے شیر سے
تھم نہ سکا روباہ نے شیر کی اس قدر ناتوانی پر تعجب اور ملامت آغاز کی کہ حرکت بیفائدہ
کیا نتیجہ رکھتی تھی اور تعجیل کرنا اس کام مین کہ جسکی فرصت باقی ہو کیا ضرور تھا بلکہ عقل کے
لایق یہ تھا کہ ضبط کرنا اور ثبات بادشاہی کے مناسب تھا کہ عنان تمکین ہاتھ سے نہ دینا
تھا کہ انجام کام کا پشیمانی کو نہ پہونچتا ع از پشیمانی چہ سود اکنون کہ کار از دست رفت ٭
روباہ کی باتین شیر پر گران گذرین اور دل مین کہا کہ اگر کہتا ہون کہ مین نے عمداً اہمال کیا
تو بیخردی اور سستی راے سے منسوب ہوتا ہون اور اگر غلبہ نفس کا اقرار کرتا ہون تو حریصون
اور مسکون مین شمار کیا جاتا ہون اور اگر ضعف اور ناتوانی کا عذر درمیان لاتا ہون تو
ملازمون کی نظرون مین حقیر ہوتا ہون صلاح یہ ہی کہ جواب روباہ کا غضب اور غصے سے
دون اور ایسی گستاخی سے منع کرون اُسکے بعد شیر نے غصے سے کہا کہ ای روباہ بادشاہون
کے کام مین ملازم کو دم مارنا اور راز کا پوچھنا بڑی بے ادبی ہی راز بادشاہونکا ہر جاکر پر
روشن ہونا نہ چاہیے اور جو بادشاہ سمجھتے ہین اُسے راے رعایا کی نہین پہونچتی ہی مثل
عرب کی ہی لایحمل عطایا ہم الا مطایا ہم خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ بخشش بادشاہون کی کوئی
اُٹھا نہین سکتا مگر باربردار بادشاہون کے اسی طرح راز بادشاہون کا رعیت نہین
جانتی ہی مگر جو شیر لائق اُسکے ہوتے ہین ای روباہ اس خیال اور قیل وقال سے

در گذرا اور ایسی تدبیر کر کہ گدھا پھر ہاتھ آئے اور اس خدمت سے رسوخ تیرا زیادہ ہو جائے
روباہ دوبارہ گدھے کے نزدیک آئی اور تملق تمام سے رسم سلام بجالائی گدھے نے مُنھ
پھیر لیا اور کہا کہ ای مکار و بدکار اول مجھسے وعدہ آزادی کیا اور بعد اُسکے شیر کے پنجے
مین ڈالدیا تو نے روباہ نے کہا کہ ای سلیم دل کیا خیال کیا تو نے کہ بمجرد دیکھنے طلسم کے بھاگ
آیا اور ہنوز خار و گل مین تمیز نہ کی تھی کہ تماشاے گلزار سے کنارہ کر آیا یہ جو تو نے
دیکھا حکمانے اہل بیشہ کی تفریح کے واسطے طلسم بنایا ہی یہ مرغزار وہ ہی کہ سوائے جنت کے اسکا
نظیر عالم مین نہین ہی کہ سراپا میوہ و گل سے شاداب ہی اگر طلسم نہ ہوتا تو جانور سب بیشون
کے اُسمین آ بھرتے اور رونق اور لطف اُسکا برباد کر دیتے اسواسطے یہ تدبیر حکمانے کی ہی کہ
سوائے محرم کے غیر دخل نہ پائے اور جو کوئی اتفاقاً آ جاے سو اس طلسم سے ڈر کے بھاگ جاے
جیسا کہ تو بھاگ آیا بھلا تو نے نہ جانا کہ مین تیرے ساتھ ہون پہلے جو کچھ ہوتا تو مجھ ضعیف پر
ہوتا تو تو مجھ سے قوی ہی اگر شیر ہوتا تو کیونکر مجھے چھوڑتا کہ رات دن مین اپنے بیشے مین
پھرتی ہون اور تو کہان ایسا قوی تھا کہ شیر کے پنجے سے چھوٹ جاتا بلکہ تو نے میری ہنسی
یارون مین کروائی کہ سب کہینگے کہ اپنے دوست کی عقل و فراست کی مدح کرتی تھی کہ پہلے
طلسم کو دیکھ کے ڈر گیا اور ہم اہل بیشہ حقیقت حال اس جگہ کی سوائے دوست ولی اور سے ظاہر
نہین کرتے ہین اور جو تو نے دیکھا محض طلسم اور سحر کاری حکما کی ہی مین نے پہلے چاہا تھا کہ تجھے
آگاہ کر دون کہ ایسی چیزون کو دیکھ کے خوف نہ کرنا یہ سب طلسم ہی مگر تیرے اختلاط مین فراموش
ہو گیا اب تو تجھے معلوم ہو گیا پھر میرے ساتھ چل کہ تا جو مین نے کہا ہی اُسکا لطف دکھاؤن
اور سب طلسمون سے تجھے جا بجا آگاہ کرتی جاؤن خر بیخرد دوبارہ فریب سحر آمیز پر فریفتہ
ہو کر روباہ کے ہمراہ ہوا روباہ نے چند قدم آگے بڑھکے شیر کو اُسکے آنے کا مژدہ دیا اور کہا
کہ مطلق جنبش نہ کرنا اور مانند نقش دیوار کے ساکت رہنا اگر تیرے برابر سے بھی نکلجائے تو
ہرگز جنبش نہ کرنا اور جب تک فرصت وافی اور قوت کافی نہ پانا ارادہ نہ کرنا شیر نے رعایا

کی بات قبول کی اُسکے بعد جبکہ گدھا شیر کے نزدیک آیا روباہ نے کہا دیکھو یہ وہی طلسم ہو گدھا شیر کے گرد پھرتا تھا شیر مطلق حرکت نہ کرتا تھا جبکہ خاطر جمع ہولی گدھا خوش بیخوف وخطر گرد اگرد شیر کے پھرنے لگا خر کہ ایک مدت سے بھوکا تھا سبزہ خوار خاطر خواہ پاکے کشادہ پیشانی اور غفلت تمام سے مشغول چراگاہ ہوا جبکہ خوب شکم سیر ہوا اُسی سبزے پر بآرام تمام سو رہا شیر نے غافل پا کے جست کی اور جھپٹ گدھے کا پھاڑ ڈالا اور روباہ سے کہا کہ تو اس جگہ بیٹھی رہ کر مین غسل کر آؤن تو اُسکے کان اور دل کھاؤن کہ حکیم نے یون ہی حکم کیا ہو شیر غسل کو گیا روباہ نے دل اور کان گدھے کے نوش فرمائے شیر غسل سے فراغت کرکے آیا ہر چند گوش و دل کو ڈھونڈھا ایک کو بھی نہ پایا روباہ سے کہا کہ دونون عضو کہ میرے علاج مین کیا ہوے روباہ نے کہا کہ بادشاہ کی بقا ہو یہ گدھا نہ دل رکھتا تھا نہ گوش اور دلیل اسکی یہ ہو کہ اگر دل ہوتا تو دل عقل کی جگہ ہو اگر اُسمین عقل ہوتی تو میرے فریب مین دوبارہ کیون آتا اور کان ہوتے تو کان سماعت کی جگہ ہو اور یہ صولت اور حملہ بادشاہ کا آنکھ سے دیکھ چکا تھا پھر میری بات کو نہ سُنتا اور اپنے پاؤن سے آپ گور مین نہ آتا بندر نے سنگ پشت سے کہا کہ اس مثل کا حاصل یہ ہو کہ مین گدھے کی طرح بیدل اور بے گوش نہین ہون بلکہ تجھ سے کتنون کو مین نے گدھا بنا ڈالا ہو فقط تقاضائے تنہائی تھا کہ دل بہلانے کے واسطے تجھ سے کمظرف اور بدقوم سے دوستی اختیار کی تھی سو اُسکا عوض پا چکا تھا اگر پروردگار عالم نے عقل سلیم عطا نہ کی ہوتی تو تو نے ایک زن ناپاک کے واسطے میری ہلاکت مین کچھ باقی نہ رکھا تھا چنانچہ یہ بیت حسب حال میرے ہو بیت دُنیا سے حیف نام محبت مٹا دیا تو قتل کر چکا تھا خدا نے بچا لیا ✣ اب راہ اپنی لے اور یہ توقع زنہار نہ رکھ کہ مین تیرے ساتھ چلون یا تجھ سے مین کلام کرون اور یقین جان لے **بیت** گر باہ شوی باآسمان کم نگرم ✣ ور سرو شوے بہ بوستان کم گذرم ✣ سنگ پشت نے کہا کہ سچ کہا تو نے انکار اور اقرار میرا یکسان ہو مجھ سے وہ زخم کاری تیرے دل کو پہونچا

ہی کہ جبکا التیام تمام عمر ممکن نہین ہی اور داغ بدکاری اور جفاکاری کا ایسا تیرے دل پر بیٹھا ہی کہ محو ہونا اُسکا چیز امکان مین نہین آتا ہی اب مین نے شربت تلخ فراق کے تجرع پر دل کو راضی کیا اور تن کو تیغ زہر آبدار ہجران کا سپر بنایا یہ کہا اور خجل اور شرمندہ اپنے جزیرے کو پھر گیا اور تمام عمر مفارقت مین ایسے یار وفادار کی روتا رہا یہ ہی داستان اُس شخص کی کہ جو ایسے دوست کو بے محنت ومشقت پاکے اور بسبب نادانی اور غفلت کے ہاتھ سے کھووے اور ندامت جاوید مین گرفتار رہے اُسکے بعد اگر ہزار بار سنگ سر سے اور سر سنگ سے مارے تو بھی مفید مطلب نہو اگر اہل خرد ہی تو اس حکایت کے مضمون کو اپنا پیشوا کرے اور اگر کوئی مطلب مرغوب یا کوئی یار صادق ہاتھ آئے تو اُسے عزیز رکھے چنانچہ یہ قطعہ حاصل اس حکایت کا ہی قطعہ مطلوب چون بدست بود مغتنم شمار + وانراز کف مدہ کہ پشیمانی آورد + بسیار کس کہ گنج زر آسان وہد بباد + وانگہ زرنج بے درمی غصہ ہا خورد + ازدست رفتہ ہیچ نیاید بہیچ حال + چندانکہ او فغان کند و جامہ ہا درد +

باب چھٹا آفت مین تعجیل اور شتاب کاری کے

باب چھٹا

دابشلیم نے رائے پر برہمن روشن ضمیر کے آفرین کی اور کہا بیت زہے ضمیر تو از سر کن وکان واقف + زہے بیان تو اسرار علم را کاشف + بیان فرمائی تو نے داستان اُن لوگون کی کہ اپنی مراد پر قادر ہوے اور اُسکی حفاظت مین تغافل کیا اور قدر اُسکی نہ جانی اور مطلوب کو ہاتھ سے کھو دیا اور تمام عمر اُسکا تاسف رہا اُسکے بعد حسرت واندوہ سے کچھ فائدہ مترتب نہوا اب ارشاد فرما اُن لوگون کی مثل کہ جو عزیمت کار مین تعجیل کرتے ہین اور فوائد تدبیر اور فکر و تامل سے غافل رہتے ہین اُنکا خاتمہ حال کا کس طرح پر ہوتا ہی اور جو کوئی کہ تخم شتاب کاری کو مزرعہ دل مین بوتا ہی کیا چیز اُس کا پھل پاتا ہی برہمن نے دعا دی اور کہا نظم اے بادشاہ تیرا مطیع آسمان رہے + روے زمین

په حکم ہمیشہ روان رہے ؛ تیری بہار سلطنت و عدل وجود سے ؛ مثل بہشت باغ جہان بیخزان رہے ؛ جس نے کہ بناے کار اپنی صبر و ثبات پر رکھی اور بنیاد کام کی خلاف وقار اور سکون کے برپا کی انجام اُس کا ملامت اور ندامت کو ضرور پہونچے گا اور خصلت پسندیدہ کہ آدمیون مین خلاق عالم نے مقرر فرمائی ہی اور اُسی کے سبب سے رتبۂ تکریم انسان نے پایا ہی وہ علم اور حلم اور ثبات و وقار ہی **بیت** بردباری خزینۂ خردست ؛ ہر کرا علم نیست دیو و ددست ؛ یہ نکتہ اسی واسطے مقرر کیا ہوا حکما کا ہی کہ جب حلم کو مقلوب کر دے یعنے اُلٹ ڈالے تو ملح ہوتا ہی اور ملح نمک کو کہتے ہین اور نمک تلخ ہوتا ہی تو جب کوئی شخص برعکس حلم کے کریگا مقرر تلخی مین پڑے گا اگر طعام کیسا ہی خوب ہو جب نمک تلخ اُسین ڈالے کھانے کے قابل نہ رہے گا اسی طرح انسان کو کیسا ہی ہنر حاصل ہو جبکہ درشت خوئی اور بیہودہ گوئی شعار اپنا کریگا ہر کسی کو اُس سے تنفر ہوگا اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک باوجود اس کمالات اور خلق کریم کائنات کی نیکیان اور کمال اللہ تعالیٰ نے ذات پاک سید عالم مین جمع کی تھین تسپر خطاب فرماتا ہی کہ اے محمدؐ اگر تو درشت خو اور سخت دل اور خشمگین اور کینہ کیش ہوتا تو ہر آئینہ مواکب کواکب اصحاب کہ مانند ستارگان ثریا تیرے گرد جمع ہین مثل نبات النعش متفرق ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش خلق اور رحیم دل اور ہنس مکھ تھے اور دوسرے صاحب خلت اور پدر ملت ابراہیم علی نبینا و علیہ صلوٰۃ الرحمن کو اس صفت سے ستایش فرماتا ہی ان ابراہیم لاواہ حلیم خلاصہ اس آیت کا یہ ہی تحقیق کہ ابراہیم حلیم ہی اس واسطے کہ حلیم محبوب قلوب ہوتا ہی اور دل سب خواص و عوام کے اس صفت پر میل کرتے ہین **بیت** ستون خرد بردباری بود ؛ سبک سر ہمیشہ بخواری بود ؛ دانشمند کبھی شتاب کاری نہین کرتے ہین حکیم کامل شتابی کو

کو وسوسۂ شیطان جانتے ہین التانی من الرحمن والعجلۃ من الشیطان اور اسی مضمون کو سلک نظم مین مولوی معنوی نے یون پرویا ہی مثنوی مکر شیطانست تعجیل و شتاب * لطف رحمانست صبر و احتیاب * با تانی گشت موجود از خدا * تا بشش روز این زمین و چرخہا * ورنہ قادر بود کز کاف و نون * صد زمین در یکدم آوردے برون * این تانی از پی تعلیم تست * صبر کن در کار بر آید درست * جو کوئی کہ باگ اختیار کی تعجیل کے ہاتھ مین سپرد کریگا ہر آئینہ مرکب اُسکے نفس کا منھ زوری کرکے صحراے ضلالت کی طرح کھینچ لے جائیگا اور خاتمہ اس امر کا حسرت اور تاسف پر ہوگا بیت ہر کہ بے فکر و تانی عملے گیر دپیش * آخر الامر از ان کردہ پشیمان گردد * مناسب اس بات کے حکایات بسیار اور روایات بشیار صحائف اخبار مین مسطور ہین اور اول سب حکایتون مین سے حکایت اس زاہد کی کہ میدان تعجیل مین بے تامل قدم رکھا اور سرا پنا کھویا لایق اس سیاق کے ہی واشلیم نے پوچھا کہ تفصیل اسکی کیا ہی حکایت برہمن نے کہا کہ ایک زاہد نے بعد اختیار کمال تجرد چاہا کہ نکاح جو سنت موکدہ اور مشتمل ہی فایدہ ہاے بسیار پر اُسے اختیار کرے چنانچہ اس بات مین ایک اور زاہد ہمراز سے مشورہ کیا اُسنے کہا کہ فکر بہت مناسب کی تو نے کہ کد خدائی صلاح معیشت اور کمال صلاحیت ہی بہت سے فواید دینی اُسمین مندرج ہین اور محفوظ رہنا متاع خانہ کا اور حاصل ہونا اولاد کا بقاے نسل اور ذکر جمیل اُس سے متصور ہی نظم مرد را ہر گز نگیرد چہرہ دولت فروغ * تا بروے زن نیفروزد چراغ خانمان * عمر در کنج تجرد مگذران دیگر کہ ہست * عشرت آباد تاہل و ضع امن و امان * لاکن کوشش کر کہ رفیق شفیق ہاتھ آئے کہ وہ راحت جان ہی اور مصاحب ناموافق سے پرہیز کر کہ وہ باعث بربادی عزت اور خرابی مال و جان ہی زاہد نے پوچھا کہ موافقت کس عورت سے کرنا چاہیے اُسنے جواب دیا کہ پاکدامن ہو شوہر کو دل سے دوست رکھے صیانت کرے اور خیانت سے پرہیز کرے کہ ایسی عورت جہان جاتی ہی

حکایت زاہد و [illegible]

اُس گھر کی روشنی بڑھ جاتی ہو قطعہ صلاح ہر دو جہان ست صحبت زن نیک ✤ زہے
سعادت مردی کہ زن چنین دارد ✤ بلند نامی و راحت دلی تواند یافت ✤ کسیکہ طالع
فرخندہ ہمنشین دارد ✤ زاہد نے کہا کہ کن عورتون سے پرہیز کرے دوسرے زاہد نے
جواب دیا کہ اِس قسم کی عورتون سے پرہیز واجب ہو حنانہ و منانہ و انانہ حنانہ اُسے کہتے
ہین کہ جسکا پہلا خاوند مرگیا ہو یعنی بیوہ یا طلاقی ہو اور اُسکی صحبت کا غم رکھتی ہو اور
منانہ وہ ہو کہ تجھ سے مال مین زیادہ ہو کہ اپنے مال سے تجھپر منت رکھے اور انانہ اُسے کہتے
ہین کہ جب شوہر کو دیکھے آواز اپنی ضعیف کرے اور بیمار بنجائے دیدار سے ایسی
عورت کے ہر ساعت تاریکی موت کی نظر آتی ہو بیت زن بد در سراے مرد نکو ✤
ہمدرین عالم ست دوزخ او ✤ دوسری بار پوچھا کہ زن کس سن کی اختیار کرنا چاہیے کہا
کہ زن جوان و نورسیدہ چاہیے کہ ہر پیرایہ مین روے راحت کھاتی رہے اور زن عجوزہ طراوت
رخسار لیجاتی ہو اور مباشرت اُسکی ضعف اور سُستی لاتی ہو نظم آن زنے راکہ پشت شد چو کمان
نفسش راست ہمچو تیر شود ✤ صحبت دختری کہ جان بخشد ✤ زہر قاتل بود چو پیر شود ✤
اور عورت دس سال سے بیس سال تک موضع امن و امان اور محل امیدواری ہو اور بیس سے
تیس سال تک آرام دل اور لذت جان طالبان ہوتی ہو اور تیس سے چالیس سال تک
صاحب اولاد کہی جاتی ہو اور چالیس سے پچاس سال تک رزق و سالوس کی پابند
رہتی ہو اور جبکہ پچاس سال سے گذری مار سیاہ اور آفت مال و جاہ اور گلشن خزان رسیدہ
اور گرگ باران دیدہ اور چشمہ انباشتہ اور زمین ناکاشتہ اور اژدہاے بے گنج اور معدن
محنت و رنج اور کالی بلا ہو جاتی ہو کما قال الشیخ ابو علی سینا النساء اذا بلغن الی عشرة
فهن لعبة للاعبين واذا بلغن الى خمسة عشر فهن حور عين واذا بلغن الى عشرين فهن في اعلى
عليين واذا بلغن الى ثلثين فهن امهات البنات والبنين واذا بلغن الى اربعين
فهن لحم وشحم سمجين واذا بلغن الى الخمسين فاقتلهن بالسكين واذا بلغن الى

شتین فلعنۃ اللہ والملائکۃ والناس علیہم اجمعین بیت لمولفہ عورت جہان ہوئی
متجاوز پچاس سے ٭ لازم گریز مرد کو ہی اُسکے پاس سے ٭ زاہد نے کہا اس بیان
سے حال سن و سال کا معلوم ہوا اگر حسن وجمال اور پارسائی اور خوشخوئی مین کیا کیا
چاہیے اُسنے جواب دیا کہ اصل خوبی عورتون کی پارسائی اور خوشخوئی ہو اگر حسن بھی ساتھ
اُسکے جمع ہو جائے تو نور علی نور کہا چاہیے بلکہ یہ بیت اُسکے حسب حال ہو لمولفہ بیت
گل جو خوشرنگ ہو خوشبو بھی ہو بے خار بھی ہو ٭ زن جو خوشرو ہو تو خوشخو بھی ہو غمخوار بھی ہو ٭
اور اگر نیک صورت بدسیرت ہو تو بلاے جان اور عذاب جاودان ہو اور زن نیک خصلت
اگرچہ بدطلعت ہو یار مہربان اور رونق خانمان ہو اس باب مین دو تین بیتین کہ نتائج
افکار سعدی علیہ الرحمۃ کی ہین یاد رکھنا چاہیین اور خلاصہ مزاج عورت کا یہ ہو نظم
زن خوب و فرمانبر و پارسا ٭ کند مرد درویش را پادشا ٭ ہمہ روز گر غمخوری غم مدار
چو شب غمگسارت بود در کنار ٭ اگر پارسا باشد و خوش سخن ٭ نظر در نکوئی و زشتی مکن
بزندان قاضی گرفتار بہ ٭ جو در خانہ بینی برابر و گرہ ٭ تہی پاے رفتن بہ از کفش
تنگ ٭ بلاے سفر بہ کہ در خانہ جنگ ٭ در خرمی بر سراے بہ بند ٭ کہ بانگ زن
از وے بر آید بلند ٭ زنا محرمان چشم زن کور باد ٭ چو بیرون شد از خانہ در گور
باد ٭ القصہ زاہد کو بعد تفحص فراوان اور تجسس بیپایان و مدد بخت بلند اور
اعانت طالع ارجمند سے عورت عالی خاندان ہاتھ آئی کہ اُسکا عکس رخسار مطلع صبح
کو روشنی بخش تھا اور زلف تابدار اُسکی شب یلدا پر طعنہ ماری تھی اور دیدۂ آسمان اُسکے
عکس رخسار کو بغیر ذریعۂ عینک آفتاب مشاہدہ نہ کرتا تھا اور نظر بند خیال اُسکے تمثال
ہمایون کو سواے عالم خواب کے دیکھ نہ سکتا تھا باوجود اس خوبی صورت کے حسن سیرت
مین بھی گوے سبقت خوبان جہان سے لیگئی تھی زاہد وظیفہ طاعت مین شکر اُس نعمت کا
کیا کرتا تھا اور وقت معاشرت اور مباشرت کے دعاے فرزند مانگتا تھا اور جو کوئی

که عاقل ہی وہ تزویج سے فقط شہوت مراد نہین رکھتا ہی بلکہ مقصود اصلی اُسکا طلب فرزند
صالح ہوتا ہی کہ حکم خیر جاری رکھتا ہی **بیت** غرض ز محنت زن در جفا کشیدن مرد ؎
ہمین تفرج فرزند نازنین باشد ؎ جبکہ عرصہ گذرا اور کوئی فرزند نہ ہوا زاہد مایوس ہوا
اور روے تضرع بخاک نیاز پر رکھ کے حضور دل سے دعا مانگنا شروع کیا چونکہ زاہد محو
رضاے خدا تھا بحکم امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء کے تیر دعا ہدف اجابت
پر بیٹھا اور دروازہ ناامیدی کا کلید رحمت سے کھلا یعنے زن زاہد حاملہ ہوئی زاہد اس
مژدے سے شادی کرتا تھا اور تمام روز مذکور فرزند سے دل خرسند کیا کرتا تھا ایک روز عورت
سے کہنے لگا کہ ای یار غمگسار خدا کرے کہ جلد گوہر شاہوار تیرے صدف بطن سے ساحل ظہور پر
جلوہ گر ہو تو نام اُسکا بہت نیک رکھون اور تربیت اور پرورش اُسکی بدرجۂ اتم کرون اور
تا احکام شریعت اور طریقۂ آداب اور سبیل طریقت و حقیقت بمرتبہ کمال اُسے حاصل نہو ہی
سے ہاتھ نہ اُٹھاؤن اُمید خدا سے ہی کہ تھوڑے دنون مین بزرگ عالیمقام اور شیخ صاحب
کرامت و الہام ہو جاے اور اُسکے بعد ایک کریمہ جمیلہ سے اُسکا عقد نکاح باندھون اور
اُس سے اولاد نیک اور صالح حاصل ہو تا میری نسل اُسکی برکت سے قیامت تک باقی رہے
ابیات نماند نام در دوران کسی را ؎ کہ فرزندے نباشد یادگارش ؎ از آن نام صدف در گوش
ماندست ؎ کہ می بینند در شاہوارش ؎ عورت نے کہا کہ ای رفیق شفیق اور ای شیخ صاحب طریق
یہ باتین لائق سبحہ گردانی اور مناسب سجادہ نشینی کے نہین ہین اول تو وجود فرزند ہنوز خیالی ہی
شاید کہ یہ بیماری رجا کی ہو بیماری رجا کی اُسے کہتے ہین کہ ایام عورت کے مانند حاملہ کے بند ہون
اور آثار حمل کے سب پائے جائین اور اپنے وقت پر شیر بھی نظر آئے اور جنین کے مانند کوئی چیز حرکت
بھی کرے اور روز بروز پیٹ بھی بڑھتا جائے بعد انقضاے ایام حمل یعنے نو مہینے کے بعد گھٹنا آہستہ ؎
کا شروع ہو اور خود بخود عورت لاغر اور زرد ہونے لگے اگر ایسی صورت ہو تو وجود فرزند
ایک طرف جان بچنا بہت دشوار ہی اور اگر بالفرض حمل ہوا اور پیدا بھی ہو ممکن ہی کہ لڑکا

نہو لڑکی ہو اور اگر فرزند بھی ہوا اور نہ جیا تو یہ خیالات سب بے سود ہین حاصل کلام یہ کہ پایان کار معلوم نہین ہی اور تو خیال نادانون کی طرح مرکب تمنا کو میدان آرزو مین دوڑاتا ہی انتہا اس میدان کی اور نشیب و فراز اس دشت کا مطلق نہین جانتا ہی **نظم** بآرزو و ہوس رہ نمیتوان زدنن ✤ بلاف عربدہ گاہی نمیتوان پرداخت ✤ ہزار کس بتمنای خام سوختہ شد ✤ کہ روزگار یکی را بکام دل نہ نواخت ✤ ای زاہد مزاج تیرا اُس پارسا کے مانند ہی کہ شہد اور روغن کو اپنے مُنھ اور سر پر گرایا تھا زاہد نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایک مرد پارسا ایک تاجر کے ہمسایہ مین رہتا تھا اور تاجر شہد اور روغن کی تجارت کیا کرتا تھا اور اُسکے منافع سے بخوبی اوقات بسر کرتا تھا اور خدمتگزاری فقرا کی بھی اُسی منافع سے کیا کرتا تھا اور حاصل توانگری بھی یہی ہی کہ دل درویش کا ہاتھ مین لائے مال فانی سے ذخیرہ باقی فراہم کرے **بیت** توانگرا دل درویش را بدست آور ✤ کہ مخزن زر و گنج و گہر نخواہد ماند ✤ اور وہ تاجر اِس خیر کو غنیمت سمجھ کے جو کچھ بیع و شریٰ سے نفع حاصل کرتا تھا علی قدر حال منجملہ اُس مال کے زاہد کو بھی کچھ دیتا تھا اور زاہد کچھ اُسمین سے خرچ کرتا تھا اور باقی شہد اور روغن جمع کرتا تھوڑے عرصے مین وہ گھڑا کہ چھینکے پر لٹکا تھا بھر گیا ایکدن زاہد اُس گھڑے کو دیکھتا تھا کہ کس قدر روغن اُس ظرف مین جمع ہوا ہی آخر تخمیناً دس من تصور کیا اور کہا کہ دس درہم کو بیچونگا اور اُس دس درہم کی پانچ بکریان مول لونگا اور چھٹے مہینے وہ دو بچے دینگی سال مین بیس بچے ہونگے اور دو سال مین ایک رمہ معقول فراہم ہوگا اور مین متاع کثیر کا مالک ہو جاؤنگا اُن مین سے تھوڑی بکریان بیچ کر اسباب معقول فراہم کرونگا اور ایک عورت خاندان عالی سے نکاح مین لاؤنگا اور نو مہینے کے بعد اُس سے فرزند پیدا ہوگا اور علم و ادب تھوڑی ہی عمر مین سیکھ لے گا جبکہ اُسکا ضعف طفولیت قوت شباب سے متبدل ہوگا اور وہ سرو ناز نین چمن خوبی مین خرام ناز جوانانہ کریگا غالب ہی کہ موافق رویہ اہل زمانہ کے میرا فرمانبردار نہ ہو بلکہ سرکشی کرے

اس تقدیر مین اُسکی تادیب لازم پڑیگی تو یہی عصا کہ جو ہاتھ مین ہی اس سے اُسے مارونگا اس تصور مین ایسا مستغرق تھا کہ پسر گردن کش کو موجود تصور کرکے وہی عصا جو ہاتھ مین تھا اُس گھڑے پر مارا کہ چور ہو گیا اور شہد اور روغن تمام سر دروے زاہد پر بہ گیا اور سب بدن اور لباس زاہد کا آلودہ ہو گیا اور سارے خیال ایک دم مین دل سے جاتے رہے یہ مثل اس لیے بیان کی مین نے کہ تا جانے تو کہ بے یقین صادق خیالات واہی سے دل خوش کرنا کام بیخبردون کا ہی بلکہ ایسے امور مین فکر کرنا منع ہی اور تو کہ اور مگر اور عسی اور لعل پر فریفتہ ہونا نہ چاہیے اور اگر کوئی واہی اگر و مگر کو اپنا جفت کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو چاہیے کہ کاشکے نام رکھے بیت اگر را با مگر تزویج کردند + ازیشان بچہ شد کاشکے نام + مرد عاقل کو چاہیے کہ اپنے کام کی بنیاد خیال پر نہ رکھے اور اندیشۂ خام کو کہ وسوسہ شیطان سے ہی دل مین راہ نہ دے قطعہ سالہا اندیشۂ پختم درین دور سپہر + کار ما آخر چنین یا آنچنان خواہد شدن + یا برین منوال گنج سیم و زر خواہیم یافت + یا وران اقلیم حکم ما روان خواہد شدن + عاقبت معلوم شد کاینہا خیالی بیش نیست + ہرچہ خواہد حاکم مطلق ہمان خواہد شدن + زاہد نے یہ نصیحت گوش دل سے سُنی اور ترک خیالات واہی کر کے پھر فضولی کے گرد نہ پھرا جبکہ مدت حمل کی بسر ہوئی پسر نیک صورت مقبول طلعت وجود مین آیا کہ آثار کرامات اُسکے ناصیۂ احوال سے ساطع و لامع تھے یعنے صبح اُمید زاہد کی مطلع تمنا سے نمایان ہوئی اور سجدۂ شکر پروردگار عالم بجا لایا اور خوشی سے پیراہن مین نہ سماتا تھا اور یہ اشعار موئلف کے پڑھتا تھا نظم برج سے نکلا ہی باہر آفتاب + درج سے نکلا ہی یا دُر خوش آب + یا کہ نکلا غنچۂ گل شاخ سے + یا کہ نکلا یوسف اپنے کاخ سے + زاہد اُس کی پرورش اور تربیت مین رات دن مصروف تھا شفقت پدری سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتا تھا ایک دن عورت حمام کو چلی اور بیٹے

کو زاہد کے سپرد کرکے احتیاط مین مبالغہ کر گئی اور زاہد خود ہی اس باب مین اہتمام تمام رکھتا تھا تھوڑا عرصہ عورت کے جانے کو ہوا تھا کہ اس دیار کے بادشاہ کا معتمد زاہد کے پاس نہایت مستعجل آیا کہ توقف اُس مین نہ کر سکتا تھا زاہد بضرورت گھر سے باہر آیا مگر زاہد نے ایک راسو یعنی نیولا پالا تھا اور اسپر اُسے سدھایا تھا کہ جب گھر سے باہر جاتا تھا تو گھر اُسے سونپ جاتا تھا وہ نگہبانی مار و موش وغیرہ کی کیا کرتا تھا زاہد اُسوقت لڑکے کو بھی اُسی راسو کو سونپ کے باہر آیا ادھر زاہد نے قدم گھر سے باہر رکھا اُدھر ایک اژدہا نکل کے گھوارے کی طرف متوجہ ہوا راسو نے دیکھا کہ مار خونخوار نے ارادہ لڑکے کا کیا ہی جست کی اور اژدہے کا گلا پکڑ کے چبا ڈالا کہ کام اُسکا تمام ہوگیا اور لڑکا محفوظ رہا اُسی دم زاہد پھر کے گھر مین آیا اور راسو کو خون مین آلودہ دیکھکر خیال کیا کہ اسنے لڑکے کو ہلاک کیا ہی اور راسو اس اُمید پر کہ مجھسے کار نمایان ہوا ہی زاہد کی طرف خوش خوش دُم ہلاتا ہوا دوڑا زاہد کا حال اپنی بے شعوری سے تباہ اور عالم آنکھون مین سیاہ تھا ایک بیٹا مدت العمر مین پیدا ہوا تھا اُسے بھی راسو نے ہلاک کیا اس غیظ مین بے تحقیق اور تنقیح اسطرح سے عصا راسو کی پشت پر مارا کہ سب ہڈیان ریزہ ریزہ ہوگئین پھر جو نزدیک گھوارے کے آکے دیکھا تو لڑکا آرام تمام سوتا ہی اور ایک مار سیاہ کہ حلقوم اُسکا پارہ پارہ خونفشان ہی پڑا ہی مجبر دمعاینہ اس حال کے دود حسرت زاہد کے دل سے اُٹھا اور سنگ حسرت سینے پر مارنا شروع کیا اور فریاد و نالہ کرتا تھا اور کہتا تھا افسوس اس حادثہ کی آتش دلسوز کسی طرح تسکین نہ پائیگی اور اس عمل جانگداز کی خجالت اور ندامت سے سیری نہو سکے گی یہ کیا نامناسب اور کار نالایق مجھسے سرزد ہوا کاش یہ فرزند عدم سے وجود مین نہ آتا دیا مجھے اُس سے اُلفت نہ ہوتی تو یہ خون ناحق میرے ہاتھ سے نہ ہوتا اب جو مین نے اپنے ہمخانہ کو بلا قصور ہلاک کیا اور پاسبان مجلس آرائے

عیب التعجیل بجز پشیمانی و ندامت بار نیارد
خسران و تاسف
ندامت و حسرت بار آرد

اور نگہبان اپنے محل کو بے سبب و قصور تلف کیا خالق کو کیا جواب دونگا اور خلایق سے
کیا عذر پیش کرونگا ہاے افسوس اُسکا طوق ملامت میری گردن سے کسی طرح نہ اُترے گا
اور داغ بدنامی میرے صفحۂ احوال سے محو نہ ہو ویگا زاہد اس بیان دردناک سے زار زار
روتا تھا کہ اُدھر سے زن زاہد حمام سے آئی اور یہ حال راسو کا مشاہدہ کرکے زبان ملامت
زاہد پر کھولی کہ مین تجھے ایسا بیمہر و بیوفا نہ جانتی تھی شاید کہ شکر اس نعمت کا کہ خدا
نے تجھے فرزند دیا اور مار کے گزند سے بچا لیا یہی تھا کہ راسو کو احسان کے عوض ہلاک
کیا زاہد نے کہا کہ ای یار دلنواز یہ باتین نہ کر ع کہ از سوال طولیم ور جواب خجل ہٰذ مین
بھی جانتا ہون کہ اداے شکر الٰہی مین قصور ہوا مجھسے اور منہج شکیبائی سے کہ راہ سالکان
حقیقت ہی انحراف کیا مین نے اب بسبب بیصبری و ناشکری کے نہ جریدۂ صابرون
مین ذکر کیا جاؤنگا اور نہ شاکرون کے دفتر مین نام میرا لکھا جائیگا اور یہ اب ملامت
کرنا تیرا اس حال مین نیش بر نیش مارنا اور جراحت پر نمک چھڑکنا ہی **بیت**
ملامت بر دل صد پارۂ عاشق بدان ماند٭ کہ باشد زخم شمشیر و بدو زندش بسوزن ہم
عورت نے کہا کہ سچ کہا تو نے کہ اب ملامت سے کچھ فائدہ نہین ہی یہ کام کہ تجھسے صادر
ہوا ہی نتیجہ شتابکاری کا ہی حاصل اسکا سبکی اور پشیمانی ہی اور تعجیل کرنے والا اکثر
حصول مراد سے محروم رہتا ہی **بیت** شتاب و بدی کار آہرمن ست٭ پشیمانی جان و
رنج تن ست٭ اور تو تنہا کچھ اس دام فساد مین نہین پڑا ہی بلکہ اس سے پہلے بہت
ایسے واقعات حادث ہوے ہین سُنا ہی مین نے کہ ایک بادشاہ نے اپنا باز بے قصور
مار ڈالا اور برسون شعلہ ندامت سے افروختہ اور آتش حسرت سے سینہ سوختہ رہا
زاہد نے پوچھا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین ایک
بادشاہ شکار دوست تھا ایک اُسکا باز تھا کہ پرواز مین سیمرغ کو قلۂ قاف سے
پکڑ لاتا تھا اور اُس کے خوف چنگال سے نسر طائر آشیانۂ سپہر مین چھپا رہتا تھا

اور بادشاہ اُسے بہت عزیز اور ہمیشہ اپنے ہاتھ پر رکھتا تھا اتفاقاً ایکدن بادشاہ
اُسے ہاتھ مین لے کے شکار کو چلا ایک آہو سواری کے آگے سے اُٹھا بادشاہ نے
اسپ بادپا آہو کے پیچھے ڈالا کئی فرسخ تنہا نکل گیا لیکن آہو کو نپایا اور حشم و خدم بادشاہ
کا سب پیچھے رہ گیا اس حال مین تشنگی بادشاہ پر غالب ہوئی تلاش آب مین ہر طرف
گھوڑا دوڑایا آخر نیچے ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ کے اوپر سے پانی قطرہ قطرہ
ٹپکتا ہی بادشاہ نے جام نکال کے وہ قطرات اُسمین لینے شروع کیے جبکہ جام بھر گیا
بادشاہ نے چاہا پیے باز نے پر مارا کہ سب پانی گر گیا دوسری بار اُسی طرح پھر جام بھرا
باز نے وہی حرکت پھر کی بادشاہ نے تشنگی کے اضطراب مین باز کو زمین پر دے ٹپکا
کہ ہلاک ہو گیا اس حال کے مقارن رکابدار بادشاہ کا پہونچا باز کو مردہ اور شاہ کو
افسردہ دیکھا فی الحال مشکیزہ فتراک سے کھولا اور جام دھو کے چاہا کہ بادشاہ کو
پانی دے بادشاہ نے کہا کہ یہ آب زلال کہ پہاڑ سے ٹپکتا ہی اور اسپر میرا میل خاطر
زیادہ ہی وجہ یہ ہی کہ سرد بہت ہوگا اور صبر اتنا نہین رکھتا ہون کہ قطرہ قطرہ آب
جمع ہو تو مین پیون اب تو جلد بالاے کوہ جا کے اُسکے منبع سے جام بھر لا رکابدار
کوہ پر کہ جہان چشمۂ آب تھا پہونچا دیکھا کہ ایک اژدہا لب پر چشمے کے مواہوا
پڑا ہی اور حرارت آفتاب سے لعاب زہر آمیز اُس کا اُس پانی مین ملکے قطرہ
قطرہ ٹپکتا ہی دہشت نے رکابدار پر غلبہ کیا سراسیمہ ہو کے کوہ سے نیچے اُترا
اور یہ حال بادشاہ سے عرض کیا اور مشکیزہ سے جام بھر کے بادشاہ کو دیا
بادشاہ نے جام لب پر رکھکر رونا شروع کیا رکابدار نے عرض کیا کہ بادشاہ
کی عمر دراز ہو سبب رونے کا کیا ہی بادشاہ نے وہ سب قصہ بیان کیا کہ
اس باز کے ہلاک ہو جانے سے سخت متاسف ہون کہ بے تفحص ایسے جانور
عزیز اور خیر خواہ کو ہلاک کیا مین نے رکابدار نے عرض کیا کہ واقعی اس باز نے

بلائے عظیم بادشاہ کے سر سے دفع کی بلکہ احسان اُسکا سب اہل سلطنت پر ثابت ہی
اور اگر شہریار نے اُسکے ہلاک کرنے مین تعجیل نہ کی ہوتی اور آتش غضب کو
آب حلم سے تسکین دی ہوتی اور باگ توسن نفس کی قوت بردباری سے ردکی ہوتی
تو خاطر اقدس غبار رنج و ملال سے کیون آلودہ ہوتی بادشاہ نے کہا کہ مین اس حرکت
نامناسب سے بھی پشیمان ہون لیکن اب پشیمانی کچھ فائدہ نہین کرتی اور زخم اس
ملامت کا کسی مرہم سے التیام نہ پائیگا جب تک کہ زندہ ہون یہ داغ حسرت میرے
سینے سے نہ مٹیگا اور چہرہ خجالت کا ناخن ملامت سے مدۃ الحیوٰۃ خراشیدہ رہیگا
مصرعہ چون کنم خود کردہ ام خود کردہ را تدبیر نیست ؛ اور یہ مثل اِس لئے بیان کی ہی
تا معلوم ہو کہ ایسی صورتین بہت ہوتی ہین کہ اکثر اشخاص شامت تعجیل سے ورطۂ ندامت
مین پڑے ہین **بیت** ہر کہ بہ تعجیل بر آورد دست ؛ سنگ جفا پایۂ قدرش شکست ؛
زاہد نے کہا کہ ای مونس وقت حال بیقراری مین اس حکایت سے تسلی دی تونے اور اس
پیرانہ سالی مین مرہم پند میرے زخم دل پر رکھا تونے مگر معلوم ہوا کہ اس گناہ اور خیانت
مین بہت سے شریک رکھتا ہون جیسا کہ حکایات اُن لوگون کی جریدۂ ایام پر لکھی گئی
ہین قضیۂ نامرضیہ میرا بھی لکھا جائیگا اور یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کام مین تعجیل کریگا
فائدہ وقار سے بے بہرہ رہیگا یہ ہی داستان اُن لوگون کی کہ بے تامل عزم کسی کام کا کر بیٹھتے ہین
اور بغیر دریافت کسی بات پر عمل کرتے ہین خردمند وہ ہی کہ تجربے کو ہر کام کا پیشوا کرے
اور آئینہ خرد کو نصیحت عقلا سے صیقل کرتا رہے اور ہر وقت مین جانب ثانی کو نگاہ
رکھے اور طریق تعجیل سے انحراف کرتا رہے تا افزونی دولت اور ترقی اقبال ہر دم ہوتی
جائے **قطعہ** زمام دل بکف صبر دہ گرت باید ؛ کہ گوے عیش بچوگان جہد بر بائی ؛ متاز
توسن غفلت بہ عرصۂ تعجیل ؛ کہ آخرا فگندت بزمین رسوائی ؛ شتاب در خطرے
افگند کہ گر صد سال ؛ تو دست و پاے زنے زان خطر بر دن نائی ؛

مکن شتاب و از آئین حلم روے متاب ٭ کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی ٭

باب ساتوان ہی اختلاط اور تدبیر کرنے مین بلاے دشمنون سے اور سبب کسی حیلے کے اُس بلا سے نجات پانے مین

راے دابشلیم نے کہا سُنی مین نے داستان اُن لوگون کی کہ بے فکر و تامل دریاے حیرت و ندامت مین پڑے اور بے صبر و تحمل دام پشیمانی مین گرفتار ہوے اب اُمید وار ہون کہ ساتوین وصیت کا مضمون بہ تفصیل بیان فرما اور داستان اُن لوگون کی کہ دام مین دشمنون کے گرفتار ہوے اور دشمنان قوی دست مین چپ و راست گھر گئے اور سوا اسکے اور خلاف بھی بہت سے واقع ہوے اور وہ غلبہ کرکے سب طرف سے غالب آئے اور جو شخص سمجھے کہ مین ورطۂ ہلاکت مین پڑا اُس وقت یہ تدبیر کرے کہ اُن دشمنون سے بعض کو تملق اور مدارا سے دوست بنائے اور اُنکی شرکت کی برکت سے اُن بلاؤن سے بچ جاے اب اسکا بیان فرما کہ اُسکو کس طرح سے عمل مین لائے اور جس دشمن کی مدد سے کہ مخلصی پائے اور اُس سے جو عہد و پیمان کیا ہو اُسے کس طرح وفا کرے برہمن نے جواب دیا کہ ہر جگہ دوستی اور دشمنی کے واسطے دوام اور ثبات نہین ہی کیونکہ اگر دشمنی اور دوستی عارضی ہی تو جلد زائل ہو جائیگی اور یہ صورت حکم ابر بہاری کا رکھتی ہی کہ کبھی کبھی برستا ہی اور جلد موقوف ہو جاتا ہی اور اُسکے واسطے دوام اور ثبات نہین ہی اور مہر و کینہ اہل زمانہ کا سب بے اعتباری حسن و جمال خوبان اور تقرب بادشاہان اور خوش آوازی طفلان اور وفاے زنان اور تلطف دیوانگان اور سخاوت مستان اور عقیدہ حامیان اور فریب دشمنان بے خرد کے مانند ہی کہ اِن مین سے ایک بھی اعتماد کے لایق نہین ہی اکثر دوستی دیکھی ہی کہ کمال اتحاد و یگانگی کو پہونچی ہی اور بنیاد خصوص اور خصوصیت

کی اوج سپہر کو پہونچی ہی اور اُسکے بعد تھوڑے سبب سے وہ علین عداوت ہوگئی
اور بعض دشمنی دیرینہ اور نزاع موروثی اندک لطف مین موقوف ہوکے صورت
دوستی کی پیدا ہوئی ہی اور اسی واسطے خردمند دشمنون سے بھی تلطف اور مدارا
فروگذاشت نہین کرتے ہین لازم ہی کہ طمع دوستی دفعۃً منقطع نہ کرڈالے اور نہ
کسی کی دوستی پر بغیر امتحان کامل اعتماد کلی کرکے غفلت کرے قطعہ دوستی آنچنان
نمیباید * کہ نہ گنجد دران میان موئے * دشمنی ہم بدان صفت خوش نیست * کز یاری
نباشدش بوے * ہردوجانب نگاہداشت ترا * ہرکراہست معتدل خوئے * جب کہ معلوم
ہوا کہ دوستی اہل زمانہ کی بے اعتبار ہوتی ہی تو چاہیے کہ دانا عاقبت اندیش التماس
مصلحت آمیز دشمن کو بھی کہ متضمن دفع مضرت اور جلب منفعت ہو فروگذاشت نہ
کرے اور جسمین کہ کام سرانجام پائے اور مصلحت وقت اقتضا کرے عمل مین لائے کہ
دوربینی اور اصلاح اندیشی کلید قفل دولت ہی اور اسکے بعد اگر امداد سے دشمن کی
اپنا مطلب برآئے تو اُس سے جو عہد کیا ہو اُسے اِس طرح پر وفا کرے کہ نقض عہد بھی
نہ ہوئے اور ایسا تقدم بالحفظ کرے کہ اُسکی مضرت سے بھی محفوظ رہے اور نظیر اُس صورت کا
کہ جسکا بیان ہو چکا حکایت موش اور گربہ کی ہی راے نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا
حکایت کہا کہتے ہین کہ صحرا مین ایک درخت کے نیچے ایک چوہے کا سوراخ تھا اور
وہ ایسا تیز اور دوراندیش تھا کہ ایک تامل مین ہزار عقدے لاینحل حل کرتا تھا اور
ایک لحظہ مین سو حیلے ایک خیال سے پیدا کرتا تھا بیت فسونگر بود موش
چارہ اندیش * کہ دیدے حیلہ صدسالہ در پیش * اُس درخت کے نزدیک ایک بلی کا
مسکن تھا اور اس نواح مین صیاد بھی اکثر شکار کرتے تھے ایک دن صیاد نے دام لگایا
اور تھوڑا گوشت اُس دام مین باندھ دیا گربہ حریص دام فریب سے غافل گوشت
کے شوق مین بلاتامل دام مین چلی آئی ہنوز دانت گوشت تک نہ پہونچا تھا

کہ بستہ دام بلا ہوئی ؎ نظم حرص ست کہ جملہ را بدام انداز و ٭ واندر طلب مال حرام انداز و ٭ حرص ست کہ جملہ خلق را از آسایش ٭ بازآرد و در رنج بدام انداز و ٭ القصہ چوہا بھی طلب مین دانے کے سوراخ سے باہر آکے اور چند قدم چل کے احتیاط سے ہر طرف آنکھ ڈالتا تھا اور یمین و یسار اور تحت و فوق دیکھتا تھا کہ ناگاہ نگاہ اُسکی بلی پر پڑی بس دیکھتے ہی بلی کے آنکھ تاریک ہوگئی لیکن جب خوب نگاہ کی تو بلی کو بستہ دام دیکھا صیاد کو دعا دی اور قید پر بلی کے شکر خدا بجا لایا دوسری جانب جو نگاہ کی تو راسو یعنی نیولے کو دیکھا کہ کمینگاہ مین قریب سوراخ کے آبیٹھا ہی ارادہ کیا بالاے درخت پناہ لون دیکھا تو درخت پر ایک کوا ہی کہ وہ اُسکی فکر مین بیٹھا ہی وحشت اور دہشت نے چوہے پر غلبہ کیا پھر اُسنے اندیشہ کیا کہ اگر آگے جاؤن تو بلی پکڑ لی ہو اور اگر چپ و راست جاؤن تو نیولے سے نہ بچون گا اور اگر درخت پر جاؤن تو کوا پنجے مین لیتا ہی اب ان بلاؤن مین کیا کرون اور اس آفت کو کس حیلے سے دفع کرون اور یہ حال اپنا کس سے کہون اور دوا اس درد بے درمان کی سوا حکیم حقیقی کے کس سے مانگون بیت ندارم ہمدمے کز وے صلاح کار خود پرسم ٭ نہ غمخوارے کز وحال دل افگار خود پرسم ٭ اب دروازہ بلا کا کھلا ہی اور منزل عافیت کی دور ہی اور بہت سی آفتون نے منھ کھولا ہی اور راہ گریز کی مسدود ہی پر دل مین کہا کہ با این ہمہ دل کو قائم رکھا چاہیئے اور ہمت نہ ہارئے کبھی ساقی روزگار شربت مراد پلاتا ہی اور کبھی زہر ہلاہل شربت راحت مین ملاتا ہی بہر کیف خظر بخدا کرکے پاے ثبات کو لغزش نہ دیا چاہیئے اگر فیض روح القدس مدد فرمائے گا تو یہ سب آسان ہوجائیگا اور مرد ثابت قدم وہ ہی کہ اگر خلعت دولت اُسکے دوش پر ڈالین تو از جا رفتہ ہوکے خندۂ و نازان نمانہ کرے اور اگر جرعۂ محنت پلائین تو دیدۂ اندوہ سے اشکباری نہ کرے بموجب اس بیت کے بیت ز رنج و راحت

گیتی مرنجان دل شو خرم * که آئین جہان گاہے چنین گاہے چنان باشد * اب اس بلاء الم مین کوئی پناہ بعد فضل الٰہی کے سایۂ عقل سے بہتر نہین ہی اور کوئی دستگیر مشفق اُستاد خرد سے زیادہ نہین مناسب رائے صائب کے یہ ہی کہ دہشت کو اپنے دل مین راہ نہ دون اور حسرت کو نزدیک دماغ کے نہ چھوڑون کہ خردمندون نے کہا ہی کہ باطن عقلا کا دریا کے مانند ہوتا ہی کہ اندازہ اُسکے ژرف کا حصر مین نہین آتا ہی اور بے غواص فکر عالی اور ذہن رسا اُسکی تھاہ کو کوئی نہین پاتا ہی اور جو کچھ کہ اُسمین گرتا ہی پھر پایا نہین جاتا ہی اور کتنے ہی کوئی دست و پا مارے پانی اُسکا مکدر نہین ہوتا ہی اب وقت تدبیر کا ہی ہراس اور دہشت کرنے مین ہلاکت کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا **نظم**

مرد ثابت قدم آنست که از جا نرود — گرچه سرگشته شود گرد زمین ہمچو فلک
مثل سیمرغ که طوفان نبرد از جایش — نه چو گنجشک که اُفتد بدم از باد تفک

تفک بضم تاے فوقانی تفنگ یعنی بندوق ۱۲

جبکہ اس طرح دلکو سمجھا کے مضبوط کیا باخود کہا اب اس سے بہتر تدبیر نہین ہی کہ بلی سے صلح کرون کہ اسوقت عین بلا مین وہ میری مدد کی محتاج ہی اور مجھے بھی اسوقت اُسکی امداد مین ان آفتون سے مخلصی متصور ہی اور وہ بھی میری یاری سے نجات پائیگی اگر بلی عاقل ہی تو میری صدق گفتار پر اعتماد کریگی اور نفاق اور حیلے کا گمان نہ کرے گی تو برکت سے راستی اور موافقت کے ہم دونون کو ان بلاؤن سے نجات حاصل ہوگی اور دشمن طمع منقطع کرکے اپنی راہ لین گے آخر کار چوہا بلی کے نزدیک آیا اور پوچھا کہ حال کیا ہی بلی نے آواز حزین سے یہ بیت پڑھی * **بیت**

دردمندیم خبرے دہد از سوز درون — دہن خشک و لب تشنہ و چشم تر ما

اور کہا کہ ای برادر تن میرا بستہ بند مشقت اور دل سوختہ آتش رنج و محنت ہی چوہے نے کہا کہ ایک نکتہ رکھتا ہون دل مین مگر وقت تنگ اور مجال سخن کم ہی گربہ نے تملق سے کہا کہ جو خاطر مین گذرے وہ فرما اور توقف جائز نہ رکھ چوہے

نے کہا کہ مین نے کبھی جھوٹی بات نہین کہی ہی دروغگو کو فروغ بھی نہین ہوتا ہی سچ
یہ ہی کہ مین ہمیشہ تیرے غم مین شادی کرتا تھا اور تیری ناکامی کو اپنی شادکامی جانتا
تھا اور آرزو میری یہ تھی کہ تجھے مضرت پہونچے کیونکہ تیری قوم میری قوم کی دشمن ہی
لیکن مین آج اس بلا مین تیرا شریک ہون اور خلاصی تیری اور مخلصی اپنی آپس کی
دوستی مین دیکھتا ہون اور اسی مطلب کے واسطے سلسلۂ دوستی کو جنبش دیتا ہون
اور یہ میری دوستی مثل بغرض ہی مگر ایسی غرض کہ اُسمین دونون کا نفع ہی نہ ضرر اور اگر
تو عاقل ہی تو معلوم کیا ہوگا کہ مین نے یہ سچ کہا ہی اور اس بات مین کوئی صورت خیانت
کی اور بداندیشی کی نہین ہی اور اپنے صدق مدعا پر دو گواہ بھی رکھتا ہون ایک نیولا کہ میرے
پیچھے میری کمینگاہ مین بیٹھا ہی اور دوسرا زاغ کہ درخت پر میری ہلاکت کا مترصد ہی اب
جو تجھ سے نزدیک ہوا مین تو طمع اُن دونون کی مجھ سے منقطع ہو جائیگی اگر تو مجھے اپنی
امان مین لے کہ میرا اطمینان ہو تو میرا مطلب بر آتا ہی اور تیری بھی مراد حاصل ہوتی
ہی کہ یہ پھندے جال کے جو تیرے بند بند مین پڑے ہین اُنھین جلد کاٹ ڈالونگا
اور مین بھی راسو اور زاغ سے نجات پاؤنگا جب کہ بلی نے یہ باتین سُنین تو دریاے
اندیشہ مین مستغرق ہوئی چاہا کہ اس حکایت کے اطراف و جوانب کو قدم فکر سے
پیمایش کرے اور یہ اس عیار اندیشہ کو محک تامل پر آزمائے چوہے نے دیکھا کہ وقت
تنگ ہی اور بلی دریاے اندیشہ مین غواصی کرتی ہی کہا کہ ای بلی میری بات کان مین
رکھ اور تاخیر نہ کر کہ ایسے وقت مین عاقل توقف جائز نہین رکھتے ہین جبکہ مین
تیری بقا پر دل خوش کرتا ہون تو تو بھی میری حیات سے شاد ہو کہ چھٹکارا ہم
دونون کا ایک دوسرے کی امداد سے متعلق ہی اور میری اور تیری مثل کشتی
ملاح کے ہی کہ کشتی ملاح کی سعی سے کنارے پر پہونچتی ہی اور کشتیبان کشتی سے کام اپنا کرتا ہی اور
میرا حال بعد آزمایش کے معلوم ہوگا اور میری تعجیل کا سبب یہ ہی کہ فرصت وقت کی

بہت کم ہی اور اتنا تو نے بھی جانا ہوگا کہ کردار میرا گفتار پر ترجیح رکھتا ہی اور جو عہد دوستی
کہ مین کرتا ہون اُسمین وفا کرونگا اب جو منظور ہو سو جلد زبان پر لا بیت فرما اشارتے
کہ دو چشم امیدوار ٭ بر گوشہاے این خم ابرو نہادہ ایم ٭ بلی چوہے کی حکایت سُنکے اور
راستی کا یقین کرکے خُرسند ہوئی اور کہا کہ تیری بات سچ معلوم ہوتی ہی اور بہ فحواے کلام
تیرا بوے صدق دیتا ہی اب مین نے اس مصلحت کو قبول کیا اور حکم اللہ تعالی الکلام الصلح خیر
ہی گوش جان سے سُنا مین نے اب اسبات سے تجاوز نہ کرونگی اور امید غالب ہی کہ اس
باہم کی دوستی سے مخلصی ہم دونون کی ہو جائیگی اور شکر اس منت کا مادام الحیات
اپنے ذمے لازم کیا مین نے اور امید یہ ہی کہ تو بھی اپنے عہد پر قائم رہیگا اب بتا کہ کیا کیا چاہیے
چوہے نے کہا کہ مین تیرے پاس آتا ہون اور تو اکرام تمام سے میری تعظیم بجا لا تو دشمن قواعد
دوستی سے قیاس مین کے واقف ہو کے راہ اپنی لین اور مین بفراغ خاطر تیرے بند کاٹون بلی
نے اسبات کو قبول کیا اور چوہا نزدیک آیا اُسنے اہتمام سے رسم تعظیم ادا کی اور نہایت
ملائمت اور دلجوئی اور نوازش سے مہربانی فرمائی جب کہ راسو اور زاغ نے یہ حال مشاہدہ
کیا شکار موش سے مایوس ہو کے راہ اپنی اپنی کی جبکہ موش نے حمایت سے گربہ کی
ان بلاؤن سے نجات پائی اور سوچا کہ اگر گربہ اس دام سے رہائی پائے اور وفاے
عہد نہ کرے تو تو وہی آتش درکاسہ موجود ہی اس واسطے پھندے دام کے کاٹنے شروع
کیے لیکن موش اندیشۂ دور و دراز مین پڑا تھا کہ ان دونون بلاؤن سے اس طرح
نجات پائی بند کاٹنے مین آہستگی کرنے لگا گربہ فراست سے سمجھی کہ موش دور اندیشی
مین پڑا کہا کہ ای موش تو نے میری نزدیکی کے سبب سے دشمنون سے نجات پائی اور اب
حسن وفا مین کاہلی کرتا ہی اور مین تو پہلے ہی جانتی تھی کہ وفا وہ دوا ہی کہ طبلہ عطار
روزگار مین نہین پائی جاتی ہی اور حسن عہد وہ جوہر ہی کہ خزانہ زمانہ مین موجود نہین
ہی اور وفا وہ سیمرغ ہی کہ نام کے سوا اُسکا نشان نہین پایا جاتا ہی اور نیک عہد

وہ کیمیا ہی کہ اُسکی حقیقت بجز حکایات کسی نے پائی نہین بیت وفا مجوے ز کس
وز من این سخن بشنو ؛ بہرزہ طالب سیمرغ و کیمیاے مباش ؛ موش نے کہا کہ جاننا ہوں
اپنا چہرۂ حال داغ بیوفائی سے آلودہ کرون اور نام نیک کہ مدت مدید مین حاصل
کیا ہی جریدۂ بدعہدی پر ثبت کرون اور مین جانتا ہون کہ وفا کمند ارادت ہی اور
توشۂ راہ سعادت اور وہ کیمیا ہی کہ خاک تیرہ کو زر کرتی ہی اور وہ توتیا ہی کہ دیدۂ خرد
کو بینا بناتی ہی اور جسکے مشام جان نے بوے وفا نہین پائی ہی اُسکو ریاحین محاسن
صفات سے کچھ نصیب نہوا اور جسکے دیدۂ دل نے نور وفا نہین دیکھا ہی مشاہدہ انوار
مقام اخلاق سے بے بہرہ رہیگا مصرعہ ای خاک بران سر کہ درو مغز وفا نیست ؛
گربہ نے کہا اگر جانتا ہی تو کہ وفا مشاطۂ عروس کمال اور خال رخسارۂ حسن و جمال ہی پھر
تو اپنے رخسارہ کو اِس گلگونہ سے کیون آرایش نہین دیتا ہی اور وہ گلزار کہ جس مین
نہال وفا نہین ہی کوئی مرغ دل اُسکی شاخسار محبت پر ترانہ ساز نہین ہوتا ہی اور
جو رخسارہ کہ خال وفا سے خالی ہی کوئی صاحب نظر التفات اُسپر نہین کرتا ہی اور
اسی واسطے مؤلف نے کہا ہی نظم وہ چہرہ کیا اگر کوئی خال وفا نہین ؛ وہ باغ کیا کہ
جسمین نہالِ وفا نہین ؛ بہتر وفا سے شی نہین کوئی جہان مین ؛ وہ دل ہی سنگ جسکو
خیال وفا نہین ؛ اور جو کوئی کہ لباس وفا سے عاری ہوگا اور عہد باندھے گا
اُسے ادا نہ کرے گا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس زن دہقان کو پہونچا موش نے کہا
کہ یہ کیونکر تھا گربہ نے کہا حکایت لکھا ہی کہ فارس کے ایک قریہ مین ایک
دہقان تھا تجربہ کار اور صاحب فہم جام روزگار سے بہت تلخ و شیرین
چکھا تھا اور نشیب و فراز زمانہ سے دشواری اور آسانی دیکھی تھی بیت
جہان پیمودہ و بسیار دانے ؛ ظریفے زیرکی شیرین زبانی ؛؛ ور اُس دہقان
کی ایک عورت تھی کہ رخسار اُسکے شمع شبستان حسن پرستان اور

حکایت زن دہقان

مثل شیرین شکر ریزی مین نقل ہے پریشان محبت پیر دہقان باوجود اس ہنرمندی
کے فقر وفاقہ سے گذران کرتا تھا اور تخم توکل مزرع افوض امری الی اللہ مین بوتا
تھا اور دستور روزگار غدار کا اکثر یہی ہی کہ ارباب ہنر کو فوائد دنیوی سے محروم رکھتا
ہی اور بے ہنران نامستعد کو اوج کامگاری سے سرفرازی دیتا ہی قطعہ کجروان را
دہند خرمنہا ۔ برگ کاہے براستان ندہند ۔ نگسانرا دہند شکر وشہد ۔ ہمایان جز
استخوان ندہند ۔ باوجودیکہ دہقان ہنر زراعت کا بخوبی جانتا تھا چونکہ اسباب اسکا
نہ رکھتا تھا اس واسطے بیکاری اور تنگدستی مین گذران کرتا تھا ایکدن عورت نہایت
تنگدستی سے عاجز آکے طعنہ دینے لگی کہ گوشۂ کاشانہ مین بیٹھکے عمر عزیز کو کب تک اس ضیق مین
بسر کریگا حرکت کہ بموجب برکت ہی کیون نہین اختیار کرتا ہی اگرچہ اللہ تعالی نے رزق سب کا
معین کر رکھا ہی یعنی دیوانخانۂ کرم سے برات الرزق علی اللہ کی ہر کسی کے واسطے مقرر کردی
ہی لیکن طغرا الکاسب حبیب اللہ بھی اسکے گوشہ پر لکھا گیا ہی لازم ہی کہ کسب کو سبب
رزق کا سمجھے اور نزدیک میرے صلاح حال اسی مین ہی کہ طریق کسب کو کسی طرح اجرا کر کہ وہ سبب
رزق کا ہی دہقان نے کہا کہ ای یار عزیز جو تو نے کہا سچ ہی لیکن مین نے ایک مدت اس قریہ
مین سرداری کی ہی اور اکثر دہقان اس قریے کے میرے مزدور رہے ہین درنیولا کہ اسباب
زراعت کچھ باقی نرہا اب مزدوری کے سوا چارہ نہین ہی اور مزدوری اُن لوگون کی
دل گوارا نہین کرتا ہی اور اگر یہی بات منظور ہی تو اس موضع سے اور طرف چلنا بہتر ہی
کہ غیر وطن مین شماتت ہمسائے کی نہین ہی اور دوسرے ملک مین جو کچھ پیش آئیگا اُسے گوارا
کرونگا عورت بھی فقر وفاقہ سے تنگ آئی تھی جلا وطن پر راضی ہوئی اور اُس جگہ سے
نواح بغداد کی طرف مُنہ کیا ایکدن اثناء راہ مین کوفتہ ہوکے ایک درخت کے سائے
مین پناہ لی اور دفع ملال کے واسطے ہر طرح کی باتین کرتی تھی دہقان نے کہا کہ ای
یار گرامی محنت غربت کی ہمنے اختیار کی اور اس ولایت کا عزم کیا کہ وہان کوئی ہمین پہچانتا

نہین ہی اور لوگ اُس ولایت کے بہت جابر ہین مبادا کہ افسون و افسانے سے تیرا
ارادہ کرین اور تو بھی غرور جوانی اور امید کامگاری پر مائل اُنکی ہوکے مجھسے کنارہ
کرے اور اِس ویرانہ سالی مین آتش فراق سے مجھے جلائے عیاذاً باللہ اگر یہ صورت
پیش آئی پھر امکان میری زلیت کا نہین ہی بیت زمرگ ہیچ ندارم ولے ازان ترسم ؛
کہ من بمیرم و تو جان دیگران باشی ؛ عورت نے کہا کہ یہ کیا بات ہی کہ تیری زبان پر آئی
اور یہ کیا خطرہ ہی کہ تیری خاطر مین خطور کیا بیت کنیزی می کنم تا زندہ باشم ؛ بمیرم
ہم چنانست بندہ باشم ؛ اور اگر یہی خیال ہوتا تو مسافرت اختیار نہ کرتی اور وداع
جدائی وطن اپنے دل کو نہ دیتی جو عہد کہ روز اول تجھ سے کیا ہی اُمیدوار خدا سے ہون کہ
زندگی بھر اُسپر ثابت رہون اور اگر اسمین شک ہی تو از سر نو تجھ سے پھر عہد کرتی ہون
بیت از زیست بھر تجھ سے یہی مہر وفا ہی جدا ؛ خاک میری بھی نہو گی ترے قدمون سے
جدا ؛ دہقان اس بیت سے خوش ہوکے بخاطر جمع تمام سر اُسکے زانو پر رکھ کے سو رہا
مقارن اس حال کے ایک شخص پیدا ہوا مرکب تازی پر سوار اور لباس شاہانہ در بر
باہزار کر و فر عورت نے نگاہ کی ایک جوان کو دیکھا کہ از سرتا پا شعلۂ نور ہی گویا یہ شعر مؤلف کا
اُسکے حسب حال ہی بیت چھٹ گئی ہاتھ سے عنان شکیب ؛ جب سے اُس شہسوار کو دیکھا ؛
غرضکہ ان دونون کی آنکھین دو چار ہوتے ہی ایکدوسرے کا فریفتہ ہوا اور وہ جوان
اُس دیار کے بادشاہ کا بیٹا تھا کہ بارادۂ شکار سوار ہوا تھا اور ملازمون سے دور پڑ گیا
تھا جبکہ اُسکی آنکھ اُس آہوے صید افگن شہر آشوب پر پڑی اُسکا تیر نگاہ دلدوز
شاہزادے کے سینے پر ایسا بیٹھا کہ یا تو ارادہ شکار کا رکھتا تھا یا خود شکار ہو گیا کہا کہ
اے رشک پری واے قبلۂ بتان آذری تو کون ہی اور کیونکر یہان آئی ہی عورت نے آہ سرد
دل پُر درد سے کھینچی اور کہا اے دولت بیدار حال بخت خفتہ اور قصۂ دیدۂ بے خواب میرا
طولانی ہی بیت سرے دارم کہ سامان نیست اورا ؛ بدل دردے کہ درمان نیست اورا

ایجان عالم مونس روزگار میرا یہ پیر کہن سال ہی اور دل بیقرار میرا مسکن اندوہ وملال
اور بنیاد دانست کی یہ ہی کہ دیکھی تونے اور سرانجام کار یہ ہی کہ مشاہدہ کیا تونے ابتک سختی
مین بسر کی ہی اور زندگانی سے کچھ لذت نہین پائی ہی جوان نے کہا کہ ای مراد دل غمزدگان
وای انیس دل گم گشتگان حیف ہی کہ تجھ سا محبوب اسیر دام کرب وبلاے محنت وغربت ہو
اور یہ بات روا نہین ہی کہ تو اس حسن وجمال پر مصاحبت پیر فرتوت کی اختیار کرے اور
ایسے حسن وسیرت پر فقر وفاقہ سے گذران کرے جلد آکہ مین تجھے تخت عزت پر بٹھاؤن اور
ملکۂ عالم بناؤن جبکہ عورت نے خوشخبری شاہزادے کے وصال کی سُنی عہد تازہ جو دہقان
سے باندھا تھا بھول گئی اور پیمانہ عہد وپیمان کا سنگ بے وفائی سے توڑا جب کہ جوان نے
اُس عورت کو اپنا مائل دیکھا کہا کہ ای جان جہان جلد میرے پاس آکہ تجھے سوار کرکے لیچلون
اور جب تک کہ دہقان اُٹھے دور تک پہونچون عورت نے سر دہقان کا زانو سے اُتار کے
خاک پر رکھا اور جست کرکے جوان کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوئی کہ اِس عرصے مین آنکھ
دہقان کی کھلی دیکھا کہ ایک جوان کے پیچھے گھوڑے پر چڑھکے روانہ ہوئی کہا کہ ای بیوفا
یہ کیا بدعہدی ہی کہ تو عمل مین لائی عورت نے کہا کہ افسانہ بیہودہ نہ کہہ کہ خوبرویون سے
حسن عہد طلب کرنا سہیل کو ثریا کے ساتھ جمع کرنا ہی اور جفا پیشون سے اُمید وفا رکھنا
گویا کہ نہال گل آتش گلخن مین بونا ہی پیر دہقان نے کہا کہ حد انصاف سے پانون باہر
نہ رکھو اور خدا سے ڈر کہ مکافات پیمان شکنی کی اور شامت بدعہدی کی جلد ملتی ہی اور تو بہت
جلد پشیمان ہوگی عورت نے اُسکی بات پر کچھ التفات نہ کیا اور جوان سے کہا کہ اب جلدی کر
کہ صحراے فراق سے مخلصی پاکے سرمنزل وصال کو پہونچون بادشاہزادے نے مرکب تیز رفتار
ہامون نورد کو پاشنہ مارا کہ پلک مارنے مین دہقان کی نظر سے غائب ہوگیا بیچارہ باوجود
ذلت غربت اور اذیت مفارقت پیچھے اُنکے روانہ ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ عہد وپیمان
عورتون کا مطلق وفا نہین رکھتا ہی مین نے عبث اُسکی بات پر اعتماد کرکے ترک وطن

اختیار کیا اب نہ راہ جانے کی اور نہ روے بازگشت باقی رہا دیکھیے کہ انجام کار میرا کیا کیا
ہوتا ہی یہ کہتا تھا اور روتا تھا اور ہر دم خداے کریم کو بہ عظمت و جبروت یاد کرتا
تھا اب اُنکا حال سُنا چاہیے جبکہ وہ دونون چند فرسنگ راہ طی کر گئے ایک پانی کے
چشمہ پر پہونچے کہ گرد اُسکے درخت سایہ دار بیشمار تھے یہ عورت اُس سبب سے کہ عادت
سواری کی نہ رکھتی تھی تھک گئی اور جوان بھی کوفتہ تھا کہا کہ یہ مقام خوب ہی ایک ساعت
یہان آرام کرین اسکے بعد آگے روانہ ہون گھوڑے سے اُتر کے اُسی سایے مین بیٹھے کلام باہم
کرتے تھے اور جوان اُسکے حسن باصفا اور خال و زلف حیرت افزا پر نگاہ کرتا تھا اور متحیر
ہوتا تھا عورت نے کہا کہ دل چاہتا ہی کہ مین اِس چشمے مین نہالون کہ گرد راہ سے بدن
خارش کرتا ہی جوان نے اجازت دی وہ بے حیا چشم حیا کے باعث اُس جگہ سے اِتنی
دور گئی کہ جوان کی نگاہ سے غائب ہوگئی وہان پہونچکے چاہتی تھی کہ تدبیر غسل کرے کہ
ایک شیر شرزہ پیدا ہوا اور اُس عورت کو مُنہ مین لیکے جنگل کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ
آواز شیر کی سُنکے گھوڑے پر سوار ہوا نزدیک جا کے دیکھا کہ محبوبہ شیر کے مُنہ مین ہی جوان نے اُسکی
ہیبت سے سراسیمہ ہوکے اور مرکب کو تازیانہ کرکے راہ اپنی لی اُس عورت نے جو تخم بے وفائی
کہ مزرع عہد و پیمان مین بویا تھا آخر اُسے کاٹا دہقان کہ اُفتان و خیزان اُسکے پیچھے آتا تھا
اُس چشمے پر پہونچا دیکھا کہ اس بیوفا کو شیر نے کھا لیا ہی اور اُسکا پس خوردہ پڑا ہی سمجھا کہ
یہ وہی شومی بیوفائی کی ہی کہ اُسے پہونچی تھوڑی دیر تک بچشم عبرت دیکھتا رہا بعد
اُسکے روانہ ہوا یہ مثل اسواسطے بیان کی ہی کہ جو کوئی کہ سر رشتہ وفا کا ہاتھ سے چھوڑے گا
طوق لعنت بلاتقرر اُسکی گردن مین پڑیگا بیت بیوفائی ہر کجا رخت افگند ٭ عاقبت
آن جان را ویران کند ٭ موش نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ نفاق اور مکر کریمون
کے اخلاق اور بزرگون کی عادت سے بہت دور ہی اور منافع مودت کے اور
فوائد تیری محبت کے اِسی وقت مجکو پہونچے اور دشمنون کے ہاتھ سے تیری دوستی

کے سبب پناہ بھی ملی اُسکا عوض اب میرے اوپر واجب ہی ضرور بند تیرے کاٹونگا
مگر مجھے ایک اندیشہ ہے جب تک کہ اُسکا دغدغہ رفع نہوگا تب تک سب بند کاٹنے مین
تامل البتہ کرونگا گربہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ میری طرف سے خدشہ باقی ہی اور میرا
حال یہ ہی کہ جو عہد کہ تجھسے کیا ہی اُس مین فرق نہین کیا ہی اور نہ کرونگی مگر تجھے بھی
لازم ہی کہ وحشت قدیم کو دل سے دور کر کہ موافقت جدید نے مخالفت قدیم کو میرے
دل سے اُٹھالیا ہی اب تو بھی بچشم انصاف دیکھ کہ فائدہ میری دوستی کا تو حاصل
کرچکا بس لازم ہی کہ تو بھی ایفاے وعدہ کر اور اپنا آئینۂ دل غبار بدعہدی سے مکدر
نہ کر کہ جو لوگ نیک سیرت ہین ایک لطف اگر کسی سے دیکھتے ہین تو عالم دوستی اور
شکر گذاری کو اوج آسمان پر پہونچاتے ہین اور تواریخ سے ثابت ہی کہ شامت بیوفائی
اور سوگند دروغ کی بنیاد جان و مال کو برباد کرتی ہی اور وبال خلاف عہدی کا اساس
زندگی کو تھوڑی ہی فرصت مین منہدم کر دیتا ہی لازم ہی کہ تو حق وفاداری فروگذاشت
نہ فرما اور جو عہد کہ کیا ہی اُسے بلا اندیشہ ادا کر موش نے کہا کہ مجھے ایک خلجان باعث
تامل ہی ورنہ جو عہد کہ تجھ سے کیا ہی اُسکی وفا مین زنہار فرق نہ کرونگا تو خاطر جمع رکھ
مین سب بند تیرے کاٹ دونگا گربہ نے کہا کہ مضمون خاطر اپنا صاف صاف بیان
فرما تا مین بھی نظر تحقیق سے اُسے دیکھون اور مایۂ خرد اور اندازۂ دانش تیرا معلوم
کرون موش نے کہا کہ مجھے اندیشہ یہ ہی کہ دوست دو طرح کے ہوتے ہین اوّل
وہ ہین کہ ساتھ صدق کامل اور صفاے باطن اور بے شائبۂ غرض کی دوستی رکھتے
ہین اور دوسرے وہ لوگ ہین کہ وقت اضطرار کے یا بطریق طمع اور غرض کے طرح
محبت کی ڈالتے ہین گروہ اوّل وہی ہر حال مین اعتماد کے لایق ہی اور اُن لوگون
سے جتنا بے غم رہے خلاف عقل نہین ہی قطعہ دوست وہ ہی دوست کے
عیبون کو سمجھے جو ہنر ٭ ہو خزف گر دوست کا جانے اُسے دل سے گہر ٭ دوست

وہ ہی جو جفاے دوست کو جانے صواب + روے زشت دوست کو سمجھے بہ از شمس و قمر + اور وہ لوگ کہ حمایت دوستی سے اپنا دو ناضر کرتے ہین حال اُنکا ایک قرار پر نہین رہتا ہی کبھی بساط انبساط بچھاتے ہین اور کبھی خیال و ملال دل مین لاتے ہین گاہے اتحاد کرتے ہین مانند شیر و شکر کے اور کبھی دشمنی کرتے ہین مثل زہر کے اور جو لوگ کہ دانا ہین وہ باگ اختیار کی ایسے لوگون کے ہاتھ مین نہین دیتے ہین اور اُنکے اجراے کار مین تا مصلحت توقف کرتے ہین اور بتدریج سمجھ سمجھ کے ہر کام سرانجام دیتے ہین اور اپنا بچاؤ بھی ہر حال مین مدنظر رکھتے ہین کہ حفاظت اپنی ذات کی واجب ہی اور جو لوگ کہ اس روش پر چلتے ہین وہی صاحب فراست اور دانشمند ہین اور مین نے جو کچھ کہا ہی تجھ سے اسی پر میرا عمل ہی پر جو کہ تجھ سے وعدہ کیا ہی اُس مین کبھی فرق نہ کرونگا لیکن اپنی مخالفت مین بھی مبالغہ رکھتا ہون کیونکہ تیرا خوف مجھے حد سے زیادہ ہی اور مین بھی اسی گروہ مین سے ہون کہ دفع ضرر کے واسطے صلح کی ہی اور تیری طرف سے جو ملائمت ہوئی ہی وہ بھی اپنے دفع مضرت کے واسطے ہوئی ہی اس بات مین حال میرا تیرا یکسان ہی اب مجھپر فرض ہی کہ اپنی حفاظت اور تیری مخلصی کرون نظم در استحکام کار خویش مے کوش + مکن قانون حکمت را فراموش + کسی کو کار بے بنیاد سازد + بناے عقل را برباد سازد + گربہ نے کہا کہ اے موش تو بہت دانا ہی اور تیرا مایۂ خرد مین اس قدر نہ جانتی تھی مجھے ان باتون سے بہرہ مند کیا تو نے اور کلید تجربہ اور ہنر میرے ہاتھ مین دی تو نے اب یہ فرما کہ کونسی صورت ہی کہ بند میرے کٹین اور تو بھی سلامت رہے موش ہنسا اور یہ مصرع پڑھا مصرع ہر کجا در دلیست در مانش مقرر کردہ اند + اور کہا کہ خیال مجھے یہ ہی کہ اور سب بند کاٹون مگر ایک بند کہ وہ اصل سب بندون کا ہی اپنی حفاظت جان کے واسطے باقی رکھون جس وقت کہ وہ حالت پیش آئے کہ تجھے اپنے بچانے کی

فکر پڑے اور مجھے رنج نہ پہونچا سکے اس وقت اُسکو بھی کاٹ دون کہ تجھے بند سے اور
مجھے گزند سے نجات ملے گربہ نے جانا کہ موش اپنے کام مین کامل ہی کسی کے فسانہ اور
فریب سے نہ بہکیگا آخر کار موش نے اور سب بند گربہ کے کاٹے اور جو بند کہ سب
مین استوار تھا اُسے برقرار رکھا اور باقی رات افسانے و حکایات مین بسر کی جسوقت
عنقاے سحر نے آشیانۂ مشرق سے بلند پروازی کی اور شب تیرہ دامن اُٹھاکر گوشۂ
مغرب کو بھاگی اور سفیدہ صبح کا چاروانگ عالم مین جلوہ گر ہوا صیاد دور سے
نظر آیا موش نے کہا کہ اب یہ وہی وقت ہی کہ اپنے عُہدۂ عہد کو بجا لاؤن اور جس کا کہ
ضامن ہوا ہون اُسے بکلّی ادا کرون گربہ نے جو صیاد کو دیکھا یقین ہوا کہ میرا قتل
نزدیک ہی مشوش اور مضطر تھی کہ موش نے اُس بند باقی کو بھی کاٹا گربہ ہول جان
سے موش کو چھوڑ کے پاکشان بھاگ کے درخت پر چڑھ گئی اور موش بھی ورطۂ ہلاکت سے
نجات پاکر سوراخ مین در آیا صیاد نے دام ٹوٹا اور پھندے کٹے دیکھے حیرت اُس پر
غالب ہوئی اسباب دام کا اُٹھاکے نا اُمیدانہ پھرا تھوڑے عرصے کے بعد موش نے سر
سوراخ سے نکال کے گربہ کو دور سے دیکھا اور ڈرا گربہ نے آواز دی اور یہ مصرع پڑھا
مصرع نادیدہ مکن کہ دیدہ باشی مارا ؛ کیا نہین جانتا ہی تو کہ دوست عزیز کو
ہاتھ مین لانا اپنے اور اپنے اقربا کے واسطے ذخیرۂ نفیس حاصل کرنا ہی اور تو نے جو
مروت کہ میرے ساتھ کی ہی شکر اُس اشفاق کا ہزار زبان سے ادا نہین کر سکتی ہون
موش تو گربہ کی مصاحبت سے سخت کارہ تھا یہ قطعہ پڑھا قطعہ روزگاری است کہ
از غایت بیداد درو ؛ نیست ممکن کہ کسے را سر و سامان باشد ؛ چشم میدار کہ واریم بہ
عہدے کہ درو ؛ گر کسے بد نکند غایت احسان باشد ؛ اور کہا کہ اب میری خاطر
مین آتا ہی کہ یہ زمانہ خلوت کا ہی اور روزگار فراغت کا اُس کے بعد اس سے
صحبت اور رسم محبت نہ رکھون گربہ نے کہا اپنا دیدار مجھ سے دریغ نہ رکھ

اور حق دوستی ضایع نہ کر جو شخص کہ بہت محنت سے دوستی پیدا کرتا ہی اور بے موجب دائرہ محبت سے قدم باہر رکھتا ہی نتیجہ یاری سے محروم رہتا ہی اور سب دوست اُس سے نا اُمید ہو کر ترک محبت کرتے ہین **بیت** بد کسے دان کہ دوست کم دارد ٭ بدتر آن کو گرفت بگذارد ٭ اور مجھ پر تیرا احسان جان بخشی ثابت ہی اور تیری برکت شفقت سے نعمت زندگانی حاصل ہوئی ہی اور جو کچھ عہدہ محبت مین نے تجھ سے باندھا ہی اُسمین مضرت کا اندیشہ زنہار نہ کرنا ٥ توان شمیدن بوے وفاے عہد قدیم ٭ ز ہر گلے کہ دمد تا قیامت از گل ما ٭ اور جب تک کہ میری عمر باقی ہی حقوق تیرے فراموش نہ کرونگی اور عوض تیرے احسان کا جہان تک میری استطاعت مین ہی بجا لاؤن گی ہر چند گربہ نے اُس طرح کی باتین بہت سی کہین موش نے ایک بھی قبول نہ کی اور جواب دیا کہ جو عداوت عارضی ہوتی ہی تو ایک آمیختگی مین رفع ہو جاتی ہی اور جب کہ دشمنی ذاتی ہو گرچہ ظاہر مین بناے دوستی مضبوط نظر آئے اُس پر اعتماد نہ کرے کہ اُسکی مضرت بہت اور منفعت کم ہی اور مجھ مین تجھ مین نسبت جنسیت کچھ نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تو میری صحبت سے دل اُٹھالے وہ اس قدر جو ہو چکا محض ضرورت سے تھا اب زنہار اسکی امید نہ رکھنا اور جو کوئی کہ غیر جنس سے آمیزش کریگا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس مینڈک کو پہونچا گربہ نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہی

حکایت موش اور مینڈک

حکایت کہا کہ ایک موش کنارہ چشمہ آب ایک درخت کے تلے رہتا تھا اور اُس چشمے مین ایک مینڈک تھا کہ کبھی کبھی کسب ہوا کو باہر آیا کرتا تھا ایک دن لب چشمہ آکے نغمہ خوش آہنگ سے صدا کر رہا تھا اس وقت موش بھی اپنے سوراخ سے زمزمہ کر رہا تھا جب کہ نعرہ مینڈک کا سُنا متحیر ہو کر باہر آیا اور نغمات مینڈک کے سُننے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا اور خوش ہو ہو کے سر ہلاتا تھا مینڈک کو حرکات اور اطوار موش کے خوش آگئے اس لیے طرح آشنائی کی ڈالی لاکن عقل منع کرتی تھی کہ غیر جنس سے آشنائی کرنا نہ چاہیئے اور خواہش وتبیع

طبع دوستی پر تحریص کرتی تھی آخرکار خواہش طبع غالب آئی اور باہم دوستی پیدا ہوئی اکثر حکایات خوش اور روایات دلکش باہم کیا کرتے تھے موش نے ایک دن مینڈک سے کہا کہ کسی وقت مجھے کوئی ضرورت ہوتی ہی اور اُسوقت تو پانی مین ہوا کرتا ہی اور مین خشکی مین یہ بات کیونکر بنے کہ مین ہرچند آواز دیتا ہون تو غوغے سے مینڈکون کے نہین سُنتا ہی لہذا کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیئے کہ جب مین چشمے کے کنارے آؤن بے اسکے کہ مین چلاؤن تو باہر چلا آئے مینڈک نے کہا سچ کہتا ہی تو مین بھی اسی خیال مین پڑا ہون کہ میرا یار جسوقت لب آب آئے بے پکارے مین آگاہ ہو جایا کرون اور اسے انتظار کرنا نہ پڑے اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ مین تیرے سوراخ پر آتا ہون اور تو اور جگہ گیا ہوتا ہی بہت انتظار کرنا پڑتا ہی بارہا مین نے چاہا کہ اس بات کو تجھ سے بیان کرون مگر تو نے خود اپنے کشف اور صفائی باطن سے میرا مکنون ضمیر معلوم کیا اب تدبیر اس قضیے کی تیری رائے عالی پر ہی سو فکر ہی غور سے ایسی کرے تدبیر کوئی ❊ کہ نہ ہم دونون مین فرقت سے ہو دلگیر کوئی ❊ موش نے کہا کہ مجھے سررشتہ ہاتھ آیا ہی بہتر یہ ہی کہ ایک رشتہ دراز پیدا کر کے ایک سرا اُسکا تیرے پاؤن مین باندھون اور ایک اپنے پاؤن مین تاکہ جب مین لب آب آؤن اس رشتہ کو ہلاؤن بلا تامل تو میرے پاس چلا آئے پکارنا اور چلانا نہ پڑے اور جس وقت تو میرے سوراخ پر تشریف لائے اور اُس رشتہ کو ہلائے مجھے خبر ہو جائے دونون نے اس بات کو پسند کیا اور عمل مین لائے اور ہمیشہ باہم اسی طرح کیا کرتے ایک دن موش لب چشمہ آیا چاہتا تھا کہ مینڈک کو بلائے کہ ناگاہ زاغ کی نگاہ اُس پر پڑی جست کر کے موش کو منقار مین اُٹھا لیا اور ہوا پر اُڑا وہ رشتہ کہ دونون کے پاؤن مین بستہ تھا مینڈک بھی پانی سے کھنچا اور لٹکتا ہوا موش کے ساتھ چلا جبکہ لوگون کی نگاہ پڑی تعجب سے کہا کہ مینڈک شکار زاغ کا نہین ہی یہ کیا تماشا ہی کہ نظر آتا ہی مینڈک نے کہا کہ اب بھی مینڈک شکار زاغ کا نہین ہی یہ شومی موش کی مصاحبت کی ہی اگر مین غیر جنس سے

مصاحبت نکرتا تو اِس بلا مین نہ پڑتا اور حاصل اِس مثل سے یہ ہی کہ کوئی ناجنس سے دوستی
نہ کرے تا مینڈک کی طرح رشتۂ بلا مین لٹکا یا نہ جائے اور مجھے داعیہ یہ ہی کہ اپنی جنس سے بھی
آمیزش نہ کرون اور غیر جنس کا تو کیا دخل ہی گربہ نے کہا کہ پہلے اُس تملق سے مجھے اپنا فریفتہ کیا اور
جب کہ دام دوستی مین پابند ہوئی تو اب رشتۂ مواصلت قطع کرتا ہی موش نے کہا کہ مجھے جسوقت
تجھسے احتیاج تھی عاقل جسوقت کہ رنج مین پڑے اور اُسکی مخلصی دشمن کی دوستی پر موقوف ہو تو
ضرور ہی کہ اُس سے دوستی پیدا کرے اور بعد رفع حاجت کے اگر ضرر اُس سے متصور ہو تو
اُسکی صحبت سے پرہیز کرے اور یہ بات از رہے عداوت اور شقاوت کے نہین ہی جیسا
کہ بچے چارپایون کے شیر کے واسطے اپنی مانون کے پیچھے پھرتے ہین اور جب ایام
شیر خوارگی کے نہین رہتے ہین کچھ انس بچون مین اور مانون مین نہین رہتا ہی کوئی
عاقل اِسکو عداوت پر حمل نہ کرے گا پس ایسے محل مین جب فائدہ منقطع ہو جائے تو
ترک ملاقات بہتر ہی دوسرے عمدہ سبب یہ ہی کہ تیری اصل خلقت میری دشمنی پر ہوئی ہی
ایسے مقام مین اگر بضرورت دوستی کی صورت بھی پیدا ہووے تو اعتماد کے لائق نہین ہوتی
ہی جبکہ غرض درمیان سے اُٹھ گئی پھر طبیعت ہر ایک کی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہی جیسا کہ
پانی جب تک آگ پر ہی گرم رہے گا اور جب آگ سے جدا کریگے سرد ہو جائیگا اور یہ سبب بتے
ہین کہ کوئی دشمن موش کا گربہ سے زیادہ نہین ہی اور مین تیرے اشتیاق کا کچھ سبب
نہین پاتا ہون سوا اسکے کہ ایکدن مجھے نوش فرمائے اور تاویل ایسی نہین ہی کہ مین تیرا
فریفتہ ہون اور تیری بات کا یقین کرون گربہ نے کہا کہ تو یہ باتین از روے عداوت کرتا ہی
یا نفس الامر مین یا ہزل و مطائبہ سے کہتا ہی موش نے کہا کہ جانبازی مین جگہ بازی کی نہین
ہی یہ بات از روے تحقیق کے کہی مین نے اور اسپر یقین واثق ہی مجھے کہ سلامتی میری اسی مین ہی
کہ تجھ سے زبردست سے پرہیز کرون اور جو شخص کہ عاجز ہو اور دشمن قوی سے پرہیز نکرے
اُسے ایسا زخم پہونچتا ہی کہ کسی مرہم سے التیام نہین پاتا ہی بیت ہر آن کمتر کہ با مہتر ستیزد

لغ نفس الامر — حقیقت و واقعی

لغ [illegible]

چنان افتد کہ ہرگز بر نخیزد ٭ مصلحت یہی ہی کہ مین تجھ سے پرہیز کرون اور تو صیاد سے ڈرتی رہے اور میری تیری ملاقات روحانی اور معرفت خیالی بہتر ہی نہ ظاہری اور فقط اِتنے کے لیے کہ تو نے میرے باعث اور مین نے تیرے سبب سے دشمنون سے نجات پائی عوض اسکا فقط معرفت دنیائی کفایت کرتی ہی اور مضمون اس بیت کا کافی ہی بیت غم نہین اے جان اگر ظاہر مین فرقت ہی مجھے ٭ دیدۂ باطن سے نظارہ کفایت ہی مجھے ٭ اب اسیر مختصر ہی کہ اجتماع میرا تیرا محال ہی اور نقطہ اتصال ع کا دائرۂ قیل و قال سے خارج ہی بس اس کلمہ پر خاتمہ ہوا اور دونون اپنی اپنی منزلگاہ کو روانہ ہوے خردمند روشن راے کو اس حکایت سے فائدہ یہ ہی کہ دشمن کے ساتھ حاجت کے وقت صورت صلح ضرور سمجھے اور حصول مدعا کے بقدر عایت اور محافظت جان و تن کی واجب جانے سبحان اللہ ایک موش کو باین عجز و ضعف اتنی آفات محیط ہوئین اور دشمنان غالب نے گھیر لیا اُن مین سے ایک دشمن کو دوست بنا کے اور اُس کے وسیلہ محبت سے سب دشمنون سے نجات پائی اور اُسکے بعد عہدہ وفاداری کو بھی بجا لایا اور گربہ سے اپنی حفاظت بھی کی اگر ارباب خرد اور فراست اس تجربہ کو اپنا دستور العمل بنائین اور مہم کے وقت ایسے اشارات کو اپنا مقتدا ر کار کرین تو کیونکر اُن کے کام استحکام کو نہ پہونچین اور کس طرح سعادت اور کرامت سے محروم رہین قطعہ

ع نقطۂ اتصال وہ ہی کہ جہان سے دائرہ شروع ہوتا ہی اور وہین ختم بھی ہو جاتا ہی ۱۲

ہر آن کسی کہ کند پیروی اہل خرد	ہیچ وجہ ملالی بحال او نرسد
ز آب تجربہ چون گرد فتنہ بنشاند	غبار نقص بروی کمال او نرسد
بنای رفعت اگر بر اساس حزم نہد	خلل بمرتبہ و جاہ و جلال او نرسد

باب آٹھوان

باب آٹھوان ہی احتراز کرنے مین ارباب حقد سے اور اُن کے تملق اور اخلاق پر اعتماد کرنے مین

رائے وابشلیم نے حکیم سے کہا بیت اے چو صبح آفرین سرتاپا صدق وصفا ٭
وے چو عقل اولین پاتا کمر فضل وہنر ٭ وہ تقریر کہ عیب سے مبرا اور وہ توجہ کہ
شک وریب سے معرا تھی بیان فرمائی تونے اسکے حق مین کہ دشمن جا بجا متوجہ اسکے ہوئے اور
کسی طرف سے راہ گریز کی نہ باقی رہی اور انہین سے ایک سے دوستی پیدا کرکے اور راہ صلح
کی نکالی گئے اور مدد سے اُسکی مصالحت کے اعدون کی مضرت سے بچا اور جو عہد کہ اس
دشمن سے اس حادثے مین باندھا تھا اُسے بھی وفا کیا اور اپنی ذات کو بھی اسکے ضرر
سے محفوظ رکھا اور بدولت احتیاط کے گرداب آفات سے ساحل نجات پر پہونچا
اب التماس یہ ہے کہ داستان اہل مکر و عداوت کی بیان کیجیے احتراز اور اجتناب ان سے
بہتر ہے یا انبساط اور اختلاط اور اگر ان مین سے کوئی ارادہ ملائمت اور التفات
کا کرے تو اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرے برہمن نے کہا بیت اے چو وہم انما افتتاح[له]
آزمایش دور بین ٭ وے چو عقل از ابتداے آفرینش کاردان ٭ جس نے کہ فیض
روح القدس سے بہرہ پایا اور عقل کی مدد سے متمسک ہوا ہر آئینہ سب کام مین احتیاط
واجب جانے گا اور موضع خیر و شر اور نفع اور ضرر کو خوب پہچانے گا اور اسپر یہ بات
پوشیدہ نہ رہیگی کہ دوست آزردہ کہ جس نے عنقریب رنج پایا ہو اس سے پہلوتہی کرنا یہ
سلامتی سے نزدیک ہے اور کینہ کوشون کے مکر سے اور جو فروشان گندم نما کے غائلۂ[عه] غدر سے
پرہیز کرنا باعث ہے امن وامان کا خصوصاً وہ لوگ کہ تغیر جنکے باطن کا اور تفاوت اعتقاد کا
چشم خرد سے معائنہ مین آیا ہو اور حد شر اور دغدغہ انکے دلون کا نظر بصیرت سے مشاہدہ
کیا ہو ان سے اجتناب واجب جانے مثنوی یاد رکھ جو تجھ سے ایذا پائیگا ٭ وہ ضرر اک دن
تجھے پہونچائیگا ٭ اپنے دشمن کو جلا دیگا اگر ٭ تو دھوان بنکر تجھے رلوائیگا ٭ اور جو کوئی
اہل کینہ سے علامت عداوت کی کچھ دیکھے اس کی چرب زبانی[سه] اور تلطف پر ہرگز فریفتہ
نہ ہوئے اور جانے ہشیار رہی اور عاقبت اندیشی کی فروگذاشت نہ کرے اگر

له افتتاح بالکسر آغاز نمودن

عه غائلہ بمعنی شر و گزند

سه چرب زبانی ...

اس سے غفلت کرے گا تو قابو کے وقت تیر اُسکی تدبیر کا اُسکے ہدف جان پر ایسا بیٹھے گا کہ پھر مدافعہ اُسکا امکان سے باہر ہوجائیگا **بیت** ایمنی از خصم محتمل سے بسیار آورد تخم غفلت ہر کہ کارد رنج وغم بار آورد ٭ اور اس باب مین جتنی حکایتین ہین اُن مین سے یہ حکایت کہ جو دانشمندون کے دفتر خاطر پر لکھی گئی ہے **حکایت** ابن مدین بادشاہ اور قبرہ جانور کی ہو کہ عربی مین قبرہ اور فارسی مین چکاوک اور ترکی مین قرلاق کہتے ہین اور کباب اُسکا درد قولنج کے واسطے مفید ہو بادشاہ نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہو **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا اُسکو ابن مدین کہتے تھے ہمت عالی اور راے روشن رکھتا تھا اور قصر رفیع المقدار اُسکی سلطنت کا معمار سعی وشوکت سے قبہ آسمان تک پہونچا تھا اور اُسکی بناے وسعت فضا ہند حشمت کی مدد سے فرق فلک افلاک سے گذری تھی ایک مرغ ہے کہ اُسے قبرہ کہتے ہین اُس تمام رکھتا تھا اور وہ مرغ حسن کامل اور نطق دلکشا اور صورت مطبوع اور ہیئت زیبا سے خلق کیا تھا بادشاہ اُس سے باتین کیا کرتا تھا اور وہ جواب شیرین اور نطق دلکش اور نغمہاے رنگین سے بادشاہ کو خوش کیا کرتا تھا قضارا قبرہ کے جوڑے نے بادشاہ کے محل مین انڈے دیے اور ایک بچہ پیدا ہوا بادشاہ نہایت سرور سے اُسے اپنی حرم سرا مین لایا اور ملازمین حرم سرا کو حکم دیا کہ اس بچہ کی پرورش مین کوشش بلیغ کرین اور اُسی دن بادشاہ کے فرزند پیدا ہوا کہ انوار نجابت اُسکی پیشانی سے تابان اور آثار سعادت اُس کے صفحۂ حال سے نمایان تھے بادشاہ اُس کے بچے کو مبارک قدم سمجھ کے زیادہ تر عزیز رکھتا تھا بچہ قبرہ کا اور شاہزادہ ایک ہی جگہ پرورش اور نشو ونما پاتے تھے اور ان دونون مین باہم اُلفت عظیم پیدا ہوئی ملکزادہ رات دن اس بچہ سے کھیلا کرتا تھا اور قبرہ جنگل سے دو کھپل میوے کے ہر روز لاتا تھا کہ اُسے کوئی نہین پہچانتا تھا ایک اپنے بچے کو کھلاتا تھا اور

ایک شاہزادے کو دیتا تھا یہ دونون کمال ذوق سے کھاتے تھے اور اُسکی منفعت
سے ہر دم ترقی پاتے تھے اور اس خدمت کے وسیلے سے ہر روز قدر و منزلت قبرہ کی بڑھتی
جاتی تھی ایک عرصہ دراز اسی طرح گذرا اور زمانے نے بہت سے اوراق سیاہ و سفید
لیل و نہار کے اُلٹے کہ ایک دن قبرہ غائب تھا اور اُسکا بچہ شاہزادہ کے ہاتھ پر بیٹھا
تھا کہ اتفاقاً اُسنے جست کی اور ناخنون کی خشونت سے شاہزادہ کا ہاتھ چھل گیا
شاہزادے نے غصّے مین آکر دونون پانؤن اُس کے پکڑے اور پھرا پھرا کر زمین پر
مارا کہ استخوان اُس کے ریزہ ریزہ ہو گئے جبکہ قبرہ آیا اور اپنے بچے کو ہلاک پایا
قریب تھا کہ اُسکا مرغ روح قفس قالب سے پرواز کرے اور اس واقعہ ہائلہ کا
سے نزدیک تھا کہ ہلاک ہو جائے زیادہ تر فریاد کرتا تھا اور یہ اشعار مؤلف کے
پڑھتا تھا **اشعار** فلک نے مجھکو دیا داغ نوجوان افسوس ÷ مہ دو ہفتہ ہوا خاک
مین نہان افسوس ÷ بھلا ہو خاک مری زیست جب نہان ہو جاے + انیس
جان و دل آرام و نکتہ دان افسوس ÷ ملا یا خاک مین اس رشک ماہ تابان کو +
زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس ÷ بعد جزع بسیار اور فزع بے شمار اپنے دل
مین کہا کہ یہ آتش بلا تیری ہی افروختہ کی ہوئی ہی تجھے کیا کام تھا کہ سر دیوار بادشاہ
تونے آشیانہ کیا اگر سر خار پر کہین گھر بناتا اور کسی گوشہ مین قناعت کرتا تو مبتلا اس بلا
کا نہوتا حکیمون نے کہا ہو کہ بیچارہ وہ شخص ہی کہ جو صحبت جبارون کی اختیار کرے
کہ باگ اُنکے توسن قول و قرار کی نہایت سست ہوتی ہی اور بنا اُنکے وفا
کی بہت ضعیف ہمیشہ اُنکا رخسارہ مروت آسیب جفا سے خراشیدہ رہتا ہی
اور سرچشمہ جوانمردی خاک ناانصافی سے پٹا رہتا ہی اور اخلاص اور
محبت کی اِن کے آگے کچھ تو قیر و عزت نہین ہی سچ ہی مثل مشہور اِنکا طرز خدمت بجا ہے
عبث ÷ جو شجر ہی بے ثمر اس پر مشقت ہی عبث + عفو کرنا صفت محمود ہی جو انمردون

شعر نو ہیں زیست شیریں

کے مذہب مین انتقام ناروا در حرام سمجھتے ہین اور اُس گروہ کی ملازمت سے
کہ جو خدمت مخلصون کی فراموش کرتے ہین اجتناب واجب تھا اور اُس گروہ
کی ملازمت سے جو رابطہ محبت بے غرض کو بُھلا ڈالتے ہین کنارہ فرض تھا **بیت**
حق صحبت جسکو ہی ملحوظ بسر انسان ہی وہ ٭ جو نہ سمجھے حق صحبت بدتر از حیوان ہی
وہ ٭ اور مین نے اُس قوم سے آمیزش کی کہ اپنے بڑے گناہون کو تھوڑا جانتے
ہین اور غیر کے تھوڑے سے سہو کو بڑا گناہ سمجھتے ہین لیکن مین فرصت نہ دون گا
جب تک کہ انتقام اپنے بچّے کا اس ظالم بے رحم سے کہ اپنے ہمنشین اور مونس کو بے موجب
قتل کیا اور اپنے ہم خانہ کو بلا سبب ہلاک کیا ہی نہ لونگا یہ کہا اور جست کرکے بادشاہ
کے بیٹے کی پہنچون سے آنکھین نکال لے گیا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی زار زار رویا اور
اپنے دل مین کہا کہ کسی حیلہ سے اس مرغ کو دام فریب مین لاکے قفس بلا مین
محبوس کرون اور جو سزا کہ چاہیے اُسے انتہا کو پہونچاؤن اسکے بعد بادشاہ دیوار
کے قریب آیا اور قبرہ سے کہا کہ ای مونس روزگار دیوار کے نیچے آکہ تجھکو امان ہی
جو کچھ کہ ہوا سو ہوا اب صحبت میری برہم نہ کر اور نہال عیش میرا ثمر مردہ نہ بنا قبرہ نے
کہا کہ ای بادشاہ تیری متابعت اب ضرور نہین ہی مین نے ایک مدت مین تامل کرکے
تیری قربت اختیار کی تھی اور دل مین عہد کیا تھا کہ قبلۂ امن اور کعبہ امان سواے
درگاہ بادشاہ کے اور نہ بناؤنگا اور مرکب اپنی ہمت کا سواے میدان ملازمت شاہ
کے اور جگہ نہ دوڑاؤنگا گمان یہ تھا کہ تیرے سایہ عنایت مین مانند کبوتران حرم کے
مرفہ الحال اور فارغ البال رہون گا اب کہ خون میرے بچے کا حریم حرم
بادشاہی مین بز قربانی کے مانند حلال رکھا گیا ہی کیونکہ مجھے آرزو اس گھر کے طواف
کی باقی رہے اگر مین جانتا کہ جان شیرین کا عوض ہی تو لبیک زنان احرام
باندھتا لیکن **بیت** مرغی کہ رمیدہ گردد از دام ٭ من بعد بدانہ کے شود رام

اور مرد زیرک ایک بات کو دو بار نہین آزماتا ہی اور زخم دندان مار دو دفعہ
ایک سوراخ مین نہین کھاتا ہی **بیت** آزمودہ کو مقرر آزمانا قہر ہی ٭ جس غذا سے
ہو ضرر پھر اسکا کھانا زہر ہی ٭ **ایضاً** جانور اکبار چھٹکر دام مین آتا نہین ٭ پھر فریب
دانۂ صیاد وہ کھاتا نہین **بیت** نشنودی این مثل را کارباب عقل گفتند٭
من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ ٭ اور بھی ضمیر منیر بادشاہ پر از روے اخبار حکما
روشن ہوگا کہ گنہگار کو نڈر نہ رہنا چاہیئے اور جو کوئی غفلت کرے گا عذاب الیم مین مبتلا
ہوگا اور اگر اتفاقاً وہ بدذات خود بچ رہے گا تو اُسکی اولاد تلخی چکھے گی کیونکہ طبیعت عالم
اسی طرح خلق ہوئی ہی جب کہ بادشاہ کے بیٹے نے میرے بچے سے دغا کی اور مین نے
بے اختیاری قلق مین اُسے الم پہونچایا اب مطمئن ہونا عقل دوربین سے دور ہی اور
یہ ممکن نہین ہی کہ کوئی شخص ساغر ستمگاری سے جرعہ نوش کرے اور خمار بلا مین گرفتار
نہو مگر بادشاہ نے حکایت وانادل اور چورون کی نہین سُنی ہی اور چورون کو مکافات
کا ملنا سمع شریف مین نہین پہونچا ہی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی **حکایت**
کہا کہتے ہین کہ شہر رقہ مین ایک درویش تھا اخلاق پسندیدہ اور آداب
ستودہ سے آراستہ اور اقوال اور افعال اُسکے مکارم اوصاف سے پیراستہ تھے اور
عمائد شہر سب اُسکے بہت معتقد تھے ایک دن وہ متوجہ بیت اللہ کی زیارت کا ہوکر سفر
کو بے رفیق و ہمراہ چلا یا ناگاہ راہ مین ایک گروہ قزاقون کا اُسے ملا گمان اُنکو تھا
کہ یہ بہت مالدار ہی ارادہ قتل کا کیا وانادل نے کہا کہ میرے پاس مال دُنیا سوا
توشۂ حج اور نہین ہی اگر غرض تمھاری وہ مال ہی تو لیجاؤ اور مجھے چھوڑ دو مین بطریق
توکل چلا جاؤن گا اُن بے رحمون نے اُسکی بات پر التفات نہ کیا اور تلوار
کھینچی بیچارہ متحیر ہر طرف دیکھتا تھا اور مددگار ڈھونڈھتا تھا اس میدان
دہشت ناک اور صحراے سنگین مین کوئی متنفس نظر نہ آیا اوپر دیکھا کہ

یہ مضمون مطابق اس حدیث کے ہے کہ لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین
حکایت درویش وانادل

ایک جوق کلنگون کا اُڑ رہا ہی دانا دل نے آواز دی کہ ای کلنگو مین اس بیابان
مین اِن ستمگارون کے ہاتھ پڑا ہون اور سواے حضرت عالم الخفیات کے کوئی میرے
حال سے آگاہ نہین ہی تم انتقام میرے خون کا اس جماعت ناخدا ترس سے اگر ہوسکے
تو لینا قزاق ہنسے اور کہا کہ کیا نام ہی تیرا اُس نے کہا کہ مجھے دانا دل کہتے ہین قزاقون
نے کہا کہ تیرا دل دانائی سے بے خبر بلکہ تو سخت بے عقل ہی اور جو کہ بے عقل ہو اُسکے
مارنے مین کچھ وبال نہین ہی یہ کہکر اُسے قتل کیا اور مال سب لے گئے جب کہ یہ خبر
اہل شہر کو پہونچی تاسف کیا اور سب اس فکر مین رہے کہ کشندے کسی طرح معلوم
ہون بعد ایک مدت کے اکثر اہل شہر عید کے دن عیدگاہ مین حاضر تھے اور قاتل
دانا دل کے بھی اُس مجمع مین بیٹھے تھے کہ ایک فوج کلنگون کی ہوا پر پیدا ہوئی اور
کلنگین قزاقون کے سر پر اُڑنے لگین اور اتنا شور کرتی تھین کہ لوگ آواز ایک دوسرے
کی نہ سُنتے تھے ایک قزاق نے ہنسکے اپنے یار سے کہا کہ کلنگین وہی نہون کہ دانا دل کے
قتل کے وقت حاضر تھین اتفاقاً ایک شخص کہ جو اُنکے نزدیک بیٹھا تھا اُس نے یہ بات سُنی
اور اُسنے دوسرے سے کہا آخر شدہ شدہ حاکم تک خبر پہونچی اُنکو گرفتار کیا اور تھوڑے
سے مطالبہ مین اُنھون نے اقرار کیا فوراً قصاص لیا گیا اور مکافات ناحق پائی قطعہ

کہ کرد در ہمہ عالم کمان ظلم بزہ — کہ تیر لعنت جاوید را نشانہ نشد
کہ در زمانہ بے اعتبار طرح ستم — خیال بست کہ خود عبرت زمانہ نشد

اور یہ مثل اس واسطے لایا ہون تا بادشاہ معلوم کرے کہ میری جرأت شاہزادے پر بسبب تقاضاے
مکافات تھی ورنہ مجھ مرغ شکستہ بال کو یہ قوت کہان تھی جو یہ صورت وقوع مین آئی اب حکم
حاکم خرد کا یہ ہی کہ تیرے فرمانے پر نہ چلون اور تیرے فریب اور خدع پر اعتماد کرکے کنوئین
مین نہ گرون بلکہ واجب ہی کہ مین تیری صحبت سے حذر کرون بادشاہ نے کہا جو کچھ کہ تونے کہا
عین حکمت اور سراپا صدق ہی لیکن گناہ ابتدا کرنیوالے پر ہوتا ہی نہ قصاص کرنیوالے پر بلکہ یہ

گناہ میرے بیٹے کا تھا کہ بے گناہ تیرے بچے کو قتل کیا اور تو نے جو کیا وہ حکم خدا کے موافق کیا بلکہ احسان کیا تو نے کہ تیرا بچہ قتل ہوا اور تو نے فقط اُسکی آنکھوں پہ گزند پہونچایا اس صورت مین نہ تجھ پہ کراہیت متوجہ ہوئی ہی اور نہ مجھے آزار رسانی لازم ہی اور تو میری بات پہ اعتماد کر اور ارادہ جدا ہونے کا نہ کر اور مین اپنے نزدیک عوض سے عفو کو بہتر جانتا ہون کہ ہنر جوانمردون کا یہی ہی لہذا مین ہرگز دست رد پیشانی ہنر پہ نہ مارونگا اور رو رد روے قبول عیب کی جانب نہ لاؤنگا بلکہ مدعا میرا یہ ہی کہ مکافات بدی کی تسلی کر دون اور مجھے اگر کوئی ضرر پہونچا ئے تو اُسکو مین نفع پہونچاؤن رباعی

ما عادت خود بہانہ جوئی نکنیم
جز نیکی و خیر نیکخوئی نکنیم
آنہا کہ بجاے ما بدیہا کردند
گر دست دہد بجز نکوئی نکنیم

قبرہ نے کہا کہ تیرے نزدیک میرا پھر آنا ممکن نہین ہی کہ خردمند مصاحبت وحشتناک سے پہلوتہی کرتے آئے ہین اور دفتر قواعد با فوائد مین بزرگون نے لکھا ہی کہ مردم دانا آزردہ خاطر کی جتنی کوئی دلجوئی کرے اُتنی اُنکی بدگمانی اور نفرت زیادہ ہوتی جاتی ہی اور ہرگز اُس سے غفلت نہین کرتے ہین نظم

عزیز من چو آزردی کسے را
مرا عاتش مکن تا مے توانی
کہ ہر چند از تو خدمت بیش بیند
مراورا بیش گردد بدگمانی

بادشاہ نے کہا کہ ای قبرہ تجھے مین بجاے فرزندون اور عزیزون کے جانتا ہون بلکہ عزیز و اقربا سے اُتنی اُلفت نہین ہی جو تجھ سے ہی پھر کوئی اپنے عزیزون اور مخلصون سے بدی کرتا ہی قبرہ نے کہا کہ حکمانے حال اقربا کا بتفصیل بیان کیا ہی کہ مان اور باپ دوستون کے مانند ہین اور بھائی رفیقون کے مانند ہین ماموں چچا اُستادون کے مرتبے مین ہین اور عورت مقام مین ہمصحبتون کے ہی اور لڑکیان دشمنون کے مانند ہین اور خویش و اقربا بیگانون کے مرتبے مین ہین مگر بیٹا بقاے ذکر کے واسطے ہی اور اپنی ذات کے مانند حساب کیا جاتا ہی اور عزت و حرمت مین بیٹے کا کوئی شریک نہین ہی اور مین ہرگز بیٹے کے برابر تجھے عزیز نہ ہونگا اور بر تقدیر اگر تو مجھے فرزند کے برابر جانے

لیکن جب کہ بلا نازل ہوگی اور ہجوم آفت ہوگا اُسوقت کیا تو مجھے چھوڑ دے گا اور
ہرچند کوئی دوست کہتا ہو کہ مین جان تجھ پر فدا کرون گا لیکن جب کہ فتنہ حادث ہوتا ہی
اور کام اُس حد کو پہونچتا ہی کہ جان جانے کی جگہ آتی ہی تو بے شبہ اپنی جان کو مضیق بلا
سے عرصۂ سلامت کی طرف کھینچتا ہی اور جان ہرگز نثار نہین کرتا ہی شاید کہ بادشاہ نے
حکایت اُس بڑھیا اور مہستی کی نہین سُنی ہی بادشاہ نے کہا کہ یہ کس طرح پر ہی **حکایت**
کہا کہتے ہین کہ کوئی عورت کہن سال فرسودہ حال ایک بیٹی رکھتی تھی مہستی نام کہ ماہ تمام اُسکے
رخسارۂ درخشان پر رشک کرتا تھا اور آفتاب جہان افروز اُسکے عکس عارض سے خجل ہوتا تھا
بیت شیرین سخنی کہ ہوش مے برد ﴿ رونق ز شکر فروش می برد ✤ ناگاہ چشم زخم روزگار
سے بیمار ہوئی اور سر بالین رنجوری پر رکھا اُسکے گلشن جمال نے گل ارغوان کی جا شاخ
زعفران پیدا کی اور سمن تازہ تاب حرارت سے بے آب اور سنبل پر شکن تپ محرق سے
تاب مین ہوا پیرزن اُسکے گرد پھرتی تھی اور زار زار ابر بہار کے مانند روتی تھی اور کہتی
تھی کہ ای جان مادر مین بیجان اپنی جان تجھ پر قربان کرتی ہون اور تو سلامت رہے
اور ہر سحرگاہ نالہ و آہ سے کہتی تھی کہ ای خدا تو اس جوان جہان نادیدہ کو صحت دے اور
اس پیر فرتوت کو کہ اپنی عمر سے بیزار ہی اُسپر تصدق کر دے اور یہ ابیات پڑھتی تھی **ابیات**
از عمر من انچہ ہست بر جاے ﴿ بستان و بعمر او بیفزاے ﴾ گرچہ شدہ ام چو موے از غم ﴿
یک موے سیاہ او ز سرش کم ✤ القصہ جو کچھ کہ مہر مادری کے لائق تھا وہ پیرزن کہتی اور اپنی
عمر ہر روز اُسکو بخشتی تھی اتفاقاً ایک مادہ گاؤ رات کو چھوٹ کے مطبخ مین آئی اور کھانے
کی بو سے دیگ مین مُنھ ڈالا اُسکے بعد چاہا کہ سر نکالے سینگ اُسکے دیگ مین اٹک گئے
مادہ گاؤ دیگ کو سر پر لیکے باورچیخانہ سے باہر آئی اور گھر مین ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھی
اور اس بڑھیا کو یہ قصّہ معلوم نہ تھا آنکھ جو اُسکی کھُلی گاؤ کو اِس شکل و شمائل سے دیکھا متحیر
ہوئی کہ ایسی چیز کبھی نہ دیکھی تھی اِس سیاہی شب مین یقین ہوا کہ یہی ملک الموت ہی جو بیمار

ہر روز اپنی موت مانگتی تھی شاید وہ دعا قبول ہوئی اس لیے یہ آیا ہی تا مہستی کے بجاے میری جان قبض کرے بڑھیا نے کہا جیسا ملا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین **مثنوی**

ملک الموت من نہ مہستی ام ‎ ‎ من یکے پیر زال محنتی ام
گر تو خواہی کہ جانش بستانی ‎ ‎ اندرون خانہ ہست نادانی
گر ترا مہستی ست اندر کار ‎ ‎ انیک اورا ببر مرا بگذار
بے بلا نازنین شمرد اورا ‎ ‎ چون بلا دید در سپرد اورا
تا بدانی کہ نیست در خطرے ‎ ‎ ہیچکس را ز خود عزیز ترے

اے بادشاہ آج مین خلائق سے مجرد ہون اور علائق سے پاک اور مین نے تجھ سے اتنا فیض پایا ہی کہ میری جان گرانبار ہو اب زیادہ اس سے بوجھ اُٹھانے کی طاقت نہین ہی اے شہریار انصاف کر کہ کون ایسا جانور ہی کہ اُسے یہ طاقت ہو کہ اُسکا جگر گوشہ آتش بیداد پر کباب کیا جائے اور میوہ دل باد ظلم سے تاراج کیا جائے اور اُسکی آنکھون کی روشنائی ظلمت فنا سے سیاہ کی جائے اور اُسکی راحت جان آگے سے اُٹھ جائے یعنی جگر گوشہ اُسکا بے سبب قتل کیا جائے کیونکر اُسکو صبر اور اعتماد آئے اور دریاے تاسف موج مار کے کشتی صبر کو گرداب اضطراب مین کیونکر نہ ڈبائے اور شعلہ آتش اُسکی متاع شکیبائی کو کس طرح نہ جلائے بادشاہ نے کہا کہ یہ بات جو تجھ سے وقوع مین آئی اگر ابتدا تجھ سے ہوتی تو البتہ پرہیز اور خوف تجھے لازم تھا تونے تو برسبیل قصاص کام کیا بلکہ جو کام کہ میرے فرزند نے کیا اتنا تونے نہین کیا کہ تیری آنکھ سے تیرا بچہ بالکل معدوم ہو گیا اور تونے فقط آنکھین اُسکی نکالی ہین بھلا مین اسے دیکھون گا تو اُسکی باتین تو سنون گا یہ تیرا احسان ہی جیسا کہ چاہیے ویسا تونے قصاص نہین لیا اب اس صورت مین تجھے اندیشہ کیا ہی اور کیون مجھسے مفارقت کرتا ہی کہ تو اُس فرزند ناخلف کے پیدا ہونے سے پہلے میرا انیس تھا اب ایسا نکر کہ باقی عمر مین غمگین رہون اور ملال و کلال مین بسر کرون اور یہ تیری مثل اس مطرب کے مثل ہی قبرہ نے پوچھا کہ یہ کس طرح پر ہی **حکایت** کہا کہ ایک بادشاہ ۱۴۱

حکایت مطرب و غلام و بادشاہ

تھا کہ ایک مطرب شیرین نوا اور خوش گلو اور دلفریب اُسکا ملازم تھا کہ اُس سے خوشگوارتر
بیان اور الحان مین فلک ارغنون ساز نے دوسرا شخص پردۂ زمین پر نہ دیکھا تھا بادشاہ
اُسکے نغمۂ دلاویز سنکے خوش ہوتا تھا اور اُس مطرب کا ایک غلام کہ نہایت زکی تھا اور یہ
اُسکو سازندگی اور تعلیم مشفقانہ دیا کرتا تھا تھوڑے سے عرصے مین غلام اُستاد سے زیادہ
ہو گیا جبکہ بادشاہ کو حال اُس غلام کا یہ معلوم ہوا بلا کے بجانا اُسکا سنا اور نہایت التفات
کیا تا بحدے کہ ندیم بادشاہ کا ہوا اور بادشاہ ہمیشہ اُسکے نغمات مسیحا دم سنا کرتا تھا اور
محظوظ ہوتا تھا اور ہر روز قدر افزائی اُسکی اقران سے زیادہ کرتا جاتا تھا اس سبب سے
مطرب کے دل مین رگ حسرت حرکت کرنے لگی آخر غلبۂ خباثت سے غلام کو مار ڈالا یہ خبر بادشاہ
کو پہونچی حکم کیا کہ مطرب کو حاضر کرین جبکہ مطرب حاضر ہوا بادشاہ نے عتاب کیا کہ نہ جانتا تھا تو
کہ مین نشاط دوست ہون اور میری نشاط دو قسم پر تھی ایک نوازندگی تیری جلوت مین
اور دوسرے سازندگی غلام کی خلوت مین یہ دونون میری باعث سرور تھین کیا سمجھ کے
بیگناہ کا خون کیا اور آدھی نشاط میری باطل کر دی سچ بتا کہ کس طرح تو نے غلام کو مارا کہ
اب وہی شربت اجل جو تو نے غلام کو پلایا ہی تجھے بھی پلاؤن کہ باعث عبرت ہو تا پھر ایسی
حرکت کا کوئی ارادہ نہ کرے مطرب نے بادشاہ کے قول کو دلیل پکڑ کے عرض کیا کہ اے شہریار واقعی
مین نے بد کیا کہ آدھی نشاط بادشاہ کی باطل کی اب شہریار مجھے مار کے تمام نشاط اپنی کیون
باطل کرتا ہی بادشاہ کو یہ بات خوش آئی اور اُس کے قتل سے درگذرا اے قبرہ غرض اس مثل سے
یہ ہی کہ نشاط میری دو طرح پر ہی ایک دیدار فرزند ارجمند کا دوسرے کلام اور کلام تجھ سے
سعادت مند کا سو نصف تو ہاتھ سے جا چکی اب دوسرے نصف کو کیون کھوتا ہی اور میری
جمعیت خاطر کو کیون تو پریشان کرتا ہی **بیت** خود مکن بیگانگی بارے چو مے دانی کہ چرخ ؎
آشنایان را چو یکدیگر جدائی میدہد ؛ قبرہ نے کہا کہ کینہ زادیہ سینہ مین ایسا چھپا رہتا ہی کہ
کسی کو اسپر اطلاع نہین ہوتی ہی پس جو کچھ کہ زبان کہے اعتماد اُس پر نہ چاہیے کسو اسطے کہ

زبان اس بات مین کہ جو مضمون دل مین بے علمی کے سبب سے چھپا ہی اُسے سچ ادا نہین کرسکتی ہی اور ایک آنکھ ہی کہ نہانخانۂ دل مین پوشیدہ رہتی ہی اِس لئے دل ایک کا دوسرے کے راز دل کو خوب دیکھتا ہی بحکم اس کے کہ القلب تشاہد یعنی دل لوگون کے مقالات راز مین باہم گواہ ہوتے ہین اور زبانین اُس سے محرم نہین ہوتی ہین اور یہ بیت اسپر گواہ ہی **بیت** سچ مثل ہی دل سے دل کو راہ ہی ÷ راز دل سے کب زبان آگاہ ہی ÷ زبان جو کچھ کہے وہ اکثر اہل زمانہ کے موافق نہین ہوتا ہی اور دل مین جو ہی زبان اُسکے بیان کرنے مین صادق نہین ہوتی ہی کیونکہ وہ لوگ کمتر ہین کہ زبان و دل جنکا یکسان ہوا ے بادشاہ مین تیری صولت صعوبت خوب جانتا ہون اور تیری نہیب سیاست سے بہت ماہر ہون اور مین پہلے بھی تیرے اطوار جباری سے غافل نہ تھا اور اب تو کسی وقت اور کسی طرح تیری ہیبت سے نڈر نہ رہونگا اور تیری سطوت کا خوف مجھے ایک دم آرام نہ لینے دیگا اور سُن اے بادشاہ مین اُن لوگون مین نہین ہون کہ طبیب نے اُس سے کہا کہ درد شکم سے پہلے تیری آنکھ کی دوا مناسب ہی بادشاہ نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** قبرہ نے کہا کہ ایک شخص درد شکم سے بیقرار تھا طبیب کے پاس گیا اور زمین پر لوٹنے لگا اور صعوبت الم سے زار زار روتا تھا اور یہ مصرعہ پڑھتا تھا **مصرعہ** اے طبیب آخر علاجے کن کہ جان از دست رفت ÷ طبیب نے قانون حکمت کے موافق علامات مرض کے نبض اور قارورے سے دریافت کرکے پوچھا کہ تو نے کیا کھایا تھا مرد سادہ دل نے کہا کہ ایک ٹکڑا جلی روٹی کا کہ کوئلے کے مانند تھی تنور شکم شب کو اُس سے پُر کیا تھا طبیب نے اپنے ملازم سے کہا کہ وہ دوا جس سے روشنی چشم کی بڑھتی ہی لے آتا اِسکی آنکھون مین لگاؤن اُس نے کہا کہ یہ وقت ہزل و بازی کا نہین ہی بلکہ اجل و جانگدازی کا ہی اے طبیب ہنسی نہ کر مین درد شکم سے روتا ہون اور تو سرمہ میری آنکھ مین دیتا ہی آنکھ کی دوا سے اور درد شکم سے کیا مناسبت طبیب نے کہا کہ مین نے دانستہ کہا ہی کہ آنکھین تیری روشن ہوجاین

حکایت

تا سپید و سیاہ مین تمیز کرے اور دوسری بار نان سوختہ کہ خوراک انسان نہین ہی نہ کھائے اس لیے تیری آنکھ کا علاج شکم سے مفید تر ہی غرض میری اس مثل سے یہ ہی کہ بادشاہ جانے کہ مین اُن لوگون مین نہین ہون کہ سوختہ اور ساختہ کو نہ پہچانون اور خام و پختہ اور سیاہ و سفید مین فرق نہ کرون بیت بحمد اللہ کہ در دانش چنانم + کہ خیر از شر جدا کردن توانم + بادشاہ نے کہا کہ اس طرح کا ماجرا کہ مجھ مین اور تجھ مین واقع ہوا آگے بھی ایسے بہت ہوے ہین لیکن جو لوگ کہ نور عقل سے آراستہ ہین وہ نائرہ غضب کو آب حلم سے بجھاتے ہین اور عفو کو انتقام سے بہتر جانتے ہین جلاب اگرچہ بدذائقہ ہوتا ہی اور تلخی سمیت رکھتا ہی لیکن اُسکا فائدہ تریاق سے زیادہ ہی قبرہ نے کہا کہ اکثر دیکھا ہی کہ کسی نے آسانی کو اختیار کیا ہی اور دشوار ہوا ہی اور یہ کام بہت دشوار ہی کیونکر آسان ہوگا اور عاقل کو امر مشکل مین تہاون نہ چاہیئے اور مین نے اپنی عمر شطرنج بازی چرخ شعبدہ انگیز کے نظارہ مین بسر کی اور اوقات اپنی عجائب روزگار کے تماشے مین گذرانی ہی مجکو نشیب و فراز عالم کے تجربے بہت حاصل ہوے ہین اور کسب کیاست اور سرمایہ فہم و فراست سے فائدے کثیر حاصل ہوے ہین حقیقت خوب جانتا ہون کہ گروہ مکارون کا نخوست اور سطوت اور تقاضاے جباری سے حرف وفاداری کا اپنی لوح سینہ سے محو کر ڈالتے ہین اب یہی بہتر ہی کہ مین خواب خرگوش سے بیدار ہو کے پلنگ کی نزدیکی سے آہوے ہراسان کے مانند راہ بیابان کی لون خصم ضعیف کو دشمن قوی سے دوری واجب ہی جیسا کہ اُس بادشاہ نے اپنے دشمن کے واسطے اس بات مین مثل بیان کی ہی بادشاہ نے پوچھا یہ کیونکر تھا

حکایت کہاکہتے ہین کہ دیار ترکستان مین ایک بادشاہ تھا بہ جمیع صفات شریف موصوف ایکدن ارکان دولت شاہی سے روگردان ہو کر اور ارادہ کورنگی کا کرکے ایک دشمن کو آمادہ کرکے بادشاہ کی مخاصمت پر مستعد کیا جب کہ بادشاہ نے جانا کہ اُس نے روے اطاعت قبلۂ انقیاد سے پھیرا اور وسوسۂ عصیان اور دغدغہ طغیان نے اسکی بنیاد

حکایت بادشاہ ترکستان :: لشکر کشی تغافل ... اور ... بیان ... ۴

اعتقاد مین راہ پائی اور سوداے سرداری اور خیال محال سروری اپنے دماغ مین
پکاتا ہی اور دل پُر کینہ اُسکا کدورتہاے دیرینہ سے تمناے کامگاری اور برتری مین
ہوس بلند پروازی کی رکھتا ہی بتقاضاے منصب سروری ایک نامہ کہ مشتمل تھا مواعظ
ملوکانہ پر بکمال نشیب فراز کے ساتھ اُسکے پاس بھیجا اُس مغرور نے کہ نخوت دماغ رکھتا تھا اور
ہر سردار فوج بادشاہی کو اپنے تصور مین ورغلانے کے سبب سے اپنا مطیع جانتا تھا اس پر
التفات نہ کیا جبکہ بادشاہ نے دیکھا کہ نوشدارو ے ملائمت سے مزاج کثیف کی کہ اعتدال
حقیقی سے منحرف ہوا ہی اصلاح نہ ہوسکے گی اس طرح کا پیغام دیا کہ اے نادان مثال تیری
اُس کے مانند ہی اگر شیشے کو سنگ پر مارے یا سنگ شیشہ پر پس دونون حال مین شیشے ہی کا
نقصان ہی اب یہی بہتر ہی کہ اس ارادۂ فاسد سے باز رہ ورالا خراب ہوگا اس مثال سے
فائدہ یہ ہی کہ مین بھی حکم شیشے کا رکھتا ہون اور قہر سلطانی مانند سنگ پایدار شیشہ شکن
ہی اب ملاقات میری تجھے سخت دشوار ہی **بیت** بہ بتان آہنین دل نشوی لامقابل
کہ تو آب گینہ مانی نشوی حریف سندانی ؛ اور ہر چند بادشاہ مقام ملاطفت مین
ہی اور چاہتا ہی کہ سکنجبین عذر سے میرے صفراوی وحشت کو تسکین دے لیکن مذہب
مین اطباے خرد کے قبول کرنا اہل مکر کا حرام ہی اور ارباب عداوت سے انکار صلح
واجب **بیت** ز دوستان سخندان شنیدہ ام پندے ؛ کہ بر ملائمت دشمن
اعتماد مکن ؛ مناسب اِسکے شعر ناسخ اُستاد کا ہی **بیت** کیا یہ پند و وعظ مین
مصراع موزون گرم ہی ؛ ہوجیو غافل نہ اُسیر تو جو دشمن نرم ہی ؛ بادشاہ نے کہا
کہ فقط گمان پر منقطع کرنا صحبت دوستان قدیم کا شرع مروت مین روا نہین ہی
اور ایسا ظن کہ جس سے وہم المناک پیدا ہوا ور رفیق کو سوز فراق مین ڈالنا
نہ چاہیے اور معرفت قدیم اور صحبت مستقیم کو اندک بدگمانی مین برطرف
کرنا اور سررشتۂ یاری اور پیمان دوستداری کو تھوڑے سے خدشے

مین توڑ دینا طریق اہل تحقیق سے بعید ہی کیونکہ تو میدان بیوفائی سے قدم باہر نہین رکھتا ہی اور جو پیمان محبت کا کہ مجھ سے باندھا ہی اُسے پایان کو نہین پہونچاتا ہے **بیت لمؤلفہ** بجا ہی نقض عہد بجا ہی وفاے عہد ✤ انسان کیا پسند خدا ہی وفاے عہد ✤ قبرہ نے کہا کیونکر بنیاد وفا کی قائم رہے کہ بادشاہ کی طرف سے آثار بدعہدی کے خفی بیشمار پائے جاتے ہین اور آثار نیک عہدی کے بکلی معدوم ہین اور یہ امکان نہین ہی کہ موجبات خواہش نفس کے بادشاہ فروگذاشت کرے اور اِسوقت کسی طرح سے تو مجھ پر قادر نہین ہی بس اس لئے چاہتا ہی کہ مکر اور حیلے سے مجھے قبضۂ انتقام مین کھینچے ورنہ یہ عقل کب قبول کریگی کہ تو بیٹے کا غم بھول گیا ہی اور میری جدائی کا غم اس قدر کرتا ہی اور مین اسمین مجبور ہون کہ عقلا کی اسمین تاکید ہی کہ جو کینہ کہ بادشاہون کے دل مین متمکن ہوتا ہی اُس سے اجتناب واجب جانے کیونکہ یہ لوگ نخوت سلطنت سے باب انتقام مین متصب ہوتے ہین اور جب قابو پاتے ہین تو زور سطوت سے کسی طرح مجال حجت اور فرصت عذرخواہی کی نہین دیتے ہین اور جو کینہ کہ انکے سینہ مین ہی وہ مانند چنگاری کے ہی کہ راکھ مین دبی رہتی ہی اگرچہ بظاہر معلوم نہین ہوتی ہی لیکن جب کہ باد قہر اُسپر لطمہ مارتی ہی تو ایسی افروختہ ہوتی ہی کہ شعلہ اُسکا ایک جہان کو جلا دیتا ہی **بیت ناسخ** آتش خشم سے جلجاتے ہین اکثر تر و خشک ✤ یہ وہ ہی آگ کہ ہین اسکو برابر تر و خشک ✤ بادشاہ نے کہا کہ عجب جاہل ہی کہ اس بات مین تو نے ایک طرف پکڑی ہی اور دوسری طرف سے بالکل کنارہ کیا ہی مقدمات وحشت کو اُلفت کیساتھ کیون مبدل کرتا ہی قبرہ نے کہا کہ جب کسی شخص کی نیت مین یہ ہو کہ مراعات دوستی کے بجا لائے اور حصول منافع اور دفع مضار کو واجب جانے تو ممکن ہی کہ وہ وحشت درمیان سے اُٹھ جائے اور عوض کینے کے صفائی حاصل ہو جائے جو چیز کہ کینہ دلسے زائل کرے مین اُسپر قادر نہین ہون بلکہ اُس سے عاجز ہون اگر مین خدمت مین حضور کے حاضر بھی ہون اور مصلحتاً چندے میرے

قتل مین آپ تامل بھی فرمائین مگر مین تو ہمیشہ ہراس اور خوف مین زندگانی بسر کرونگا
اور ہر وقت مرگ تازہ مشاہدہ کرتا رہونگا تو اس صورت مین مراجعت سے ہزار بار مفارقت
اولی ہی بادشاہ نے کہا کہ کوئی شخص کسی کے ضرر پر بے ارادۂ خداے جل وعلا کے قادر
نہین ہوسکتا ہی اور جو چیز کہ وجود مین آتی ہی سواے تقدیر الٰہی کے نہین آسکتی ہی جیسا کہ
ہاتھ مخلوق کا پیدا کرنے مین قاصر ہی ویسے ہی حیات اور ممات مین بھی معذور ایسے ہی
سمجھ کہ عمل میرے بیٹے کا اور قصاص تیرے ہاتھ سے ظہور مین آنکے یہ محض قضاے ربانی اور مشیت
یزدانی تھی اور ہم دونون درمیان مین محض سبب تھے جب یہ ثابت ہوا کہ یہ سب تقدیر
یزدان سے ہوا تو تقدیر الٰہی پر سرزنش کرنا طرفین سے نہ چاہیے بس مین بھی قضاے الٰہی پر صبر
کرون اور تو بھی اُسپر راضی ہو بیت بجز رضا بقضاے خدا نمی شاید + بغیر صبر بوقت بلا
نمی شاید + ازانچہ رفت قلم سرمکش دگر نہ بیاے + برون مرو از خط او گر ترا نمی شاید + اور
مناسب اسکے مضمون حدیث قدسی کا ہی من لم یصبر علی بلائی ولم یرض بقضائی فلیخرج
من تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی تبرہ نے کہا کہ یہ بات سچ ہی کہ بیچارگی بندگان کی
رفع قضاے پروردگار مین ظاہر ہی کہ خیر وشر اور نفع وضرر موافق ارادہ خدا کے ہوتا ہی
اور جہد اور کوشش خلق دفع اور منع اُسکا اور تقدیم وتاخیر اُس مین نہین کرسکتی ہی
لیکن باوجود اِسکے سب علما کا اسپر اتفاق ہی کہ جانب احتیاط اور تدبیر اور محافظت
نفس کی چھوڑ نہ دے تاکید کی ہی کہ اہتمام ہر چیز کا موافق تدبیر کے کرتا رہے اور تمام اُسکا
مسبب الاسباب پر تفویض کرے اور یہ نکتہ قول عقلا کا ہی کہ عقل وتوکل کر جناب
مولوی قدس سرہ فرماتے ہین مصرع ع بر توکل زانوے اُشتر ببند + بادشاہ نے کہا
کہ یہ باتین تیری اُسپر دلالت کرتی ہین کہ مین خواہان تیری صحبت کا ہون اور اشتیاق میرا
تیری جانب ہی مگر تیری طرف سے سواے ملال اور وحشت کے اور کچھ ظہور مین نہ آئیگا بیت

تو ملولے زیاد ما مشتاق		دل بدل مے رود چہ حاجت این	

قبرہ نے کہا کہ اشتیاق میرا تجگو اِس لئے ہی کہ اپنے دل کو میرے قتل سے راحت دے
لیکن نفس میرا شربت اجل کی رغبت اور لباس فنا کی خواہش نہیں رکھتا ہی جب تک
کہ باگ اختیار کی میرے ہاتھ مین ہی البتہ منہ مرکب حیات کا طرف موت کے عمداً نہ پھیرونگا
بلکہ احتراز اس سے عین صواب جانتا ہون میرا سر کچھ درخت کے مانند نہین ہی کہ کئی بار
بار ور سبز ہوا اور مین جو اپنے دل سے استصواب کرتا ہون تو وہ کہتا ہی کہ اگر آج
قدرت اور استطاعت ملے تو بادشاہ کے بیٹے کو بغیر ہلاکت نہ چھوڑون اسی طرح
بادشاہ بھی اپنے فرزند کی جہت سے میری ہلاکت کا خواہان ہی اور سُن اِی بادشاہ
مصیبت زدون کے مکنون ضمیر سے وہ شخص واقف ہوتا ہی کہ آتش غم سے دل جسکا
کباب ہوتا ہی اور مین نے شربت تلخ سے جرعہ پیا ہی کہ مدعی اُس کے مزے سے غافل ہی
اور نازپروردگان راحت کی آنکھین اس سے نابینا ہین بیت اِی ترا خارے بپا نشکستہ
کے دانی کہ چیست بہ حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند بیہ اور مین کہ چشم خرد سے صاف
دیکھتا ہون کہ جس وقت بادشاہ کو اپنے فرزند کی یاد آئیگی اور مین بھی اپنے نور دیدہ کو
یاد کرونگا بہت سا تفاوت باطن مین ہمدگر کے راہ پائیگا قیاس فرمائیے کہ اس سے کیا
پیدا ہوگا اور مغلوب کے واسطے ایسے موقع مین کیسا اندیشہ ہولناک درپیش آئیگا پس
ایسی مواصلت سے ہزار بار مفارقت اولے ہی بادشاہ نے کہا کہ ایسا کون شقی ہوگا
کہ دوستون کے گناہ سے درگذر نہ کرے گا اور جوانمرد باوجود قدرت کے قصورات
زیر دستون کے عفو کرتے ہین اور کبھی گناہگارون کے مکافات کی طرف رجوع نہین
لاتے ہین اور اگر کسی وقت اُنکے دل پر خیال انتقام کا آتا ہی تو اُس سے استغفار
کرتے ہین اور بدترین بدون کا وہ ہی کہ عذر کسی کا قبول نہ کرے اور کینہ عذرخواہ کا
دل مین رکھے اور جو کچھ کہ مین نے کہا میرا دل اُس مین صاف ہی اور صورت خشم اور حدت
کی اور خیال غضب اور انتقام کا اپنے خاطر مین اصلاً نہین پاتا ہون اور تو خوب جانتا ہی

کہ مین جانب عفو کو عقوبت پر ترجیح دیتا رہون گا اور یہ بات میرے دل مین نقش ہی کہ ہرچند
گناہ بزرگ ہو صفت عفو کی اُس سے بزرگ تر ہی بیت گر عظیم است از فرو دستان
گناہ ٭ از بزرگان عفو کردن اعظم است ٭ قبرہ نے کہا ارشاد بادشاہ کا درست ہی مگر
مین گنہگار زبر دست ہون اور مجرم کو ہمیشہ خوفناک رہنا لازم ہی اور یہ مثل اسکے مانند
ہی کہ جس کے پائون مین زخم ہون اور بقوت طبع بیباکی کرکے شب تیرہ سنگستان مین
دوادوش کرے تو اُسکا زخم مقرر ترقی کرے گا بلکہ پائون بیکار ہو جائین گے اور آخر
کو خاک نرم پر بھی چلنا دشوار ہو جائے گا اب نزدیکی میری بادشاہ کی خدمت مین
بھی یہی حال رکھتی ہی اور طریق شرع اور قانون ملت مین اجتناب میرا آپ کی خدمت
سے فرض عین ہی اور کیونکر حکم الٰہی کے خلاف کرون کہ وہ فرماتا ہی لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ
یعنی نہ ڈالو ہاتھ اپنے تم طرف ہلاکت کے اور حکمانے بھی کہا ہی کہ تین شخص روش حکمت سے
دور ہین اور راہ دانش سے کنارے اوّل وہ شخص کہ اپنی قوت ذات پر اعتماد کرکے
اپنے اندازۂ طاقت کو حد سے زیادہ جانے ضرور ایسا شخص آپ کو تہلکے مین ڈالتا ہی دوسرے
وہ شخص کہ اندازۂ خورد و نوش کا نہین پہچانتا ہی اور اتنا کھاتا ہی کہ معدہ اُسکا ہضم
سے عاجز آتا ہی پس یہ شخص بےشبہہ دشمن اپنی جان کا ہی اور تیسرے وہ شخص کہ گفتار اور
فریب دشمن سے غافل رہے بےشبہہ انجام اُسکا ندامت اور پریشانی کو پہونچے گا بادشاہ
نے کہا اے قبرہ ہرچند مین دروازہ ملاطفت سے پیش آتا ہون اور راہ صواب نصیحتہاے
دوستانہ سے دریغ نہین کرتا ہون مگر اسی طرح تو دامن قبول کو استماع مواعظ سے
دور کھینچتا ہی اور جو شخص کہ نصیحت کسی کی قبول نہ کرے اُس کو نصیحت کرنا بےفائدہ ہی
جیسا کہ اُس زاہد نے گرگ کو نصیحت بےفائدہ کی تھی قبرہ نے پوچھا یہ ماجرا کیونکر ہی
حکایت بادشاہ نے کہا کہ ایک مرد زاہد نیک سیرت کہ اپنی اوقات شریف سواے
وظائف اور پند خلق خدا کے کام مین صرف نہ کرتا تھا ایک دن صحرا مین جاتا تھا دیکھا

حکایت زاہد و گرگ

کہ ایک گرگ بارادۂ شکار چپ و راست خیال کرتا جاتا ہی زاہد نے کہا کہ او گرگ خبردار لوگون کی گوسپند کا ارادہ نکرنا اور قصد بیچارون کا اور ستم کرنا مظلومون پر آخر عقوبت الٰہی مین گرفتار کرتا ہی مثنوی

هر کہ آئین ظلم پیش نہاد
بند بر دست و پای خویش نہاد
چند روزے اگر سر افرازد
دہرش آخر ز پا بیندازد

ہر چند زاہد نے نصیحت مین مبالغہ کیا گرگ نے جواب دیا کہ وعظ کم کر کہ تیری پیٹھ کے پیچھے رمۂ گوسپند کا چرتا ہی ڈرتا ہون کہ تیری نصائح سُننے مین شکار ہاتھ سے نہ جائے غرض اس مثل سے یہ ہی کہ ہر چند زاہد نے گرگ کو نصیحت کی لیکن مطلق اُسپر اثر نہ کیا وہی حال تیرا ہی کہ ہر چند تجھے پند دیتا ہون مگر تو وہی ایک حال پر ہی سو ہی اور مطلق التفات ہمارے کام پر نہین رکھتا ہی اب نہ ایسا کر کہ اہل مروت سخن شنوا ہوتے ہین اور تو باوجود اتنے ہنرون کے اور باوجود ایسے فضل و علم کے زیادہ جاہلون سے دل سخت اور عہد سُست رکھتا ہی ڈرتا ہون کہ لوگ نہ کہین کہ یہ مصرعہ سودا کا قبرہ کے حسب حال ہی مصرعہ احمق کو ایک بات وہی یاد ہی سو ہی ❊ قبرہ نے کہا کہ مین نے بہت نصیحتین سُنی ہین اور وعظین خردمندون کی میرے کانون مین بھری ہوئی ہین عاقل اُسے جانتا ہون جو ہمیشہ حذرناک رہے اور تجربے کو ہاتھ سے نہ دے اب اسوقت مین پرواز پر آمادہ ہون اور چپ و راست دیکھتا ہون کہ کوئی غفلت مین مجھے گرفتار نہ کر لے اس واسطے یہان سے جلد رحلت کرنا ضرور ہی اور زیادہ اس سے رہنا مناسب حال نہین ہی بادشاہ نے کہا کہ اس جگہ اسباب معیشت آمادہ اور دروازہ فراغت کا روے دل پر کشادہ ہی اس صورت مین مشقت سفر کی اختیار کرنا اور انتظام معاش مین متردد ہونا عقل سے دور ہی قبرہ نے کہا کہ جو کوئی پانچ خصلتین اختیار کرے جہان جائے اُس کا مطلب حاصل ہی اور جدھر توجہ کرے رفقا اور مصاحب اُس کے موجود ہین اول بدکرداری سے دور رہنا دوسرے نکوکاری شعار اپنا کرنا تیسرے مواقع تہمت سے آپ کو بچانا چوتھے خُلق

ع

ا بفتحتین محمد ۱۲

حکایت عرب بادیان نشین

کی عادت کرنا پانچوین آداب صحبت ہر وقت نگاہ رکھنا جس مین کہ یہ پانچ
خصلتین جمع ہونگی وہ کسی جگہ غریب اور تنہا نرہے گا جہان جائیگا لوگ اُسے
عزیز رکھین گے اور جو عاقل کہ اپنے دل مین خوفناک ہو تو اُسے ضرور ہی کہ فراق
دوستون اور متعلقون کا اختیار کرے کیونکہ ان سب کا عوض ممکن ہی اور جان
کا عوض کسی طرح نہ ہوسکے گا جب کہ بادشاہ تقریر مین عاجز آیا کہا کہ کب تک جائیگا
اور کتنا توقف تیرے جانے مین ہی اور پھر کب آئیگا قبرہ نے کہا کہ ای بادشاہ جانا اور
پھر آنا میرا عقل سے دور ہی اور یہ سوال و جواب حکایت عرب و نانبائی کے نزدیک
ہی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہی حکایت کہا کہ ایک عرب بیابان نشین شہر بغداد
مین آیا نانبائی کی دوکان مین گذرا دیکھا کہ نان تازہ کا انبار ہی اور جب کہ بو روٹی
کی دماغ مین اس فاقہ کش کے آئی بیتاب ہو گیا اور نانبائی سے کہا کہ ای برادر مین
بھر پیٹ روٹی کھا لون اسکی کیا قیمت لے گا نانبائی نے اُس کے قد و قامت سے تجویز
کیا کہ دو سیر نہایت تین سیر اس سے زیادہ نہ کھائیگا کہا آدھا دینار دے اور پیٹ بھر کر
روٹی کھالے عرب نے آدھا دینار اُسکے حوالے کیا اور زیر دوکان کہ آب جلہ واقع تھی
بیٹھ کے روٹی پانی مین بھگو بھگو کر کھانا شروع کی نانبائی نے دیکھا کہ چار چند قیمت سے
کھا چکا اور اتنک ویسا ہی کھانے مین سرگرم ہی نانبائی نے کہا کہ ای عرب تجھے قسم ہی
اُس خدا کی کہ جس نے تجھے اتنی بھوک دی ہی سچ کہو کہانتک کھائے گا عرب نے جواب دیا
کہ ای خواجہ بے صبری نہ کر جب تک کہ اس جلہ مین پانی ہی مین بھی روٹی کھائے جاؤنگا
غرض اس سے یہ ہی کہ بادشاہ معلوم فرمائے کہ جب تک آب حیات چشمہ بدن مین جاری
ہی کھانا کھانے اور سیر اس کرنے مین بے اختیار رہی ہی اور تیرے مائدۂ وصال سے فائدہ
اُٹھانا مفتی خرد کے نزدیک مجھپر حرام ہی اور مجھ مین وہ سبب مفارقت کا عارض ہوا ہی کہ
مواصلت کو کسی طرح گنجائش نہین رہی اور اگر بادشاہ کی دریافت حال کا شوق دل پر

غلبہ کریگا تو اخبار بادشاہ کا قاصد نسیم سحری سے پوچھ لونگا اور جو کبھی ہوس جمال با کمال کی ہوئی تو آئینہ دل مین دیکھ لونگا **بیت** گر وصال یار نبود با خیالش ہم خوشم ❊ کلبۂ درویش را شمعی بہ از مہتاب نیست ❊ بادشاہ نے رونا شروع کیا اور جانا کہ یہ مرغ دام مین نہ آئیگا اور داعیہ انتقام کا خیال خام تھا کہ میری حدت رائے اسکو پختہ نہ کر سکی اسکے بعد اور ہی حیلون پر چلا قبرہ نے کہا کہ اے بادشاہ جوان بخت اگر ہزار تقریب اور تمہید سے تو عہد و پیمان کو مضبوط کریگا مگر مین غاشیۂ ملازمت تیرا از نہار اپنے دوش پر نہ رکھونگا اور بات اپنی کیون ضائع کرتا ہے جو کہ خیال عالی مین ہے مین اُسے چشم فراست سے خوب مشاہدہ کر چکا ہون چاہیئے کہ کسی حیلے سے تیرا عذر قبول کرون یہ ممکن نہین ہے بادشاہ نے جانا کہ تیر شست سے نکلا ہوا نور بازوے تدبیر سے پھر نہ آئیگا کہا کہ اے قبرہ جانا مین نے کہ اب وصال میرا اور تیرا اس عالم مین ممکن نہین ہے مگر بر سبیل یادگار دو تین کلمہ کہ آثار سعادت اُس سے حاصل کرون اور مصقلہ نصیحت دوستانہ سے زنگار غفلت کہ میرے آئینۂ خاطر پر بیٹھا ہے صفائی پائے وہ بیان کر **بیت** زہر ما سخنے یادگار خویش بگو ❊ کہ بہتر از سخن خوب یادگارے نیست ❊ قبرہ نے کہا کہ اے بادشاہ کام جہان کا کہ موافق تقدیر کے ہوتا ہے اور اُسکی زیادت و نقصان اور تاخیر و تقدیم مین کسی کو مجال تصرف نہین دی ہے اور کوئی نہین جانتا ہے کہ منشور سعادت کا کسکے نام لکھا گیا ہے اور جریدہ اہل شقاوت مین کسکو داخل کیا ہے سب پر واجب ہے کہ اپنا کام رائے صائب کے موافق کرین اور رعایت احتیاط کی ہر امر مین بجا لائین اگر تدبیر موافق تقدیر کے ہوئی تو سریر اقبال و مسند جاہ و جلال پر متمکن ہوا اور اگر قضیہ منعکس ہوا تو دوستون کو عذر کی جگہ ہوئی اور دشمنون کو گنجایش طعن اور تشنیع کی نرہی **نظم** حکیم گفت کہ تقدیر سابق است ولے ❊ ہیچ حال تو تدبیر خویشتن مگذار ❊ کہ گر موافق حکم خداست تدبیرت ❊ بکام دل شدی از کار خویش برخوردار ❊ وگر مخالف آنست داردت معذور ❊ کسیکہ داند

ازانوار عقل استظہار ہ اور دوسرے یہ جاننا چاہیے کہ ضائع ترین مالون کا وہ ہی کہ جس سے کسی کو انتفاع نہو اور غافل ترین بادشاہون کا وہ ہی کہ ملک حفاظت اور ضبط و ربط رعیت مین اہتمام نہ کرے اور بدترین دوستون کا وہ ہی کہ شدت و نکبت کے وقت دوست کی طرفداری مین کوتاہی کرے اور بدکارترین عورتون کی وہ ہی کہ اپنے خاوند سے بدل راضی نہو اور خیالات خباثت مین مصروف رہے اور بدبخت ترین فرزندون کا وہ ہی کہ اطاعت مان باپ کی نہ کرے اور ویران ترین شہرون کا وہ ہی کہ جس مین ارزانی اور امان خلق اللہ نہو اور ناخوش ترین صحبتون مین وہ صحبت ہی کہ مصاحبون کے دل آپس مین صاف نہون اور جو شائبہ اندیشہ کا میرے اور بادشاہ کی صحبت مین حادث ہوا ہی اسکی اصلاح دائرۂ امکان سے باہر ہی اب سوا ے ترک و جدائی کے کوئی اور راہ صواب سے نزدیک تر نہین ہی رباعی رفتیم و داع ما زدل باید کرد ورآب دو دیدہ خاک گل باید کرد ہ گر دیدہ دیدی ہمہ نکو باید گفت ہ در دوسرے بو و تحمل باید کرد ہ پس اس کلمہ پر اختتام کیا اور بلندی ایوان سے پرواز کرکے راہ صحرا کی لی بادشاہ نے انگشت تحیر دندان حسرت سے کاٹی اور ساتھ ملال بیقیاس اور اندوہ بیشمار کے اپنے گھر مین گیا اور یہ شعر مؤلف کا پڑھتا تھا بیت در دپہلو مین رہا کرتا ہی جب سے تو نہین ہ ہجر مین بھی ایکدم خالی مرا پہلو نہین ہ یہ ہی داستان حذر کہ ارباب حقد اور کینہ سے احتراز کرنا اور تضرع اور نیاز مکر آمیز اعدا پر اعتماد نہ رکھنا اور خدع اور فریب کہ طلب انتقام کے واسطے کرتے ہین اُس سے اپنی حفاظت کرنا اور غرض اس بیان سے یہ ہی کہ بناے کار کو عقل سے آراستہ کرکے تدبیر کرے اور کسی طرح دشمن پر بلکہ دوست آزردہ دل پر اعتماد نہ کرے اور انکی آفت حیلہ اور مخالفت مکر سے نڈر نرہے رباعی

خواہی کہ نباشی بہ غم و رنج قرین
از دشمن آزردہ تغافل منما
بشنو سخن پاک تر از دُرِّ ثمین
وز صاحب کبر و کینہ ایمن منشین

ختم باب استظہار بعلم دشمن و دوست با وی در مقام احتیاط و حذر کردن از ایشان ۱۲ عفی عنہ ۱۲

باب نوان ہی فضیلت مین عفو کے کہ بادشاہون کے واسطے بہترین صفات سے اور اہل اللہ کے لئے خوشترین ملکات سے ہی

واشلیم نے برہمن سلیم دل سے کہا کہ سُنی مین نے مثال اُسکی کہ استمالت دشمن کینہ کوش سے دل اُسکا رام نہوا اور جو آثار عداوت کے اُسکے باطن مین مشاہدہ کیے تھے ہرچند دشمن نے ملاطفت مین مبالغہ کیا مگر اُسنے اصرار مین قصور نہ کیا اب نائرۂ اشتیاق یہ اشتعال و تیاہی کہ وہ حکایت بیان فرما کہ مشتمل ہو بادشاہون کے عفو پر کہ جو بادشاہ اپنے مقربون سے خطا دیکھے تو ایک دو بار اُس سے اغماض کرے اور اُس گروہ کی بے اعتمادی نہ کرے بلکہ اُنکے منصب کو تازہ اور زیادہ کرے اور یہ احتیاط سے نزدیک ہی یا دور بعید یا برہمن نے نطق دلکشا سے جواب دیا کہ اگر بادشاہ عذر اور مرحمت کا دروازہ بند کرین اور جس سے تھوڑی بھی خیانت دیکھین اُسکے حق مین عقوبت کا حکم فرمائین تو نزدیکون کو اعتقاد صافی نرہے اور اس حال سے دو علتین پیدا ہون ایک یہ کہ اکثر کام مختل اور معطل رہین دوسرے یہ کہ مجرم لوگ عفو سے بے نصیب ہون اور منصب عفو کا بے سود اور بیکار ہو جائے چنانچہ ایک بادشاہ خداشناس نے فرمایا ہی کہ چاشنی عفو سے کام جان ہمارا جس قدر کہ لذت پاتا ہی اور ہم اُس سے محظوظ ہوتے ہین اگر خلق خدا بتفصیل اُس سے آگاہ ہو تو سوائے جرم و خیانت کے اور ہدیہ ہمارے حضور مین نہ لائے اور سچ بھی یہ ہی کہ سلاطین کے قامت پر کوئی پیراہن عفو سے زیادہ تر زیبا نہین ہی اور کلام معجز نظام حضرت سید انام علیہ افضل التحیۃ والتسلیم کا یہ کہ الا انبئکم باشدکم من ملک نفسہ عند الغضب اشارت لطیف ہی کہ قوت آدمی کی شعلہ خشم فرو کرنے سے دریافت ہوتی ہی اور حال انسان کی مردانگی کا شربت ناگوار غضب کے پینے سے کھلتا ہی بیت

	مردی گمان مبر کہ بزور ست و پُر دلی		با خشم اگر برآئی بدانم کہ کاملی	

باب نوان ۹

تم مین وہ ہی کہ قابو مین رکھے اپنے نفس کو غصے کے وقت

اور پسندیدہ ترین خصلت بادشاہون کی یہ ہی کہ عقل ارجمند اور عدل خدا پسند کو حوادث مین اپنا حاکم کرین اور ہر وقت مین عادت اپنی لطف اور عنف سے آشنا رکھین مگر لطف اس طرح یہ ہو کہ سمت ضعف کی نہ رکھتا ہو اور عنف بھی اس طرح چاہیے کہ ظلم سے خالی ہو تا کام سلطنت کا جمال کے ساتھ آراستہ رہے اور مدار اہل سلطنت کا اشارت خوف و رجا پر دائر رہے تا نہ محض عنایت بیکران سے نا امید رہین اور نہ مفسد خوف سیاست سے میدان جرأت مین قدم رکھین بیت

داشتی قوم خویش را جمشید ۔۔ دائم اندر میان بیم و امید

اور حکماے اسلام کے کلام معجز نظام سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو وعظ قرآنی اور نصیحت فرقانی کے موافق مکارم اخلاق کی تاکید فرماتا ہی اور عادت ستودہ اور صفات پسندیدہ پر تحریص دیتا ہی جسکی کہ سعادت ازلی یار اور مددگار ہو اور کفالت ابدی امداد اور اعانت کرے تو قرآن اپنا قبلہ اور کعبہ و ایمان بنائے اور ہمیشہ دل و جان کو متوجہ اس حرم امن و امان کا رکھتے اور منجملہ اور سب نصیحتون کے ایک نصیحت عمدہ یہ ہی کہ عمل اسپر سب مقبولون کا رہا ہی یعنی فرماتا ہی اللہ تعالی والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ایک پیر طریقت نے زبان حقیقت سے خلاصہ معنی اس آیت کے اس طرح پر کہے ہین کہ غصے کا فرو کرنا یہ ہی کہ عقوبت مین مبالغہ نہ کرے اور عفو وہ ہی کہ اثر کراہت صفحہ دل پر باقی نہ رکھے اور احسان اسے کہتے ہین کہ جو دوست گناہ کرکے عذر کرے تو اسکو دل سے بھلا دے اور پھر اس خیال کو دل مین نہ لائے اور حاصل اس آیت کا یہ ہی کہ بنا ہر کام کی لطف اور مروت پر رکھے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ اگر لطف کو ایک پیکر مین تصور کرے تو روشنی اس کے جمال کی ایسی درخشان ہو کہ کوئی آنکھ بھر کے اسکو دیکھ نہ سکے کسی بزرگ نے اس قطعہ کے مابین مین یہ سب معنی ادا کیے ہین قطعہ چو قدرت دادت ایزد بر گنہگار ÷ بعفوش بندہ کن تا بندہ گردد ÷ کہ مجرم کشتۂ افعال خویش است ÷ چو بوے عفو یابد زندہ گردد ÷ اگر

صورت پذیر و پیکر عفو ÷ چو مہر و مشتری تابندہ گردد ÷ شرف انسان کا عفو اور احسان سے ترقی پاتا ہی اگر ہر گناہ کے مقابل مین عقوبت جاری کی جائے تو مضرت کلی مہمات ملکی اور مالی مین سرایت کرے **مثنوی**

بتندی سبک دست بردن بتیغ		بدندان گزد پشت دست دریغ	
سرے کز تحمل نگردد تہی		حرامش بود تاج شاہنشہی	

اور بادشاہ کو چاہیئے کہ نصیحت اور اخلاق اُس شخص کا نیک نہ جانے کہ جو موضع تہمت مین پہلے پڑ چکا ہو اگر وہ شخص ایسا ہی کہ مصالح ملک کے اور امانت ریاست کی اُسکی تدبیر پر منحصر ہو اور وقائع زمانے کے اُس کی مدد و تدبیر پر موقوف اور ثانی اُسکا پیدا نہ ہو تو اُسکے اعتماد بڑھانے مین ایسی سعی کرے کہ اعتبار اُسکا عہدۂ سابق پر قرار پائے اور رعونت اور ریب[۱] اور تہمت سے خلائق کے نزدیک پاک ہو جائے کیونکہ آدمی کام کم تر ہاتھ آتے ہین اور کام ملک کے بھی بے نہایت ہین اور بادشاہون کو مشیران عاقل اور عاملان متدین کی کہ استحقاق حراست اسرار رکھتے ہین حاجت بیشتر ہوتی ہی پس شرط جہانداری یہ ہی کہ ایسے لوگون کو کہ اہل صلاح عفت[۲] اور دیانت و امانت مین ممتاز ہون انھین زینت اعتبار بخشے اور اسے خیال کرے کہ کون شخص کس کام کے لائق ہی اور فراخور[۳] اہلیت اور اندازۂ عقل و شجاعت ہر ایک کا دریافت کرکے جو جس کام کے سزاوار ہو اسے اُسپر مقرر کرے اگر باوجود بہت ہنرون کے ایک عیب بھی رکھتا ہو تو اسکا بالفعل خیال نہ کرے مگر نظر مین رکھے اور اس سے غافل نہ رہے کہ مخلوق بے عیب نہین ہوتے **مصرعہ** یار بے عیب مجو تا کہ نہ مانی بے یار ÷ اور اگر سہواً یا عمداً بھی کسی سے کچھ تھوڑی سی خیانت ایک بار صادر ہو تو اُس سے درگذر اولی ہی اگر کوئی دیدہ و دانستہ خیانت اختیار کرے اُسے ضرور اپنی سرکار سے دور کرے اور کوئی اہلکار اگر کفایت کرے کہ جس سے مقدمہ برہم ہو جائے

۱ ریب بالفتح شک و تہمت

۲ عفت بکسر پارسائی

۳ فراخور لائق و سزاوار

اُس شخص سے احتراز کرے کہ اتنی کفایت خیر خواہی نہین ہو بلکہ بدخواہی ہو کفایت وہ ہو کہ صرف بیجا سے احتراز کرے اور جو کام کہ ضرور ہو و یا جو شخص کہ مستحق بخشش و عطا کا ہو اُسمین دریغ کو راہ نہ دے ہرچند کفایت مین نقصان کا سبب کم ہوتا ہو لیکن یہ تاکید اس واسطے ہو تا معلوم ہو کہ جب اصحاب ہنر اور ارباب کفایت سے بھی ترک کرنا حسب ضرورت جائز ہو پس ارباب جہل اور ضلالت سے دوری کرنا صواب سے کتنا نزدیک ہوگا اور یہ بات بادشاہ پر فرض ہو کہ تجسس احوال و تفحص اشغال کہ جو اپنے عاملون اور انیسون کو سپرد کرتا ہو خود کرے تا نقیر اور قطمیر احوال ملک و مال کے چھپے نہ رہین اس ہوشیاری مین رئیس کے فوائد کلی متصور ہین ایک یہ کہ معلوم ہو کہ کونسا عامل رعیت پرور اور جفا گستر ہو جو کہ رعایت رعیت کی کرے اُسکی استمالت[ف] اور پرورش کرتا رہے اور جو کہ غم زیر دستون کا نہ کھاتا ہو نام اُسکا جریدۂ عمل سے محو کر کے دفتر معزولی مین لکھدے چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ابیات

خدا ترس را بر رعیت گمار	کہ معمار ملک است پرہیزگار
بد اندیش تست آن و خونخوار خلق	کہ نفع تو جوید در آزار خلق
ریاست بدست کسانی خطا است	کہ از دست شان دستہا بر خدا است
نکوکار ہرگز نہ بیند بدی	چو بد پروری خصم جان خودی

اور دوسرے یہ ہو کہ جب سب کو معلوم ہو چکیگا کہ بادشاہ نیز نکوکارون کا نیک عطا کرتا ہو اور خائنون کو گناہ کے موافق تنبیہ واقعی دیتا ہو اس صورت مین جو کہ اہل صلاح ہین وہ اس اُمید پر جانب نکوکاری زیادہ تر اختیار کرینگے اور مفسد خوفناک درہراسان ہو کے فساد اور مردم آزاری مین دلیری اور بیباکی نہ کرینگے اور وہ حکایت کہ ان مقدمون کے لائق ہو داستان شیر و شغال کی ہو رائے دابشلیم نے پوچھا کہ اسکی تفصیل فرمائیے برہمن نے کہا حکایت کہا زمین ہند مین ایک شغال تھا فرییہ نام مُنھ دنیاے دنی سے پھیر کے پشت پا

[ف] استمالت بالکسر دل کسی را بجانب خود آوردن

حکایت شیر و شغال

تعلق بے حاصل پر ماری تھی گوشت کا کھانا اور خونریزی اور ایذا جانورون کی بالکل ترک
کی تھی یارون نے مناظرہ اور مباحثہ یہان تک کیا کہ نوبت نزاع اور جدالکی پہونچی کہ ہم تیری
اس خصلت سے راضی نہین اور تیری راے اس اجتہاد مین خطا پر ہی لازم ہی کہ ہماری صحبت سے کنارہ
نہ کر عادت اور سیرت مین ہم سے موافقت رکھ کیون عمر عزیز کو برباد کرتا ہی اور تمتع دُنیا سے
بے بہرہ رہتا ہی اور اکل و شرب کہ قوام ہی مادہ حیات کا اُس سے احتراز کرتا ہی اور کلوا واشربوا سے
کیون بے نصیب ہوا ہی آگے جو ہوا سو ہوا پر اب یہی کہتا ہی اور اسے سمجھ کہ نعمتہاے خدا کو باوجود
میسر ہونے کے رد کرنا کفران نعمت ہی دیدہ و دانستہ آپ کو کافر نعمت نہ بنا بیت بیا
تا یک زمان امروز خوش باشیم در خلوت ؛ کہ در عالم نمی داند کسے احوال فردا را + فرسیہ
نے جواب دیا کہ دُنیا کو مزرع آخرت اس لئے کہا ہی کہ جو آج بوؤگے کل کاٹنا پڑے گا یعنی
جو کہ عمل دُنیا مین کروگے آخرت مین اجر اُسکا ملے گا بموجب رباعی اُستاد رباعی

شاہان جہان کہ این جہان داشتہ اند	بنگر کہ ازین جہان چہ بر داشتہ اند
در زیر زمین بدست خود می دروند	ہر تخم کہ بالاے زمین کاشتہ اند

اور کھانے پینے سے بجز شکم پروری اور کچھ حاصل نہین ہی اور یہ کام بہائم کا ہی اور بندہ خاص
وہ ہی کہ عمر اپنی بندگی مین صرف کرے اور نفوس کُشی کے درپے ہو کہ کام نفس کا اکل و شرب در
خدا سے غافل کرنا ہی بندۂ خدا کو چاہیے کہ وہ کسب کرے کہ جس سے توشۂ عقبیٰ حاصل ہو
خوش گفت آنکہ گفت بیت آن طلب امروز بہر گوشۂ + کز پے فردات بود توشۂ + دُنیا
اگرچہ سراسر عیب ہی پار یہ ہنر رکھتی ہی کہ مزرع آخرت ہی جو تخم آج بوئے گا وہی
کاٹے گا زرع یوتک حصاد غدک یعنی کاشتن امروز تو درودن فرداست مثنوی

بکوش امروز تا تخمے بپاشی	کہ فردا بر جوے قادر نباشی
اگر این کشت ورزی را نورزی	دران خرمن بہ نیم ارزان نیرزی

مرد عاقل کو چاہیئے کہ اپنی ہمت کو امور آخرت پر مصروف رکھے تاکہ اُس سے دولت پائے اور

نعمت جاودانی پر متوجہ رہے اور یہ بات بغیر ترک تعلقات عالم غدار کے میسر نہین ہوتی ہی
بلکہ یہ اشعار گویا کے حسب حال اس مطلب کے ہین **رباعی** ے کشتی کرنی ہو کل تو تاک بندی
آج کر ٭ آزر و برائے گی کل مستمندی آج کر ٭ آج قوت اسکی رکھتے ہو مرکب ریاضت کو
میدان مجاہدے مین دوڑاؤ اور ثمرات حیات اعنی باقیات صالحات کو حمات کے واسطے
ذخیرہ کرو اور سرمایۂ جوانی کو کساد بازاری پیری کے واسطے ہاتھ مین لاؤ اور مائدۂ
زندگانی سے سفر فنا کے لیے قوت حاصل کرو چنانچہ ایک بزرگ نے یہ نکتہ رکھا ہو کہ آج
کر سکتے ہو اور نہین جانتے ہو اور کل جانو گے اور کچھ نہ کر سکو گے **بیت** چون توانستم ندانستم
چہ سود ٭ چون بدانستم توانستم نبود ٭ **ایضاً** خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ فرماتے ہین
رباعی آیا جو وجود مین سو معدوم ہوا ٭ بے فہمی ہی سب جو کچھ کہ مفہوم ہوا ٭ سمجھے اتنا
کہ کچھ نہ سمجھے افسوس ٭ معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا ٭ چونکہ راحت دنیا کی مثال
برق کی چمک سان بے ثبات ہو اس کی رونق پر ماوقف ہونا خامی خیال ہو چاہیے
کہ نہ ایسے سریع الزوال کے شدائد سے المناک ہو اور نہ اسکی راحت پر زیادہ اندازے
سے شادی کرے حاصل سخن یہ کہ ایسے غمکدہ مین آکے مسرور رہنا عاقلی اور عالی ہمتی سے
دور اور گذرگاہ سیل فنا پر عمارت بنانا ہو چونکہ یہ منزل عارتی چھوٹنے والی ہو اس سے
دلبستگی رکھنا کام اہل خرد کا نہین ہو ان سب نے کہا کہ ای فریسہ تو ہمین ترک نعمت
دُنیا کو فرماتا ہو اور حال یہ ہو کہ نعمتین اس جہان کی اس لئے پیدا کی ہین تا خلق خدا
اس سے فائدہ اُٹھائے اور نکتہ رزقناہم من الطیبات گواہ اس مدعا کا ہو فریسہ نے
کہا کہ نعمت دُنیا مراد اکل و شرب سے نہین ہو بلکہ نیکنامی اور ذکر باقی حاصل کرنا اور
زاد و راہ معاد اُسکے واسطے سے ہاتھ مین لاتا ہو مگر نعم المال الصالح کہ سبب حسن اعمال کا ہو
اگر تمکو سعادت دو جہانی مقصود ہو تو یہ بات میری کان مین رکھو طعمہ لذیذ کے واسطے کہ
ہنوز حلق سے فرو نہین ہوتا ہو کہ لذت اُسکی فانی ہو جاتی ہو پس ایسی لذت بے بقا

کے واسطے ہلاک کرنا نفوس کا بڑی حیف کی بات ہی اور جو چیز کہ بے آزار و بے ایذاے خلق اللہ ہاتھ آئے اُس پر قانع اور شاکر رہو اور وہ بھی ایسی مقدار اختیار کرو کہ بقاے حبثہ اور قوام بدن اِس سے قائم رہے جو کہ خلاف شرع و عقل ہو اس مین مجھ سے موافقت نہ چاہو کہ میری اتنی محبت تمھاری ظاہری بھی برہم ہو جاے اور سوا فقت افعال ناپسندیدہ کی کہ موجب عذاب ہی مجھ سے امید نہ رکھو اور اگر ایسی ہی تکلیف دینا منظور ہی تو اجازت دو تا ترک صحبت کر کے تم سے بلا دور دست کی راہ لون اور باقی انفاس گوشہ عزلت مین بسر کرون جبکہ یارون نے فریسہ کو نباط ورع پر ثابت قدم دیکھا معتقد ہوے اور اُس کلمات سے عذر و استغفار کیا فریسہ تھوڑے سے عرصہ مین منزل تقوی پر منتہی ہوا اور گوشہ نشین اُس دیار کے اُسکی ہیئت باطن سے دریوزہ گری کرنے لگے اور گرم رو بادیہ مجاہدہ اسکی نظر التفات سے استمداد کرتے تھے تھوڑی ہی فرصت مین شہرہ اسکے زہد و دیانت کا نواحی ہر صحرا اور بیشہ مین شایع ہوا اور فریسہ کی منزل کے نزدیک ایک بیشہ تھا نہایت شاداب اور میوہ دار اُسمین سباع۴ و وحوش بسبب فضا اور لطافت ہوا کے جمع تھے اور بادشاہ ان سب کا ایک شیر تھا ہول و ہیبت اور قوت و شوکت مین کوئی مثل اور ہمسر اُسکا نہ تھا باشندے اس بیشے کے حلقہ اطاعت اُسکا گوش فرمانبرداری مین رکھتے تھے اور لقب اسکا کامجو تھا ایک دن اپنے ارکان دولت اور ارباب صحبت سے سرگرم مقالات تھا اثناے کلام مین ایک حکایت فریسہ کی ساتھ لطف و کمال اور حسن صلاحیت کے سمع بادشاہ مین پہونچائی اور بادشاہ باشتیاق جویاے صحبت فریسہ ہوا القصہ کامجو نے معرفت ایک شخص کے فریسہ کو طلب کیا فریسہ موافق حکم بادشاہ کے کہ اغماض کرنا بادشاہ کے حکم سے بغاوت رکھتا ہی اور بغاوت حرام ہی لہذا بپاس تقوے درگاہ سلطانی مین بلا عذر حاضر ہوا اور بادشاہ نے عزت تمام سے اپنی مجلس مین جگہ دی اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ آداب

۴ سباع جمع سبع بمعنی درندہ ۱۲

طریقت تجھ سے حاصل کرون اس کے بعد بادشاہ نے ہرطرح کی گفتگو کی فریسہ کو ایک بحر بے پایان اور معرفت کمالات نفسانی مین ایک گنج بے بہا دیکھا اور چشم دوربین سے نقیر اور قطمیر طریق کارسازی اور فہم پردازی اور تقریر اور تدبیر فریسہ کی امتحان فرمائی تو تمام نقد حال اُسکا محک قبول پر عیار کامل پایا المولفہ بیت

عاشق کامل کو خوف امتحان ہوتا نہین	چرخ سے خالص طلا کا کچھ زیان ہوتا نہین

کانجو کو صحبت اسکی بہت خوش آئی بعد چندے خلوت مین فرمایا کہ ای فریسہ میری مملکت بہت وسیع ہی اور کام اس سلطنت کے بیشمار ہین اور خبر تیرے زہد کی میرے سمع جلال مین پہلے پہونچی تھی اور اب جو دیکھا تو سُننے سے زیادہ پایا بیت

شنیدہ ام کہ در آفاق نیست ثانی تو	چو دیدمت بہ حقیقت ہزار چندانی

اب تجھپر اعتماد تمام مجھے ہوا اور ملک و مال اپنا تجھے سپرد کرنا چاہتا ہون تا جیسا کہ منزل اتقا مین تو نے رتبۂ عالی پایا ہی ویسا ہی مقام امارت مین بھی مرتبۂ رفیع کو پہونچے اور زمرۂ خواص اور مقربان با اختصاص مین داخل ہو اور برکت عنایت اور حسن عاطفت ہمارا اقران اور اخوان بلکہ ابنائے روزگار پر تجھے شرف اقتدار بخشے بیت بر آستان دولت ما ہر کہ سر نہاد ✣ نگذشتہ ہفتۂ کہ زاہل سرور شد ✣ فریسہ نے جواب دیا کہ سلاطین کو لازم ہی کہ کفایت کار ملکی و مالی اُنکے واسطے کہ لیاقت اُسکی رکھتے ہون تجویز کرین اور وہ لوگ خواہان بھی اس خدمت کے ہون اور وہ اشخاص کہ جو اس سے کارہ ہون اور اسکے ضبط اور ربط پر قادر نہین اور اس عہدے کی شرطین بواقعی اُنسے روانہ ہون تو اس بار کو اُنکی گردن پر ڈالنا وبال اس نقصان اور گناہ کا بادشاہ کی طرف رجوع کریگا غرض اس سے یہ ہی کہ مین کار بادشاہی سے بدل کارہ ہون اور واقفیت اور تجربہ بھی اسکا نہین رکھتا ہون اور تو بادشاہ صاحب شوکت اور سلطان عالی منزلت ہی اور تیری خدمت مین سباع بہت ہین اور قوت و شجاعت مین آراستہ اور صفت امانت و دیانت مین مشہور اور پیراستہ اور طالب

ان کاموں کے بھی مین اگر اُنکے حق مین عنایت فرمائیے تو خاطر مبارک سب دغدغوں سے فارغ رہے اور کام بھی خوب بن آئے گا مجو نے کہا کہ انکار میرے کلام سے تجھے کیا فائدہ دیگا اس سے پہلوتہی کرنے مین کیا حاصل دیکھا ہی تونے اور معاف نکرونگا مین تجھے اور کرہاً اور طوعاً طوق اِس عہدے کا تیری گردن مین ڈالونگا فریسہ نے کہا کہ کام بادشاہ کا مناسب دو شخصوں کے ہوتا ہی ایک غافل سخت رو کہ زبان درازی اور بے مروتی سے غرض اپنی حاصل کرے اور زیرکی و حیلے سے پیش رفت لیجائے اور نشانہ مخالفت کے تیر تعرض کا بھی نہ بنے اور دوسرے غافل بے حمیت کہ کانٹون پر کھینچنے کا خوگر ہو کر اور بے تامل ورتا لطف نام و ننگ کی پرواہ نہ رکھتا ہو پس ایسا شخص معرض حسد مین نہین آتا اور دشمن اُسکے کمتر ہوتے ہین اور مین اِن دونون طرقون مین سے نہین ہون نہ حرص غالب رکھتا ہون کہ خیانت کی بدنامی کی پروا نہ کرون اور نہ طبع خسیس رکھتا ہون کہ بار ندامت اُٹھانا گوارا کرون قطعہ بخداے کہ آفرین کردست ؛ عاقلان را بجو نشستن واری ؛ کہ نیرزد بہ نزد ہمت من ؛ ملک ہر دو جہان بیک خواری ؛ لمولفہ ایضاً لخت دل کھائے سدا خون جگر مین نے پیا ؛ بہر یک نان کبھی منت کش دو نان نہ ہوا ؛ بادشاہ کبھی اس امر کو زبان پر نہ لائے اور مجھے تحمل بار مشقت سے معاف فرمائے مدت ہوئی کہ مین نے دیدۂ طمع شوخ چشم کو سوزن قناعت سے سیا ہی اور متاع بے اختیار حرص کو شعلہ آتش ریاضت سے جلا دیا ہی اگر بادشاہ دوسری بار علائق دُنیا مین آلودہ کریگا تو مجھے وہ پہونچے گا کہ جو مکھیون کو پہونچا کہ طبق شہد مین بیٹھی تھین شیر نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک فقیر صاحب دم کہ طریق طریقت مین ثابت قدم تھا ایک روز ایک شہر مین گذرا ایک حلوائی نے کہ فقیری سے کچھ چاشنی رکھتا تھا فقیر سے التماس کیا کہ ایک دم میری دوکان پر ٹھہرے تو عین بندہ نوازی ہی مرد عارف بمقتضاے خلق اور دلنوازی کے بیٹھ گیا حلوائی نے بطور پیشکش طشت شہد سے بھرا ہوا روبرو درویش کے رکھدیا مکھیان اپنی عادت کے موافق

غوغا کنان اُسپر بیٹھ گئیین ہرچند اُنکے اُڑانے مین سعی کی پر باز نہ آئین ایک بار طشت پر
گر ہی پڑین حلوائی نے جبکہ ہجوم اُنکا دیکھا پنکھا زور زور سے ہلانے لگا جو کنارے طشت کے
تھین اُڑ گئیین اور جو شہد پر بیٹھی تھین پابند ہو گئیین جبکہ اُڑنے کو چاہا پر و بال بھی شہد
مین پھنس گئے اور دام ہلاکت مین مبتلا ہوئین وہ درویش مشاہدہ اس حال کا کرکے
جوش مشاہدے سے نعرہ زن ہوا جبکہ وہ ولولہ احد تموج دریاے وجد و حال فرو ہوا حلوائی نے
کہا کہ ای عزیز صورت حلوے کی تجھ سے دریغ نہین رکھی ہے تو بھی معانی اس حال کے جو تجھپر حل
ہوے ہین مجھ سے دریغ نہ فرما درویش نے کہا کہ حال دنیا اور اُسکے حریصون کا اس شہد کے
طشت سے مجھپر کھل گیا ملہم غیبی نے کہا کہ اس طشت کو دنیا جان اور یہ عسل اسکی نعمت ہے اور یہ مگس
نعمت خوار اس دُنیا کے ہین کہ کنارے پر اور درمیان بیٹھے ہین اور جو کنارے طشت کے ہین وہ
بے حرص ہین کہ کنارہ پر رہکے بقدر ضرورت کچھ حاصل کر لیتے ہین اور قدر ضرورت سے زیادہ کے
درپے نہین ہوتے ہین جس وقت عزرائیل علیہ السلام مروحہ رحیل ہلائینگے یعنی جنبش سلسلۂ موت کو
دینگے جو کنارے طشت کے ہین اُڑ جائینگے یعنی نزع اور قبض روح اُن کا بآسانی ہوگا کہ کوئی غم
اور غصہ علائق دُنیا سے کاہش روح اُنکا نہ ہوگا اور آشیانہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
مین بازگشت کرینگے یعنی ارواح صالحین کو جگہ آرام کی بعد قبض کے اللہ کریم نزدیک اپنے
عنایت کرتا ہے اور وہ مکھیان کہ طشت کے بیچ مین بیٹھی ہین یہ مثل حریصان دُنیا کے ہین
کہ دُنیا کو زیادہ ایمان سے عزیز رکھتے ہین جسوقت کہ حضرت عزرائیل بادکش بال سے حرکت
زیادہ کرینگے بال و پر اُنکے شہد مین زیادہ پھنستے جائینگے یعنی تشدد اور تشبث تمام سے
اُنکی روح قبض ہوگی اور بمقتضاے ثم رددناہ اسفل سافلین کے یعنی جانب پستی کے
رد کیے جائینگے کہ ہر جگہ سے وہ جگہ بدتر ہے اسفل السافلین اُن لوگون کی ارواح
کا مقام ہے کہ شقاوت ابدی پر جن کا انجام ہوگا فریسہ نے کہا کہ اس مثل کے
ایراد سے یہ غرض ہے کہ بادشاہ میرے پر و بال شہد دنیا سے آلودہ نہ کرے

کہ جب امانت روح کے استرداد کا وقت پہونچے تو چلنا آخرت کی راہ کا بسہولت میسر آئے **بیت** چنان وقتے بدست آر از زمانہ ✤ کہ گر گو بیند رو گردی روانہ ✤ کامجو نے کہا کہ جسکی نظر حق پر ہی اور روش عدالت پر مستقیم ہی اور کوئی دقیقہ راستی کا فروگذاشت نہین کرتا ہی اور مظلومون کے ضرر کی ستمگارون سے باز خواست کرتا ہی اور محنت کشیدون کی بات خوشدلی اور تازہ روئی سے سنتا ہی وہ ہر آئینہ دنیا مین معزز رہے گا اور عقبیٰ مین شرف کرامت سے بہرہ مندی پائیگا فریسہ نے کہا کہ کام سلطنت کے بشرائط مناسب اگر کوئی سرانجام دے تو خوشبو نجات کی اُسکے مشام جان کو البتہ پہونچے گی لیکن دُنیا مین کام کسی کا دوام پذیر نہین ہوتا ہی اور کسی کی مدت عمل کو ثبات و قرار تا آخر عمر کمتر دیکھا ہی اور جو کوئی تقرب بادشاہ سے سرفراز ہوتا ہی پہلے اُسکے دوست بسبب حسد کے اُس سے روگردان ہوتے ہین اور دشمن اُسکی جان کو تیر بلا کا نشانہ بناتے ہین جبکہ سب کا اجتماع ایک شخص کی عداوت پر منعقد ہوا تو امین رہنا اُسکا خلاف قیاس ہی اگر پانون اُس شخص کا آسمان پر ہو تو بھی سر سلامت نہ لیجائے گا شیر نے کہا جبکہ مین تجھ سے حسن عقیدت رکھتا ہون بد اندیش کیا کر سکتے ہین ایک گوشمالی مین راہ اُنکی کید کی بند کرونگا اور تجھے نہایت مرحمت اور غایت امنیت کو پہونچاؤنگا کیا مصرع یہ نہین سُنا ہی تونے مصرعہ چہ غم زحیلۂ دشمن کہ دوست جانب ماست ✤ فریسہ نے کہا کہ بادشاہ کے یہ الطاف محض میری پرورش کے واسطے ہین ورنہ کونسی حاجت بادشاہ کی مجھ پر موقوف ہی مگر کمال عنایت میرے حال کے لائق یہی ہی کہ بادشاہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دے کہ مین اس صحرا مین بفراغت زندگانی بسر کرون اور نعمت سے فقط آب و کاہ پر صبر کرون اور مضرت حسد و دشمن سے کنارے رہون اگر تھوڑی ہی عمر کسی امن و راحت اور فراغ صحبت مین گذرے تو اس سے بہتر ہی کہ بہت سی زندگی خوف و دہشت مین بسر ہو

بیت ومے فراغت دل بہتر ست ازانکہ کسی ۔ ہزار سال نہ بر و فق آرزو دبرید
کا مجو نے کہا کہ اب وغدغۂ خوف کو دل سے دور کر اور مجھ سے نزدیک ہو کے مہمات
سلطنت کو اپنے ذمے لے فریسہ نے کہا کہ اگر حال اِس منوال پر ہی کہ عذر اور انکار
میرا کچھ فائدہ نہین کرتا ہی تو بادشاہ مجھے اپنی امان مین لے کہ جب مین نے کام
اختیار کیا تو زیر دست میری منزلت پر حسد کرینگے زبردست اپنے بیم زوال مراتب سے
میری عداوت پر اتفاق کرینگے تو بادشاہ اُنکے وہمے پر مجھ سے متغیر نہ ہو اور میرے
قضیے مین کلام حاسدون کا ساعت نہ فرمائے اور جو کچھ کہ کوئی عرض کرے اُس مین
بچشم انصاف نظر فرمائے تو البتہ مین یہ خدمت کرون مصرع بہر تہمت بنی آید تراخاطر
گران کردن ۔ شیر نے اُس سے عہد و پیمان کیا اور کنجیان سب مال و ملک کی اُسکو سپرد
کین اور تمامی اتباع اور لواحق کو حکم کیا کہ اُس کے فرمانبردار رہین القصہ تھوڑے سے
عرصے مین اُس اعتماد کو پہونچا کہ بادشاہ اُسکے سوا کسی سے مشورہ نہ کرتا تھا اور اسرار مملکت
کے سوا فریسہ کے دوسرے سے اظہار نہ فرماتا تھا ہر روز اعتقاد شیر کا زیادہ ہوتا جاتا تھا
اور قرب مرتبہ فریسہ کا بڑھتا جاتا تھا آخر نوبت اختلاط سے اتحاد کو پہونچی کہ ایکدم کی
جدائی ہزار سال کے برابر سمجھتے تھے اور سچ ہی کہ جب دوستی نہایت کو پہونچتی ہی تو یہی حال
ہوتا ہی آخر کار یہ حال مصاحبان شیر کو گران ہوا اور سب ارکان دولت نے کمر مخالفت
فریسہ پر باندھی اور آپس مین اتفاق کیا کہ ایسی خیانت سے منسوب کیا چاہیے کہ شیر کا
مزاج منحرف کرکے فریسہ کو پایۂ اقتدار سے گرائین القصہ بعد صلاح بسیار اس پر
قرار ہوا کہ ایک درندہ کو سب نے تعلیم کیا کہ قدرے گوشت شیر کی چاشت کے واسطے
رکھا جاتا ہی اُسی کو فریسہ کے حجرے مین رکھدے اور اُسپر بندشین فتنہ انگیز کرکے شیر کو
برہم کرین آخر یہی کیا جب کہ شیر زرین چنگ کنام بیہر سے باہر آیا امرا اور وزرا
موافق عادت کے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے اور فریسہ تدارک کار سرکار کے

واسطے کسی طرف گیا تھا شیر اُسکے انتظار مین بیٹھا تھا عادت یون تھی کہ سوا اُسکے کسی سے
بات کسی کام کی نہ کرتا تھا اور دوسرے چاشت کے وقت اُتھا نے شیر پر غلبہ کیا جو گوشت
کہ چاشت کا مقرر تھا ڈھونڈھا نہ پایا غیر نہایت آشفتہ ہوا اُسی وقت کہ فریسہ
غائب اور دشمن حاضر تھے دیکھا کہ آتش جوع[۱] اور حرارت غضب باہم جمع ہین فساد
شروع کیا اور تنور شرور[۲] کو گرم کرکے نان مطلب یون لگانے لگے ایک نے کہا کہ چارہ
اُسکے سوا نہین ہی کہ ہم بادشاہ کو آگاہ کرین اور حسب مین کہ نفع اور ضرر حضرت کا جانین
اُسکے عرض کرنے مین دریغ نہ کرین کا مجونے بیٹکے کہا کہ ملازمان بادشاہی کو چاہیے
کہ جو شرط نمک حلالی کی ہو اُسمین دریغ نہ کرین بے تامل عرض کرین بیت کسانے
حق شناس وحق گذارند ✤ کہ حال از بادشہ پنہان ندارند ✤ اور جو کچھ کہ سنا ہو اور
دیکھا ہو اُسے کیون عرض نہین کرتے ہو ایک شیطان سیرت نے جواب دیا کہ مین نے
یون سنا ہی کہ فریسہ اُس گوشت کو اپنے دیماس کی طرف لے گیا تھا دوسرے نے
دھوکا دینے کے واسطے کہا کہ مجھے یقین نہین آتا ہی کہ وہ جانور ہو کم آزار اور امانتدار
تیسرے نے کہا ایسی باتون مین احتیاط کرنا چاہیے کہ ہر کسی کے دوست دشمن ہوتے
ہین اور اپنی غرض کے واسطے باتین جھوٹ بناتے ہین اور کوئی شخص جلد نہین
پہچانا جاتا ہی اور اسرار خلائق کے بآسانی نہین معلوم ہوتے ہین ایک مدت کے بعد
کھلتا ہی کہ نیک کار کون اور بدکار کون ہی چوتھے نے کہا کہ واقعی کسی کے دل کا حال
جلدی نہین کھلتا ہی لیکن یہ بات کچھ فکر طلب نہین اگر گوشت اُسکے مکان مین نہ پایا جا
تو یہ افواہ کہ خاص و عام مین ہی اور سب خرد و بزرگ اپنی اپنی جگہہ کہتے ہین کہ فریسہ بڑا
دغاباز ہی پھر یہ سب سزا کے قابل ہین تا بار دگر کوئی برگزیدگان سلطانی پر تہمت
نہ کرے اور یہ جو خبر مدت سے اہل بیشہ مین منتشر ہی کہ وہ بڑا غدار ہی مین تو یہ جانتا
ہون کہ ایسے بادشاہ جبار کا کارندہ غدار ہو تو زنہار جان سلامت نہ لیجائے گا

۱ جوع بضم جیم بھوک ۲ تنور بالفتح ۔ شرور جمع شر بمعنی بدی ۱۲

لیکن بادشاہ جب تک کہ مطلع نہو مجبور رہی پانچوان بولا کہ ہم بھی یہ بات مدت سے
سنتے ہین مگر یقین کے قابل نہ تھی اب جو یہ بات سنی گئی کہ گوشت بادشاہ کی چاشت
کا اُسنے چُرالیا اگر یہ سچ ہی تو بادشاہ کے ملک و مال کا حال کیا ہوگا چھٹا بولا کہ خدع
اور مکر اُسکا بیشتر میرے گوش زد ہوا تھا اور فلانے فلانے گواہ شرعی بھی موجود ہین
اُنھون نے بارہا گواہی بحلف دی کہ زاہد ریائی کا مدار کار غدر اور حیلہ پر ہی مجھے یقین کامل
نہوا اِس لئے عرض کرنا مناسب نہ جانا کہ شہریار کو مبادا گمان میرے حسد کا ہو تو لینے کے
دینے پڑین اگر یہ شخص غدار ہی تو غدر پوشیدہ نہین رہتا ہی عنقریب ظاہر ہو جائیگا اور سزا
اپنے کردار کی پائیگا کہ ہر عمل کے واسطے منتقم حقیقی نے سزا مقرر کی ہی اور بادشاہون کے بھی
مرحمت اور سیاست کے دونون پلے برابر ہوتے ہین جو شخص جتنی بلندی سے گریگا اُتنا ہی
صدمہ زیادہ پائیگا مگر قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ وقت آپہونچا ہی کسی کی غیبت کرنے
کی حاجت نہین ہی کہ بادشاہ خود روشن ضمیر ہی لیکن باوجود دعوی فقر و پاک طینتی اور خرقہ
صوفیانہ اور نیک نیتی کے جو کوئی حیا نہ کرے اور خیانت فاش سے نہ شرمائے تو لازم ہی کہ یہ
بیت اپنے حال کے موافق تکرار کرے **بیت** خرقہ پوشئی من از غایت دینداری نیست
خرقہ را بر سر صد عیب نہان مے پوشم ✤ ساتوان دروازۂ معقول گوئی سے در آیا اور کہا کہ
اس پاکیزہ روزگار متقی دیندار کے کلام سے ہمیشہ یہ تراوش کرتا تھا کہ اُسکا عقد جان ہمہ معصیت و بلا
اور محنت و عنا مین مصروف رضاے پادشاہی ہی با این ہمہ اگر ایسی خیانت ظاہر اُس سے
سرزد ہوئی ہو تو حیرت کا محل ہی اور کسی طرح سے یقین نہین آتا ہی باقی الغیب عند اللہ
آٹھوین نے کہا کہ جب کہ ایسی قلیل چیز پر کہ بادشاہ کی چاشت کا وظیفہ تھا اور اُس نے
اُسپر آنکھ اپنی سیاہ کی ہو تو قیاس کیا چاہیے کہ مہمات کُلّی مین کس قدر کی خیانت
کی ہوگی اور مال بادشاہی سے کیا تصرف مین لایا ہوگا جو صیاد کہ بیضۂ گنجشک سے
درگذر نہ کرے وہ تیہوا اور کبک پر قادر ہو کے کب درگذر کرے گا جب کہ

امرا و وزرا نے میدان خالی پا کے اپنے حسب لخواہ بدگوئی مین زبان آوری کی اور کا مجو کا دل غبار تردد سے خوب بھرا اُسکے بعد ایک نے اُن مین سے کہا کہ اگر یہ بات سچ نکلی تو یہ فقط خیانت نہین بلکہ دلیل ہی کافر نعمتی اور حق ناشناسی کی اور حقارت بادشاہ کی بھی اسمین متصور ہی کیونکہ دشمن کہینگے کہ بادشاہ نے کیا سمجھ کے ایسے خائن پر اعتماد کیا تھا دوسرا وزیر بولا کہ ای یارو ایسے کلمات زبان پر نہ لاؤ اور اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کرو ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً خلاصۂ معنی آیت یہ ہی کہ آیا دوست رکھتا ہی تم مین سے کوئی یہ کہ کھاوے گوشت اپنے برادر مردے کا لازم ہی کہ دانت اپنے بھائی کے گوشت مین نہ مارو اگر قضیہ خیانت کا واقع ہو تو تم سب گناہگار ہوگے اگر بادشاہ اسی ساعت فرمائے تو مکان اُسکا ڈھونڈھا جائے اور اشتباہ رفع ہو جائے اگر گوشت اُسکے مکان سے نکلا تو بھی گواہ ہی اُسکی خیانت کا اور گمان خاص و عام کا بجا ہی اور اگر گوشت اُسکی دیاس مین نہ نکلا تو افترائے صریح ہی پھر سب پر واجب ہی کہ استغفار کرین اور فرلیسہ سے گناہ اپنے بخشوادین دوسرے نے کہا کہ اگر احتیاط منظور ہی تو اُسکی تحقیق مین جلدی کیجائے ورنہ اُسکے جاسوس صحبت مین بہت ہین ساعت بساعت خبر پہونچاتے ہین جب کہ وہ مطلع ہو جائے گا تو اُسکا تدارک جو کچھ کہ چاہیے سو کریگا پھر اسبات کا کھلنا دشوار ہو جائے گا آخر ایک اور ندیم نے گستاخانہ عرض کیا کہ اس واقعے کے تفحص سے فائدہ کیا ہی اگر گناہ بھی اُس خائن نامتدین کا ثابت ہوا تو ایسا شعبدہ کرے گا کہ بادشاہ کو اس مکافات سے منحرف کرکے سب خیر خواہون پر غضبناک کر دے گا ایک تو اُسوقت حال شیر کا بھوک سے متغیر تھا اور اُسپر ان لوگون نے یہان تک مفسدہ کیا کہ کراہت فرلیسہ کی طرف سے شیر کے دل مین آہی گئی لیکن پھر بھی کامجو نے عقل سلیم کو دخل دیا اور سب سے کہا کہ اس قضیے نے مجھے سخت متردد کیا ہی جب غور کرتا ہون کہ وضیع اور شریف ارکان دولت فرلیسہ کی خیانت پر متفق ہین اور ایسا اتفاق کمتر ہوتا ہی بلکہ نہین سُنا ہی کہ سب کے سب

ایمان چھوڑ دین اور ناحق ایک بیگناہ کو حسد سے قتل کرا دین اور مطلق خوف خدا اور شرم خلق اللہ نہ کرین اور ندیم کافی کہ باعث آرام بادشاہ اور موجب فلاح سلطنت ہو اسکی ہلاکت پر راضی ہون اور جس وقت کہ نظر تامل سے دیکھتا ہون تو زنہار یقین نہین ہوتا کہ ایسا زاہد و عابد کہ سب عالم جسکی امانت و دیانت پر گواہ ہی اور مین نے بھی اِس مدت مدید مین کبھی شائبہ خیانت اُسکے اقوال و افعال سے پایا نہین ہی پھر ایسی خیانت اُس سے کیونکر ہوئی ہو گی ان دونون صورتون مین عجب طرح کا تردد عظیم میرے لاحق حال ہی مگر بعد تامل بسیار عقل سلیم کہتی ہی کہ یہ سب سباع کہ فریسہ سے مرتبہ مین کمتر ہین وہ سب گوشت کے محتاج نہین ہین بلکہ بقدر احتیاج اسی کے ہاتھ سے سب کو ہر روز پہونچتا ہی پس فریسہ کو گوشت کی کیا کمی تھی کہ ہماری چاشت کا گوشت چرا لیتا اور پھر چرانے کے بعد اُسے کھاتا بھی نہین اور ویسا ہی اس مین رکھ چھوڑتا کہ تم اسے نکال لاتے لہذا جواب اِس بات کا جب تک دلیل کافی سے نہ لاؤ گے قابل اعتبار نہین ہی سیاہ گوش نے عرض کی کہ جواب شافی اِسکا موقوف ہی ایک حکایت پر اور وہ حکایت ہی زن گدائی پیشہ کی کہ ایک بادشاہ کی منظور نظر ہوئی تھی کام مجو نے پوچھا کہ حکایت اُسکی کیا ہی **حکایت** کہا کہ ایک عورت کم سن متناسب اعضا اور رنگ و روغن اور آنکھ ناک سے بہت درست تھی کہ جسے نک سُک سے ٹھیک ٹھاک کہتے ہین کوچہ و بازار مین گدائی کرتی پھرتی تھی لیکن بسبب خواری اور مذلت کے کہ میلی کچیلی اور خاک آلودہ اور لاغر پھرتی تھی اُسکا حسن و جمال کسی کے خیال مین نہ آتا تھا اتفاقاً ایک دن سواری بادشاہ کی سر بازار گذری اور اُسپر نظر پڑی ان دنون کہ نیّر اقبال اسکا حضیض نکبت سے نکلکر اوج ترقی پر درخشانی کر رہا تھا اس لیے بادشاہ کی نظر مین حور و پری سے بہتر دکھلائی دی حکم کیا کہ اسے سوار کر کے لے آؤ فوراً خدام سلطانی نے محافے مین بٹھا کے ورود دولت پر حاضر کیا حکم ہوا کہ

محل شاہی مین داخل کروا دو محلدار سے کہو کہ جلد حمام کروائے اور پوشاک نفیس پنہائے مشاطہ سے کہو کہ آج اُسے آراستہ کرکے چوکی مین لگائے جب کہ بعد آرائش تمام شب کو بادشاہ کے روبرو آئی دیکھتے ہی ہزار جان سے مفتون ہوگیا اور تمام شب بوس و کنار اور خلا مین لبسر کی اور روز بروز غلبۂ عشق کا بادشاہ کو زیادہ تر شدید اکرتا جاتا تھا حتی کہ افضل النسا اور ملکہ جہان خطاب ہوا اور بادشاہ کا کھانا اور سونا بھی اُسی کے ساتھ تھا باوجودکہ اِس خواری و ذلت سے نکل کے اس عیش و آرام سے رہتی تھی مگر روز بروز لاغر اور نزار ہوتی جاتی تھی ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ حال اپنا بتا کہ اس راحت و عشرت مین کیون لاغر ہوتی جاتی ہی جو بیماری ہو تو معالجہ کیا جائے اور اگر کوئی رنج روحانی ہو تو اُسکا تدارک ہو اُسنے کہا کہ ای بادشاہ نہ مجھے کوئی ملال بدنی ہی نہ روحانی مگر بادشاہ مجھے اپنے ساتھ کھانا نہ کھلائے اور حکم ہو کہ میرا کھانا جدا آئے اور سب سے علحدہ کھایا کرون اسکے بعد مین ہرگز لاغر نہ ہونگی بادشاہ نے اُسی دم حکم کیا اور کھانا اُسکا علحدہ آنے لگا اُسکے بعد یہ روز بروز فربہ اور سرخ و سپید ہونے لگی بادشاہ نے خدام محل سے پوچھا کہ یہ جدا کھانے مین کیا کرتی ہی اُنھون نے عرض کیا کہ کنیز دن کو اسکا علم مطلق نہین ہی اس قدر معلوم ہی کہ جب خاصہ آتا ہی تو یہ طاقون پر چنوا کے پردے کھلوا دیتی ہی اسکے بعد پھر جو خاصہ آتا ہی تو طاقون پر چنوا کے پردے کھلوا دیتی ہی اسکے بعد معلوم نہین کہ اندر کیا کرتی ہی اور کس طرح کھاتی ہی اور ایک دن جبکہ مشغول کھانے کی ہوئی بادشاہ مخفی آکے پردے مین جھانکنے لگا دیکھا کیا ہی کہ روبرو ہر طاق کے آتی ہی اور کہتی ہی کہ خدا کی راہ پر ایک ٹکڑا دو پھر اُسمین سے لے کے ایک لقمہ کھا لیتی ہی پھر دوسرے طاق کے آگے جاتی اور کہتی ہی کہ اللہ کے نام پر ایک نوالہ دو اُسمین سے بھی ایک لقمہ لیکر کھا لیتی ہی اسی طرح سب طاقون سے مانگتی پھرتی ہی جب سیر ہو جاتی ہی تو کنیزون کو آواز دیتی اور کھانا اُٹھا دیتی ہی اور ہاتھ مُنھ دھو کے آیا کرتی ہی جب کہ بادشاہ نے یہ حال مشاہدہ کیا سمجھا

کہ علت دھونے سے البتہ جاتی ہی مگر عادت نہین جاتی ہی اُسی دن بادشاہ نے اُس کو نکال دیا اور اُسکے بعد پھر اُسکا نام نہ لیا ای بادشاہ فریبہ بھی اسی طرح سے مردِ گدا پیشہ اور خائن اور مکار تھا تو نے دفعتہً بلا امتحان اُسے وزیر اعظم کر دیا گو اس مرتبے کو پہونچا مگر عادت خیانت اور گدائی کی اُس سے کب جاتی ہی اَلّا یہ سچ ہے کہ اُسے گوشت کی یا کسی چیز کی تیری بدولت کیا کمی ہی مگر عادت خبث سے مجبور ہی کہ چوری اور خیانت بسبب اسکے کہ اسکی نہاد مین لکھی گئی ہی اُسے چین اور قرار نہین آتا ہی جبکہ دلیل یہ روشن اور مثال چسپان سیاہ گوش کی زبان سے کامجو نے سُنی یقین ہوا کہ یہ امر بے سبب نہین ہی حکم دیا کہ دیکھو اُسکی دیاس مین گوشت کا کچھ اثر ہی یا نہین فوراً ایک درندہ اُٹھا اور وہان جاکے آدھا گوشت زمین مین گاڑ دیا اور آدھا اُٹھا لایا کامجو نے کہا کہ ایک حیرت مجھے یہ ہی کہ اگر گوشت اُسنے کھانے کے واسطے لیا تھا تو رکھ کیون چھوڑا سیاہ گوش نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ بغور دیکھو کہ سب گوشت تیری چاشت کا اِتنا ہی تھا اُسنے بقدر اشتہا اپنی کے کھا لیا ہی اور جو باقی رہا اُسے رات کے واسطے رکھ چھوڑا ہی اس گفتگو کے بعد کامجو کو یقین کامل ہوا اور فریبہ کے حاضر کرنے کا حکم دیا سرہنگام شاہی بجا آوری فرمان شاہی کی غرض سے اُسکو لینے گئے بیچارہ ان غدارون کے مکر سے بیخبر اور دامن اُسکا لوث خیانت سے پاک تھا بیباکانہ شیر کی خدمت مین پہونچا شیر نے گوشت کی بابت دریافت کیا فریبہ نے کہا کہ مین نے اہل مطبخ کو دیکر تاکید کی تھی کہ چاشت کے وقت بادشاہ کے آگے لیجانا چونکہ اہل مطبخ بھی شریک حال اُنھین دشمنون کے تھے انکار کیا کہ ہم ہرگز گوشت سے واقف نہین ہین اور کسی نے ہمین سونپا نہ تھا بادشاہ نے وہ سب حکایت کہ تحقیق کر چکا تھا بیان کی اور کہا مجھے کسی طرح شک تیری خیانت مین باقی نہین رہا ہی اگر جواب شافی تجھ سے سرانجام ہوا تو خیر ورنہ دیکھیگا جو دیکھیگا فریبہ سمجھا کہ دشمنون نے کام اپنا کیا اور جو مہم کہ مدت سے مد نظر تھی اور رشتہ اُس کی تدبیر کا کات رہے تھے آج درست کیا اور دل مین سمجھ کے یہ اشعار گویا کے حسب حال اپنے پڑھے

ابیات

کون ہین وہ جو کیا کرتے ہین حیوان کو قتل ٭ ہم سے سیماب بھی کشتہ کسی عنوان نہوا ٭ ہاتھ مین سبحہ تو زنار رہا گردن مین ٭

ہہسے آزردہ دل گبر و مسلمان نہوا ٭ مین تو ای تشنہ ترے صحرا کو سمجھ دار شفا ٭ یان بھی
آیا تو مرے درد کا درمان نہوا ٭ بادشاہ کے وزیرون مین ایک بھیڑیا تھا کہ مدت سے
فریسہ کی ترقی پر خار خار تھا بولا کہ ای بادشاہ خیانت اُس بدکار گنہگار کی روشن ہوئی
اور احتیاج گواہ اور شاہد کی کچھ باقی نرہی اب مناسب ریاست یہ ہی کہ سیاست مین
تاخیر نہوا ور اگر یہ امر مہمل رہا تو بیشک خائن اور گنہگار ساعت بساعت اپنے افعال پر
دلیری کرینگے اور حکما کا اسپر اتفاق ہی اگر بادشاہ ہر ہر محل مین اپنی سیاست اور حرمت
کو عمل مین نہ لائیگا اور قصور فرمائیگا تو امور سلطنت کے عنقریب برہم اور درہم ہو جائینگے
ایک سیہ گوش کہ بادشاہ کا مخصوص تھا اُسنے یون عرض کی بادشاہ عالم پناہ کی وہ
راے روشن ہی کہ آفتاب اُسکے پرتو سے اکتساب ضیا کرتا ہی اور شمع شبستان سپہر اسکی
حمایت خرد سے چہرہ اپنا روشن بناتی ہی مین اس تعجب مین ہون کہ خیانت اس غدار
کی اور رعونت اس غدار کی اور خباثت اس روباہی مکار کی کیونکر راے عالی سے پوشیدہ اور
خبث اُسکے ضمیر ناپاک اور مکر طبع حیلہ انگیز کا کس طرح اتنی مدت مخفی رہا باوجود ایسے گناہ
عظیم اور فعل قبیح کے قتل اُسکا شہریار نے کیون توقف مین ڈالا ہی اور مشرب سیاست کہ
بیخ نہال دانش کو تازہ رکھتا ہی کیون جاری نہین کرتا ہی کامجو نے فرمایا کہ تیرا مطلب کیا
ہی اُسنے جواب دیا کہ ای بادشاہ حکیمون نے کہا ہی کہ من جنت سیاستہ دامت ریاستہ
نظام سیاست باعث دوام ریاست ہی جسنے کہ تیغ سیاست نیام انتقام سے نہ کھینچی
وہ فتنہ اعدا کی سپہم نہ پہونچا سکے گا اور جس نے کہ بنیاد فساد کو منہدم نہ کیا نہال گلشن
امان اُسکا باغ زمانہ مین نشو نما نہ پائیگا بیت آئین سیاست ار برافتد ٭
بنیاد امان زپا در افتد ٭ جو کوئی کہ اصلاح ملک کیا چاہے سیاست مین تاخیر نہ کرے
اگر مونس دل اور مقبول خاطر ہوا اُسپر بھی التفات نہ کرے جیسا کہ بادشاہ بغداد
نے مصلحت عام کے واسطے اپنا محبوب خاص سیاست پر کھینچا کامجو نے پوچھا کہ یہ

حکایت شاہزادہ خراسان و بغداد

قصہ کیونکر ہو **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ملک خراسان مین ایک بادشاہ تھا کہ اداے قانون عدالت جمشید وار سے جام جہان نماے عقل کو آئینہ روزگار بنایا تھا اور بلحاظ قاعدہ اسکندری چشمہ حیات کا ہمیشہ طالب تھا یعنی عدل وہ آب حیات ہے کہ عامل اسکا نام نیک کے سبب سے کبھی نہین مرتا ہے اور اُسکا بیٹا تھا نیک خو زیبا رو کہ کمند ملاطفت مین دل خلق اللہ کھینچتا تھا اور دانہ احسان واکرام سے مرغ جان خاص و عام کو دام محبت مین لاتا تھا اس شاہزادہ کو آرزوے طواف خانہ کعبہ اور عزیمت اداے ارکان حج مصمم ہوئی بعد قیل و قال بسیار باپ سے اجازت پا کے تری کی راہ سے متوجہ سفر کا ہوا اور ملازمون کے گروہ کے ساتھ مرکب کشتی پر سوار ہو کے عنان اختیار باد سبکرفتار کے ہاتھ مین دی **بیت** چشم فتان ہوئی گرداب بلا دریا مین ÷ بے خطر موج کے مانند چلا دریا مین قطع مسافت کر کے مکہ معظمہ کو پہونچا بعد اداے لوازم ارکان حج متوجہ آستانہ بوسی حضرت سلطان رسالت اور خاقان بارگاہ جلالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا آخر شرف سعادت آستانہ بوسی سے مشرف ہو کر قافلہ خراسان کے ساتھ بغداد کی جانب آیا بادشاہ بغداد حال شاہزادے کا سُنکر پیشوائی کو باہر آیا اور قاعدہ جہانداری مین ترتیب بادشاہانہ بجا لا کر استدعا کی کہ چند روز یہین توقف کیجیے بموجب درخواست بادشاہ بغداد کے چند مقام کیے جب کہ رنج سفر سے آسودہ ہوا اجازت وطن کی چاہی سلطان بغداد نے بہت عذر کیا لیکن اُسنے شکر گذاری کے بعد رخصت مین اصرار کیا اور ایک کنیز چینی کہ لعبت چین اس سے عبارت ہے ہدیہ کے طور سے بادشاہ بغداد کو نذر کر کے آپ راہی خراسان کا ہوا شاہزادے کے رخصت ہونے کے بعد سلطان بغداد نے کنیز کو حرم سرا مین بلایا پس وہ صورت دیکھی کہ نقاش فطرت نے زیبائی مین لوح وجود پر ایسا نقش کمتر کھینچا تھا اور دیدہ مصور فکر نے رعنائی اور دلفریبی مین جریدہ خیال پر ایسا جمال نہ دیکھا تھا اور اُسکی زلف مشکین نے کمند فتنہ مین ایک عالم

کو جکڑا اتھا اور ماہ جہانتاب اُسکے قدمون پر پیشانی ملتا تھا بادشاہ بغداد دیکھتے ہی
حسن و جمال اُس پری تمثال کا فریفتہ ہوگیا اور کہتا تھا یہ شعر گویا کا میرے ہی حسب حال
ہی **بیت** سامنے آتا ہی جو یوسف جمال ؛ اُس کے ہاتھون مفت بکجاتے ہین ہم ؛
مگر حاکم خرد منع کرتا تھا کہ دل اُس سے نہ لگائے پر فائدہ نہ کرتا تھا اور کار فرمائے عقل
ہرچند آب نصیحت آتش عشق پر چھڑکتا تھا مگر شعلہ اسکا منطفی نہ ہوتا تھا اور یہ شعر گویا کا
ہر دم زبان پر رہتا تھا **بیت** آپ سے جاتا نہین ہین اس ستمگر کیطرف ؛ خود بخود گردن
کھنچی جاتی ہی خنجر کی طرف ؛ القصہ یہان تک طرح معاشرت کی کنیز سے بڑھی کہ بالکل
ملک و مال کی خبر نہ رہی اور یہ دستور ہی کہ جب بادشاہ لہو و لعب اور عیش و طرب مین
مشغول ہوکے مظلومون کے حال سے بھی غفلت کریگا تو تھوڑے سے عرصے مین ہرج و مرج
سلطنت مین پیدا ہوگا اور آشوب فساد یہان تک ترقی پائیگا کہ کام خلائق کا اضطرار
و اضطراب کو پہونچے گا **نظم ناسخ** شاہد پرست جبکہ کوئی بادشہ ہوا ؛ آیا زوال شمس عمر است
گیا وقوف ؛ جب نور آفتاب ہوا زیر ماہتاب ؛ قول منجمین ہی کہ بس ہوگیا کسوف ؛
جب کہ چند روز اس طرح پر گذرے ارکان دولت نے بادشاہ کی بے پروائی سے حال و اوقات
کا خراب دیکھا ہر ایک نے دست نیاز گوشہ نشینون کی جانب دراز کیا اور درویشان پاکیزہ
نفس کے باطن سے دریوزہ دعا کا صلاح حال بادشاہ کے واسطے کرنا شروع کیا آخر مضطران
کا تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا بادشاہ نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہی
کہ تجھے کیا ہوا ہی کہ مظلومون کے کام سے تو نے ہاتھ کھینچا ہی قریب ہی کہ یہ دولت تیرے ہاتھ
سے جاتی رہے کیون اپنے ہاتھ سے تیشہ اپنے پاؤن پر مارتا ہی بادشاہ نے ہیبت خواب سے
بیدار ہوکے اور غسل کرکے زبان اقتدار و استغفار کھولی اور تدارک مافات مین مشغول
ہوا اور حکم دیا کہ یہ کنیز آج سے میرے پاس نہ آنے پائے اگرچہ اُسکے بغیر آرام نہ تھا اور دل
اُسکے مشاہدہ جمال کے بغیر قرار نہ پاتا تھا اور یہ شعر گویا کا تکرار کرتا تھا **بیت** یہ جنون

ہرج مرج: بلغ نقصان ۱۲
اضطرار و اضطراب: مستعمل شود ۱۲
اوقات: جو حبہ جاتی رہی ۱۲ ۱۲

جھاڑ کے پنجے مجھے چمٹتا ہی کہ بس ٭ کبھی دامن جو چھڑایا تو گریبان ہوا ٭ لیکن خوف الٰہی اور بیم زوال بادشاہی سے یہ حکم کیا تھا کہ یہ میرے پاس نہ آئے کنیزک نے دو دن صبر کیا اسکے بعد بادشاہ کے پاس بے حجابانہ چلی آئی اور یہ شعر مؤلف کا زبان پر لائی بیت

کچھ تو فرماؤ مکدر کیون ہو ٭ کیا گنہ کیا ہی خطا کیا باعث ٭ پھر بادشاہ نے اسکا جمال دیکھا ہوش جاتا رہا اور جنون وعشق نے متاع عقل وفہم کو تاراج کیا اور شعر مولف کا پڑھنے لگا

بیت ان دنون پھر بیقراری کا اثر ہونے لگا ٭ پھر مرا دامن مرے اشکون سے تر ہونے لگا

پھر اسکے بعد اسی طرح چندروز اُسکا شیفتہ جمال ور فریفتہ زلف وخال ہوکے عشرت مین بسر کی دوسری بار پھر جاسوس عالم غیب کی اشارت لاریب سے بادشاہ کو ہوش آیا اپنے دل مین کہا کہ اس فتنہ کے دفع کرنے کے سوا میرے درد کی دوا نہوگی اور بے اسکے کہ یہ بلا بکلی دفع ہو جائے کام سامان کو نہ پہونچے گا بعد ازین جلاد کو حکم کیا کہ اس کنیز نے نافرمانی کی ہی کہ بغیر بلائے میرے پاس چلی آئی اُسکی سزا یہ ہی کہ اُسے لیجا کے دریائے دجلہ مین ڈبو دیوے جلاد بموجب حکم کے کنیز کو باہر لایا اور اپنے دل مین سوچا اگر بادشاہ کل پشیمان ہوکر مجھے طلب کرے اور وہ جو ہلاک ہوگئی تو مین کیا تدارک کرونگا اسواسطے اسنے اپنے گھر مین چھپا رکھا شاہ اُس حرکت کے بعد بہت ملول ہوا جب کہ جلوت سے خلوت مین آتا تھا تو آرزوے دیدار یار غلبہ کرتی تھی اور بہت مضطرب ہوتا تھا اور پھر اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا اور دلائل عقل سے دل کو تسکین دیتا تھا ایکدن دفع ملال کے واسطے بادۂ آب کے چند جام نوش کیے جب کہ سرور حواس پر مستولی ہوا اور ناصح عقل کا دماغ سے اُٹھ گیا خیال یار دلفریب سے بے شکیب ہوا اور جلاد کو طلب کرکے پوچھا اور تہدید تمام سے کہا کہ اگر آج کی رات اُسے حاضر نہ کیا تو تجھے دار پر کھینچونگا ہر چند جلاد نے عذر کیا کہ مین نے جو کچھ کیا سو بادشاہ کے حکم سے کیا میرا کیا قصور ہی لیکن بادشاہ کو جو نشہ شراب نے بیخود کر رکھا تھا عذر واجبی سیاف کا نہ سُنا وہ ناچار ہوکر ہیبت سلطانی سے ڈرا اور اُس

کنیز کو حاضر کر دیا بادشاہ نے پھر نئے سر سے نبیاد نشاط کو تازہ کیا اور اسباب عیش پر
آمادہ ہوا القصہ اسی طرح تین بار بادشاہ نے اُسکے قتل کا حکم دیا اور سیاف نے خوف جان
سے اُسے بچا رکھا تھا اور طلب کے وقت پھر حاضر کرتا تھا ایک دن بادشاہ سوچا کہ
چارہ اس کام کا اپنے ہاتھ کے سوا سرانجام نہ پائیگا اور دفع اس بلا کا اور کے ہاتھ سے
زنہار نہوگا القصہ ایکدن بادشاہ لب بام کھڑا ہوا دجلے کی سیر کرتا تھا اور وہ کنیز بھی
پاس کھڑی تھی بادشاہ نے خیال کیا کہ اگرچہ یہ کنیز بیگناہ ہی مگر مین اسکے پیچھے یہانتک
از خود رفتہ ہون کہ کام خلق اللہ کا تباہ ہوا جاتا ہی اور داد نہ دینا مظلومون کی بڑا گناہ
ہی پس بہتر یہ ہی کہ جب آدمی دو بلاؤن مین مبتلا ہو تو جو آسان ہو اُسے اختیار کرے بقول
عرب من ابتلی ببلیتین فلیختار اھونہما اب بہتر یہی ہی کہ اس کنیز اور اپنے آرام جان سے
ہاتھ اُٹھاؤن اور داد مظلومون کی ترک نہ کرون اسکے بعد بادشاہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کے
دفعتہً دجلے مین پھینکدیا اور حکم دیا کہ اُسے نکالو آخر دریا سے نکال کے دفن کر دیا ہرچند
کہ الم اسکے ہلاک کا زیادہ از حد کھینچا کہ گویا وہ آپ مر گیا لیکن صلاح ملک اور مظلومون کی
داد کے واسطے اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا اور یہ مثل اسواسطے کہی گئی ہی تا بادشاہ
جانے کہ صلاح مملکت کی رعایت کرنا واجب ہی اور شخص خائن کو زنہار اپنا انیس نہ کرے اور
ایک شخص کہ جس سے مضرت امور کلی کو پہونچے اور فائدہ عالم کو نہو اُسے دفع کرے بادشاہ
اس ومدمے سے دم مین اُنکے آکے سخت غضبناک ہوا اور فریسہ کو پیغام دیا کہ اس گناہ کا
اگر کوئی عذر ہو تو پیش کرے ورنہ دیکھے گا جو دیکھے گا مثل مشہور ہی کہ جسکا ہاتھ کوتاہ ہوتا ہی
اسکی زبان دراز ہوتی ہی اسکے مناسب مؤلف کا شعر ہی بیت ترک مطلب کیا ہی بے نیاز
ہاتھ کھینچا پاؤن پھیلاتے ہین ہم ۔ فریسہ نے کہ بیگناہ تھا جواب درشتی آمیز دیا سنتے ہی جواب سخت
کے غصہ نامجو کا دو بالا ہو گیا اور عہد و پیمان کو برطرف کر کے فریسہ کے قتل کا حکم دیا یہ خبر
مادر شیر کو پہونچی کہ شیر نے تعجیل کی اور حلم و بردباری کو چھوڑ کے خفت سبکساری کا مائل ہوا اور

ع معنی عربی جو شخص مبتلا ہو دو بلاؤن مین پس اختیار کرے آسان تر دونون کامون

دل مین کہا کہ جلد پہونچنا مناسب ہی کہ اپنے فرزند کو وسوسۂ شیطانی سے باز رکھون معمول ہی کہ جب بادشاہ پر غصہ غالب ہوتا ہی شیطان اُسوقت اُسکے مزاج پر زیادہ تر تسلّط پاتا ہی اور خلاف صواب کے راہ بتاتا ہی بیت غضب از شعلہ ہاے شیطانیست عاقبت موجب پشیمانی ست ؎ پہلے ایک شخص کو جلاد کے پاس بھیجا کہ فریبہ کے قتل مین توقف کرتا مین شیر سے کلام کرلون اول کا مجو کے پاس آئی اور کہا کہ اے فرزند مین نے سُنا ہی کہ تونے فریبہ کے قتل کے لیے حکم دیا ہی گناہ اسکا کیا ہی شیر نے صورت حال بیان کی مادر شیر نے کہا کہ اے فرزند آپ کو بادیہ ضلالت مین سرگردان نہ کر اور مشرب عفو اور احسان سے بے بہرہ نہو کہ پندگویون نے کہا ہی کہ شناخت آٹھ آدمیون کی آٹھ چیزون کے ساتھ ہی ہوتی ہی حرمت زن کی شوہر سے اور پرورش فرزند کی والدین سے اور دانش افزائی شاگرد کی استاد سے اور قوت بادشاہ کی فوج اور مشیران کامل سے اور کرامت زاہدون کی تقوی سے اور امینی رعیت کی بادشاہ بیدار مغز سے اور نظام کار بادشاہی عدل و داد سے اور رونق دل کی عقل سے اور عمدہ اسباب مین دو چیزین ہین ایک یہ کہ پہچاننا اپنے رفیقون کا ہر ایک کے مرتبہ کے موافق اور رعایت کرنا ہر ایک سے مقدار اُسکے ہنر کے اور دوسرے معمول یہ ہی کہ مقربان درگاہ باہم نزاع دلی رکھتے ہین کہ سوا غنا اور ہلاکت کے عداوت اُنکی جاتی نہین ہی اگر بادشاہ بدگوئی ایک کی دوسرے کے حق مین سُنے تو ایک بھی لائق اعتماد کے نرہے کیونکہ اُنکا دستور ہی کہ کیسا ہی مخلص ہو خواہ ہو اُسے معرض تہمت مین لاتے ہین اور خیانت کو لباس امانت مین جلوہ دیتے ہین اگر بادشاہ شست خرد ہوا تو بے گناہ گرداب بلا مین پڑینگے اور مجرم قوت فریب سے ساحل نجات پر سلامت پہونچینگے بیت بے گنہ دل شکستہ در زندان ؎ مجرم از دور خرم و خندان ؎ اور لاشک نتیجہ اس کام کا یہ ہی کہ حاضرین قبول عمل سے امتناع کرتے ہین اور غائب حاضر ہونے مین پرہیز رکھتے ہین اور ہزار خلل ارکان شاہی مین راہ پاتے ہین اور مضرتین اس کی حد سے باہر اور

اور قیاس سے افزون ہین قطعہ منہ گوش بہ قول اہل غرض + کہ زین نشان رسد ملک و دین را
شکست + غرض دار گر از تو شد بہرہ مند + شود پایہ قدر و جاہ تو پست + اگر
باحسودان شدی ہمرکاب + عنان بزرگی نداری بدست + شیر نے کہا کہ مین نے
کسی کے کہنے پر فریسہ کے قتل کا حکم نہین دیا بلکہ جب اُسکی خیانت خود مجھ پر ظاہر ہوئی ہی
تب میرا مزاج تیز ہوا ہی شیر کی مان نے کہا کہ تغیر بادشاہون کے مزاج کا بے یقین صادق
خصوصًا اہل اعتماد کے حق مین روا نہین ہی اور یہ جو کہا تونے کہ اُسکی خیانت خود مجھ پر
ظاہر ہوئی یہ غلط ہی ثبوت خیانت کا ہنوز شبہہ مین ہی جس وقت کہ پردہ روے کار سے اُٹھیگا تو
حقیقت معلوم ہو جائیگی کہ راست کیا اور دروغ کیا ہی لازم تھا کہ پہلے اُسکی خدمتین یاد
خاطر رہتین اور جو خیر خواہیان کہ اُس سے صادر ہو چکی ہین وہ لوح ضمیر منیر سے محو نہوتین
اور باتین بے ہنران نا آزمودہ کی ہنرمندان کافی کے حق مین مسموع نہ کی جاتین کہ
بے ہنرون کا دستور ہی کہ سو سو حیلے اُٹھاتے ہین تا ہنرمند تردد مین پڑین اے فرزند
عقل دور اندیش اور راے عالم آراے کے مناسب یہ ہی کہ جو صورت حادثہ کی پیش آئے
اُسکو فکر عاقل اور تمیز کامل سے پہچاننا چاہیے کہ ہر شخص کے جوہر کا شرف صفائی سے
خرد ارجمند کے ہوتا ہی بیت عقل ست کہ بنیاد شرف محکم ازوست + افزونی حرمت
بنی آدم از وست + فریسہ تیرے در دولت پر مرتبہ بلند اور درجہ ارجمند کو پہونچا
اکثر مجلسون مین تونے اُسکی ثنا و صفت کی اور بارہا اُس سے شورے کیے اب لازم
ہی کہ سبکی اپنے قول کی ظاہر نہ کر اور جس بنا کو کہ اپنے ہاتھ سے اُٹھایا ہی اُسے
بے سبب گرانا آپ کو شماتت اعدا مین ڈالنا ہی اور جو بات کہ فراخور ثبات و وقار
نہین ہی اُس سے احتیاطًا واجب ہی تا عقلا کے نزدیک متہم نہ ہو انصاف کر یہ نسبت
کہ فریسہ کی طرف دشمنون نے کی کس قدر عقل سے دور ہی کہ ایک شی محقر کہ کوئی شخص ادنے
بھی اُسپر آنکھ اپنی نہ کریگا پس ایسا جلیل القدر کہ اُسے تیری بدولت کسی چیز کی کمی نہین

ہی وہ کیونکر ایسی بے حقیقت چیز پر بے دیانتی کرتا اوصاف جس کے زہد وتقوی کے اہل زمین وآسمان کی زبان پر جاری ہین اُسکو ایسی شے محقر کیونکر مغلوب کرتی اور اُس سے پیشتر کہ فریسہ ملازم سرکار نہ تھا گوشت کو ترک کر کے زاویہ نشین تھا تو نے جبکہ طلب کیا کسی طرح اس ثروت وخدمت کو قبول نہ کرتا تھا آخر ہزار دقت عظمت شاہانہ سے مجبور ہو کے بصد کراہت یہ خدمت قبول کی اور جب سے کہ ملازم آستانٔ دولت ہوا کبھی اُس نے گوشت نہ کھایا تیری بدولت اُسے میسر نہ تھا اور ادنی ترین ملازم سرکار سب گوشت کھاتے ہین اُسے کون مانع تھا اور تو نے اتنا خیال نہ کیا کہ آج اُسے کیا سودا ہوا تھا کہ تیری چاشت کا گوشت چُرا کے لیجاتا اور مطلب اُس چوری سے تو یہ تھا کہ اُسکو کھا لیتا اور جو کھانے سے بچتا اُسے دور پھینکدیتا رکھ کیون چھوڑتا کہ اعدا اُسپر گرفت کرتے یہ صاف فریب اور بندش دشمنون کی ہی اس بات کو رائے صواب اندیش سے ملاحظہ کر اور سخن بیہودہ کو کان مین جگہ نہ دے اور گمان غالب یہ ہی کہ دشمنون نے گوشت اسکی منزل مین رکھدیا ہی کہ اُس حیلے سے اُسے متہم کرین اور یہ بات کچھ حاسدون کے خبث سے دور نہین بلکہ بیشتر از ین غیر کے آزار پہونچانے کے واسطے بدنفسون نے اپنے نفس کو قتل کروایا ہی جیسا کہ اُس خواجہ نے غلام کو اپنے قتل کا حکم دیا تھا شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا اُسے بیان فرمائیے حکایت کہا کہ شہر بغداد مین ایک حاسد تھا اُسکے ہمسایہ مین ایک مرد صالح متدین باخدا رہتا تھا بیت شمع محبت زدل افروختہ ٭ ہر چہ بجز حق ہمہ را سوختہ ٭ مردم بغداد اُس زاہد سے اعتقاد تمام رکھتے تھے اور ہر محفل ومجلس مین اسکا ذکر خیر کیا کرتے تھے اور بطریق تحفہ اور ہدیہ کے اکثر نقد وجنس بھیجا کرتے تھے اور مرد حاسد اس حال کے مشاہدے سے شبانہ روز آتش حسد مین جلتا تھا اور ہمیشہ اس تدبیر مین رہتا تھا کہ کسی طرح اسے گزند پہونچاے مگر کوئی تدبیر ایسی نہ نکلتی تھی کہ جس سے اُسکا مقصد برآئے یعنی وہ زاہد نظر سے خلق اللہ

کی گر جائے آخر بہت تنگ آیا اور اسی نیت سے ایک غلام خرید کیا اور اُسکی تربیت اور پرورش
مین مبالغہ کرتا تھا اور بارہا اُس سے کہتا تھا کہ تجھے مین نے اسی واسطے خرید کیا ہی اور پرورش
کرتا ہون کہ اپنا حق تجھ پر ثابت کرکے اُسکے عوض ایک ایسا کام تجھ سے لون تا یہ سب
احسان اُس ایک خدمت کے بدلے تیرے سر سے اُتر جائے سُن اے فرزند مین تجھ سے یہ امیدوار
ہون کہ جو رنج میرے خاطر پر رات دن مستولی ہی اس سے مجھے فارغ کردے جبکہ ایسی گفتگو
چند بار محمل ہوئی ایک دن غلام نے کہا کہ بہت مرحمت اس بیچارے کے حق مین آپ نے فرمائی
ہی کہ شرح اُسکی زبان سے ادا نہین ہوسکتی ہی اور اقسام نوازش سے اس بندہ سرافگندہ
کو اختصاص دیا ہی کہ اگر ہمہ تن زبان شکر ہو جاؤن تو بھی اس عہدے سے باہر آنا ممکن نہین
ہی چاہتا ہون کہ خواجہ اپنے مکنون خاطر کو بتفصیل ارشاد فرمائے تو مقابلے مین ان احسانون
کے جان نثاری کرون خواجہ نے دیکھا کہ غلام دعوی حق گذاری اور تمنائے ہواداری
بدل رکھتا ہی اس لیے پردہ روے کار سے اُٹھایا اور کہا کہ آگاہ ہو کہ مین اس ہمسایہ کے
ہاتھ سے تنگ آیا ہون چاہتا ہون کہ کسی طرح اُسے ذلیل کرون اور بارہا مین نے تدبیرین
کین مگر تیر تدبیر ہدف مراد کو نہ پہونچا اور آتش حسد ہر دم کانون سینہ مین شعلہ زن
اور زندگانی منغص ہی کہ اسکے رنج سے لذت حیات مجھ پر تلخ ہی اور عمر عزیز سے بیزار ہون
اور تجھے مین نے فقط اسی مطلب کے واسطے پرورش کیا ہی کہ آج کی رات مجھے اُس ہمسایہ
کے بام پر ذبح کرکے چھوڑ دے اور یہ بدرہ زر تجھے دیتا ہون اسے لیجا کے اور کسی ملک
مین اپنی عمر کو بسر کر بس آج تو میرے حق سے ادا ہوتا ہی جب کہ اس جگہ مجھے
لوگ کشتہ دیکھین گے اس زاہد کو گرفتار کرکے اسکی عزت اور مال سب تاراج اور
خراب کرینگے اور یہ رتبہ اسکا نہ رہےگا اور سب وضیع و شریف کہ اُسکا حلقہ اعتقاد
گردن جان مین ڈالے ہین منحرف ہوکے زبان طعن و لعن کھولین گے بس تمام ہی مطلب
میرا اس صورت مین غلام نے کہا کہ اے خواجہ اس فکر نامعقول سے درگذر

اور چارہ اس کام کا اور طرح پر تجویز کر اگر تیری مراد اُسکا دفع کرنا ہی تو مین اسے قتل کرکے تیرا دل حسد سے خالی کر دون خواجہ نے کہا کہ یہ اندیشہ دور و دراز ہی شاید کہ یہ تدبیر قتل عرصہ کھینچے اور مجھے طاقت صبر کی نہین رہی ہی جو کچھ ہو سو آج ہو یہ جو مین نے کہا ہی اسے بجا لا اور اسمین چون و چرا نہ کر اور روح میری خوش کر غلام نے کہا کہ کوئی عاقل یہ تجویز نہ کرے گا جو تو کرتا ہی اور جس نے کہ بوے خرد سونگھی ہو گی وہ بھی ایسا اندیشہ دل مین نہ لائیگا سوا جنون کے اور تعبیر اُسکی نہین بن سکتی ہی کیونکہ ذلت دشمن کی اپنی حیات مین مطلوب رہتی ہی جبکہ آپ مرگئے تو دشمن کی مرگ اور ذلت سے کیا لذت اور کون فائدہ متصور ہی ہرچند غلام نے اس طرح کی بہت تقریر کی کچھ مفید نہ پڑی جبکہ خواجہ نے اسمین اصرار کیا غلام نے سر اُسکا بام ہمسایہ پر کاٹا اور تن اُسی جگہ چھوڑ دیا اور بدرہ زر لے کر راہ اصفہان کی لی اور اسی دار الامان مین جا کر قرار پکڑا جبکہ اس بدنیت کو نیک مرد کے بام پر کشتہ دیکھا کوتوال شہر زاہد بیگناہ کو زندان مین لے گیا اور کوئی عذر اُسکا نہ سُنا جو کہ تمام اہل بغداد اسکی عفت اور سلامت نفس پر گواہ تھے اور جو کوئی وجہ شرعی ثبوت کی نہ پاتے تھے کہ زاہد نے اپنے ہاتھ سے اُسے قتل کیا ہی یا نہین لہذا اُسکا قتل نہین تجویز کیا جاتا تھا مگر محبوس تھا قضارا مدت مدید کے بعد ایک سوداگر نے اُس غلام کو اصفہان مین دیکھا احوال پوچھا اُس نے حقیقت مو بمو بیان کی سوداگر نے کہا کہ وہ مرد پارسا مبتلاے صد رنج و عنا ہی غلام نے کہا کہ اُس بیگناہ پر ستم ناحق واقع ہوا ہی اور سچ یہ ہی کہ بموجب حکم خواجہ کے یہ فعل مجھ سے صادر ہوا ہرچند مین نے انکار کیا اُس نے نہ مانا ایک بدرہ زر دے کر کہا کہ مجھے قتل کرکے اصفہان کی راہ لے اس لیے اسکے حکم کے موافق مین عمل مین لایا زاہد بیچارہ اس ماجرے سے آگاہ بھی نہین ہی تاجر نے بہت قافلہ کے لوگون کو گواہ کیا اور بغداد مین آکے صورت ماجرا بیان کی اور گواہ گذرانے اس زاہد نے رہائی پائی اور مقتول لعنت کے تیرون کا نشانہ ہوا سچ کہا ہی کہ چاہ کن را چاہ در پیش

آخر نتیجہ حسد کا یہ ہی کہ جان و ایمان دونون برباد ہوے اور نتیجہ نیک بختی کا یہ ہی کہ
ظاہرا کوئی تدبیر زاہد کی مخلصی کی عقلا اور نقلاً نہ تھی مگر اللہ تعالی راستی کا معین ہی
کہان سے کہان بات پہونچائی اور پھر اپنے کرم و فضل سے اُسے اُسنے رہائی دلوائی اور
نیک نام بھی رکھا اور انجام بخیر کیا اور یہ مثل اس لیے بیان مین آئی کہ بادشاہ معلوم
کرے کہ اہل حسد نے کیا کیا کام کیے ہین بالفرض اگر فریسہ قتل ہوا پھر اس کے بعد ان
بداندیشون کے ہاتھ سے باقی لوگ کہ تیرے متوسل اور فریسہ سے ہر صفت مین کم ہین
یہ مکار کب اُنھین سلامت چھوڑینگے جب کہ یہ سمجھے کہ ہمنے بادشاہ کو اپنی راے کا
مغلوب کر لیا کہ ایسے امین جلیل القدر کو ایک حیلے مین ہلاک کر دیا تو اور کی کیا
حقیقت ہی پھر کتنی جرائت اُنکی بڑھ جائیگی اور عجب نہین ہی کہ جب کچھ بادشاہ سے
بیدل ہونگے تو اور شیر کوئی تیرا مقابل پیدا کرکے اور اُس کے شریک ہوکے تیری
سلطنت کو برہم کرینگے تو تنہا کیا کرے گا اس کام مین غور کافی کر اور شتابکاری کو
دل سے دور فرما جو مہم کہ پیش آئے اُسے تحمل و وقار سے کیا کر اگر کام سمجھ کے کرے گا تو
فرصت باقی ہی اگر خواہی نخواہی وہ لائق سزا کے ہوا اور اپنی تحقیق خاص سے
اُسکو دریافت کر لیا اسکے بعد عفو یا سزا جو مناسب سمجھنا سو عمل مین لانا اور اگر جلدی
کی اور ہلاک کے بعد دریافت کیا کہ مجھ سے خطا صادر ہوئی پھر ندامت و بدنامی اور مطعون
خلائق ہونے کے سوا کیا حاصل ہوگا اور ایک روز جزا کے قاضی قضا کے خون ناحق کی بازپرس
مین پڑے گا اس باب مین کسی حکیم نے بیت فرمائی ہی بیت۔ میتوان کشت زندہ را لیکن ۔
کشتہ را باز زندہ نتوان کرد ۔ شیر نے نصیحت مان کی سُنی اور میزان خرد مین خوب تولی اور
جانا کہ نصیحت مان کی غرض سے مبرا اور محض شفقت اور صرف خیر خواہی سے مجلا ہی سیاست
موقوف رکھی اور حکم کیا کہ فریسہ کو حاضر کرین جبکہ فریسہ آیا خلوت مین لے گیا اور کہا کہ مینے
آنا جو کہا محض امتحان حاسدون کا منظور تھا والا مین بھی بارہا ہر امر مین آزما چکا ہون

اور تیرے اوصاف سے خوب آگاہ ہون کہ سراسر پسندیدہ ہین اور میرے نزدیک تو ہر طرح مقبول ہو مگر ان حاسدون کا جو دریافت کرنا منظور تھا سو بخوبی معلوم ہو چکا اب تو اپنے کام مین مشغول رہ اور اس گفتگو سے بیدل نہو فرنیہ نے کہا اگرچہ شہریار نے سایۂ عاطفت اور عنایت میرے سر پر ڈالا ہو اور جو کچھ عنایت سلاطین کی لازم پر چاہیے اُسمین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہو مگر مین اس تہمت کی کلفت سے جانبر نہونگا جب تک بادشاہ بواقعی اُسکا تدارک نہ فرمائیگا مجھسے کچھ نہو گا مصرع یک شیشہ بود شکست پہلوے من حلب نیست * اور مین خدا کے نزدیک لوث سے پاک ہون جس قدر زیادہ تحقیقات ہوتی جائیگی میرا وثوق زیادہ ظاہر ہوتا جائے گا کامجونے کہا کہ کیونکر تفحص کرون فرنیہ نے عرض کیا کہ جس جماعت نے کہ میری خیانت پر اتفاق کیا ہو انمین ہر فرد کو تنہا بلا کے بچشم تنہائی پوچھیے اور کہیے اگر راست راست ظاہر کرد گے تو امید عفو قصور اور مترصد خلعت اور مرحمت کے رہوگے ورنہ بہت خرابی دیکھو گے یقین ہو کہ اس طرح سے مفصل واضح ہو جائیگا انصاف فرمائیے کہ مین نے سالہا سال گذرے کہ گوشت ترک کیا ہو اور جو شخص کہ بے گوشت کے ایک ساعت بسر نہین کر سکتے وہ تو خیانت گوشت کی نکرینگے اور مین جو بادشاہ کی بدولت سیکڑون من گوشت جسے چاہون اُسے بخشدون سو مین بادشاہ کی چاشت کا گوشت چرا لیتا اور پھر اُسے صرف بھی نکرتا رکھ چھوڑتا کہ دشمن اُسے ڈھونڈھ نکالتے اُسے کبھی عاقل یقین نہ کرے گا یقین ہو کہ جب بادشاہ اسی طرح جو مین نے عرض کیا تفحص فرمائیگا تو یہ راز چھپا نہ رہیگا بادشاہ نے کہا البتہ بہ تہدید پوچھا جائے گا مگر ان سب لوگون کو کہ جنھون نے میرے محرم اور امین کو متہم کیا امیدوار مرحمت کا نہ کرون گا فرنیہ نے کہا کہ جو عفو کمال قدرت کے ساتھ کیا جاتا ہو انتہا ہمت کا ہو عفو عند القدرت بڑا کام ہو اور ہر انعام الٰہی کے واسطے شکر مقرر ہو کہ دشمن پہ قدرت پانا بڑی نعمت ہو اور شکر اس نعمت کا عفو کے سوا اور نہین ہو **بیت** بر گنہگار چون شوے قادر * عفو را شکر نعمت خود سازہ * پس تحقیق کے بعد اگر شہریار ان حاسدون پر رحمت

عفو کی ارزانی فرمائے تو مناسب شان بادشاہی ہی جب کامجو نے یہ کلام فریبہ کا سُنا آثار صدق وصفا ہر بات سے ثابت ہوے اُسکے بعد اُس گروہ فتنہ انگیز سے ایک ایک کو جدا جدا بلاکے استفسار حال مین مبالغہ کیا اور کہا کہ اگر راست براست بیان کروگے تو تمھارے جرائم عفو کرونگا بلکہ نوازش خسروانہ سے انعام اور خلعت پاؤگے آخر کار بعضون نے حقیقت حال بیان کی جب کہ پردہ روے کار سے اُٹھ چکا اسکے بعد کہ سب معترف اپنے قصورات کے ہوے تو آفتاب امانت فریبہ شبہ کے ابر سے نکل کے سب کی آنکھ مین روشنی بخش ہوا مصرعہ مؤلف ع امتحان کرنے سے آخر حال سب کا کھُل گیا ٭ شیر کی مان نے کہا کہ ای فرزند اس جماعت کو امان دے چکا تو اور پھر نا اُس سے مناسب نہین ہی لیکن تو تجربہ سب کا کر چکا اب آیندہ عبرت چاہیے کہ اسکے بعد گوش سماعت کسی خائن کے کہنے پر نہ رکھنا جب تک برہان اور دلیل قوی سے ثابت نہو کہ جسمین کسی طرح کا تردد باقی نہ رہے تب تک زنہار اُس پر عمل نہ کرنا بلکہ بعد ثبوت کے چند روز توقف کرنا اور مفسدہ اگرچہ تھوڑا ابھی ہو اُسے بہت سمجھنا آخر کو انجام اُسکا رفتہ رفتہ اُس حد کو پہونچتا ہی کہ تدارک اُسکا حیز امکان مین نہین آتا اور مثال اُسکی دریاے بزرگ سے ہی کہ اصل اُسکی مختصر ہوتی ہی لیکن اور چھوٹی چھوٹی نہرون کی مدد سے اس مرتبہ کو پہونچتا ہی کہ عبور اُس سے بے کشتی نہین ہو سکتا ہی اسی طرح بدگوئی لوگون کی تھوڑی ہو خواہ بہت اُس کی تاویل اپنی راے روشن سے کرکے جب تک کہ دلیل ظاہر ہاتھ نہ آئے اُس سے اجتناب فرمانا والا انجام اسکا مفسدہ عظیم پر دائر ہوگا اور بجھانا اس آتش فساد کا دشوار ہو جائیگا المؤلفہ ناچیز مت شرر کو سمجھ کیا خیال ہی ٭ جب مشتعل ہوا تو بجھانا محال ہی ٭ کامجو نے کہا کہ اس نصیحت کو قبول کیا مین نے و سچ ہی کہ بے دلیل روشن کسی پر سیاست کرنا اچھا نہین ہی شیر کی

۴/ [illegible]
[illegible] ۱۲۵۸

مان نے کہا کہ ای بادشاہ جو کوئی کہ بے سبب ظاہر دوست سے رنجیدہ ہو تو وہ
منجملہ اُس آٹھ گروہ کے ہی کہ بزرگون نے جنکی صحبت سے پرہیز کا حکم کیا ہی کامجو نے
کہا کہ تفصیل اُن سب کی فرمائیے کہا کہ حکمانے اوراق صحائف وصایا پر ثبت کیا ہی
کہ آٹھ گروہ کی مصاحبت سے پرہیز کرنا لازم ہی اور آٹھ گروہ سے ہمنشینی اور آمیزش
واجب ہی وہ آٹھ کہ جنکی موافقت سے پرہیز چاہیے اوّل اُن مین سے وہ ہی کہ صاحب
انعام کا حق نہ پہچانے اور کفرانِ نعمت سے نہ ڈرے دُوسرے وہ کہ بے سبب غصہ کرے
اور غصہ بھی کیسا کہ علم پر غالب ہو تیسرے وہ کہ صورت کو بھول جاے اور دولت بے بقا
پر مغرور ہوا ور رعایت حق خالق نہ پہچانے چوتھے وہ لوگ کہ بناے کار اُنکی مکر و فریب پر
ہوا ور فریب اور مکر کو ہنر جانتے ہون پانچوین وہ لوگ کہ دروغ اور خیانت کو شعار
اپنا کیا ہی اور راستی اور امانت اُنکے نزدیک بدتر از دروغ و خیانت ہی چھٹے وہ کہ
دروازہ شہوت کا اپنے مُنھ پر کھول دیا ہی اور رحل در ہوا کو کعبہ مقصود کیا ہی ساتوین وہ کہ
بے حیا اور بے ادب ہین آٹھوین وہ لوگ کہ بے سبب لوگون کے حق مین بدگمانی کرتے
ہین اور بے علت اہل خرد کو رنج پہونچاتے ہین اور وہ آٹھ کہ جنکی صحبت ضرور ہی اول
ان مین وہ ہی کہ شکر احسان خالق و خلائق اپنے ذمہ پر واجب جانتے ہین دُوسرے وہ کہ
عہد محبت اُنکا کسی حادثۂ انقلاب سے ٹوٹ نہ جائے تیسرے وہ کہ داشت صاحب علم اور
فضل کی لازم جانتے ہین چوتھے وہ کہ فسق و فجور اور نخوت اور غرور سے پرہیز رکھتے ہین
پانچوین وہ کہ عین حالت غصہ مین اُسکے ضبط پر قادر ہوتے ہین چھٹے وہ کہ درواز ہ
سخاوت کا محتاجون کے مُنھ پر کھلا رکھتے ہین اور صاحب غرض کی حاجت روائی
مین تامقدور کوشش کرتے ہین ساتوین وہ کہ جو شرم اور حیا مین کبھی قصور
نہین کرتے ہین اور کسی وقت مین طریق ادب سے پاؤن باہر نہین رکھتے ہین
آٹھوین وہ کہ بالطبع دوست صادق اہل عفت کے ہین اور

ارباب فسق و بدعت سے نفرت کرتے ہین جو لوگ کہ اس جماعت سے اتفاق رکھتے ہین
تو اور وہ لوگ کہ پہلے مذکور جنکا ہو چکا اُن سے احتراز رکھتے ہین تو یقین غالب ہی کہ
اُنکی صحبت کی برکت سے مزاج حال ان شخصون کا اعتدال حقیقی سے نزدیک ہو جاے کیونکہ سرکہ
باوجود حدت اور ترشی کے جب شہد کی آمیزش پاتا ہی تو اپنی حدت اور حموضت سے نکل کے
کتنی علتون کے دفع کا باعث ہوتا ہی نظم چو سرکہ گر ترشی رو با نگبین آمیز ٭ کہ دافع مرض
و راحت روان گردی ٭ مباش مردہ دل و ہمدمی جہان بگزین ٭ کہ از مصاحبت جان
تو نیز جان گردی ٭ جبکہ شیر کو شفقت سے مان کی تدبیر اس حادثہ کے دفع کے حاصل ہوئی
بعد ادا ے شکر گذاری عرض کیا کہ برکت نصیحت ملکہ زمان سے راہ تاریک روشن ہوئی اور
کار دشوار مجھپر آسان ہوا اور امین کامل اور کاروان کافی ورطۂ ہلاکت سے بچ گیا اور ہر ایک
ملازم کے حال سے مطلع ہوا مین اور ہر ایک سے سلوک کرنے کا طریق اور قبول کلام ہر ایک کا
ایسے شخصون سے کیا معاملہ کیا چاہیے یہ بھی مین نے بخوبی دریافت کیا اگر ہمہ تن زبان ہو کے شکر
آپکی شفقت کا بیان ہو تو ہزار مین سے ایک بھی ادا نہین کر سکتا ہون اُسکے بعد فریسہ کیطرف
متوجہ ہوا اور بہت معذرت اور ملاطفت کی اور کہا کہ یہ تہمت تیری مزید اعتماد کا باعث
ہوئی اور تیمار جن کامون کا کہ تیرے سپرد تھا وہ بھی اپنے عہدہ پر برقرار رہا خاطر جمع رکھ
فریسہ نے کہا اس بات سے کچھ کام نہین نکلتا ہی اور یہ لطف تیرا میرے عقدہ دشوار کا گرہ کشا
نہین ہو سکتا ہی اور تیرے پہلے عہد دشمنون کے تھوڑے سے فریب مین برہم ہو گئے اب کیونکر
میرا دل پریشان اطمینان پاے بادشاہ نے کہا کیا اس بات کو اب دل سے اُٹھا دے کہ تجھ سے
کچھ تقصیر نہوئی تھی اور نہ میری عنایت مین قصور ہوا تھا فقط حال ان لوگون کا تجسّس دریافت
کرنا منظور تھا سو معلوم ہو چکا فریسہ نے جواب دیا کہ ہر روز میرے واسطے نیا سر اور نئی دستار
کہان سے آئیگی گو ابکی بار عنایت ملکہ سے مخلصی پائی لیکن جہان حاسدون سے خالی نہین
ہوتا ہی اور جب تک کہ عنایت بادشاہ کی مجھ پر باقی ہی حسد بد اندیشون کا بھی برقرار

رہے گا اور بادشاہ نے جو اُنکی بار بے سبب بات مفتریون کی سماعت فرمائی تو
اب دشمنون کو معلوم ہوگیا کہ مزاج بادشاہ کا بآسانی ہاتھ آسکتا ہی جب ہم چاہینگے
تھوڑے سے نشیب و فراز مین مزاج بادشاہ کا برہم کردینگے اور جبکہ بادشاہ نے
کہ بات چغل خور فتنہ انگیز کی سُنی اور اُسکے مکر اور شعبدہ پر التفات کیا اسکی خدمت سے
کنارہ نہ کرنا اور اُسکے کام پر جانبازی کرنا کام عاقلون کا نہین ہی اور جان کسی کی
کاہ کے مانند نہین ہی کہ ہر روز کاٹی جاے اور تازہ پیدا ہو اور اگر بادشاہ کہے تو مین
ایک بات مین خاطر اقدس کی تسلی کردون بادشاہ نے کہا بیان کر فریسہ نے کہا اگرچہ
بادشاہ نے اُس حادثے مین مجھ پر ترحم کیا اور اعتماد میرا زیادہ بڑھایا اور اسکو مین نے
انعام عظیم سمجھا لاکن بے ثبوت قصور جو میرے قتل مین اتنی تعجیل فرمائی اب مین بادشاہ
کی طرف سے بدگمان ہو چکا ہون اور عواطف خسروانہ سے ناامید ہون پھر بادشاہ اپنی
عنایت کیون باطل کرتا ہی اور سابقہ میری خدمت کو کار بیہودہ بناتا ہی کہ ایک تہمت حقیر
پر کہ اگر ثابت بھی ہوتی تو چندان حقیقت نہ رکھتی تھی اس کے عوض مین عقوبت عظیم
تجویز کیگئی بادشاہ ایسا کریم النفس چاہیے کہ خیانت بزرگ کو مشرب عفو سے محو کر ڈالے
جیسا کہ بادشاہ یمن نے باوجود گناہ بزرگ کے اپنے حاجب کو رسوا نہ کیا بلکہ پردہ کرم کا
اُسکے گناہ پر ڈال دیا کامجو نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت فریسہ نے کہا کہ ملک یمن
مین ایک بادشاہ تھا فروغ صبح عدالت اسکے چین جبین سے نمایان اور خورشید عقل
اسکے چہرۂ احوال اور ناصیۂ اعمال سے تابان تھا ایک دن دربان پر متغیر ہوا اور
گھر اسکا اسیر زندان کردیا بیچارہ حاجب تاب بادشاہ کے غضب کی نہ رکھتا تھا اور
شہر سے بھی نہ جا سکتا تھا بناچاری گوشہ کاشانہ مین بیٹھکے کبھی اپنی خرابی حال پر روتا
تھا اور کبھی عجائبات روزگار پر ہنستا تھا اور یہ شعر گویا اپنے حسب حال سمجھ کر پڑھتا تھا
بیت آسمان ہنستا ہی میرے حال پر + جو کہ میرے حال پر روتا نہین +

حکایت بادشاہ یمن

آخر قلت مال اور کثرت عیال سے پریشان احوال اور بے پر و بال ہوکے بہ تنگ آیا
اور اپنے دل مین کہا کہ کسی طرح بادشاہ کے پیش نظر ہو پہنچا چاہیے یا گردن زیر تیغ ہووے
یا سر افسر قبول سے مزین ہو ایک دن بادشاہ نے جشن عام کیا تھا حاجب نے ایک دوست
سے پوشاک اور گھوڑا العاریت منگوایا اور سوار ہوکے دربار مین بادشاہ کے بیباکانہ چلا آیا
سب دربان اور حاجب سمجھے کہ اس طرح اسکا چلا آنا بے سبب نہین ہے کہ شاید بادشاہ نے
گھوڑا اور لباس عنایت فرمایا ہے اس خیال سے کسی نے منع نہ کیا حاجب دربار مین بیباکانہ
آکے اور آداب بجا لا کے بجاے لائق استادہ ہوا اُس دم بادشاہ بزم نشاط مین بادہ
پیما ہو رہا تھا جبکہ حاجب کو دیکھا آتش غضب کانون سینے مین شعلہ زن ہوئی چاہتا
تھا کہ حکم سیاست دے لیکن تامل کیا اور نہ چاہا کہ مجلس عشرت کو منغص کرے اور
نشاط بادۂ خوشگوار کو اندوہ و رنج سے مبدل فرمائے بلکہ کرم جبلی نے عفو گناہ پر سبقت
کی اور سخاوت طبعی نے گناہ اُسکا ناکردہ سمجھ کے تحریص بخشش و انعام کی دی جبکہ حاجب
نے بشرہ شاہ کا دیکھا اور آثار طراوت تازہ روئی کے اُنکی جبین مبین سے ظاہر پائے کمر خدمت
استوار کرکے جو کام کہ آگے آتا تھا اُسمین بلا تامل ہاتھ ڈالتا تھا اس نشیب و فراز اور دوار و گیر
مین عین فرصت پاکے طبق زرین کہ وزن اُسکا ہزار مثقال تھا زیر قبا چھپا لیا بادشاہ نے
چشم گوشہ سے دیکھکے جانا کہ ضیق معاش اُس جرأت کی باعث ہوئی ہے حلم نے پردہ
عیب پوشی کا اُس کے گناہ پر ڈال دیا جب کہ مجلس تمام ہوئی اور سب اپنے اپنے
مقام کو گئے طبقچی اس جستجو مین پڑے کہ ایک طبق زرین گم ہوا ہے اُسکو بزجر اور تعذیب
ہر ایک سے دریافت کرتے تھے بادشاہ نے طبقچیون کے داروغہ سے کہا کہ کیون بیہودہ کسی کو رنج
دیتا ہے جس نے لیا ہے وہ پھیر نہ دیگا اور جس نے دیکھا ہے وہ پردہ فاش نہ کریگا اور یہ شعر گویا کا
پڑھا **بیت** عیب عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی * کبھی آلودہ غش دامن پاکان
نہوا * اسکے بعد حاجب نے ایک سال اُس سے بخوبی معیشت کی اور دوسرے سال اُسی جشن مین

پھر حاضر ہوا بادشاہ نے دیکھکے اور نزدیک بُلا کے آہستہ کہا کہ وہ طبق تمام خرچ ہو گیا
حاجب نے سر تضرع[1] زمین نیاز پر رکھکے عرض کیا بیت کا مگارا چشم بد از ماہ رویت دور باد
خانۂ دور تو با نور باد معمور باد ✽ مین نے یہ حرکت اس خیال سے کی تھی کہ بادشاہ یا کوئی
اور حاضرین مین سے میری اس خیانت کو دیکھ کے اگر مجھے قتل کرے تو مین اس رنج گرسنگی
سے رہائی پاؤن اور شبانہ روز یہ واویلاے اہل و عیال نہ سنون اور اگر کاش یہ راز
چھپ گیا تو قوت[2] چند روزہ ہاتھ آیا تو بھی بآسانی چندے گذران کرونگا حال یہ تھا جو عرض
کیا مین نے اور یقین ہے کہ صدق مقال غلام کا آئینۂ ضمیر انور سے پوشیدہ نہ ہے بیت
دارد آن شمع دل افروز آگہی از سوز ما ✽ اندرین معنی گواہ ما ضمیر پاک دست + بادشاہ
نے کہا کہ سچ کہا تو نے اور تیرا حال لائق ترحم کے ہے پھر اُسے سرفراز کیا اور عہدہ قدیم اُسکے
سپرد ہوا حاصل اس مثل کا یہ ہے کہ بادشاہ کا دل مانند دریاے موج کے چاہیے کہ خس و خاشاک
بدگوئی سے تیرہ نہو جاے اور علم اُسکا مانند کوہ باشکوہ کے مقام ثبات مین قائم رہے اور
تند باد غضب اُسے حرکت مین نہ لاسکے شیر نے کہا کہ تیری بات راست اور درست ہے مگر
تلخ اور درشت ہے اور چاہیے کہ نوشدارو ے نصیحت خوش مزہ ہو تا مریض پر کھانا اس کا
آسان ہو اور یہ بات ممکن ہے کہ طبیعت بیمار کی دارو ے ناخوشگوار سے اگرچہ جانتا ہو کہ
میری صحت کا باعث ہے اُس سے انکار کرے اور اُس انکار کے سبب نعمت صحت سے
محروم رہے تو اچھی بات نہین بیت کیک او بشکر خندہ دل تواند برد + جواب تلخ چرا گوید
از چنان دہنے ✽ فریبہ نے کہا کہ بادشاہ کا دل جو باطل کی طرف متوجہ تھا وہ میری
بات سے درشت تر تھا اور تقریر حق البتہ درشت ہوتی ہے کہ سرور عالم نے فرمایا الحق مُر[3]
پس یہ تلخی میری بات کی کہ ترجمہ حدیث شریف کا ہے اسے تلخ نہ جاننا چاہیے اور
نقوش راست مین تلخی حق کو نبات و انگبین سے شیرین تر سمجھتے رہیے اور میری
اس بات کو دلیری اور درشت گوئی پر حمل نہ فرمائیے کہ یہ درشتی اور

[1] بتضرع و زاری کردن ۱۲
[2] قوت بغیر سکون ۱۲
[3] بزرگی و دانائی ۱۲

صاف گوئی میری دو فائدون کے شامل ہے اوّل یہ کہ استغاثہ کے سُننے سے مظلومون کو
خرومندی حاصل ہوتی ہے اور کدورت اور غبار ظلم انکے دلون سے دور ہوتا ہے پس بہتر یہ
ہے کہ جو رطب و یابس میرے دل مین ہے وہ سب بادشاہ پر ظاہر کردون تا بادشاہ کو غیبت و
حضور میرا یکسان ہو جاے دوسرے یہ چاہتا ہون کہ عقل رہنما اور عدل جہان آرا بادشاہ
کا حاکم اس قضیہ کا ہو جاری کرنا حکم کا مظلوم کے حال سُننے کے بعد ہوتا ہے اسلیے ضرور پڑا ہے کہ
صورت اپنے درد کی طبیب عدالت بادشاہ سے مو بمو ظاہر کردون بادشاہ نے کہا کہ تو نے جو کہا
سو سچ ہے لیکن تیری مخلصی اس بحر غرقاب سے یہ محض ہماری عنایت ہے اور بعد حکم سیاست کے
رہائی دینا ورطہ ہلاکت سے شائع کرنا احسانون کا اور کامل ترین ان کامون کا ہے فریبہ
نے کہا کہ مین تمام عمر بھی بادشاہ کے الطاف کا شکر ادا نہین کر سکتا ہون اور مدتون عہدہ مکارم
شاہنشاہی سے باہر نہین آسکتا ہون اور یہ سچ ہے کہ بعد اجراے حکم عقوبت پھر عفو کرنا سب
نعمتون پر ترجیح رکھتا ہے کہ یہ نعمت سبب ہے حفاظت جان کا اور عکس اُسکا بھی خالی فائدے سے
نہ تھا کہ دولت شہادت حاصل ہوتی تھی لیکن پہلے بادشاہ کی طرف سے خاطر جمع تھی اور
اَب البتہ اندیشہ پیدا ہوا ہے مگر مین اسوقت جو عرض کرتا ہون اسواسطے نہین ہوتا ہے کہ
معاذ اللہ بادشاہ پر خطا ثابت کرتا ہون بلکہ جانتا ہون کہ فعل حکیم خالی حکمت سے نہین ہوتا ہے
مگر یہ البتہ چاہتا ہون کہ شہریار کی تدبیر سے باب حسد کا مسدود ہو جاے کیونکہ گل فضل و ہنر
کا بیخار حسد نہین ہوتا ہے اگر بادشاہ عالم پناہ اسکا سد باب نہ فرماے گا تو آیندہ بہت
سے مفاسد سلطنت مین راہ پائینگے کامجو نے کہا کہ دشمنون کے حسد سے اور مفسدون کے
مکر سے کیا باک ہے کہ سخن دروغ کو فروغ نہین ہوتا اور حیلہ بے ہنرون کا ہنرمندون کے
مقابلہ مین ہمیشہ بے حقیقت رہا ہے اور حاسدون کے گھٹانے سے رونق خردمندون کی
نہین گھٹتی ہے اور بدگویون کے عیب لگانے سے مرد پاک کا دامن آلودہ نہین ہوتا ہے نظم

گر بدی گفت ترا دشمن دون باکی نیست	مس نہ آنست کہ او مرتبہ زر شکنند

طعن خفاش کجا رونق خورشید برد	سنگ بد اصل کجا قیمت گوہر شکند

اور تو اسکے بعد حاسدون کے فتنون سے بیخوف رہ کہ تجھے حقیقت انکے قول غرض آمیز کی خوب معلوم ہوچکی ہی اور اسکے سدباب مین جو تدبیر مناسب کہ بصلاح تیرے قرار پائیگی اہتمام تمام عمل مین آئیگا فریسہ نے کہا کہ جب ہر طرح سے عاجز آئینگے تو مفسد یہ کہینگے کہ دیکھو آخر عقوبت کا حکم فرمایا تو نے اس لیے فریسہ کے دل مین وحشت حادث ہوئی ہی اور جبکہ اہلکار متوحش ہوتا ہی تو انجام اسکا بیشتر فساد کی طرف رجوع کرتا ہی اسکے دماغ مین نخوت بھی بڑھ گئی ہی سبب اسکا یہ ہی کہ تیری عنایت پہلے سے بھی اب اسپر زیادہ ہوتی ہی اس صورت مین وہ مغرور اور بدگمان ہی اور کارندے بدگمان پر عاقل اعتماد نہین کرتے ہین مصرعہ المولف اُس سے غفلت ابلہی ہی جسکو آزردہ کیا؛ اس حیلے سے شہریار کے مزاج مین دخل پائینگے اور غالب ہی کہ اس صورت مین بادشاہ بھی مجھ سے بدگمان ہو اور حق بھی یہی ہی کہ بندہ جفادیدہ سے بادشاہ کو نڈر نہ رہنا چاہیے یا اُس شخص سے کہ اوج منزلت سے گرکے پایہ معزولی مین مبتلا ہوا ہو یا ایسا شخص کہ کم رتبہ ہوا اور اب بادشاہ اُسے رتبہ عالی پر تقدم بخشے یہ سب صورتین امرا و وزرا کے توحش اور بدباطنی کی ہین اور بادشاہ کو ایسے لوگون سے غافل رہنا مناسب نہین ہی کامجو نے کہا کہ علاج اس واقعہ کا کیونکر کیا چاہیے اور دروازہ انکے دخل فساد کا کس تدبیر سے بند کرنا چاہیے فریسہ نے جواب دیا کہ تدبیر اُسکی یہ ہی کہ اگر مخدوم کے دل مین ملازم کی طرف سے کچھ کراہت آئے تو اسکے قصور کے لائق اور مناسب اسکے حال کے اسے گوشمالی دے اس صورت مین شک اُسکا زائل ہو جائیگا اور یہ سمجھیگا کہ باوجود قدرت کے مخدوم نے دانستہ درگذر کی یا بانداز کے زجر کفایت کی اس سے معلوم ہوا کہ بس اتنا ہی غبار تھا کہ جسکی چشم نمائی ہوچکی آیندہ گنجایش اندیشہ خوفناک کی نہ رہی اور دوسرے اس عادت کو اتنا ظاہر کرے کہ لوگ یقین جانین کہ بادشاہ ترہات تمام پر کبھی التفات نہین فرماتا ہی اس صورت مین ملازم خوف بلا سے دل کو فارغ کرینگے شیر نے پوچھا کہ بدگمانی اور تبدیلی چاکرون کی کتنی

ولہ [illegible]

صورتون مین ہوتی ہی جواب دیا کہ تین صورت مین ایک یہ ہی کہ مخدوم کے الطاف مین
آگے کی نسبت اب کمی پائی جاے دوسرے یہ کہ بسبب کم توجہی رئیس کے دشمن اُسپر غلبہ
کرے اور رئیس کو جنبہ اُسکے دشمن کا منظور ہو تیسرے یہ کہ مال و اسباب جو جمع کیا ہو مخدوم
کی بے التفاتی سے وہ برباد ہو جاے اور مخدوم اُسکا تدارک بھی کچھ نہ کرے کامجو نے کہا کہ
اُسکا تدارک کس طرح کیا چاہیے فریسہ نے کہا کہ سُن اُسکی تدبیر یہ ہی کہ مخدوم کی رضامندی
حاصل ہو اور اُسکا اعتماد پھر از سر نو تازہ اور جاہ رفتہ ہاتھ آئے اور جو دشمن کہ غالب ہوے
ہین وہ گوشمالی پائین اور مال تلف کہ ہوا ہی پھر ہاتھ آئے یا رئیس اپنے پاس سے عنایت
کرے کیونکہ ہر چیز کا عوض جان کے سوا سلاطین پہ آسان ہی جب کہ رئیس نے تدارک غلام
کے حال کا فرمایا اُسوقت ضرور رضامندی حاصل ہوگی لیکن اس طرح پر یہ سب الطاف کرے
کہ ملازم کو امید غالب ہو کہ اب تمام عمر بادشاہ مجھے معذور رکھے گا اور بار دیگر کبھی شکنجہ بلا
مین نہ کھینچے گا لیکن بندے کے حق مین اگر یہ سب صورتین حاصل ہون تو بھی غلام امیدوار
اسکا ہی کہ بادشاہ مجھے مطلق العنان چھوڑ دے کہ اس بیابان مین آزادانہ امین اور فارغ البال
پھرون اور وظیفہ دعا و ثنا کا صدق عقیدت سے جناب الٰہی مین ادا کرتا رہون شیر نے کہا
کہ تو ایسا رفیق نہین ہی کہ تیرے حق مین کسی کی بات سماعت کی جائیگی تجھے مین نے حقیقت مین
پہچانا ہی کہ رنج مین تو صفت صبر سے موصوف ہی اور نعمت مین اداے شکر سے معروف اور جو کچھ
کہ فتوت اور مروت کے خلاف ہی تو اُسکو مکروہ جانتا ہی اور غایت دریافت سے احکام
بادشاہی بجالاتا ہی بس تو قوی دل رہ کہ مین تجکو بوجہ احسن پہچان چکا ہون اور اُس کے
بعد دشمن کی بات تیرے حق مین زنہار شرف قبول نپائیگی اور جو رنگ آمیزی دشمن کی تیرے
حق مین ہمارے پیش نظر آئیگی وہ دست رد پائے گی بیت زین پس سخنان فتنہ انگیز حسود
در بارۂ دوستان نخواہیم شنود * فریسہ نے کہا کہ شہریار نے اس قدر دلنوازی فرمائی کہ اب
بہ صورت اطمینان کلی خانہ زاد کا ہوا یہ عرض کیا اور بعد اُس کے اپنے کام مین سرگرم ہوا

مطلق العنان اسپ بے لگام ... فتوت بضمتین جوانمردی ... حسود بفتحتین جمع حاسد

اور ہر روز اسکا بادشاہ کے نزدیک مرتبہ بڑھتا جاتا تھا حتی کہ زیور صلاح سے محل اعتماد کلی ہوا اور محرم اسرار ملکی و مالی اور بلکہ خود بمنزلہ مالک الملک کے ہوا بیت نہالش بدان گونہ شد سربلند * کز آسمان سایہ برتر فگند * یہ ہے داستان بادشاہون کی کہ جب آئین اور فرمانبرداروں مین خلاف حادث ہوتا ہے اور بعد اظہار کراہت پھر مقام رضا اور ملائمت ہاتھ آتا ہے اور عاقل کو اشتباہ نہ رہے کہ ان خیالون اور حکایتون کے ضمن مین بہت سے فائدے ہین اور جو کوئی کہ تائید آسمانی سے مخصوص اور سعادت سرمدی سے امداد کیا جاتا ہے اسکی تمام ہمت اشارات حکما اور کشف رموز علما پر مصروف رہتی ہے اور طبیبان دار الشفاے طریقت سے معجون مفرح غم تراش طلب کرتے رہتے ہین تا برکت سے معالجات حکماے روحانی کے علت خطر آمیز جہالت و نادانی سے صحت پائین نظم

داروی تربیت از سر طریقت بستان	کادمی را تبر از علت نادانی نیست
روی ہر چند پری چہرہ و زیبا باشد	نتوان دید در آئینہ کہ نورانی نیست
عابد و زاہد و صوفی ہمہ اطفال رہ اند	مرد گر ہست بجز عالم ربانی نیست

باب دسوان مضرت افزون طلبی اور اپنے کام سے باز رہنے مین

راے داشلیم نے از روے تعظیم حکیم کو دعا دی اور کہا سنی مین نے داستان فریبہ اور کامجو کی کہ وہ مثل ہے مخصوص خردمندون کے واسطے کہ خود بادشاہون مین اور انکے ملازمون مین جو واقع ہوا از راہ خلاف اور خیانت اور عقوبت کے اور پھر مخدوم کا اس سے مزید عنایت کے ساتھ اور مردم امین کے عقیدت کا زیادہ ہونا اور کفایت کرنا نظام الملک کے واسطے اور غلو نہ کرنا باطل کی طرف اور اعتراف کرنا سخن حق اور صواب کا چونکہ فوائد اس حکایت کے حد حساب سے باہر ہین اسکو سنکے تسکین پائی مین نے اب بیان فرما داستان ان شخصون کی کہ اپنے صیانت حال و رعانت نفس کے واسطے ایذا اورون کی روا رکھتے ہین اور غیرون کی مضرت سے باز نہ رہ کے فائدہ اپنا غیرون کے ضرر مین ڈھونڈھتے ہین اور نصیحت خردمندونکی

نہین سنتے ہین اور آخر کو اپنے کردار کے مانند اس کے پاداش سے گرفتار ہوتے حکیم نے فرمایا کہ غیر کی ایذا کا ارادہ نہین کرتے ہین مگر وہ جاہل کہ میان نور وظلمت اور خیر و شر اور فائدہ و نفع اور غائلۂ ضرر مین فرق نہین کرسکتے اور فرط جہالت سے صحراے ضلالت مین اور عواقب اعمال سے غافل رہتے ہین اور اُنکی نظر حقیقت امور سے قاصر رہتی ہی اور کنہ مکافات کو پہونچ نہین سکتی ہی لیکن وہ لوگ کہ آنکھ جنکی کحل الجواہر توفیق ازل سے منور ہی اور گلشن دل اُنکا ریاحین عنایت لم یزلی سے معطر ہی جو کچھ کہ وہ اپنے واسطے نہین پسند کرتے ہین غیر کے لیے روا نہین رکھتے ہین **لمؤلفہ بیت** جو نہ اپنے پسند ہووے یار پر غیر کے بھی لیے پسند نہ کر ہٹ اور حکما کا اسپر اتفاق ہی کہ ہر کردار کے واسطے جزا مقرر ہی اگر اُسکی جزا مین تاخیر ہو تو مغرور نہوا چاہیے کہ بفحواے ان اللہ یمہل اللہ تعالی مہلت دیتا ہی اور چھوڑ نہین دیتا ہی شاید کہ مہلت ہو لیکن بالکل اہمال نہوگا اگر مہلت دو سہ روزہ ہوئی تو کیا اگر یہ خیال نہ کر کہ سزا اور جزا نہ ملے گی یہ باطل ہی کہ جو تخم کہ مزرع عمل مین بویا جائیگا بہت دن نگذرینگے کہ اسے کاٹنا پڑیگا پس جو کوئی کہ طلبگار نیکی کا ہو چاہیے کہ سواے تخم نیکی اور کچھ نہ بوئے اور اگر کوئی چاہے کہ اپنی بدکرداری کو مکر اور تلبیس سے پوشیدہ کرے اور فریب اور شعبدے کو نیک کارون کے لباس مین جلوہ دے یہانتک کہ لوگ اُسکی ثنا کہین اور ذکر اُسکے محامد کا اقطار آفاق مین اتنا دائر ہو کہ دور اور نزدیک کو پہونچے بالفرض کہ یہ بھی ہوا تو بھی اس وسیلے سے وہ فعل اُسکا نیکی سے بدلا جائیگا اور ثمرات خبث باطن اور ناپاکی اسکے دل سے ہرگز زائل نہ ہونگے مثلاً دہقان بیج اندراین کا زمین مین ڈالے اور خاک کے تلے چھپاوے اور خیال کرے کہ مین نے نیشکر بوئی ہی اور اعتقاد کرے کہ نیشکر ہی پیدا ہوگی تو یہ خیال باطل اُسکا محض ہذیان ہی اندراین کہ جو بویا ہی برگ و بار لائے گا جو شخص کہ حقیقت مکافات کو سمجھے گا اور شرائط فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ نے جبکہ دل مین سرایت کی ہوگی بدی سے کنارہ کرکے نیکی کی طرف آئیگا اور ستمگاری اور دل آزاری سے

حکایت شیر صف شکن اور مرد تیر افگن

توبہ کرکے راہ شفقت اور رحمت کی اختیار کرے گا چنانچہ مثال ان کلمات کی داستان شیر صف شکن اور مرد تیر افگن کی بہت خوب ہی راے والشلیم نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہی حکایت کہا کہتے ہین کہ ولایت حلب مین ایک جنگل تھا کہ اُسمین مرغزار کی کثرت تھی اور اس مین ایک شیر تھا ہزبر جنگ پلتین کہ بہرام فلک گور کے مانند اُسکا شکار تھا اور شیر سپہر نے اُس کے شکوہ با صولت سے مانند گاؤ زمین کے تحت الثری مین قرار پکڑا تھا ہمیشہ وہ شیر جانورون کی خونریزی مین سرگرم تھا اور کبھی اس سے ندامت نہ کرتا تھا سیہ گوش نے کہ اُسکا ملازم تھا جب کہ صورت حال اس منوال پر دیکھی نتیجہ ستمگاری خونخواری سے ڈرا اور اُس وعید سے کہ من اعان ظالما فہو ظالم یعنی جس نے کہ مدد کی ظالم کی بس وہ شخص بھی ظالم ہوا اندیشہ کیا کہ ایسے ظالم کی صحبت کا ترک کرنا بہتر ہی **بیت** ترس از صحبت آن کس کہ او خلقی بیازارد ۞ با آتش ہر کہ شد نزدیک ہم سوختن دارد ۞ اس فکر مین ایک گوشہ صحرا کی طرف گیا دیکھتا کیا ہی کہ ایک موش جہد تمام سے بیخ ایک درخت کی کاٹ رہا ہی اور دندان ارہ صفت سے اجزا اُس بیخ کے جدا کر رہا ہی اور وہ درخت زبان حال سے کہتا ہی کہ اے ستمگار دل آزار کس واسطے تیشہ آزار سے بنیاد میری حیات کی برباد کرتا ہی اور میرا رشتۂ جان کہ عبارت ہی رگ و ریشہ سے تیغ بیداد سے قطع کرتا ہی اور مخلوقات کو میرے سایہ کی راحت سے اور میوے کی منفعت سے محروم رکھتا ہی **بیت** مکن بدی کہ بدی را جزاے بد باشد ۞ بہ کیش اہل مروت بدی دوی باشد ۞ موش نے درخت کی زاری پر التفات نہ کیا اور اسی جفاکاری پر کہ تھا سرگرم رہا ناگاہ ایک مار سیاہ کمین گاہ سے نکلا اور ایک دم مین موش کو نگل گیا سیہ گوش نے یہ صورت تجربہ کی مشاہدہ کی اور جانا کہ آزار دینے والا جلد سزا پاتا ہی اور بونے والا خار کا گل مراد نہین چُنتا ہی بدی کرکے نیکی کی طمع رکھنا محض خیال خام ہی کہ جزا بدی کی بد ہی اُسی حال مین کہ سانپ موش کے کھانے سے فارغ ہوکے ایک درخت کے سایہ

مین گنڈلی مار کے بیٹھا تھا کہ خارپشت آپہونچا اور سانپ کی دم منھ مین پکڑ کے اپنا سر اپنے پرون مین چھپا لیا سانپ نے نہایت اضطراب سے اپنا سر خارپشت پر یہانتک دے مارا کہ نوک خار سے تمام سر وہین اُسکا مشبک ہوکے مُردار ہوگیا سیاہ گوش نے ورق اعتبار سے ایک فصل اور مشاہدہ کی خارپشت کوہ کی طرف روانہ ہوا سیاہ گوش مترصد خارپشت کے حال کا تھا کہ یہ کیا سزا اپنے کردار کی پاتا ہے کہ ناگاہ ایک روباہ گرسنہ پیدا ہوئی خارپشت کہ اسکا لقمہ تھا چاہا کہ کام اُسکا تمام کرے لیکن خارپشت اپنا سر اپنے پرون مین چھپا کے بیٹھ رہا روباہ نے تصور کیا کہ حیلے کے سوا اسکو کار مشکل ہے خارپشت کو بپس پشت اُلٹ کے اُسی کے شکم پر پیشاب کیا خارپشت سمجھا کہ مینھ برستا ہے اپنا سر پیرون سے باہر نکالا روباہ نے جست کی اور اُس کا حلق پکڑ کے سر کو تن سے جدا کیا اور کھا لیا سوائے پوست اور استخوان اور پیرون کے کچھ باقی نہ رہا ہنوز اُس روباہ کو فراغت کلی اس سے حاصل نہوئی تھی کہ ایک سگ جہندہ گرگ درندہ کے مانند پیدا ہوا اور روباہ کو ٹکڑے کر ڈالا سیاہ گوش کا اس عجائب کے دیکھنے سے کہ دلیل روشن تھی تحقیق مکافات مین یقین واثق اور بھی بڑھا اور منتظر اس کے حال کا تھا کہ نہانخانہ قضا سے کیا سزا اسکی ہوتی ہے کہ جان ایک بیگناہ کی اسکے ظلم سے برباد ہوئی کہ یکبارگاہ ایک پلنگ کو دیکھا کہ گوشہ بیشہ سے باہر آیا اور ایک جست مین کام سگ کا تمام کیا قضارا پلنگ کمین گاہ سے صیاد کے بیچ کے آیا تھا اور شکار اس کتے کا کیا تھا کہ وہی صیاد تیر اور کمان ہاتھ مین لے کے تعاقب مین اسکے چلا آتا تھا کہ پلنگ جسوقت مشغول سگ کا تھا ایک خدنگ دلدوز کمان کی زہ سے آشنا کر کے ایسا راست اسکی طرف پھینکا کہ جانب چپ بیٹھا اور جانب راست سے نکل گیا بیت فلکہ گفتہ خوش ہست آن قبضہ و شست ٭ زمین گفت آفرین باد ابر آن دست ٭ ایضاً لمؤلفہ کمان وہ کہ کمان سپہر سے بہتر ٭ وہ تیر جس سے کہ تیر شہاب بھی کمتر ٭ وہ شست جس سے کہ بہرام

آسمان ہو خجل ٭ وہ زور جس سے کہ رستم کی داستان باطل ٭ ہنوز پلنگ کے تن بے تن سے
روح نے مفارقت نہ کی تھی کہ صیاد سبکدستی سے اُسکا پوست از سرتا پا کھینچکے چاہتا تھا کہ
روانہ ہو کہ ایک سوار شمشیر بدست اُس جگہ پہونچا اور وہ پوست پلنگ کا نہایت نقشدار
اور رنگین تھا پسند کرکے صیاد سے طلب کیا اُسنے انکار کیا آخر نوبت مقابلے کی پہونچی
اثنائے حرب و ضرب مین سوار نے تلوار گردن صیاد پر لگائی کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے
ہو گئی اور پوست پلنگ کا ہاتھ مین لے کے چلدیا ہنوز سو گام نہ گیا تھا کہ گھوڑے نے
ٹھوکر لی سوار زمین پر گرا اور گردن ٹوٹ گئی اور کام اُسکا بھی تمام ہوا القصہ زمانے نے
دو ساعت بھی کسی کو مہلت نہ دی کہ ہر ایک اپنے جزائے عمل کو پہونچا بموجب مصرعہ مؤلف
کہ بس دم راست کرنیکی زمانے نے نہ دی فرصت ٭ سیاہ گوش نے یہ سب ماجرا دیکھا اور
یقین واثق ہوا کہ جزا اعمال کی ایک ذرہ بھی ہو تو بھی بے پہونچے نہین رہتی ہی اُسی دم
شیر کے پاس آکے اجازت چاہی کہ اس بیشے سے ہجرت مجھے واجب ہی شیر نے کہا کہ بدولت
میرے آسایش پاتا ہی اور خوان احسان سے بہرہ مند ہوتا ہی پھر جانے کا سبب
اس منزل سے کیا ہی اور خدمت قدیم کو ترک کرنے کا کونسی چیز باعث ہوئی ہی سیہ گوش
نے جواب دیا کہ ای شہریار مجھے ایک قصور بندھا ہی کہ اُسکے چھپانے مین اندیشہ ہی کہ دل موم
کے مانند حرارت خیال سے گداختہ نہو جاے اور اسکے کہنے مین اندیشہ سر کے جانے کا
موجود ہی چنانچہ یہ شعر منور خان غافل کا حسب حال میرے ہی بیت جو ہم خاموش
رہتے ہین تو دم رکتا ہی ای غافل ٭ کلیجہ مُنھ کو آتا ہی اگر فریاد کرتے ہین ٭ اگر بادشاہ
عہد مضبوط فرمائے کہ اُسکے ٹوٹنے کا کسی طرح شک نہو تو مین راز دل اور صورت حال
راست براست عرض کر دون شیر نے اُسے اپنے زینہار مین لیا اور امان دی اور
اس عہد کو سوگند سے موکد کیا سیہ گوش نے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ نیت
تیری خلق کی امنیت سے بالکل اُٹھ گئی اور عنان قدرت بیگناہون کے

ط امنیت بانتظم رعایا یعنی آزردہ دل

ایذا کی طرف پھری ہی کہ دل عالم کا تیری جفا سے زخمی ہی اور سینہ داغ جفا سے مجروح لازم ہی کہ ترس اس ستم کا کر اور ہول قیامت سے ڈر اور مین اس صورت سے ترسان ہون کہ کوئی بلاے آسمانی متوجہ اس سلطنت کی ہو کہ چارہ اُسکا بجز ندامت اور پشیمانی کے کچھ نہو سکے شیر نے کہ اس سے اُسی وقت عہد کیا تھا اس لیے سخن کا متحمل ہوا اور کہا کہ تجھپر کوئی ستم نہین ہوا ہی تجھے اور کے قضیے سے کیا کام سیہ گوش نے کہا کہ آسکی دو وجہین ہین کہ اُس سے بیقرار ہون مین ایک یہ کہ کوئی صاحب دل قوت ظلم دیکھنے کی اور طاقت مظلوم کے نالے سُننے کی نہین رکھتا ہی دوسرے یہ کہ معاذا شومی ان افعال کی تجھے پہونچے اور مین بھی تیری مصاحبت کے سبب سے آتش عقوبت مین جلجاؤن شیر نے کہا کہ تو نے شامت فعل بد کی کہان سے جانی اور برکت عمل نیک کی کس سے سُنی سیہ گوش نے جواب دیا کہ خوشبو گلزار خرد کی جس کے مشام جان تک پہونچی ہی وہ جانتا ہی کہ جو شخص تخم آزار بوئیگا سواے ثمرۂ مضرت اور پھل نہ پائیگا اور جو کوئی کہ درخت نفع کا لگائیگا میوہ آسایش کا کھائیگا یہ جہان کہ دار مکافات ہی اسے پہاڑ سے تشبیہ دی ہی کہ جو نیک بد کوئی پہاڑ پر باواز بلند کہتا ہی وہی جواب اسکی صدا سے اُسے پہونچتا ہی مثنوی مولانا رحمہ اللہ۔

این جہان کوہ است و فعل ماندا ✽ سوے ما آید نداہا را صدا ✽ گرچہ دیوار افگند سایہ دراز ✽ باز گردد سوے او آن سایہ باز ✽

اور مین نے آج عین الیقین سے مشاہدہ کیا ہی کہ مکافات عمل کی خالی نہین جاتی ہی اس کے بعد قصہ موش اور سانپ اور خارپشت اور روباہ اور سگ اور پلنگ اور صیاد اور سوار کا جس طرح کہ دیکھا تھا سو بمو بیان کیا اور کہا کہ ای بادشاہ موش نے بیخ درخت کاٹی وہ طعمۂ مار ہوا اور مار نے کہ موش کو آزار پہونچایا خارپشت کی بلا مین پڑا اور خارپشت نے کہ مار کو مارا دام حیلہ روباہ مین گرفتار ہوا اور روباہ نے کہ ناحق خونریزی کی سگ نے مغز اُس کا خاک مین ملایا اور سگ اس بیداد کے سبب سے پلنگ کے پنجہ کے شکنجہ مین

کھنچا گیا اور پلنگ اسکی شامت اید اسے نشانہ تیر صیاد ہوا اور صیاد اپنے کیفر کردار مین سوار کے ہاتھ سے مارا گیا اور سوار خون ناحق کی شامت سے دل خستہ اور گردن شکستہ ہوا ہی بادشاہ فعل ان سب کا جو سراپا ظلم تھا بسبب مضرت وضرر کے ہر ایک بتلا ہوا پس بدی سے منحرف ہونا اور بدون سے بچنا عاقلون کو لازم ہی اور کام اپنا صلاح پر لانا اور نیت اچھے کامون پر مصروف رکھنا خردمندون پر واجب ہی **بیت** نخستین نشان خرد آن بود ؛ کہ از بد ہمہ عمر ترسان بود ؛ شیر کہ نخوت غرور اور شوکت فرین غلبہ رکھتا تھا سیاہ گوش کی نصیحت کو افسانہ سمجھا سیاہ گوش نے دیکھا کہ میری نصیحت شیر کے دل پر ایسی ہی جیسا کہ چیونٹی فولاد پر دانت مارے اور اُسکے سینہ پر اتنا اثر رکھتی ہی جیسا کہ نوک خار جوشن خارا پر **بیت** ناخن سر کوہ پہ تیغ کا کیا اثر ؛ رگ سنگ مین کیا چبھے نیشتر ؛ سیاہ گوش یہ سمجھا اور شیر کو چھوڑ کے ایک گوشہ جنگل کو روانہ ہوا اور جا کے ایک ہجوم خارستان مین چھپ رہا شیر بھی اُسکے پیچھے روانہ ہوا اور راسپر سے گذر کے ایک طرف کو چلا آگے چل کے دیکھتا کیا ہی کہ دو آہو بڑے فضاے صحرا مین چر رہے ہین اور مان انکی نگہبانون کے طور سے انکے حال پر متوجہ ہی شیر نے ارادہ کیا کہ آہو بچون کو شکار کرے اور ہرنی چلائی کہ اے بادشاہ صید کرنا میرے ان نور دیدون کا ظلم ہی کہ انکے کھانے سے تیرا کچھ کام نہ نکلے گا کیونکہ میری آنکھون کو فراق مین ان نور دیدون کے رُلاتا ہی اور میرا دل ان جگر گوشون کی آتش ہجر سے کباب کرتا ہی آخر تیرے بھی دو فرزند ہین ان سے ڈر کہ مبادا انکا بھی یہی حال ہو مجھ سے وہ نہ کر کہ اپنے اوپر پسند نہ کرے کس نے کیا کہ نہ پایا یہ شعر مؤلف کا کہ تنبیہ الغافلین مین ہی پڑھا **بیت** ہی آہ بیکسان کی رسائی خدا تلک ؛ چڑھ جائیے فلک پہ ولا اس کمند سے ؛ ہر چند ہرنی نے اس طرح داد بیداد کی مگر شیر کب اسکی بات سنتا تھا اور اپنے ارادے مین جیسا کہ تھا ویسا ہی مصروف رہا اور

وہان صیاد نے شیر کے بچون کے واسطے دام لگایا تھا ادھر تو شیر نے ہرنی کے بچون کا شکار کیا اور اُدھر دونون وہ بچے شیر کے دام صیاد مین گرفتار ہوے صیاد نے شمشیر بران سے سر اُن دونون کے کاٹ کے اور پوست کھینچکے راہ لی سچ یہ ہی کہ وہ شخص دشمن اپنے خاندان کا ہی جو اور کے خاندان سے بدی کرتا ہی بقول سعدی علیہ الرحمۃ **بیت** مگر دشمن خاندان خودی ٭ کہ با خاندانہا پسندی بدی ٭ ہرنی ہلاکت بچون کی دیکھکر دیوانہ وار ہر طرف دوڑتی پھرتی تھی کہ ناگاہ وہی سیہ گوش پہونچا اور کیفیت حال سے مطلع ہوکر ہرنی کی زاری پر زار زار رویا اور ہرنی کی تسلی کرتا تھا کہ صبر کر کہ تھوڑے سے عرصے مین یہ ظالم سزا پائیگا **بیت** شمع پروانہ را بسوخت ولے ٭ زود بریان شود بروغن خویش ٭ اور اُدھر شیر نے کہ شکم سیر ہوکر اپنے مسکن کو پہونچا دیکھا کہ دونون بچے اسکے سر بریدہ اور پوست کشیدہ پڑے ہین نالہ اور فریاد کو قبہ آسمان تک پہونچایا غرضکہ اس درجے خروش وفغان دردناک کیا کہ وحوش اُس بیشے کے وحشت مین پڑے ہمسایہ اُسکے ایک شغال رہتا تھا کہ دامن کو تعلقات دُنیا سے کھینچا تھا اور نکتہ مَن قنع بشیٔ عز کا لوح توکل سے پڑھا تھا **بیت** فارس میدان توکل شدہ ٭ خیمہ بصحراے قناعت زدہ ٭ وہ برسم تعزیت شیر کے پاس آیا اور کہا کہ موجب اس فریاد وفغان کا کیا ہی شیر نے صورت حال بیان کرکے یہ شعر مؤلف کا پڑھا **بیت** آتش غم سے پھک گیا ہیہات ٭ دل کی حالت کباب کی سی ہی ٭ شغال نے کہا کہ صبر کر کہ گلشن عالم مین کسی مشام نے بے ریخ زکام بوے وفا نہین سونگھی ہی اور کسی مُنھ نے ساقی ایام سے شراب راحت بے چاشنی جراحت نہین چکھی ہی کیا یہ شعر مؤلف کا تو نے نہین سنا ہی **بیت** مثل حباب آنکھ جو کھولی تو یہ کھلا ٭ بنیاد کچھ نہین ہی جہان خراب کی **ایضاً نظم فارسی** از دہر جفا پیشہ وفاے نتوان یافت ٭ وز گردش ایام صفاے نتوان یافت ٭ زخم دل مجروح جگر سوختگان را ٭ سازندہ تر از صبر دوائی نتوان یافت ٭ تھوڑا سا ہوش پکڑ

اور گوش ہوش پیدا کر تو دو تین باتین اور نکتے کہ دفتر حکمت سے مین نے پڑھے ہین تجھے
کہدون کہ حقیقت کاروبار دنیاے غدار اُس سے تجکو واضح ہو جاے اِسے سُنکے دریاے باطن
شیر کا جوش و خروش سے باز رہا اور سمع قبول سے متوجہ نصائح شغال ہوا شغال نے سخن
دلپذیر آغاز کیا کہ اے بادشاہ ہر ابتدا کے واسطے انتہا مقرر ہے اور ہر آغاز کے واسطے انجام مقدر
جبکہ مدت عمر کی تمام ہوئی ہے اور ہنگام آجل پہونچا ہے بحکم اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعة
ولا یستقدمون کے ایک چشم زدن کی فرصت نہین ملتی ہے کیا خوب مولف نے کہا ہے بیت
زبان چلتی ہے گویا آج کچھ ذکر خدا کر لے ٭ اجل آئی تو پھر ہرگز نہ دیگی بات کی فرصت ٭ اور عوض
ہر غم کے شادی کی امید رکھنا چاہیے اور بعد ہر سوز کے توقع ساز کی رکھنا مناسب ہے
بیت سالہا دل چون صبا طوف ریاض دہر کرد ٭ در فضاے او گلے گر یافت بیخارے نیافت
ہر حال مین قضاے یزدانی پر راضی ہونا چاہیے اور جزع و فزع کہ کچھ فائدہ نہین رکھتا ہے
توقف مین ڈالنا اچھا ہے بیت جان سپر کن چرا کہ تیر قضا ٭ یک سر مو خطا نخواہد کرد ٭
شیر نے کہا کہ یہ بلا میرے بچون کو کہان سے پہونچی کہ بموجب شعر مولف کے حالت مجھ پر
طاری ہے بیت پڑے سایہ جو میرا مرغ آتش خوار جل جاے ٭ سمندر میرے سوز دل
کے آگے پانی پانی ہے ٭ شغال نے کہا کہ یہ تجھی سے تجکو پہونچی ہے کیونکہ جو کچھ کہ تیر انداز قضا
نے تجھ سے کیا ہے اسی کا عوض ہے کہ تیر ظلم نے دلدوزی مظلومون کی اس سے پہلے کی
تھی پس یہ مکافات تیرے عمل کی ہے کہ تیری طرف منھ لائی ہے کما تدین تدان اور یہ
شعر گویا تیرے حسب حال ہے بیت خدا کو بھول گیا محو خود پرستی ہے ٭ لہو اور
کام مین ہے موت تجھ پہ ہنستی ہے ٭ خلاصہ یہ ہے کہ جیسا عمل کرے گا جزا پائے گا
اور بہت قریب ہے قصہ تیرا ہیزم فروش سے کہ وہ کہتا تھا کہ یہ آتش کہان سے
میرے انبار ہیزم مین پڑی شیر نے پوچھا کہ قصہ اُس کا کس طرح پر ہے حکایت
کہا کہتے ہین کہ زمانہ پیشین مین ایک ستمگار تھا کہ ہیزم درویشون کی کمال

ستم سے مول لیتا تھا اور نہایت درجے قیمت کم کرتا تھا سو وہ بھی بہزار دشواری دیتا تھا اور زمستان مین توانگرون کے ہاتھ دو چند اور چہار چند کو بیچتا تھا درویش اُسکے ستم سے ازبس تنگ اور توانگر بجفاے گران فروشی سے ضیق مین تھے اور سب یہ شعر گویا کا تکرار کرتے تھے بیت اُس ستمگر کے ستم سے گھر جو ہی غمخانہ ہی؛ خانۂ عیش آگے جو تھا اب وہ ماتم خانہ ہی؛ ایکدن ہیزم ایک درویش کی بزور چھین لی اور آدھی قیمت مقرر کرکے وہ بھی نہ دی درویش نے دست دعا آسمان کی طرف اُٹھایا اور روے نیاز جانب درگاہ الٰہی باخضوع وخشوع لایا بیت لمؤلفہ حذر واجب ہی ظالم تجکو مظلومون کے رونے سے؛ بھلا کیا حاصل اپنے ساتھ عالم کے ڈبونے سے؛ اس حال مین ایک صاحبدل پہونچا اور اُسکے ظلم پر واقف ہوکے زبان ملامت اُس ظالم پر کھولی اور یہ شعر گویا کا پڑھا بیت آہ ضعیف تیر بلا سے زیادہ ہی؛ پرزور قوس چرخ سے بھی بس زیادہ ہی؛ اور کہا اُن بیچارون نے کہ سوا درگاہ الٰہی کے پناہ نہین رکھتے ہین ایسا ظلم نہ کر اور وہ دردمند کہ تمام شب مانند شمع کے سوز دل سے اشکباری کرتے ہین انکے حق مین ایسا ستم روا نہ رکھ غریبون کے خانہ سینہ کو آسیب بیداد سے ویران نہ بنا اور خون دل یتیمون کا بجاے شراب لعل کے کل خمار بیہوشی لائے نہ پی اور گویا کے اس شعر پر عمل فرما شعر جو چاہے رحمت حق عجز کر شعار اپنا؛ خرید کر کہ نہایت یہ جنس سستی ہی؛ وہ ستمگر بہ غرور اس غریب کی بات کو کب سنتا تھا جمعیت جاہلیت سے مُنہ اپنا پھیر کے کہا کہ جا اے شیخ سر میرا نہ پھرا کہ مین ایسی واہیات بات نہین سنتا ہون درویش آزردہ دل پھرا اور اپنے گوشے مین جا بیٹھا قضارا اُسی شب آگ انبار ہیزم کو لگی اور اُس جگہ سے اُسکے گھر تک پہونچی جمیع مال ومتاع اُس کا خاکستر کردیا کہ کوئی چیز باقی نہ رہی وہ بیداد گر بستر نرم سے خاکستر گرم پر بیٹھا اتفاقاً وہی عزیز کہ روز گذشتہ نصیحت کرتا تھا آیا سُنا اُس نے کہ وہ ظالم اور اسکے سب متعلق روتے

ہین اور سوئیہ کرتے ہین کہ یہ آگ کہان سے ہمارے گھراور انبار ہیزم مین آگئی اس درویش
نے کہا کہ درد دل درویشان اور آتش جگر سوختگان ہی کہ تیرے خرمن جمعیت کو جلادیا بلکہ
یقین غالب ہی کہ اسی آگ سے تیرا ذخیرہ آخرت بھی جلجاے بیت لمولفہ ڈرو درد و نالۂ دل
پُر اضطراب سے ٭ برسے گی آگ پانی کی جا اس سحاب سے ٭ ظالم نے سر جھکا لیا اور اپنے
دل مین کہا کہ مقام انصاف سے نہ گذرا چاہیے کہ وہ تخم جفا کہ مین نے بویا تھا اُسکا پھل
یہی تھا کہ جو مین نے پایا اُسکے بعد شغال نے شیر سے کہا کہ یہ مثل اسواسطے لایا ہون مین
تا جانے تو کہ یہ جو تیرے فرزندون کو پہونچا یہ بدلہ ہی آہو بچون کا تو نے کہ فریاد اُس ہرنی
کی نہ سُنی اور رحم نہ کیا اب کس واسطے جزع کرتا ہی اور امیدوار ترحم الٰہی ہوتا ہی اب
لازم ہی تو صبر کر جیسا کہ تیرے ظلم پر اورون نے صبر کیا شیر نے کہا اس باب مین حجت اور
برہان سے میری خاطر نشان کر شغال نے کہا کہ تیری عمر کتنی ہی شیر نے کہا چالیس برس
کی شغال نے کہا کہ اس مدت مین تیری غذا کیا تھی کہا گوشت وحوش اور آدمیون کا
شغال نے کہا کہ وہ جانور اور آدمی تو نے چالیس برس کھائے اور شکار کیے اور اُنکے
گوشت سے تن پروری کی آیا وہ مان اور باپ نرکھتے تھے اور اُنکے عزیزون کو سوز مفارقت
اور مہاجرت جزع و فزع مین نہ لایا ہوگا اگر پہلے سے عاقبت اندیشی کرتا اور خونریزی
سے پرہیز رکھتا تو اسوقت مین فرزندون کے درد فراق سے جگر تیرا کیون کباب ہوتا
اگر یہی صفت خونخواری اور سیرت جفاکاری رکھے گا تو یاد رکھو کہ اس سے بھی زیادہ
دیکھے گا جب تک خلق خدا تجھسے خائف رہیگی بوے آسایش کی نہ سونگھے گا تو اب
بھی کچھ وقت باقی ہی توبہ کر اور اپنا اخلاق رفق و رحمت سے آراستہ کر اور حیات
کے دار و گیر سے کنارہ کر کہ آزار دینے والا منہ راحت کا نہین دیکھتا ہی اور بیداد گر
ہرگز مقصد کو نہین پہونچتا ہی شیر نے جب کہ یہ بات سُنی سمجھا کہ بنا جس کام کی ازار و ظلم
پر ہوتی ہی سواے ناکامی اُس سے اور نتیجہ حاصل نہین ہوتا ہی اور دل مین کہا کہ بہار

لہ سویہ بضم و واو مجہول و فتح تحتانی گریہ و نالہ

علم [illegible]

عمر جوانی سے متعلق ہی وہ خزان پیری و ناتوانی سے مبدل ہوئی اور ہر دم راہ فتنہ مین قدم پڑتا ہی اور سفر دور دراز درپیش ہی اب بہتر یہی ہی کہ فکر زاد معاد کرون اور ترک دل آزاری اور جفا کاری کر کے تھوڑے قوت پر قناعت کرون اور بیش و کم کا غم نہ کر کے فکر ہست و نیست سے درگذرون بیت لمؤلفہ کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل ٭ رکھ دینگے میرے سامنے فردین حساب کی ٭ آخر شیر نے گوشت کھانے اور ایذا رسانی سے توبہ کر کے میوۂ صحرائی پر قناعت کی شغال نے کہ مدت سے تائب اور فقط میوۂ صحرائی پر قانع تھا دیکھا کہ شیر ہماری غذا ایک سال کی دس دن مین کھا گیا مضطرب ہو کر شیر کے پاس آ کر کہا کہ شہریار اب کیا کام کرتا ہی کہا کہ مین فقط میوہ پر قانع ہون اور ایذاے مخلوق سے تائب شغال نے کہا کہ ایسا نہین ہی بلکہ ایذا مخلوق کی آگے سے بھی زیادہ تر ہی شیر نے کہا کہ مجھ سے کسی کو کیا ضرر پہونچتا ہی نہ اپنا منھ کسی کے لہو سے تازہ کرتا ہون اور نہ پنجہ کسی کے آزار پر کھولتا ہون شغال نے کہا کہ اپنے حق سے البتہ تو باز رہا مگر رزق اور ون کا کہ ایک برس اُس سے بسر کرتے تھے تو اُسے دس دن مین کھا لیتا ہی پس روزی جنگلی اس سے متعلق ہی وہ یقین ہی کہ جلد ہلاک ہو جائین اور اسکا وبال تیرا بار گردن ہو اور اسی جہان مین مکافات اُسکی تجھے پہونچے اور مجھے ڈر ہی تیرا حال اُس خوک کی طرح نہو کہ جو بوزینے کے مقابلے مین ہوا شیر نے کہا کہ بیان اسکا کر حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک بوزینے نے مدد توفیق نیک سے اپنی قوم کو چھوڑ کے اور ترک تعلق کر کے راہ صحرا کی لی اور ایک بیشۂ انجیر مین پہونچ کے متمکن ہوا اور خیال کیا کہ ذی حیات کو اکل و شرب سے گزیر نہین ہی اور جب کہ موسم انجیر کا نرہا تو غذا ملنا اس صحرا مین معلوم اس سے یہ بہتر ہی کہ اسی انجیر کا ذخیرہ کیجیے تا خیر موسم مین بے برگ و نوا نرہیے اس لیے ہر روز ایک درخت کے انجیر کھاتا تھا اس کے بعد بالکل جھاڑ لیتا اور خشک کر کے ایک گوشہ مین ذخیرہ کرتا تھا

حکایت خوک و بوزینہ

ایک روز موافق قاعدہ مستمرہ کے ایک درخت پر بیٹھا کچھ کھاتا تھا اور ذخیرہ کے لیے کچھ نیچے گراتا تھا کہ ناگاہ ایک خوک پیدا ہوا اور اُسی درخت کے تلے کہ جس پر بوزینہ چڑھا تھا آیا جب کہ بوزینہ کی نظر اُس پر پڑی غدا سے پناہ مانگی کہ خوک نے سلام کیا اور کہا کہ مہمان کا بھی کچھ حق ہی بوزینہ نے بھی جواب مشفقانہ بہ نفاق دیا مصرعہ

مرحبا مرحبا تعال تعال ٭ اور کہا کہ اگر پیشتر سے جناب کی تشریف فرمائی کی خبر معلوم ہوتی تو فراخور حال شکستہ بال کے سامان مہمانی مہیا کر رکھتا اور اب بھی جو کچھ کہ ہو سکیگا اُسمین دریغ نہوگا خوک نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور اشتہا کمال رکھتا ہون جو کچھ کہ حاضر ہو اسوقت مہربانی کر بوزینے نے اُس درخت کے انجیر گرانے شروع کیے خوک بہ کمال رغبت کھاتا تھا حتی کہ ایک دانہ اُس درخت مین باقی نرہا خوک نے کہا کہ ای عزیز گرامی ہنوز نفس حریص غذا کی خواہش مین بیقرار ہی درخت دوسرا اجھاڑ اور مجھے رہین منت کر بوزینے نے طوعاً و کرہاً دوسرا درخت جھاڑا مگر اُسمین بھی خوک کی سیری نہوئی اشارہ اور درخت کی طرف کیا بوزینے نے کہا کہ ای عزیز انصاف ہاتھ سے ندے میرا ایک مہینے کا قوت تونے ایک دم مین کھا لیا اب مجھے مقدور نہین ہی کہ زیادہ اس سے متواضع ہون خوک برہم ہوا اور کہا کہ ایک مدت یہ جنگل تیرے تصرف مین رہا آج سے میری ملک ہوا تو اب یہان سے راہ لے بوزینے نے کہا کہ کسی کا گھر چھین لینا بڑا ظلم ہی خیال جفا کا چھوڑ دے کہ ظلم اچھا نہین ہوتا اور آزردہ کرنا مظلومون کا بہت مضرت رکھتا ہی خوک اس جواب سے زیادہ تر آزردہ ہوا اور کہا کہ ابھی اس درخت سے نیچے گرا کر سزاے قرار واقعی دیتا ہون یہ کہا اور جست کر کے شاخ درخت پر آیا شاخ بار خوک سے ٹوٹ گئی اور وہ ایسا سرنگون گرا کہ مہرہ گردن ٹوٹ کے واصل جہنم ہوا اور ای شیر یہ مثل اسواسطے بیان کی مین نے کہ تو بھی اسی طرح حق غیرون کا کھاتا ہی جبکہ یہ گروہ غربا بھوک سے مرجائیگا اقربا اور عزیز انکے تمام عمر تجھے بد دعا دینگے اور اس لیے کام

تیرا خلق آزاری اور خونریزی تھا اور اب حالت زہد مین رزق مظلومون کا غصب کرتا ہی غرض کہ ہر حال مین تیرے ہاتھ سے عالم کو آرام نہین ملتا ہی جانورون کو کسی طرح تیرے جور سے مخلصی نہین ملتی ہی تیرے ظلم کا وہ حال تھا اور زہد صلاح کا یہ حال ہی مناسب ہی کہ لذت تن پروری سے درگذر اور لذت روحانی کی فکر کر **بیت**

اسیر لذت تن ماندہ ام دگر نہ ترا		چہ عیشہاست کہ در ملک جان مہیا نیست	

شیر نے جب کہ شغال سے یہ نصائح سُنے میوے کو بھی ترک کر کے فقط آب و گیاہ پر قناعت کی اور اطاعت خدا مین مشغول ہوا اور کبھی کبھی ان تینون بیتون کو پڑھتا تھا **نظم**

ای دل ازین جہان دل آزار درگذر		در تنگنای گنبد دوار درگذر	
کار جہان نہ لائق اہل بصیرت است		مردانہ وار از سر این کار درگذر	
چون بیتوان بگلشن روحانیان رسید		سبقی نما ازین رہ پرخار درگذر	
در بحر حرص نفس چو غواص شوخ چشم		غوطہ مخور ز گوہر شہوار درگذر	

یہ ہی داستان بعضے بدکردارون کی کہ لوگون کو اپنے عذاب مین مبتلا کرتے رہتے مین اور عاقبت کا کچھ اندیشہ نہین رکھتے ہین آخر کو اسی طرح کی بلا مین کہ جو اور کے حق مین روا رکھتے خود مبتلا ہوتے ہین اسکے بعد راہ راست پہچانتے ہین جیسا کہ شیر نے جب تک اپنے جگر گوشون کو آتش بیداد صیاد پر کباب ہوتے نہ دیکھ لیا خونخواری اور بدکرداری سے دل نہ اُٹھایا اور جب تجربہ اس سے حاصل ہوا پھر اس عالم غدار سے کنارہ کیا اور اسکی آرایش بے اصل کی طرف التفات نہ کیا اور پھر کسی طرح سے عشوہ اس بیوفاے جادووش کا خرید نہ کیا **بیت**

نوشتہ اند بر ایوان جنت المأوے		کہ ہر کہ عشوۂ دنیا خرید وای بوے	

اور جو کہ خردمند ہین وہ زیادہ تر اسکے سزاوار ہین کہ اشارت کو سمجھین اور تجربون کو اپنے حال اور مآل کا پیشوا کرین اور بناے کار دنیا و آخرت اسی ایک قصہ کافی پر رکھین جو کہ اپنے فرزندون کے حق مین پسند نہ کرین وہ اور کے واسطے روا نہ رکھین

تا ذکر جمیل اُن کا حالت حیات اور ممات مین شہرہ آفاق رہے نظم گویا

یہ جہان صحرائے وحشت خیز ہی	یا کوئی دریائے آفت خیز ہی
جو تھے نادان اس مین آکر گھر گئے	تھے جو دانا وہ کنارہ کر گئے

باب گیارھوان جزائے اعمال مین بطریق مکافات کے

رائی دابشلیم نے داستان دلپذیر سُننے کے بعد فرمایا کہ ای پیر صائب تدبیر بیان دشمن اور دلیل واضح مثال مین بد کردار ناعاقبت اندیش کی کہ عالم کی ایذا پہونچانے مین مبالغہ کرتا تھا اور جبکہ اورون کی طرح آپ بھی اس بلا مین مبتلا ہوا تو توبہ کی پناہ مین آیا بیان فرمائی تو نے اب التماس یہ ہی کہ وہ داستان کہ گیارھوین وصیت سے تعلق رکھتی ہی یعنی حقیقت اس شخص کی کہ غیر کے کام پر مائل ہوا اور وہ کام اُسکے طور کے موافق اور حال کے مناسب نہو بیان فرما حکیم کامل نے اس عبارت مین کہ صفا اور لطافت مین آبحیات کے برابر اور شیرینی اور حلاوت مین ہمسر شربت نبات تھی بیان کی اور دعا دی بیت ملولفہ رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم ❊ کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہی ❊ اور کہا کہ بادشاہ عالم پناہ بزرگون نے فرمایا کہ لکل عمل جزار و لکل مقام مقال یعنی واسطے ہر عمل کے جزا ہی اور واسطے ہر مقام کے مقال ہی اور جامہ خانہ غیب سے لباس خاص ہر ایک کے بالائے والا پر جدا جدا سیا ہی اور خلعت خانہ بخشش سے ہر شخص کے قامت کے لائق خلعت عطا فرمایا ہی ہر فرد سے ہر کام نہین آتا ہی اور ہر مرد ہر عمل کے لائق نہین ہوتا ہی نظم زغن را ہر طاؤسی نزاید ❊ مگس را پر زعنقائے نزاید ❊ زہر کس آرزوے گل نشاید ❊ شمیم گل زخارے خوش نیاید ❊ ساقی الطاف نے خمخانہ کل حزب بما لدیہم فرحون سے ہر کسی کو فراخور حال ساغر سرور دیا ہی اور شراب عنایت اور سرچشمہ رعایت سے کسی کو محروم نہین کیا ہی بیت کس نیست کہ نیست بہرہ مند از تو دے

اندر خورد بجرعہ یا جامی ؛ بس ہر شخص کو چاہیے کہ جو صفت کہ صانع ازل نے اُسکو
دی ہی اسی کا شغل رکھے اور ایسا کرے کہ اس کام کو بتدریج مرتبۂ کمال کو پہونچائے
اور جو کوئی کہ پیشہ اپنا چھوڑ کے اُس طرف کہ اُسکے مناسب حال نہین ہی رجوع کریگا
بیشک مقام تردد اور حیرت مین گرفتار ہوگا پس ضرور ہی کہ جو راہ اختیار کی ہیں اُسی سے
منزل کو پہونچے اور اگر اس سے پھریگا تو سراسیمہ اور سرگردان رہیگا مخلوق کو چاہیے
کہ اپنے طریق عمل پر ثابت رہے اور ہر طرف کو دست ہوس دراز نکرے اور افزون کو
شعار اپنا نہ بنائے اور جو کام اسکا پیشہ ہی اسمین مشغول رہے جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے
ہین **بیت** انجیر فروش را چہ بہتر ؛ کانجیر فروشد اے برادر ؛ اور اس محل کے مناسب
کیفیت زاہد عبری زبان کی ہی کہ مہمان ہوس پیشہ نے ارادہ لغت عبری کے سیکھنے کا کیا
اور اپنی بھی زبان بھول گیا راہی و التسلیم نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی اُسنے کہا **حکایت**

حکایت زاہد عبری

کہتے ہین کہ زمین قنوج مین ایک مرد صالح پرہیزگار و دیندار عبادت شعار تھا پاکیزگی
فطرت سے کدورت علائق کو زائل کرکے پردہ ظلمت کا پیش نظر سے اُٹھا ڈالا تھا اور
غاشیہ اُسکے سجادہ کا فتوحات غیبی سے ہر اہل اللہ کے دوش پر رہتا تھا تمام ہمت اُسکی احیاے
رسوم شرع پر مصروف تھی اور مرغ محبت الٰہی نے اُسکے سینۂ بے کینہ مین آشیانہ بنایا تھا اور
اُسکی خورشید ضمیر نے ایک عالم تیرہ کو روشن کردیا اور باوجود اُس بے برگی کے جو کچھ کہ خزانہ
غیب سے اُسکے ہاتھ آتا تھا مہمانون کو کھلا دیتا تھا ایک دن مسافر اُسکے مکان مین وارد
ہوا زاہد نہایت خوش ہوا اور جو کچھ کہ تعظیم و تکریم مہمانداری کی چاہیے بجا لایا بعد انفراغ
طعام زاہد نے پوچھا کہ کہان سے تشریف لاتا ہی اور ارادہ کس دیار کا ہی مہمان نے جواب دیا
کہ قصہ نامرضیہ میرا دور و دراز ہی اگر خاطر اسکی طول سے ملول نہو تو بیان کرون مین
زاہد نے کہا کہ جو کوئی گوش ہوش شنوا رکھتا ہی ہر قصہ سے حصہ اپنا حاصل کرلیتا ہی اور
قطرہ مجاز سے دریاے حقیقت مین در آتا ہی **بیت** زہر بازیچہ رمزے میتوان خواند ؛

زہر افسانہ فیضے میتوان یافت ؀ تو بے دہشت سرگذشت اپنی کہہ اور جو منفعت اور مضرت اس سفر مین دریافت کی اُسے مشروحاً بیان کر مہمان نے کہا کہ ای زاہد زمانہ اصل میری دیار فرنگ سے ہی اور پیشہ میرا نانبائی تھا اور ایک دہقان تھا کہ اس سے مجھے دوستی تھی اور اکثر میرے اور اُسکے صحبت رہتی تھی اور از راہ یاری وہ مددگاری غلہ سے کیا کرتا تھا اور قیمت اُسکی آہستہ آہستہ ایک زمانہ دراز مین بقدر آمدنی مجھسے لیتا تھا اور بسبب اُسکی مہلت اور فرصت کے کام میرا باسانی بسر ہوتا تھا ایک روز مجھے مہمان کر کے باغ مین لے گیا اور شرائط مہمانی جیسا کہ قاعدہ ارباب ہمت کا ہی بخوبی بجا لایا اور بعد اکل و شرب کے باہم کلام مین مشغول ہوے فیمابین کلام کے پوچھا اُسنے منفعت تیرے کسب کی کس قدر رہی کہا مین نے کہ میری دوکان کا آٹھ خروار غلہ ہی اور اُسکا نفع جو متفرع ہوتا ہی وہ اسقدر کہ اہل و عیال کی خورش کو وفا کرے پس انتہا یہ کہ دس کے بارہ ہوتے ہین بیت چو زین بیر نفع تر کاری ندارم ؀ برین دستور روزے می گذارم ؀ دہقان نے کہا کہ تیرا نفع کچھ بھی نہین مجھے خیال تھا کہ اُسکا افادہ بسیار اور حاصل بیشمار ہوگا مین نے پوچھا کہ ای خواجہ تیرا نفع کشتکار کس مقدار ہی کہا کہ پایہ میرے کام کا تھوڑا ہی اور منافع بہت کہ دس سے سو تک بھی قناعت نہین کرتا ہون بلکہ اس سے بھی زیادہ کا طلبگار رہتا ہون متحیر ہو کر کہا مین نے کہ ای خواجہ یہ دور از قیاس ہی دہقان نے کہا کہ تعجب نہ کر اس سے بھی زیادہ اسمین منفعت ہی مین تیری تسکین کر دون اب اس سے قیاس کر کہ ایک دانہ خشخاش کا کہ سب دانون سے چھوٹا ہی جبکہ زمین مین اُسکو ڈالا اور سبز ہوا ایک دانے سے قریب بیس تیر کے نکلتے ہین اور زیادہ بھی ممکن اور ہر تیر پر ایک قبہ ہوتا ہی اور قبہ مین اتنے دانے ہوتے ہین کہ شمار اُنکا کسی سے نہین ہو سکتا ہی اب خیال کر کہ نفع زراعت کا کس قدر ہوا اور علماے زراعت نے کہا ہی کہ زرع کے تین حرف ہین دو حرف اوّل کے زر ہین اور حرف آخر غین ہی وہ بھی نام زر کا ہی پس

ف زرع کا نفع کھیتی اور درخت شاخ درخت کا نفع بعض سے ۱۲

نا اسپردہ دان

یہ پیشہ زر بر زر ہی بیت دو حرف زرع زرست و یکے کہ می ماند ٭ ہم آن زرست پس اینجا زرست بر سر زر ٭ یہ اشارہ زراعت کی طرف ہی اور دہقانیت کے موجدون کا یون اعتقاد ہی کہ کبریت احمر یہ ہی کہ قیل بیت جستن گوگرد احمر عمر ضائع کردن است روے برخاک سیہ آورکہ یکسر کیمیاست ٭ جبکہ یہ باتین زبان سے دہقان کی سُنی سودا دہقانیت کا دماغ مین پیدا ہوا اور دروازہ دوکان کا بند کرکے زراعت کے اسباب کے مہیا کرنے مین مشغول ہوا اور میرے محلے مین ایک درویش تھا صاحب کمال پاک نفس اور نیک خصال جبکہ اُسے معلوم ہوا کہ مین اپنی حرفت ترک کرکے اور کے کام مین مشغول ہوتا ہون اُسنے براہ شفقت مجھے بلایا اور کہا کہ ای کاریگر جو کچھ کارخانہ ربانی سے تیرے حوالے ہوا ہی اسپر راضی رہ اور طلب افزونی کی نہ کر شومی حرص کی بہت بد ہی جو شخص کہ نقد قناعت ہاتھ مین رکھتا ہی بادشاہ اپنے وقت کا ہے اور جو کہ بدولت طلب حرص مین گرفتار رہوتا ہی مرتبہ دیو و دد مین شمار کیا جاتا ہی بیت قرص جوین می شکن و مے شکیب ٭ تا نخوری گندم آدم فریب ٭ کہا مین نے ای شیخ اپنے کام مین چندان فائدہ نہین دیکھتا ہون اور فائدہ دہقانیت کا بہت ہی ارادہ اُسکا کرتا ہون کہ شاید اس شغل کے منافع سے میرے اہل و عیال آسودگی سے بسر کرین اور معاش میری آرام تمام سے بسر ہو زاہد نے کہا کہ مدت تمامی سے تیرا اسباب معیشت اپنی حرفت سے مہیا ہوا کیا اور مشرب زندگانی اسی پیشے کے بدولت خس و خاشاک تردد سے مصفا رہا اور یہ عمل کہ اب اختیار کرتا ہی شاید تو اسکے لوازمات پر قیام نہ کر سکے اور عہدہ اسکے رسمیات کا جیساکہ چاہیے تجھسے سر انجام نہ پائے اور جو کچھ کہ نہانخانہ آرزو سے تیری خاطر پر خطور ہوا ہی شاید مطابق آرزو کے نہو پھر بجز ندامت کچھ حاصل نہوگا فضولی نہ کر اور کام اپنا نہ چھوڑ کہ اپنا پیشہ چھوڑا اور وہ کام کہ لائق اپنے نہین ہی یا آپ اسکے لائق نہین ہی اختیار کیا تو اسے وہ پہونچتا ہی جو اس کلنگ کو پہونچا مین نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت درویش نے

حکایت کلنگ و زاغ

کہا کہ ایک گازر دریا کے کنارے اپنے کام مین مشغول رہتا تھا اور ہر روز ایک کلنگ
کو دیکھتا تھا کہ اس چشمے کے کنارے بیٹھ کے جو کرم کہ اس چشمے مین پاتا تھا اسے چن کھاتا
تھا اور اسی پر قناعت کر کے اپنے آشیانے مین رات بسر کرتا تھا ایک دن باشۂ تیز پر وہان
پیدا ہوا اور ایک تیہو کا صید کر کے پیٹ بھر کھا لیا اور باقی چھوڑ دیا کلنگ نے خیال کیا یہ
باشہ اس جثہ حقیر پر جانور بزرگ کو صید کرتا ہی اور مین اس ہیکل عظیم پر ایک محقر پر
قناعت کرتا ہون ہر آئینہ یہ صورت میری دنائت ہمت پر دلیل ہی لایق حال کا یہ
ہی کہ آج سے صید حقیر پر نظر نہ کرون اور کمند ارادہ کو کنگرۂ آسمان کے سوا اور جگہ نہ
پھینکون اسکے بعد اُسنے ترک شکار کرم کیا اور منتر صد صید کبوتر و تیہو کا ہوا اُس دھوبی
نے دور سے تماشا باشی اور تیہو کا دیکھا تھا جب کہ حیرت کلنگ کے حال پر مستولی پائی
اور کرم پکڑنے کے شغل سے باز رہا گازر نے فراست سے دریافت کیا کہ جب سے
کلنگ نے شکار باشے کا دیکھا اپنے شکار سے ہاتھ اُٹھا لیا ہی یہ امر بے سبب نہین
ہی اس واسطے بیشتر نظر گازر کی کلنگ کی طرف رہتی تھی قضارا ایک کبوتر اسکے
قریب آنکلا کلنگ اُٹھا اور کبوتر کا ارادہ کیا کبوتر نے پرواز کی اور پانی سے
گذر کے راہ خشکی لی کلنگ کہ اُسکے پیچھے آتا تھا کنارے پر دریا کے گر پڑا اتفاقاً
اس جگہ گل ولاے بہت تھی کہ پانون ہر ایک کا پھنس جاتا تھا اتفاقاً کلنگ کے
پانون بھی اس مین درآئے جس قدر جہد زیادہ کی زیادہ تر پھنستا گیا دھوبی
نے کلنگ کو پکڑ کے گھر کی راہ لی ایک دوست راہ مین ملا پوچھا کہ یہ کیا ہی گازر
نے کہا کہ یہ کلنگ ہی چاہتا ہی کہ کام باشے کا سیکھے وہ تو ہو سکا پر اپنی جان برباد کی اور
یہ مثل اس واسطے لایا ہون کہ تا معلوم کرے تو کہ ہر کسی کو ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہی
چاہیے کہ اسی کام پر قیام کرے اور جو حرفت کہ خلاف اسکے پیشے کے ہی اُسے چھوڑ دے
جب کہ اس درویش نے یہ مثل فرمائی دغدغہ میری حرص کا اور زیادہ ہوا اور

کان میرے کہ محض حرص وہوا سے بھرے ہوئے تھے زاہد کی بات نے ان مین راہ نہ پائی اور پیشہ نان بائی ترک کرکے تھوڑی سی پونجی سے زراعت کا اسباب درست کیا اور تخم ریزی کرکے دیدۂ انتظار راہ محصول پر رکھا مین نے اس حال مین معیشت عیال مجھپر وبال ہوئی سبب یہ کہ نان فروشی سے اس قدر ہر روز حاصل ہورہتا تھا کہ اہل وعیال کی شب وروز بسر ہو جاتی تھی اور زراعت مین انتظار ایک سال کا چاہیے تا فائدہ اُسکا حاصل ہو اُسکے بعد مین نے دل مین کہا کہ غلطی کی تونے کہ بات بزرگون کی نہ سُنی اب مصارف روزمرہ سے درماندگی ہی اور کسی طرح یہ تکلیف رفع نہین ہوتی ہی صلاح یہ ہی کہ کچھ روپے قرض لےکر دوکان نان فروشی کی پھر جاری کرون کہ اہل وعیال ہلاک نہو جائین کہ موسم زراعت کٹنے کا آجاوے بعد اسکے ایک تاجر شہر سے مبلغ چند قرض لیے دوکان دوسری بار جاری کی اور اپنے ایک ملازم کو اُس دوکان پر مقرر کیا کبھی خبرگیری زراعت کی کرتا تھا مین اور کبھی دوکان کے انتظام کے واسطے بازار مین آتا تھا جبکہ دو تین مہینے گذرے اُس نوکر نے یہان تک خیانت کی کہ دوکان مین کچھ باقی نرہا اور زراعت مین بھی بہت آفتین پہونچین کہ جو خرچ ہوا تھا سوا ان حصہ بھی اُسکا ہاتھ نآیا جبکہ یہ صورت پیش آئی اس درویش سے حال اپنا بتفصیل بیان کیا مین نے پھر عابد ہنسا اور کہا کہ تیرا حال اس مرد کے مانند ہی کہ داڑھی اُسکی دورویہ تھی اور دونون عورتون کے ہاتھ سے برباد ہوئی مین نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت درویش نے کہا کہ ایک شخص کے دو عورتین تھین ایک ادھیڑ اور دوسری نوجوان اور آپ بھی ادھیڑ دومویہ تھا جسے کھچڑی داڑھی کہتے ہین اور دونون عورتون کو دوست رکھتا تھا ایک شبانہ روز ایک کے گھر رہتا تھا اور دوسرے دن دوسری کے گھر اور عادت اُسکی یون تھی کہ عورت کے زانو پر سر رکھ کے سویا کرتا تھا ایکدن اُس ادھیڑ کی باری تھی اور یہ اُسکے زانو پر سر رکھ کے سوتا تھا اُسنے یہ خیال کیا کہ جتنے بال اسکے داڑھی مین سیاہ ہین اگر یہ

نہون تو اس جوان عورت کو تمام بال سفید دیکھ کے اس سے نفرت ہوگی جس وقت یہ سمجھے گا
کہ اسکے تمام حرکات اور سکنات سے نفرت پائی جاتی ہی اس وقت اسکی بھی طبیعت
اُس سے نفرت کریگی پھر اور میری طرف کو رغبت تمام پیدا کریگا اس خیال سے
جس قدر کہ ہو سکا اس سے عرصۂ خواب تک سیاہ بال چُنتی رہی اور اس امر کی کچھ اسے
خبر نہ تھی مصرعہ برکندہ بہ آن ریش کہ در دست زن ست * دوسرے ہی دن اس نوجوان
کی باری تھی اپنی عادت کے موافق اسکے زانو پر سر رکھے سو گیا تھا قضارا اسکے خیال
مین آیا کہ بال سفید اس کے اگر باقی رہین اور جبکہ یہ اپنی داڑھی آئینہ مین سیاہ دیکھے گا
مقرر ادھیڑ عورت کی صحبت سے نفرت کرکے میری طرف کو لامحالہ رغبت کریگا پس یہ تصور
کرکے جس قدر کہ فرصت وقت کی تھی بال سفید چنتی رہی جبکہ اسی طرح چند روز گذرے
کہ ایک دن موے سیاہ اور ایک دن سفید چنے جاتے تھے آخرکار ایک بال بھی داڑھی
مین باقی نہ رہا اُس مرد غافل نے ایک دن آئینہ مین دیکھا کہ مُنھ خواجہ سرا کے مانند ہی
آہ کھینچی اور کہا کہ یہ میرا کیا حال ہوا ایک شخص نے لطیفہ گوئی سے کہا کہ جس مرد کی
داڑھی عورتون کے ہاتھ مین ہوگی داڑھی تو کیا اگر اس مرد کے ناک اور کان بھی
باقی رہین تو عجب ہی ایک شخص نے کہا کہ یہ مصرع رضی کا تیرے حسب حال ہی مصرعہ
تیری وہ مثل ہوئی ای رضی نہ الا الذی اور نہ الا الذی * درویش نے کہا کہ تیرا حال اُسی
مرد دموریہ کے مانند ہی کہ جو کچھ پونجی تو نے نان پزی کی دوکان مین صرف کی اور باقی دہقانیت
کے کام مین تلف کی اور آج تو دیکھتا ہی کہ تنور معیشت مین نہ روٹی ہی اور نہ مزرع
زندگانی مین خوشہ اور دو شعر مؤلف کے تیرے حسب حال ہین ابیات نہ تو صدمۂ
کوہ الم اُٹھا * اور زار یہ ہون کہ نہ تنکا ہلا * مجھسے توسن ای کاہ ربا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
زاہد نے طوف حرم کا کیا * ہندو نے بت کو سجدہ کیا * ناکام وہ ہون مجھسے گویا یہ بھی
نہ ہوا وہ بھی نہوا * جب کہ یہ حکایت سُنی سمجھا مین کہ پیر عابد نے جو کچھ کہا تھا

وہ سچ ہوا اب مجھے سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہین ہے اگر تمام اثاث البیت جمع کرون تو بھی ایک شخص کے قرض سے چھوٹنا دشوار ہے یہ خیال کرکے شہر سے بھاگا مین منزل بمنزل ترسان اور ہراسان چلا جاتا تھا کہ اثنائے راہ مین سُنا مین نے کہ میرے سب عیال ہلاک ہوگئے اور املاک سب قرضخواہ لے گئے مصرعہ لمولفہ جو دزد سے بچا اُسے رمال لے گیا ۔ اب مین وطن جانے سے نا امید ہوکے منزل پیمائی کرتا ہون اور یہ بیت گویا کی حسب حال اپنے ورد زبان رکھتا ہون بیت بُرا ہو زیست کا کیا کیا الم دکھاتی ہے ۔ چھٹے وہ رنج سے پیوند جو زمین کے ہوئے ۔ اور درد دل کی کسی صاحبدل سے چاہتا ہون اور جراحت اندوہ پر لقائے اہل اللہ سے مرہم رکھتا پھرتا ہون شاید کہ اسمین التیام پاے جیسا کہ مولف نے کہا ہے بیت مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجکو نہ بخشے گا ۔ اگر اچھے بھی ہونگے زخم تو شگ جراحت سے ۔ اب اس ساعت کہ میرا آئینۂ دل آپ کے مصقلۂ زیارت سے مصفا ہوا ہے اور شربت عیش شیرینی کلام شکر بار تیرے سے مہیا ہے اگرچہ رنج بہت اُٹھائے ہین مگر امید ہے کہ آپ کی برکت زیارت سے مقصود کو پہونچون یہی شمہ میری سرگذشت کا تھا کہ جو بیان مین آیا مصرعہ سرگذشتم را چہ پرسی سرگذشت از سرگذشت ۔ یہ زاہد نے فرمایا کہ جو کچھ کہ کہا تو نے اسکے صدق پر میرے دل نے گواہی دی اگرچہ زحمت مہاجرت او مشقت مسافرت بہت کھینچی تو نے لیکن تجربے بھی خوب حاصل کیے اب یہ زندگانی دو روزہ بہرکیف آزادانہ بسر ہو جائیگی غم بود نابود دنیا کا ایک قلم دل سے محو کر ڈالنا مناسب ہے اور واسطے تسکین کے گویا کا یہ شعر کفایت کرتا ہے بیت دیکھ کہدیتے ہین مت ہاتھ سے کھو دولت فقر ۔ شاہ کہتے ہین اُسے جو کہ گدا ہوتا ہے ۔ مہمان اور میزبان دونون باہم خوش ہوکے اور ایک نے دوسرے کی صحبت غنیمت سمجھی اور یہ زاہد ایک مرد تھا قوم نبی اسرائیل سے اور زبان عبری بہت فصاحت سے بولتا تھا اگرچہ اور علم اور زبانون مین بھی دستگاہ رکھتا تھا

لیکن عبری مین افصح اس زبان کا تھا اور اکثر اپنے خواص سے زبان عبری مین کلام کیا کرتا تھا یہ مہمان فرنگی حقیقت لغت عبری سے مطلق نا آشنا تھا لیکن کلام زاہد کا اس زبان مین اسے بہت بھاتا تھا جب کہ عرصہ زیادہ گذرا اور وہ فرنگی زاہد سے بے تکلف ہوا عرض کیا کہ مین امیدوار ہون مجھے تعلیم کر اور دریغ نہ فرما کہ بے سابقہ معرفت اعزاز و اکرام میرا کیا تو نے اور تکلف ضیافت مین اتنی رعایت کی کہ رابطہ محبت قدیم مین کوئی آشنا نہ کر سکے اس زبان مین اپنا مجھے شاگرد کر کہ اسکا شوق مجھے ہر دم بیقرار رکھتا ہی اگر اس زبان مین تیری تعلیم سے مجھے دستگاہ ہوئی تو مین بندہ احسان تمام عمر رہونگا زاہد نے کہا کہ مجھے اس مین کیا مضائقہ ہی کہ ایک شخص کو حضیض جہالت سے اوج دانش پر ترقی کرون خیال یون آتا ہی کہ لغت عبری اور زبان فرنگی مین مغائرت بسیار ہی اور مباینت بیشمار واقع ہی مبادا اُسکی تعلیم سے کلفت تیرے خاطر کو پہونچے اور اسپر بھی تجھے اس سے بہرہ حاصل نہو اور آزمانا بھی خطاسے محاش ہی کہ ایکبار تو نے اپنی حرفت کو چھوڑ کے اور غیر کی حرفت اختیار کر کے جان و مال برباد کیا اور اب تک بیکسی اور غربت مین گرفتار ہی مہمان نے کہا کہ حرفت اور چیز ہی اور طلب علم کی امر آخر ہی اور بارہا دیکھا ہی کہ جو کوئی کسی کام مین ثابت قدم رہا ہی مطلب کو پہونچا ہی اور جس نے علم کی طلب مین مشقت کی ہی آخر راحت پائی اور تعلیم اور تعلم کسی طرح ضایع نہین ہوتا ہی جیسا کہ اُس صیاد نے تھوڑی سی زحمت کہ علم کے سبب سے اُٹھائی تھی اور اندک خدمت علما کی بجا لایا تھا نعمت کلی اُسکے ہاتھ آئی اور مضیق احتیاج سے نجات پا کے وسعت آباد عیش کو پہونچا زاہد نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا اُسنے کہ ایک مرد درویش صیاد پیشہ شکار مرغ و ماہی سے گذران اہل و عیال کی کرتا تھا ایک دن دام بچھائے ہوے بیٹھا تھا ہزار محنت سے تین جانور دام نزدیک آئے قریب تھا کہ پھنس جائین اس اثنا مین آواز تند و جدال آمیز آنے لگی صیاد دوڑا کہ مبادا اس آواز سے یہ مرغ وحشت ناک ہو کر

اُڑ جائین تمام اہل وعیال آج فاقے سے ہین اس اندیشے مین ٹٹی کی آڑ سے باہر آیا دیکھا
کہ دو طالب علم مسئلہ فقہ مین بحث کرتے ہین اور مقال اُنکا جدال کو پہونچا ہی صیاد نے
اُنسے ساجت کی کہ تم شور نہ کرو تا شکار میرا ضایع نہو جاے اُنھون نے کہا اگر ہمین اس
شکار مین شریک کرے یعنی فی کس ایک مرغ ہمین بھی دے تو ہم دم بخود ہو جائین صیاد
نے کہا کہ اے عزیز مین فقیر صاحب عیال ہون اور قوت کتنے شخصون کا انھین مرغون
پر موقوف ہی اگر تم دو مرغ ان مین سے لیجاؤ تو مین ایک مرغ سے دس آدمیون کی کیونکر
تسلی کرونگا اُنھون نے جواب دیا کہ ہر روز یہی کام کرتا ہی اور ہمنے مدت سے گوشت نہین
کھایا ہی یہ ممکن نہین کہ ہم دو مرغ نہ لین والا ہم اتنا شور کرینگے کہ مرغ اُڑ جاینگے نہین تو ہمسے
شرط کر کہ دو مرغ ہمین دے کہ تا ہم طلبا اور مدرس کی مہمانی کرین صیاد نے ہر چند معذرت کی
اور کہا کہ تمھارے مدرس نے میرا جال نہین بنایا ہی اور نہ تمھارے طلبہ نے میری رسی کو بٹا
ہی اور نہ مدرس نے دانہ جال مین ڈالا ہی بلکہ مین نے زمین وقف مین جال لگایا ہی بھلا اب
شرع مین درست ہی کہ میرا شکار دو ثلث تم بزور لے لو جبکہ طلبہ نے کوئی عذر صیاد کا نہ سنا
ناچار وعدہ کیا وہ تینون مرغ پکڑے اُسکے بعد بھی صیاد نے اُنسے بہت عذر کیا کہ مجھپر رحم کرو
اور یہ مرغ مجھسے نہ لو اُنھون نے کہا کہ یہ بیفائدہ گفتگو ہی شرط کے موافق وہ ہمارے حوالے
ناچاری صیاد نے دو مرغ اُنکے حوالے کیے اور کہا کہ مین نے رنج اپنے اوپر گوارا کیا او تحفہ
تحفین گذرانا مگر وہ لفظ کہ تم جسمین بحث کرتے تھے سکھا دو کہ مجھے ایک روز اس سے فائدہ
حاصل ہو کہ جیسے انھین الفاظ کی بدولت دو مرغ تمھارے ہاتھ آئے اُنھون نے کہا کہ ہم خنثے
کی میراث اور لفظ مین بحث کرتے تھے صیاد نے کہا خنثے کے کیا معنی ہین اُنھون نے کہا کہ معنی
یہ ہین کہ خنثے کو نہ مرد کہین اور نہ عورت صیاد نے اس لفظ کو یاد رکھا اور بہ کمال ملال
اپنے گھر آیا اور صورت حال اپنے عیال سے بیان کی اور رات ایکسہی مرغ کے گوشت پر
کاٹی سب نے دوسرے دن کہ مرغ زرین جناح آشیانہ چرخ چارم سے کنگرہ آسمان پر

۴۷ حکایت انتفاع بخنثی از شرع شدن ۱۲

جلوہ گر ہوا صیاد نے دام ماہی اُٹھا کے لب دریا پھینکا قضارا ایک ماہی دام مین آئی
کہ ایسی مچھلی کسی نے دیکھی اور نہ سُنی تھی کہ مانند بوقلمون کے رنگ اسکے حساب سے
باہر تھے صیاد اسکی شکل وشمائل سے متحیر ہوا اور دل مین کہا کبھی ایسی مچھلی کسی نے نہین دیکھی
ہو بہتر یہ ہو کہ اسے زندہ بادشاہ کے پاس لے جاؤن اگر بادشاہ کو پسند آئے تو یہ
کلفت میری مٹ جائے ایک ظرف مین پانی بھر کے اور اس مچھلی کو رکھ کے در دولت
بادشاہی پر لایا قضارا بادشاہ اُس باغ مین بیٹھا تھا کہ اُسکے آگے سنگ رخام کا ایک
حوض بنایا تھا اور مچھلیان رنگا رنگ کی اُسپر چھٹی ہوئی تھین اور تماشا اُنکا دیکھتا تھا
کہ ناگاہ صیاد نے اس مچھلی کو پیشکش کیا بادشاہ نے ایسی مچھلی دیکھی نہ تھی دیکھکے بہت
خوش ہوا اور حکم کیا کہ ہزار دینار اسے انعام دو ایک وزیر بادشاہ کی خدمت مین گستاخ تھا
اُس نے آہستہ بادشاہ سے عرض کیا کہ صیاد اور دریا بہت ہین اور مچھلیان بیشمار اگر
اسی طرح بادشاہ انعام دیا کریگا تو غالب ہو کہ خزانے مین کچھ باقی نرہے صیاد کو
انعام درخور استحقاق چاہیے نہ ہزار دینار بادشاہ نے کہا اب مین ہزار دینار زبان سے
کہ چکا ہون کیونکر اس سے پھرون وزیر نے کہا کہ حضور ایک ایسا حیلہ فرمائین کہ خلاف
حکم بھی نہو اور ہزار دینار بھی برباد نہ جاوین وہ یہ ہو کہ بادشاہ اس سے سوال کرے
کہ مچھلی نر ہے یا مادہ اگر وہ کہے کہ نر ہے کہیے کہ مادہ اُسکی لا اور کہے اگر کہ مادہ ہو تو نر کی
طلب فرمایئے اور یہ ارشاد ہو کہ اسکے بعد ہزار دینار تجھے ملین گے بادشاہ نے یہی سوال
صیاد سے کیا صیاد مرد دیرینہ اور تجربہ کار تھا دریافت کیا کہ وزیر نے بادشاہ کو ایسا جواب
تعلیم کیا ہو اور اس سوال مین کچھ سر ہو اُسے وہی نقطہ یاد آیا کہ جو روز گذشتہ طلبا سے
سیکھا تھا عرض کیا کہ ای بادشاہ یہ مچھلی نہ مذکر ہو نہ مونث ہو بلکہ خنثی ہو بادشاہ کو
یہ جواب اسکا نہایت پسند آیا اور وزیر کو زجر فرمایا اور دو ہزار دینار اسے انعام دیا
اور اپنا ندیم کیا فائدہ اس مثل سے یہ ہو کہ صیاد نے دو مرغ علما کے دینے سے اور ایک

لفظ کے یاد کرنے سے دو ہزار دینار پاے اور عنایت سلطانی سے سرفراز ہو کے مخصوص بارگاہ ہوا پس خیال کیا چاہیے کہ رنج کشی علم کی اور خدمت علما کی کیونکر نہ فائدہ بخشیگی

نظم ناسخ ترقی اگر اپنی چاہے بشر ✢ تو لازم ہی تحصیل علم و ہنر ✢ کہ علم و ہنر سے بشر کی ہی قدر ✢ جہان مین نہین بے ہنر کی ہی قدر ✢ جگہ ہو کسی کی جو صف نعال ✢ تو پہونچاے تا صدر اسکو کمال ✢ زاہد نے کہا کہ اس قدر تو مبالغہ کرتا ہی تو مین بھی تیری تعلیم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کرونگا آخر ایک مدت تک تعلیم لغت عبری اس مہمان فرنگی کو کرتا رہا لیکن کسی طرح زبان اسکی اس لغت سے آشنا نہوئی اور جہد اور کوشش کچھ کام نہ آئی بیت لمؤلفہ نہو جس امر مین امداد تقدیر ✢ تو ہرگز نہ کارگر ہوگی نہ تدبیر ✢ ایک دن زاہد نے کہا کہ دشواری کار اختیار کی اور رنج عظیم گوارا کیا تو نے تو بھی تیری لسان اس زبان سے آشنا نہین ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ اب اسکو ترک کر اور اتنا سمجھ کہ جہدان تیرے جولان کے لائق نہین ہی اسمین قدم نہ رکھ یعنی زبان اپنی اسلاف کی نہ چھوڑ اور لغت اور حرفت خلاف آبا و اجداد کے اختیار کرنا عقل سے دور ہی مہمان نے کہا کہ ضلالت اور جہالت مین آبا و اجداد کی پیروی کرنا اسکو تقلید حماقت کہتے ہین اور مین تقلید اپنے اجداد کی اس امر مین نہ کرونگا اور روش تحقیق کو نہ چھوڑونگا کہ تقلید کمند ہی شیاطین کی اور تحقیق نیک ہادی ہی صدق دیقلین کی زاہد نے کہا کہ مین نے از راہ نصیحت اتنا تجھسے کہدیا آیندہ تجھے اختیار ہی مگر اندیشہ یہ کرتا ہون کہ تو زبان عبری کے درپے ہی ایسا نہو کہ اپنی زبان بھی بھول جاے اور زبان عبری بھی یاد نہ آئے تو حال تیرا اس زاغ کے مشابہ ہو کہ چال کبک کی سیکھتا تھا اپنی چال بھی بھول گیا مہمان نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک زاغ نے پرواز مین دیکھا کہ ایک کبک عرصۂ زمین پر قہقہہ کنان خرامان ہی اور رفتار زیبا سے دل عالم کو صید کرتا ہی وہ بیتین گویائی کہ اُسی کے حسب حال تھین پڑھنے لگا

ابیات دیکھکر رفتار او ظالم سوئی جاتی ہی خلق ٭ کم نہین تلوار کے چلنے سے عالم
چال کا ٭ مردے جی اُٹھتے ہین سنکر تیری طرز گفتگو ٭ ایک عالم جب یہ مرتا ہی وہ عالم قال کا
زاغ کو خرام کبک خوش آیا اور اُسکے تناسب حرکات اور چستی اور چالاکی رفتار سے
متحیر ہوا اور اسنے خیال کیا کہ خرام اس کبک کا سیکھا چاہیے ۔ اسی کے ملازمت اختیار کی
اور اسکی رفتار کے سیکھنے مین خواب و خور بھول گیا ایکدن کبک نے کہا کہ اے زاغ مین
دیکھتا ہون کہ تو ہمیشہ میرے پیچھے پھرتا ہی اور مترصد میری حرکات و سکنات سیکھنے کا رہتا
ہی یہ کیا خیال خام ہی زاغ نے کہا کہ تیری خوش رفتاری اور تناسب تیری روش کا ہر دم خیال
مین رہتا ہی اسواسطے تیری خدمت مین حاضر رہتا ہون تاکہ اس رفتار کو سیکھ کے پاے افتخار
ہمسرون کے سر پر رکھون کبک نے قہقہہ مارا اور کہا کہ اے نادان کہان تو کہان مین میرا
خرام امر ذاتی اور تیری رفتار بھی تیری صفت جبلّی ہی اسے زائل کرنا اور اسے سیکھنا یہ
دونون من قبیل اجتماع ضدین مین اور امر جبلی زائل نہین ہوتا ہی اور مقتضاے فطرت
تکلفات سے تغیر نہین پاتا ہی تیری وضع اور ہی اور میری روش اور ع ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا ٭ اس خیال سے در گذر اور اس اندیشے سے ہاتھ اُٹھا یہ گمان
تیرا محض باطل ہی زاغ نے جواب دیا کہ جو ارادہ مین نے کیا ہی اسے ترک نہ کرونگا
بیت گفتی صبر بدہ یاے غم انداختہ ایم ٭ تا بمیرم در دریا بکفت آید گہرے ٭
آخر زاغ ایک مدت تک کبک کے پیچھے پھرتا رہا مگر روش اُس کی تو نہ سیکھ سکا
بلکہ رفتار اپنی بھی بھول گیا پھر چاہتا تھا کہ اپنی رفتار یاد آئے سو وہ بھی یاد نہ
آئی یہ مصرع جرأت کا اس کے حسب حال ہی مصرع کہ بھولے اپنی بھی کوا
چلے جو ہنس کی چال ٭ یہ مثل اس واسطے بیان کی ہی تا جانے تو کہ رنج بیہودہ
اور بے فائدہ کرنا مناسب نہین کہا ہی کہ جاہل ترین خلایق کا وہ ہی کہ اس
کام مین ہاتھ ڈالے کہ لائق اسکے منصب کے نہو اور یہ قصہ اُس کے مانند ہی

اور تونان بائی پن چھوڑ کے زراعت مین مشغول ہوا آخرالامر سررشتہ دونون کا
برباد کیا بیت آرزو تھی وصل ہو تو دون تصدق جان تک ؛ جان بھی کھوئی
مگر پہونچا نہ اس انجام تک ؛ مہمان نے نصیحت زاہد کی قبول نہ کی اور تحصیل لغت
عبری مین مشغول رہا تھوڑے عرصے مین زبان قدیم بھی فراموش کی اور زبان عبری
بھی یاد نہ آئی یہ ہی داستان اس شخص کی جو حرفت اپنی چھوڑ کے اس کام کو کہ اسکے لائق
نہو اختیار کرے اور یہ بات بادشاہون کے واسطے مفید تر ہی کہ رعیت اور دوستون
کی تربیت اور دشمنون کے استیصال کو اپنے اوپر لازم کرین اور نااہل اور بدگو
گوہر دم اصیل اور پاک طینت کے ساتھ برابری مین نہ لائین کیونکہ مردم کم مایہ
تھوڑی سی فرصت مین آپ کو شہسواران میدان فتوت و شجاعت سے ہمعنان
سمجھتے ہین اور یہ صورت آخر کو منجر بہ فساد ہوتی ہی رئیس کو چاہیے کہ گوہرشناس
کے مانند سنگ و جواہر مین فرق کرے والا قدر اور قیمت مین جواہر کے فساد راہ
پائیگا لازم ریاست یہ ہی کہ مرتبہ قوانین سیاست کو سمجھے اپنے اپنے محل پر صرف
کرے اور اگر عیاذاً باللہ تفاوت مراتب درمیان سے اٹھ جاے اور اعلے
اور ادنی ایک مین تولے جائین تو ہیئت جہانداری برہم ہو جاے اور
خلل اور اضطراب امور کلی مین راہ پاے بیت ہر مرتبہ از وجود حکم دارد
گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی ؛ اسی واسطے سلاطین حکمت شعار روا نہین
رکھتے ہین کہ مردم بد اصل علم اور خط سیکھین یا مسائل فقہی اور قواعد مین
ادب مین دخل پائین کیونکہ جب یہ رسم جاری ہو کہ ارباب حرفت روش
اصحاب دولت کی سیکھین اور ارباب دولت کام اہل حرفت کا اختیار کرین
تو ہر آئینہ ذلت شایع ظہور کرے اور اسباب معیشت خاص و عام سے
تعلل پذیر ہوئین اور اس جہت سے اہمال ہر کام مین نمایان ہو اور

اثر اسکا ہر مرد و زن مین سرایت کرے خردمند ہی وہ کہ محافظت قول حکما اور
نصیحت اور موعظت علما واجب جانے تا فوائد اسکے اور ثمرات تجربے کے
اس سے حاصل ہون اور مضرت عیب و ریب سے محفوظ رہے نظم نے راگوئی
درگیتی خردمند چہ کہ دل بر نکتہ دار د گوش بر پند ✣

باب ۱۲ بارھوان فضیلت مین وقار اور ثبات و قرار کے

دوسری بار شہریار کامگار متوجہ طرف حکیم نامدار کے ہوا اور زبان شکر بار سے ثنا کی
اور کہا کہ ای پیر یگانہ و ای یکتای زمانہ بیان کی تو نے داستان اس شخص کی کہ جو خفت دو
لغت اجداد سے انحراف کرکے اس چیز کے درپے ہوا کہ اسکے حال کے موافق اور اطوار
کے لائق نہ تھی اس لیے مطلوب اسکا دیدۂ ارادت سے محجوب ہوا اور پھر کار اصلی پر بھی قادر نہوسکا
اب ارشاد کر کہ بادشاہ کے واسطے کونسی خصلت ستودہ تر ہی اور مصالح ملک و ثبات دولت
اور استقامت امور اور استمالت قلوب کے واسطے کونسی چیز بہتر ہی اور مین نے بارھوین
وصیت مین دیکھا ہی کہ سلاطین کو چاہیے کہ علم کو پیرایہ روزگار اور بردباری کو سرمایہ اپنا کرین مگر
مجھے اسمین تردد ہی کہ بادشاہون کے واسطے حلم بہتر ہی یا سخاوت یا شجاعت فکر عمدہ سے
عقدہ کشائی اور صواب نمائی اس امر کی کر اور بھید اس مسئلہ دقیق کا بہت واضح طرح سے
بیان فرما حکیم دانادل نے کہا کہ ای بادشاہ زمانہ جان تو کہ بہتر صفت اور پسندیدہ خصلت
بادشاہ کے واسطے یہ ہی کہ لشکر اور رعیت اسکا فکر کرین وہ کیا ہی حلم اور حسن خلق چنانچہ
کلام سے سلطان سریر نبوت اور مالک رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کے
ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ سعادت دنیوی اور فلاح اخروی حلم اور نیکو خوئی پر مقرر کیگئی ہی
کما قال یعنی جیسا کہ کہا ہی من سعادۃ المرء حسن الخلق یہ تین خصلتین بادشاہون کو ضرور
چاہئیں اور فضیلت ایک کی دوسری صفت پر معلوم کرنا بھی واجب ہی کہ تینون کیسین

ایک فرق رکھتی ہین یعنی شجاعت ہمیشہ کام نہین آتی ہو گاہ گاہ احتیاج اُسکی ہوتی ہو
اور سخاوت اور علم ہر وقت درکار ہے اس لیے علم اور سخاوت شجاعت سے بہتر ہین
اور فائدہ سخاوت کا مخصوص محتاجون کے واسطے ہو مگر حاجت علم کی سب کو ہو اور
منافع خوشخوئی کے خاص و عام اور رعیت و سپاہ کو شامل ہین اس واسطے حلم اُن دونون
صفتون پر فضیلت رکھتا ہو نظم خلق رکھتا ہو جسکی طینت مین ٭ وہی انسان ہو
حقیقت مین ٭ حسن ظاہر کا گو ہوا نہوا ٭ حسن وہ ہو جو ہووے سیرت مین ٭ ایک
بزرگ نے کہا ہو اگر مجھ مین اور تمام عالم مین ایک تار ہو اور سب اتفاق اُسکے توڑنے
کا کرین امکان نہین کہ توڑ سکین یعنی اگر وہ ڈھیل دینگے تو مین کھینچونگا اور جو وہ
کھینچین گے تو مین ڈھیل دونگا یعنی کمال حلم اور وسعت عفو میری ایسی ہو کہ تمام اہل عالم
کے ساتھ مین باسانی اور نرمی زندگانی بسر کرونگا اور کسی طرح سے شکستگی راہ پانیگی
بیت من بہ کمند آورم او بمر او خویشتن ٭ او نرود بطبع من من بروم بخوے او ٭
اب اٰننا اور جاننا چاہیے کہ حلم اور تامل نیک ترین خصائل سے ہو خلق اللہ کے واسطے
خصوصًا بادشاہون کے لیے اور ثبات اور وقار سلطنت کا خلق اللہ کی دوستی کے سبب
سے ہوتا ہو اور احکام انکے اہل جہان کے مال اور خون مین اسی سبب سے نافذ
رہتے ہین اور امر اور نہی انکا اعلےٰ اور ادنیٰ پر بلا قید اسی سبب سے جاری رہتا ہو
پس اگر اپنا اخلاق موافق دیانت اور امانت کے آراستہ نہ رکھین تو ممکن ہو کہ
درشت خوئی کے سبب سے اہل اقلیم نفرت کرین اور خفت اور سبک وضعی انکی ایک عالم کو
آزردہ کرے بہت سی جانین اور اموال معرض ہلاکت اور تفرقہ مین پڑین باعث ناسخ
غضب ہو حکم سلطان بے تامل ٭ یہ لازم ہو کہ رہے پہلے تامل ٭ تامل سے اگر غافل رہیگا ٭
بہت سے ملک مین ہوینگے تخلل ٭ اگر بادشاہ آب سخاوت سے گرد احتیاج روے
خلق اللہ سے دھو ڈالے یا آتش شجاعت سے خرمن حیات دشمن جلا ڈالے

اگر سرمایہ حلم سے بے بہرہ رہے تو ایک درشت خوئی سے چشمۂ سخاوت کا گندہ ہوجائیگا
اور ایک سخت گوئی مین ہزار دشمن جانی پیدا ہونگے اور اگر سخاوت مین قصور اور
شجاعت مین فتور بھی ہو تو مدارا اور دلجوئی اور حلم و خوشخوئی سے رعیت اور اہل لشکر
کو شاکر اپنا کر سکتا ہی اور خلق اللہ کو قید ہوا داری اور سلسلہ خدمتگذاری مین کھینچ
سکتا ہی بیت ناصح گو ترا اے رشک گل ہی روے خوش * لطف تب اسکا ہی
جب ہو خوے خوش * اگر ثبات و وقار نہوگا تو علم بھی ضائع اور بیکار ہوجائیگا کہ یہ
تینون آپس مین لازم و ملزوم ہین بیت باش ثابت در طریق بردباری ہمچو کوہ *
ہر کہ تمکین بیش دارد بیشتر دارد شکوہ * بادشاہ کو چاہیے کہ حلم کی جگہ متابعت
نفس کی نہ کرے اور غصے کی حالت مین اطاعت شیطان کی روا نہ رکھے کہ غضب ایک
شعلہ ہی آتش شیطانی کا کہ بستان خیر و صلاح کو جلا ڈالتا ہی اور غصہ وہ درخت ہی کہ
سوا ملال اور پریشانی کے اور پھل نہین لاتا اور حلم پیغمبرون کے اخلاق مین سے ہی اور
اہل تحقیق اور ارباب تصدیق کے نزدیک مقرر ہی جب تک کوئی غضب پر غالب
نہین ہوتا ہی صدیقون کے زمرے مین شامل نہین ہوتا ہی اور نوادر کلمات حکما مین لکھا
ہی کہ ایک بزرگ سے التماس کیا کہ منفعت خلق کی اور مضرت غضب کی بیان فرما
جواب دیا کہ اقسام حسن خلق کے بہت ہین اور ایسے مشہور و معروف ہین کہ محتاج بیان
کے نہین ہین اور اقسام مضرت کے بھی علی ہذا القیاس مگر مین دو ہی کلمون مین ادا
کرتا ہون گوش ہوش سے سن وہ یہ ہی کہ ترک کرنا غضب کا جامع ہی جمیع مکارم اخلاق
اور محاسن فضائل کا اور جس نے غضب کو اپنی طبیعت پر غالب رکھا پس یہ جمع کرنیوالا
ہی تمام قبائح اعمال اور فضائح افعال کا نظم خشم و کین وصف سباع ست و ددان *
ہر کرا خشم ست و کین ہست از بدان * اصل خشم از دوزخ ست و کین تو * جزو آن کل ست
خصم دین تو * چون تو جزو دوزخی پس ہوشدار * جزو سوئے کل خود گیرد قرار * اور دوسرے

اس بات کو جاننا چاہیے کہ بادشاہ کو وزیر ناصح کامل اور خردمند کی احتیاج اس جہت سے ہوتی ہے اگر غرور جباری اور نخوت[1] شہریاری اسکو حلم اور بردباری سے منحرف کرے تو وزیر صاحب تدبیر بطریق نصیحت اُسے راہ راست پر لاوے اور وہ جادۂ[2] ثبات و وقار پر ثابت قدم رکھے اور مزاج اُسکا کہ عدالت سے منحرف ہوگیا ہو اعتدال اور استقامت کی طرف مائل کرے تا عنایت پروردگار اور برکت حلم و وقار سے جس طرف کہ مُنہ کرے فتح اور نصرت رفیق اور قرین اور اقبال و دولت ناصر و معین اُسکی رہین اور احیاناً کبھی نفس امارہ اپنی خواہش کے موافق اگر حکم کرے تو صلاح با فلاح وزیر خوش تدبیر کی اُسکا ضرر زائل کردے جیسا کہ خصومت مین بادشاہ ہند کی اور براہمہ کی ہوا راے نے پوچھا یہ حکایت کیونکر ہے حکایت کہا کہتے ہین کہ بلاد ہند مین ایک بادشاہ تھا ہبلار نام وفائق بیکران اور خزائن[3] بے پایان کا مالک تھا اور سلاطین روزگار مین برگزیدہ تھا دو بیٹے رکھتا تھا کہ مہر درخشان اُنکے چہرہ درخشان سے روشنی قرض لیتا تھا اور ماہ تابان اُنکی زیبائی رخسار اور تازگی عذار[4] سے میدان سپہر مین گو کے مانند غلطان و سرگشتہ تھا حاصل کلام یہ ہے کہ از سر تا پا اگر حسن مجسم کہیے تو بجا ہے چنانچہ یہ بیت مولف کی انھین کے حسب حال ہے بیت چلو تلوار رکھا یہ دوش پر تو اٹھ چلو صاحب ہمہ پری کی سی ہے صورت صاف باقی یہ لگا تا ہے ❊ ایک کو سہیل کہتے تھے اور دوسرے کو ماہ جبین اور اُنکی مان کا ایران دخت نام تھا کہ اُسکے رشک رخسار سے عروس آفتاب حجاب سحاب مین مُنہ چھپاتی تھی اور گیسوے عنبر اُسکے جعد سنبل کو شرم سے پیچ و تاب مین رکھتے تھے لیکن یہ شعر گویا کہ اُنکے حرکات کا تتبع[5] ہے شعر

مروے جی اُٹھتے ہین سُنکر ہے یہ طرز گفتگو ❊ ایک عالم جسپہ مرتا ہے وہ عالم چال کا ❊

بادشاہ تو اس گوہر یکتا کے اوران دونون فرزندون کے عشق و محبت مین دالہ[6] و شیدا تھا اُنکے دیدار کے بغیر آرام جان اور سرور دل حاصل نہوتا تھا اور ایک وزیر تھا کہ اُسے

[1] نخوت بالفتح [illegible]
[2] جادہ [illegible]
[3] خزائن جمع خزینہ [illegible]
[4] عذار [illegible]
[5] تتبع از [illegible]
[6] والہ [illegible]

بلار کہتے تھے اُنکی لغت مین معنی بلار کے یہ ہین یعنی مبارک رو اور وزیر متانت اور عقل
مین مشہور تھا اور اُسکی راے صائب ہر مشورے مین بے خطا تھی اور کیاست و
کاردانی و فراست و مہربانی ہر حال مین اسکے اقوال اور افعال سے تراوش کرتی
تھی اور بیت گویا کی موافق ہی **بیت** ہوا وہ تیرے اشارہ سے جو ہونا تھا ٭ کھلا ہی
ناخن ابرو سے عقدۂ تقدیر ٭ اور دبیر خاص اُسکا کہ کمال نام رکھتا تھا نویسندہ تھا
کہ عطارد سپہر اسکی کمان بیان و تحریر کو نہ کھینچ سکتا تھا اور منشی فلک قدم تسلیم سے
اسکے صنائع کے مدارج تک نہ پہونچ سکتا تھا زبان کلک لطافت شعار اسکی مخزن اسرار
فصاحت تھی اُسکی حریر خامہ ظرافت آثار مطلع انوار بلاغت تھی جو دُر معنی کہ رشتہ فکر
مین پروتا تھا وہ انتظام ملک کے واسطے رونق بخش ہوتا تھا اور نقد حقائق کہ میزان
تدبیر مین تولتا تھا تمام عالم اسکو پسند کرتا تھا اور ایک فیل سفید رکھتا تھا کہ میدان جنگ
مین باد جہان پیما کے مانند دشت پیمائی کرتا تھا یہ قطعہ گویا اسکی شان مین ہی **قطعہ**
جو دیکھون فیل کو تیرے تو کیون مین نہ بھی ٭ برنگ کوہ یہ اے خسرو جہان بان ہی ٭ نہین ہین دانت
یہ فرہاد کے ہین دست دراز ٭ نہین ہی سونڈھ یہ شیرین کی زلف پیچان ہی ٭ اور دو فیل
سیاہ رنگ تنومند اور عظمت اعضا مین مانند کوہ الوند کے میدان وغا مین گردن
کشون کے سر پائمال کرتے تھے یہ قطعہ گویا انھین کی شان مین شایان ہی **قطعہ**
یہ جلد رو ہی کہ پل مین نظر سے غائب ہو ٭ اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہی ٭
کریگا نفی عدو کی ترے یہ ثابت ہی ٭ کہ دونون دانتون سے اک شکل لا نمایان ہی ٭
اور دو شتر بختی کوہ ہامون نورد رکھتا تھا کہ ایک شب مین اقلیم کو طی کرتے تھے
اور وقت پویا کے گھوڑون سے میدان تیز گامی مین گوے سبقت لیجاتے تھے
بیت ہامون نوردو کوہ بن دل بر تحمل کردہ ٭ خوش ٭ تا روز ہر شب
بار کش ہر روز تا شب خارکش ٭ اور ایک سمند تھا تند رو تیز گام

زرین لگام کہ عنان گردی مین باد جہان پیما سے سبقت لیجاتا تھا اور صبائے گیتی نورد اُسکے گرد کو نہ پہونچ سکتی تھی یہ قطعہ گویا کا اس کے مناسب حال ہی **قطعہ**

ہی اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید ـــ ڈانٹے تو اگر اُسکو توبس ہانکے برابر
جاوے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا ـــ بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر
اُڑنے مین اگر کہیے تو وہ رشک پری ہی ـــ خصلت مین جو دیکھو تو ہی انسانکے برابر

اور ایک تیغ تھی کہ طیاری مین جواہر اور لآلی قیمتی سے آراستہ اور پیراستہ اور اسکے جوہر ذاتی ایسے تھے کہ جیسے صفحہ الماس پر پاسے مور نمودار ہون دیا تختہ مینا پر نرگس نے پر افشانی کی ہی ابری اسے اسی واسطے کہتے ہین کہ خون انسانی مین ابر بہارہ پر ترجیح رکھتی ہی اور چمک مین برق کے مانند چشم اعدا کو خیرہ کرتی تھی **ابیات**

تلوار تیری روز وغا برق نظر آئے ـــ سر دشمنون کے قطرہ باران کے برابر
گر کاٹ سناؤن مین تیری تیغ دو دم کا ـــ ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
ہی دوست کو تلوار تیری نوح کی کشتی ـــ اور آب عدو کے لیئے طوفان کے برابر

بادشاہ ان سب کو کہ مذکور جنکا ہو چکا بہت عزیز رکھتا تھا اور سلاطین ہفت اقلیم پر ان سب کے سبب سے مباہات کرتا تھا اور اُسکی ولایت مین ایک گروہ براہمہ تھا کہ ان مین سے ایک شخص کو سب برہمنون نے برگزیدہ کرکے اُسکی پیغمبری کے معترف تھے اور وہ راہ حق سے سب کو منحرف کرکے اپنے دین ایجادی کی تعلیم دیتا تھا اور ضلالت اور جہالت مین اس گروہ کو سرگردان اور گمراہ کر رکھا تھا ہر چند بادشاہ اسکو اضلال اور اغوائے خلایق سے منع کرتا تھا مگر وہ اپنی عادت کو ترک نہ کرتا تھا آخر بادشاہ نے تعصب دین اور حمیت ملت متین سے ہزار آدمی ان مین سے مع برہمن ابلیس خصلت کے قتل کیے اور گھر اور مال انکا لوٹ کے زن اور فرزند انکے اسیر کیے بعد اسکے چارسو برہمن اُس جماعت کے فنون علم مین آراستہ اور انواع دانش سے بہرہ مند اور ظاہرا اس دین سے بھی تائب ہوے تھے واسطے تالیف کے ملازم پایہ سریر اعلے کے تھے

اور بہ نفاق اطاعت کرتے تھے اور فرصت انتقام اور موقع کینہ خواہ کے منتظر تھے قضارا ایک
شب بادشاہ سریر عشرت پر استراحت کرتا تھا کہ ناگاہ سات آوازین مہیب پے درپے خواب مین
سُنین اس ہول سے بیدار ہوا اور متفکر تھا کہ یہ کیا چیز تھی اس خیال مین بار دیگر سو گیا دیکھا کیا
ہی کہ دو مچھلیان سُرخ کہ انکی شعاع سے دیدۂ نظارگیان خیرہ ہوتے تھے دُم سے کھڑی ہین اور
مرحبا کہتی ہین بادشاہ دوسری بار بیدار ہوا اور اندیشہ دور دراز مین پڑا تیسری بار پھر سو گیا
دیکھا کہ ایک قاز اور دو بطین رنگین اور بزرگ اُسکے پیچھے سے اُڑین اور آگے آگے اُترین
اور بادشاہ کو دعا دینا شروع کیا پھر بادشاہ پر ربودگی غالب آئی اور دیکھا کہ ایک سانپ
سبز رنگ کہ اسپر خال زرد اور سپید مین بادشاہ کے پائون سے لپٹ گیا بادشاہ اُسکے خوف سے
بیدار ہوا اور یہ تماشا کہ پردہ خیال سے ملاحظہ کیا اندوہگین تھا اسکے بعد پھر موکل خواب اسے
کشان کشان عالم مثال مین لے گئے اس بار دیکھتا کیا ہی کہ از سرتا پا شاخ مرجان کے مانند خون
مین آلودہ ہی بادشاہ بیدار ہوا اور نہایت مضطر ہو کے چاہا کہ حرمان حرم سرا کو آواز دے کہ
ناگاہ پھر نیند غالب ہوئی تو پھر دیکھتا کیا ہی کہ اشتر سپید راہوار کہ برق جہندہ کے مانند کوہ گذار
اور عمر گرامی کی طرح خوش رفتار ہی اسپر بادشاہ سوار ہی اور مشرق کی طرف جاتا ہی اور ہر چند
نگاہ کرتا ہی کسی ملازم کو سوار و فراش پیادہ کے نہین دیکھتا ہی پھر خواب سے بیدار ہوا اور
چھٹی بار پھر سو گیا دیکھا کہ ایک آگ اسکے سر پر روشن ہی اور اُسکی روشنی اُسکے اطراف اور
جوانب کو گھیرے ہی اس صورت کے مشاہدے سے ہراسان ہو کے بیدار ہوا ساتوین بار پھر غافل
ہو گیا دیکھا کہ ایک مرغ اسکے سر پر بیٹھا ہوا پیشانی پر منقار مارتا ہی اس بار بادشاہ نے خوفناک
ہو کر ایسا نعرہ مارا کہ سب ملازم کہ گرد بادشاہ کے خفتہ و بیدار تھے سراسیمہ ہو کر دوڑے بادشاہ نے
سب کو تسکین دی اور کہا کہ خیریت ہی اپنی جگہ جا کر ٹھہرو اور اس خواب ہولناک کی ہیبت سے
مار دم بریدہ اور مردم مار گزیدہ کے مانند پیچ و تاب کھاتا تھا اور با خود کہتا تھا
کیا نقش گونان گون تھا کہ کلک قدرت نے دکھایا اور یہ کیا لشکر فساد انگیز تھا کہ پے در پے آیا

بیت نشست یکے عربدہ آشوب گر خاست ٭ تا رفتہ یکے فتنہ بلائے وگر آمد ٭ اس تصور مین
تھا کہ یہ صورت واقعہ کی کس سے کہون اور حل اس مشکل کی کس عالی فہم سے طلب کرون
اور محرم اس اسرار کا کسے بناؤن اور نرد اس قضیے کی کس سے کھیلون مصرع این درد
کرا گویم و درمان زکہ پرسم ٭ القصہ شب ہزار رنج بسر کی جبکہ عارض صبح روشن شکن زلف
شب تار سے درخشندہ ہوا اور نقاب ظلمت دن کے آگے سے اُٹھایا گیا بادشاہ اُٹھا اور
براہمہ کو کہ حلال ہر مشکل اور علم تعبیر مین کامل جانتا تھا بلایا اور تعجیل کہ بادشاہون کو
منع ہے عمل مین لایا یعنی غلبہ اضطرار مین بلا تامل خالی حالات خواب کے جس طرح پر دیکھے
تھے اُن سے بیان کیے برہمنون نے واقعات ہولناک سُنکے اور اثر خوف وہراس کا
ناصیۂ شاہ پر دیکھ کے کہا کہ یہ خواب بہت سہمگین ہے اور تمام عمر ایسا خواب ہولناک ہمارے
کانون نے کبھی نہ سُنا تھا اور کوئی معبر بلا تامل تعبیر اسکی نہین کر سکتا ہے اگر بادشاہ اجازت
فرمائے تو ہم غلام بایکدگر اتفاق کر کے وہ کتابین کہ فن تعبیر مین اعتبار رکھتی ہین اُنسے
رجوع کرین اور بہ تامل تمام جو کچھ دریافت کرین اور وہ تعبیر کہ جس مین شائبہ شبہہ وشک
کا نہ رہے اُسے عرض کرین اور اُسکے دفع ضرر کی راہ ڈھونڈھین بادشاہ نے اجازت دی
یہ وہان سے باہر آئے اور خلوت کی اور خبث ضمیر اور ناپاکی سیرت سے سلسلۂ انتقام کو تحریک دیکر
بایکدیگر کہا کہ اس ظالم جفاکار نے تھوڑے دن ہوئے ہین کہ ہماری قوم کے ہزار آدمی قتل کیے اور مال ومتاع
ہمارا تاراج کیا ہے آج سررشتۂ انتقام کا ہاتھ آیا ہے کہ اس حیلے سے کینہ ہمارا حاصل ہوگا جو اس نے
اس حادثے مین اپنا محرم کیا اور ہماری تعبیر اور تقریر پر اعتماد کیا ہے اب وصت کو فوت نہ کیا چاہیے
اور کینہ دیرینہ کے لینے مین تاخیر نہ کیجیے پھر ایسا موقع نہ ملے گا بیت لمؤلفہ آتش غم سے جل رہا ہے عدو
اب شمشیر دیجیے اُسکو آب ٭ راہ صواب کی یہ ہے کہ اس رات مین ہم کلام بے محابا کرین اور نہایت تہدید سے
اُسے ڈرامین اور کہین کہ یہ سب خواب محاصرۂ عظیم پر دلیل ہے کہ ہر ایک آسمین سے بیم جان کا مقتضی ہے
اور دفع اسکی مضرت کا یہ ہے کہ خواص ارکان دولت اور اعیان حضرت اپنے تصدق کرنے پر

١ ... بلا
٢ ... مرکب ...
٣ ...
٤ سررشتہ ... گویند ... طریقہ درونش ۱۲
٥ تہدید بالفتح ترسانیدن ۱۲
٦ محاصرہ بالضم اندر گرفتن و باکسے گرد گرفتن ۱۲

راضی ہون اور گھوڑا کہ وہ خاصہ بادشاہ کا ہی اور تینون فیل اور دونون شتر اس شمشیر
گوہر نگار سے قتل کیے جائین اور اُن سب کا خون حوض مین بھرا جاے اور بادشاہ ایک
ساعت اس مین بیٹھے اور ہم افسون اُسپر دم کرین اور وہ خون بادشاہ کے بدن پر
ملین اور بعد اسکے آب خالص سے بدن بادشاہ کا دھوئین اسکے بعد بادشاہ نڈر اور
فارغ بیٹھے اگر بادشاہ اسے قبول کرے اور عزیز اور مقرب بادشاہ کے اس حیلے سے
ہلاک ہو جائین اور وہ رہجائے تو تھوڑے عرصہ مین اُسکے بھی ذات کی تدبیر کر سکنا آسان
ہی ہمارا دل کہ اُسکے خار آزار سے مجروح رہے اس صورت مین گل مراد ہاتھ آتا ہی اور قوی
جبکہ ضعیف ہو گیا تھوڑی سی سعی سے مر سکتا ہی **بیت** دل اگر خار جفا دید امید ست کہ
باز گل امید بچنید زگلستان مراد غرضکہ اس غدر وخیانت سے کفران نعمت پر اتفاق کرکے
بادشاہ کے پاس آئے اور کہا بادشاہ کی عمر دراز ہو تعبیر اس خواب کی سواے ہجوم رنج وبلا
اور محنت وعنا اور کچھ نہین پائی جاتی ہی اور دفع بلا کے لیے تدبیر از روے علم نجوم صحیح یون
ٹھہرتی ہی جو بادشاہ ہماری بات کہ عین نیک اندیشی اور محض خیر خواہی ہی سمع رضا سے
قبول فرمائے تو ہجوم بلا کہ ان خوابون کی تعبیر سے پایا جاتا ہی اور اس مین کسی طرح کا شبہہ
اور شک نہین ہی تو مقرر دفع ہو جاے اور اگر ہماری عرض پذیر نہو گی تو بلاے عظیم کے
منتظر اور زوال بادشاہی اور قطع زندگانی کے مترصد رہیے بادشاہ اس بات کے سُننے سے
ڈرا اور دائرہ حیرت مین پڑکے از خود رفتہ ہو گیا اور بعد تامل کے پوچھا کہ تفصیل اس اجمال
کی بیان کرو برہمنون نے کہا کہ گویم مشکل وگر نگویم مشکل یعنی اگر کہتے ہین تو تمام
اہل سلطنت آزردہ ہوتے ہین اور اگر نہین کہتے ہین تو خدا آزردہ ہوتا ہی اور ہم کور نمکی
سے منسوب ہوتے ہین یہ سُنکر بادشاہ زیادہ تر گھبرایا اور مبالغہ کیا کہ جلد تفصیل اسکی بیان
کرو آخر اُن مفسدون نے قبیل دقال حد کو پہونچا کے عرض کیا کہ وہ دو ماہی کہ دُم پر
کھڑی ہین دونون فرزند بادشاہ کے ہین اور وہ کہ سانپ بادشاہ کے پاؤن

مین لپٹ گیا تھا وہ ایران دخت شاہزادی ہی اور وہ دو بطین رنگین دو پیلان
سیاہ ہین اور تھا ز بزرگ پیل سپید ہی اور شتر راہوار اور سمند خوش رفتار شہریار
ہی اور وہ دو فراش پیادہ شتران بختی ہین اور وہ آتش کہ فرزند بادشاہ پر روشن
تھی بلار وزیر ہی اور وہ مرغ کہ منقار بادشاہ کے سر پر مارتا ہی کمال دبیر ہی اور
وہ خون کہ جس سے بادشاہ کا بدن آلودہ ہی اثر ہی شمشیر زرنگار کا کہ فرق پر دشمن
لگائینگے اور چہرہ مبارک کو اُس سے رنگین کرینگے اور ہم نے تدبیر اس خواب کے
دفع ضرر کی از روے علم تعبیر کے اس طرح پر ٹھہرائی ہی کہ بادشاہ دونون بیٹے اور
ایران دخت اور دبیر اور وزیر اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے کو اسی شمشیر سے
ذبح کرکے خون سب کا تھوڑا تھوڑا لے کے ایک ظرف مین جمع کرین اور شمشیر کو توڑ کے
ان سب کشتون کے ساتھ زمین مین دفن کر دین اور ہم اسکو آب دریا مین ملا کے
ایک آبزن مین ڈالین اور بادشاہ کو اس مین بٹھا کے دعا اور افسون پڑھین اور
اسکے بعد اسی خون سے بادشاہ کی پیشانی پر طلسم لکھین اور شانہ اور سینہ بادشاہ کا
اس خونناب سے آلودہ کرکے تین ساعت کے بعد آب سے سر و تن دھو کے اور خشک
کرکے روغن زیت سے چرب کرین اس صورت مین مضرت کلی دفع ہو جائیگی اور سوا
اسکے کوئی چیز فائدہ بخش نہ ہوگی **بیت** در دفع بلاے کہ نصیب تو مباد ٭ تدبیر
ہمین ست کہ تقریر فتاد ٭ بادشاہ نے جب کہ یہ بات سُنی آتش حسرت متاع صبر
مین شعلہ زن ہوئی اور باد دہشت سے خرمن شکیبائی برباد ہوگیا کہا کہ اے
دشمنان دوست رو اور اے آدمیان اہرمن خو تمھاری اس تدبیر سے مرگ بہتر
ہی اور اس تقریر سے کہ تم نے کی شربت اجل خوشتر یہ گروہ کہ بعضے ان مین میری
ذات کے مانند ہین اور بعضون سے مدار ملک و مال اور سبب زینت جاہ و جلال
ہی اگر ان سب کو ہلاک کردن پھر حیات سے مجھے کیا راحت مین تو ان سب کی

حکایت حضرت سلیمان ع کے

راحت دیدار سے زندہ ہون اگر یہ نہوئے تو خاک میری زندگی پر بقول مؤلف کے **بیت** مثل حنا ہی غیر کی ہاتھون مری بہار ٭ سرسبز اگرچہ ہون چمن روزگار مین ٭ مگر تم نے حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام اور بگلے کی نہین سُنی ہی اور حقیقت اُنکے جواب و سوال کی تحقیق نہین پہونچی ہی براہمہ نے التماس کیا کہ ارشاد ہو **حکایت** کہا ہی کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام پیغمبر تھے اور بادشاہ بھی تھے عظیم الشان کہ جن و انس اور وحوش و طیور سب اُنکے تابع فرمان تھے اور منشی قضا نے منشور سلطنت کا اُنکے نام پر یون لکھا تھا کہ نہ اوّل ایسا بادشاہ تھا اور نہ بعد انکے ایسا کوئی ہوگا اور غدوہا شہر و رواحہا شہر نمونہ ہی اُنکی سیر کا **بیت** فلک بندہ و آفتابش غلام ٭ زمانہ مطیع و جہانش بکام ٭ ایک روز مقربان ملکوت مین سے ایک فرشتہ نزدیک حضرت سلیمان ع کے قدح پُر آب ہاتھ مین لے کے حاضر ہوا اور کہا کہ مبدع کل جل شانہ نے تجھے مخیر کیا ہی اور فرمایا ہی کہ اگر چاہے کہ تا قیام قیامت کل نفس ذائقۃ الموت کے شربت پینے سے ایمن رہے تو اس جام کو پی لے اگر مثل اسکا رکھتا ہی کہ گوشہ زندان ناسوت سے روضہ روحانی لاہوت کی طرف متوجہ ہو تو جلد قدم اُٹھا یہ سُنکے حضرت سلیمان علیہ السلام نے خیال کیا کہ نقد عمر ایک سرمایہ ہی کہ اُس سے بازار قیامت مین سود فراوان ہاتھ آنے والا ہی اور عرصہ زندگانی کا ایک کشت ہی کہ اسمین تخم دولت دوجہانی اور نہال سعادت جاودانی بویا جاتا ہی اور اس عالم مین ایسی دولت پر نفع کا ہاتھ آنا ممکن نہین ہی پس بہر نوع نشاط حیات شئون فنا سے بہتر ہی اس کو اختیار کیا چاہیے اور اس عرصہ دراز مین کہ مہلت عنایت کی ہی رضاے پروردگار مین کوشش کافی کرنی چاہیے عمر اُسکو کہتے ہین کہ خیال اور افعال خیر مین بسر ہو پھر خیال کیا کہ بلا تامل اختیار کرنا ایسے امر جلیل کا نہ چاہیے اللہ تعالیٰ نے مشورے کو امر فرمایا ہی تو چاہیے کہ اکابر جن و انس اور وحش و طیر جمع کرکے مشورہ کرون اور سب کی راے جس بات پر متفق ہو اُسے عمل

مین لاؤن اسکے بعد سب کو جمع کرکے پوچھا کہ اس شربت حیات کے پینے مین تمھاری کیا صلاح ہی سب نے عرض کیا کہ ضرور پینا چاہیے کہ دوام مین آپ کی زندگانی کے فلاح تمام جہان کی ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل مملکت سے کوئی شخص باقی تو نہین رہا لوگون نے عرض کیا کہ ایک بگلا حاضر نہین ہی اور باقی سب موجود ہین گھوڑے کو حکم کیا کہ بگلے کو حاضر کرے گھوڑے نے حسب الحکم کہا کہ نبی اللہ نے تجھے یاد فرمایا ہی اُس نے آنے سے انکار کیا دوسرے بار کتے کو حکم کیا کہ جلد جاکر بوتیمار کو لا کتا آیا بگلا اُسکے ہمراہ بلاحکرار واکراہ چلا آیا حضرت نے فرمایا کہ بلایا ہی مین نے تجھے ایک شورے کے واسطے مگر اس سے پہلے ایک شبہہ ہی اُسے حل کرکے بعد اسکے اصل مطلب کا مشورہ کیا جائیگا بگلے نے عرض کیا کہ میری کیا حقیقت ہی کہ مین شبہے کو حل کرون گا لاکن تجھسا بادشاہ جو مجھسے ذلیل کو عزت مشورے کی بخشے تو دور نہین ہی بندہ پروری اور غلام نوازی سے بیت

تو آفتابی و من ذرہ بغایت لیست ؛ بعید نیست ز خورشید ذرہ پروردن ؛ اگر حضرت رسالت منقبت اظہار مین اس شبہہ کے ارشاد فرمائین تو جو کچھ میری خاطر شکستہ مین گذرے اُسے عرض کرون حضرت نے فرمایا کہ انسان کے بعد اشرف حیوانات گھوڑا ہی اور خسیس تر جانورون کا کتا اسمین کیا حکمت تھی کہ تو کہنے سے شریف ترین حیوانات کے نہ آیا اور کہنا خسیس ترین جانورون کا قبول کیا بگلے نے عرض کی اگرچہ گھوڑے کا کمال شرف ظاہر ہی مگر مرغزار وفا مین چرا نہین ہی اور چشمہ حق شناسی سے قطرہ نہین چکھا ہی یہ مصرعہ حسب حال اسکے ہی مصرعہ اسپ وزن وشمشیر وفادار کہ دید ؛ اور کتا ہرچند خبث سے موصوف ہی اور ناپاکی مین معروف لیکن لقمہ وفاداری کا کھایا ہی اُسنے اور رسم حق گذاری کی وہ عادت رکھتا ہی بیت سگ حلقۂ مہر کردہ در گوش ؛ یک لقمہ نمیکند فراموش ؛ اور درگاہ حضرت کی کہ منبع وفا اور مجمع صدق وصفا ہی اسلیے قول بیوفا کا قبول کرنا مناسب نجانا اور سخن وفادار پر متوجہ ہونا مصلحت سمجھا مین

حضرت سلیمانؑ نے بات اسکی پسند کی اور ذکر آب حیات کے پینے کا ارشاد کیا بگلے نے عرض کیا
کہ یا نبی اللہ یہ آب حیات آپ تنہا نوش فرمائیے گا یا دوستون اور عزیزون کو بھی پلائیے گا
حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ رب کریم نے خاص میرے ہی واسطے بھیجا ہی اورون کا
اسمین نصیب نہین رکھا ہی بگلے نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ یہ کیونکر تجھے گوارا ہوگا کہ تو تنہا رہیگا
اور سب ہمدم اور یار اور فرزند درحق گزار تیرے آگے مرجائینگے پھر اس زندگانی سے تو کیا لذت
پائیگا اور وہ عمر کہ دوستون اور عزیزون کے فراق مین گذرے اس مین کسی طرح راحت
تصور نہین کی جاتی ہی آگے تجھے اختیار ہی قطعہ صحبت یاران غنیمت ہی کہ نقد زندگی ؛
خاص از بہر نثار صحبت احباب ہی ؛؛ ہی بے سیر و تماشہ گلشن عمر عزیز ؛ بر یہ محتاج بہار
صحبت احباب ہی ؛ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بات اسکی پسند فرمائی اور شربت زہر
آمیز فراق سے کہ نام اسکا آبحیات تھا اجتناب کیا بیت ہر چیز ز احباب
جدائی دہ است ؛ دور ترش دار کہ دورے بہ است ؛ بادشاہ نے کہا کہ یہ مثل
اس واسطے لایا ہون کہ تم جانو اے براہمہ کہ مین زندگانی اپنی بغیر اس جماعت کے
نہین چاہتا ہون اور اپنی موت اور انکی موت کو برا جانتا ہون ہر آئینہ ملک
صد و زوال اور انتقال مین ہی اور یہ راہ خطرناک بھی طی کرنا ہی اور وحشت خانہ
لحد مین سونا بھی پھر عمر مسلم دو روزہ کے واسطے کیون ایسے امر نا ملائم پر جرأت کرون
اور اپنے ہاتھ سے بنیاد دولت وعشرت اور نام ونشان کو برباد کرون اگر ہو سکے تو کوئی
اور تدبیر کرو اور چارہ اسکا بوجہ احسن نکالو والا یہ کام مجھسے زنہار نہو سکے گا براہمہ نے کہا
کہ بادشاہ کی بقا ہو سخن حق تلخ اور نصیحت بے خیانت درشت معلوم ہوتی ہی مگر حتی الوسع
ہم خیر اندیشی سے زبان بند نہ کرینگے ہمین بادشاہ کی راے سے تعجب ہی اور انکو اپنی برابر
سمجھنا اور اورون کی بقا کے واسطے اپنی جان عزیز اور ملک موروثی سے کنارہ کرتا ہی اور
نصیحت مشفقانہ نہین سنتا ہی اور خیرخواہون کی بات پر اعتماد نہین کرتا ہی اور اس

کام ہین کہ موجب فرح تمام اور سبب آسایش عام ہو قبول نہین فرماتا ہی خردمند اورون کو اپنی ذات کے واسطے البتہ چاہتے ہین نہ غیرون کے واسطے اپنی ذات کو برباد کرتے ہین اور بادشاہ پر پوشیدہ نہین ہی کہ آدمی رنج بسیار سے درجہ استقلال پر پہونچتا ہی اور کلید خزانہ ملک کوشش بیشمار سے ہاتھ آتی ہی اسکو ضایع کرنا اور عمداً ترک زندگانی کرنا اور سریر دولت کامرانی کو دیدہ و دانستہ چھوڑنا روش خرد سے فرسنگون دور ہی اگر ذات بادشاہ کی باقی ہی تو زن و فرزند بہت ہو رہین گے اور جو ملک برقرار رہیگا تو جملہ اسباب تجمل اور ملازمان کافی بادیانت بہت ہو جائینگے بادشاہ نے جبکہ فضولی انکی گوش زد کی اور انکے دمدمے اور سحر بیانی سے متردد اور متالم ہوا تو بارگاہ سے اُٹھکے خلوت گاہ مین آیا اور روے نیاز زمین عاجزی پر ملتا تھا آب حسرت دیدہ اشکبار سے برساتا تھا اور آتش نا امیدی سے خرمن صبر و سکون کا جلتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ابر فتنہ زا کہ باران بلا سے برستا ہی کہان سے پیدا ہوا اور یہ لشکر غم کہ متاع حیات کے سوا اور کچھ نہین لوٹتا ہی کہان سے وارد ہوا بیت من بودم و گنجے و حریفے و سرودے * غم راکہ نشان داد و بلا راکہ خبر کرد * بھلا عزیزون کی مرگ کو کس طرح گوارا کرون اور بے ہمدمون کے کیونکر زندگی بسر کرون اور فرزندون کے بغیر کہ روشنائی چشم اور قوت دل ہین اور حالت امیدواری اور بعد موت کے بجاے میرے نتیجہ شہریاری ہین کس طرح انکی موت پر راضی ہون بقول فردوسی فخر شاعران کے بیت ندارد پدر ہیچ بایستہ تر * ز فرزند شایستہ شایستہ تر بیت مشہور زمانے مین یہ مصرع ہی سلف شئے بہتر نہین کچھ باپ کو فرزند خلف سے * اور ایران دخت کہ چشمہ خورشید تابان رشحہ اُسکے چاہ زنخدان کا ہی اور مطلع ماہ درخشان پر تو اسکے عکس رُخ درخشان کا ہی اور نسخہ اسکا ایام دولت کے مانند تازہ و خرم اور زلفین لیالی فراق کی طرح درہم اور صحبت اسکی دلربا اور مصاحبت اسکی راحت افزا ہی

اسکے بغیر زندگانی سے کیا لطف پاؤنگا اور بلا وزیر کہ اُسکی راے روشن شبہاے حادثات
کو آفتاب کی طرح منور کرتی ہی اور پرتو اسکے شمع ضمیر کا نور ہی ظلمت زدا ہی بغیر اسکے
رونق ملک ومال اور افزونی خزانہ اور حصول اموال اس طرح سے کون کر سکیگا اور
کمال وزیر کہ انشا پردازی مین نقش بند سپہر بلند اُسکا شاگرد ہی اور الفاظ اُسکے مانند
لآلی دلکشا ہین اور حسن خط اُسکا طرب افزا ہی اگر وہ نہوا تو مصالح ملک اور حوادث مین
کون مددگاری کریگا اور احوال عداسے اور بد اندیشون کی دشمنی سے کون مجھے
ہر وقت اطلاع دیگا جس وقت کہ دونون ناصح امین کہ مانند دست و پا اور دیدہ بینا
تمام ملک کے ہین اگر فرد بقا پر خط فنا کھینچا جائیگا تو ہر آئینہ فوائد نصیحت اور آثار کفایت
منقطع ہو جائینگے اور پیل سپید کہ جسم اُسکا مانند جرم ماہ اور چرخ دوار کے سربلند اور سریع السیر
ہی اگر وہ نہو تو معرکہ کارزار مین کس پر سوار ہونگا اور پیل سیاہ کہ عرصہ ہیجا مین خرطوم
سے صف دشمن کو زیر زبر کر ڈالتے ہین ہنگام نبرد فوج مخالف کو کیونکر برہم کرونگا
اور اگر وہ دو اشتر کہ پیک صبا کی طرح سریع السیر ہین نہونگے تو ضرورت کے وقت کس سے
خبر منگواؤنگا اور فرمان اپنا ممالک محروسہ کو اس شتابی سے کیونکر بھیجونگا اور اس
سمند دوندہ صرصر تگ پولادرگ بادکردار صبا رفتار کے سوا کہ رخشندگی مین آتش حسرت
دل رخش رستم مین افروختہ کرتا ہی اور سرعت اُسکی دیدہ شبدیز خرد سے اشک گلگون
بہاتی ہی کیونکر عزم رزم اور ارادہ سلحشوری اور عنان گیری کرونگا اور گوے طرب
چوگان مسرت سے کیونکر لیجاؤنگا اور وہ شمشیر بران کہ آتش فتنہ اسکی آبداری کی
ہیبت سے یکقلم افسردہ ہو گئی ہی اور آب اُسکی کہ آبروے ملک ہی بغیر اسکے کس طور
سے وقت جنگ کے خاطر جمع کرونگا جب کہ اس اسباب سے بے سروپا ہوا اور
جماعت متعلقون کی اپنے ہاتھ سے برہم کی ہین نے پھر ملک سے کیا تمتع اور عمر سے
کیا لذت حاصل ہوگی بقول مولف بیت تو نہین آگے جو آنکھون کے تو دل

خرم نہین ؎ جنبش مژگان کف افسوس سے کچھ کم نہین ؛ القصہ بادشاہ نے ایک شبانہ روز دریاے فکر مین غواصی کی مگر وہ گوہر تدبیر کہ جس سے سررشتہ امید کا ہاتھ آئے نہ آیا آخر یہ راز ارکان دولت پر شائع ہوا کہ بادشاہ فکر عظیم مین پڑا ہی بلار وزیر نے اندیشہ کیا اگر بادشاہ کچھ ارشاد نہ کرے اور دربارہ استکشاف راز کے مبادرت کرون تو یہ حرمت ادب سے دور ہی اور اگر توقف کرتا ہون تو مراسم اخلاص اور آئین اختصاص کے منافی ہوتا ہی آخر ایران دخت کے پاس آیا اور رباعی ثنائیہ مؤلف کی پڑھی رباعی اوڑھے ہی ازل سے تو رداے عفت ؛ دیکھا نہ سُنا تونے سواے عفت ؛ عفت تیرے واسطے ہوئی ہی پیدا ؛ مخلوق ہوئی ہی تو براے عفت ؛ اور عرض کیا کہ اے عالی پر مخفی نہین کہ بندہ نے جس روز سے کہ خدام بارگاہ سپہر احتشام مین شرف انتظام پایا ہی کوئی راز سرکار مجھسے مخفی نہین رہا ہی اور کسی مشورے مین بادشاہ نے میرے بغیر عمل نہین فرمایا ہی کل سے دو بار براہمہ کو بلاکے مشورت لی ہی اور آج بھی خلوت ان سے کرکے متفکر اور رنجور بیٹھا ہی اور تو ملکہ روزگار اور مونس شہریار ہی اور عسکر لشکر سب تیری عنایت کے امیدوار ہین اور تجھے اکثر امور مین بادشاہ کا ثانی جانتے ہین مناسب یہ ہی کہ تو شہریار کے پاس جاکے صورت حال دریافت کرکہ اُسکے تدارک مین ہم سب مشغول ہون ورنہ یہ براہمہ غدر پیشہ بداندیشہ ہین مبادا کہ خباثت ذاتی سے کوئی فریب کرکے بادشاہ کو اس کام پر تحریص کرین کہ انجام اسکا حسرت اور ندامت کو کھینچے اور جب کہ یہ بات ہاتھ سے جاتی رہتی ہی تو تاسف کچھ کام نہین آتا ہی مصرع علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد ؛ ایران دخت نے جواب دیا کہ چند روز سے مجھ مین اور بادشاہ مین شکر رنجی ہی اس دن سے کنایہ اور اشارے مین گاہ گاہ کچھ بات ہو جاتی ہی اس لیے مجھے شرم آتی ہی کہ بادشاہ کی خلوت مین بے طلب چلی جاؤن اور بے محابا استفسار حال

شائع یعنی ظاہر

عفت بکسر پاکدامنی

احتشام بکسر خداوند خدم و حشم شدن

کہ دون وزیر نے کہا کہ اے ملکہ جہان اسے ہدیۃ الاحباب کہتے ہین یہ خفگی نہین ہے بلکہ رسوخ بنائے محبت اور موجب ثبات قاعدۂ مودت ہے **بیت لمولفہ** آپ کو ناز چاہیے مجھکو نیاز چاہیے * سچ ہے برائے دوستی ناز و نیاز چاہیے * اس محل مین تکلف کو برطرف رکھا چاہیے کہ بادشاہ فکر عظیم اور اندیشہ دور دراز مین پریشان خاطر ہے اور خدمتگار ایسے محل مین گستاخی نہین کر سکتے ہین اور بغیر تیری کلید صلاح کے اور کوئی اس قفل مشکل کا کھول نہین سکتا ہے اور مین نے بارہا یہ بادشاہ سے سنا ہے کہ جب ایران دخت میرے آگے آتی ہے اگرچہ اندوہگین بھی ہوتا ہون تاہم خوش ہوجاتا ہون اور اُسکے دیدار ہمایون سے میرا غم اور ملال سب دور ہو جاتا ہے اب تو تشریف لیجا اور دریافت کر اور کافۂ خدام پر منت رکھ ایران دخت بادشاہ کے پاس آئی اور کہا **بیت** غمت مباد و گزندت مباد و رنج مباد * کہ راحت دل و آرام جان دو فع غمی * اسکے بعد عرض کیا کہ موجب فکر اور سبب حیرت کا کیا ہے اگر براہمہ سے کچھ سُنا ہے اور وہ لائق بیان کرنے کے ہے تو خدام کو بھی اس سے مطلع کیجیے تا بموجب اسکے موافقت کرکے شرایط خدمت گذاری سب بجالائین بادشاہ نے کہا کہ سوال اُس چیز کا نہ کیا چاہیے کہ جواب جسکا مورث رنج و ملال ہو لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم یعنے سوال نہ کرو تم اُن چیزون سے اگر ظاہر کی جائین واسطے تمھارے وہی چیزین تو بُرائی لین ڈالین تمکو یعنی رنج مین ڈالین تمھین ایران دخت نے کہا کہ یہ رنج اگر سب متعلقون کی طرف رجوع کرے تو غم نہین ہے کہ سلامتی ذات مبارک تدارک جمیع آفات کا ہے **مصرع** ہزار جان گرامی فدائے جان تو باد * اگر عیاذاً باللہ وہ فقط نفس نفیس عالی سے متعلق ہے تو اسمین اضطراب فرمانا اور غمناک بیٹھنا نہ چاہیے **مصرع** مرد ثابت قدم آنست کہ از جا نرود * بلکہ عزیمت مردانہ کے مناسب ہے کہ عزیمت نشان ہے صبر و ثبات کا کہ عمدہ صفات سلاطین سے ہے اور جزع اور فزع رنج کو زیادہ کرتا ہے اور

بے صبری دشمن کو خوش وقت اور دوست کو رنجور کرتی ہی اور جو حادثہ آدمی پر آئے
اسمین مضبوط رسی صبر کی ہاتھ مین لے تو آخر کار چہرہ مراد پیش نظر آتا ہی اور بہتر مطلب
کا جبھی ہاتھ آتا ہی کہ حکمہاے الٰہی پر راضی رہے **بیت للمولفہ** صبر ہی آفات مین لازم
کہ ہو انجام خوب * ہی نہ دنیا مین صبوری کے برابر کام خوب * بادشاہ کے لایق یہ ہی کہ جو
کام کہ حادث ہو طریق اسکی تلافی کا کمال کیاست اور وفور فراست اور نہایت ثبات
اور قایم مزاجی سے کرے کہ وہ امر اسپر مشتبہ اور پوشیدہ نرہے خصوصاً وہ بات کہ
اختیار مین ہو اس مین ثابت قدم رہے اور مضطر نہو بلکہ طبیعت کو خوش رکھے کہ وہ محض
فضل پروردگار پر موقوف ہی بس کریم جو کچھ کہ کرتا ہی خصوص صابرون کے واسطے وہ
بہتر ہی ہوتا ہی اور دوسری خوبی اس امر مین اور ہی کہ انسان اُس مین کسی طرح ملزم نہین
ہوتا ہی اور جسمین کہ کچھ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اختیار بخشا ہی اسمین خطا کا بھی احتمال
ہی اور خطا الزام و ملال کا باعث ہوتی ہی اگر وہ امر ایسا ہی کہ بجز دعا چارہ تدبیر سے
باہر ہی تو سب بندگان شاہی بدل و جان دعاے راحت سلطان مین شبانہ روز مصروف
رہینگے اور اگر قابل تدارک کے ہی تو ان بیتون کے موافق عمل فرمائیے **نظم** ہم گنج داری
ہم خادم ہم ملک داری ہم حشم * بیرون نہ از خلوت قدم بر باب عالم زن علم * رخ جانب
مقصود کن اندوہ را نابود کن * احباب را خوشنود کن بردار از دل بار غم * بادشاہ نے
کہا کہ جو کچھ براہمہ نے کہا ہی اگر ایک حرف اسمین سے گوش کو مین کہدون تو اطراف
اُسکے مانند طور کے برہم و درہم ہو جائین اور اگر ایک رمز اسکی روز روشن پر ظاہر کردون
تو مانند شب تیرہ تار ہو جاے ای ایران دخت تو اُسکی تفتیش مین مبالغہ کرتی ہی مگر سُنے گی
تو تاب نلا سکے گی ایران دخت نے پھر مبالغہ کیا بادشاہ نے اُسکے پاس خاطر سے حال ظاہر
کیا کہ مین نے کل رات یہ خواب ہولناک دیکھے ہین اور اسکی تاویل اور تعبیر براہمہ سے
پوچھی تھی ان ملعونون نے یہ تعبیر دی کہ تجھ دلدار اور دونون فرزندان عالی مقدار اور

وزیر صافی ضمیر اور دبیر خوش تحریر اور پیل سفید مرد افگن اور دونون پیلبان کوہ پیکر صف شکن اور دونون شتر خارا فرسائے خارکن اور سمند صرصر رفتار کو شمشیر گوہر نگار سے قتل کرے اور پھر اُس شمشیر کو بھی توڑ ڈالنا چاہیے تب اُس خواب کا ضرر دفع ہو ایران دخت نے جب کہ یہ کلام بادشاہ کا سُنا دود اندوہ آتشکدہ دل سے اٹھا اور روزن دماغ سے باہر نکل گیا نزدیک تھا کہ چشمہ چشم سے قلزم محیط جوش زن ہو لیکن از بس کیاست اور بردباری مین موصوف تھی دلکو تھاما اور کہا بیت لمؤلفہ تو رہے باقی بلا سے گو فنا ہو جائین ہم پر پڑے بلا تیری پڑے ہمپر فدا ہو جائین ہم پہ بادشاہ کو اسبات سے اندوہگین ہونا نہ چاہیے اگر جائین خانہ زادون کی بادشاہ کی ذات پر فدا نہوگی تو اور کس کام آئینگی اگر ذات بادشاہ کی باقی ہی تو اولاد اور بھی ہونا ممکن ہی اور خدمتگزار اور اسباب تجمل کے کم ہونے سے کوئی نقصان سلطنت مین نہین آتا ہی اور خدا کرے تو ضرر خواب کا دفع ہو جاے اور بادشاہ کا دل اس رنج سے فارغ ہو مگر اس طائفہ غدار پر اعتماد زنہار نہین چاہیے کہ دشمن دوست نما ہین اور بادشاہ کے نزدیک اگر قتل کرنا اس گروہ کا ضروری ٹھہرے تو بھی بلا تامل اور بغیر خوب سوچے اور سمجھے ایسے امر دشوار مین جلدی نہ فرمائے کہ خونریزی کار دشوار ہی اور جانوران بیگناہ اور نادر الوجود کی اساس حیات کو منہدم کرنا بلا بے امان اور گناہ بے پایان ہی اور اگر نعوذ باللہ بے سوچے اور سمجھے خون ناحق جلدی مین ہو جاے تو عذاب ابدی پر دال ہی پھر تاسف اور پشیمانی فائدہ نہ بخشے گی اور حسرت اور افسوس کچھ کام نہ آئیگا اور مرے کو زندہ کرنا دائرہ قدرت بشری سے باہر ہی ان براہمہ کو بھی دوست نہ جانیے اور حکماے دین اسپر متفق ہین کہ بدگوہر لئیم پیرایۂ راستی اختیار نہین کرتا ہی اور عالم دولت اُسے زیور وفا سے آراستہ نہین بناتا ہی اگر طوق مرصع کتے کی گردن مین پڑے تا پاکی اسکی متغیر نہوگی اور خوک اگر ہزار بار آب حیات سے شست و شو کرے تو خباثت اسکی طہارت سے تبدیل نہ پائیگی الیسون کے

کا نمبر ۲ ... [illegible]

علم کے حق مین یہ اشارہ ہی کمثل الحمار یحمل اسفاراً اور مولوی معنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین بیت علم گر بر دل زنی یارے بود ٭ علم گر بر تن زنی مارے بود ٭ اور علم تیغ کے مانند ہی کہ اس سے ہر کسی کو مار سکتے ہین وہ لوگ کہ پاک طینت اور پاکیزہ سرشت ہین نفس بد اور شہوت کو اسی شمشیر علم سے قتل کرتے ہین اور وہ کہ بے حمیت اور ناپاک سیرت ہین خرد اور روح کو کہ انسان اس سے مرتبہ شرف کو پہونچتا ہی اسی تیغ سے ذبح کرتے ہین اور جو آلہ کہ دشمنون کے دفع کے واسطے ہی اس سے دوستون کو آزار پہونچاتے ہین ایک محقق کامل نے اس معنی مین اشعار موزون کیے ہین ابیات بد گہر را علم و فن آموختن ٭ دادن تیغے بدست راہزن ٭ تیغ دادن در کف زنگی مست ٭ بہ کہ آید علم را ناکس بدست ٭ حیلہ آموزان جگرہا سوختہ ٭ فعلہا و مکرہا آموختہ ٭ ای شہریاران برہمنون کی غرض تعبیر سے یہ ہی کہ فرصت انتقام کی فوت ہوا اور ہیبت سے زخم کہ سیاست سلطانی سے انکے دل مین موجود ہین چاہتے ہین کہ اس اصلاح زہر آمیز سے کہ قانون شفا جسکا نام رکھا ہی اپنے مرہم رکھین یعنی پہلے فرزند کو کہ جو قوت روح اور بجاے ذات شریف کے ہین وہ نظر سے بادشاہ کی خدانخواستہ اُٹھ جائین تا بادشاہ دل شکستہ اور بے ارادہ ہو جاے اُسکے بعد حکما اور وزرا اور امراے شفیق کہ ارکان دولت اور آبادی ملک اور افزونی خزانے کی اُنکی کفالت اور کوشش سے متعلق ہی ضائع کرین تا بادشاہ کو سراسیمہ او مضطر دیکھکے رعیت دلیر اور لشکری ناامید ہون اسکے بعد اسباب حشم اور خدم اور جہانداری کو مانند اسپ و پیل اور شتر و شمشیر کے برباد کر دین تو بادشاہ تنہا بے سر و سامان رہجاے جبکہ شہریار کو دلشکستہ اور تنہا کر پائین تو چند روز مین جو داعیہ کہ سالہاے دراز سے مکنون خاطر رکھتے ہین اُسے قوت سے فعل مین لائین آج تک کہ مجبوری سے دم نہین مار سکتے ہین جبکہ امکان قدرت دیکھین آشوب و فتنہ برپا کرین اس صورت مین کہ خدا ناکردہ فرزند اور رفیق اور سامان جہانداری باقی نرہے تو دشمنون کو چہار طرف سے برانگیختہ کرین لیکن بادشاہ کو

چاہیے کہ دشمنون کے فریب سے کسی حال مین غفلت نہ کرے نظم دشمن غدار[۱] سے امین نہو؛
یار پر آزار سے امین نہو؛ دوستی مین جب وہ قابو پائیگا؛ تب کمال دشمنی دکھلائیگا؛
اور باینہمہ اگر قول براہمہ کا بادشاہ کے نزدیک اونٹے ہی تو تاخیر نہ فرمائیے اور اگر توقف
مناسب ہی تو ایک تدبیر اور بھی ہی اگر ارشاد ہو عرض کرون بادشاہ نے کہا جو کچھ
کہ تو نے بیان کیا میرے بھی اعتقاد مین یہی ہی اور جو کچھ کہتا ہی اسے جلد کہو ایران دخت
نے عرض کیا کہ اس کام مین مشورہ کاریدون حکیم کا ضرور ہی کہ وہ سالک مسالک
اخلاق طریقت اور محرم اسرار حقیقت ہی اور کوہ خضرا کے گوشہ غار مین منزوی ہی اور
پاس انفاس[۲] ایک دم فرو گذاشت نہین کرتا ہی بلکہ شعر پر گویا کے اسکا عمل ہی شعر
زبان کی بند ہر جانب سے روزن کھل گئے دل کے؛ نظر کی بند پر وہ اٹھ گیا پس
سد حائل کا؛ اگرچہ اصل مین ان براہمہ سے نزدیک ہی مگر صدق وصفا اور دیانت
ووفا مین بہت دور ہی مشورہ اس زاہد کا نہایت مناسب ہی بادشاہ کو یہ بات
پسند آئی اور فی الحال سوار ہو کے کاریدون کے پاس آیا اور دیدار حکیم سے کہ مجمع
فیوض[۳] نامتناہی کا تھا مستفیض ہوا حکیم بھی شرط تعظیم بجا لایا اور کہا کہ میرا کلبۂ احزان[۴]
مقدم[۵] شہریار سے منور ہوا لیکن سبب تکلیف فرمانے کا کیا ہی اور تغیر بشرہ مبارک پر
کس باعث سے ہی اور نشان غم کہ ناصیہ ہمایون سے پایا جاتا ہی کون چیز اسکے
باعث ہوئی ہی بادشاہ نے کیفیت خواب اور برہمنون کی تعبیر تفصیل سے بیان کی
کاریدون نے انگشت تعجب دندان تفکر وتاسف سے کاٹی اور کہا کہ بادشاہ نے
غلطی کی جو یہ خواب اس طایفہ غدار سے کہا اور یہ مکار اہلیت اسکی نہین رکھتے
ہین کہ یہ خواب ان سے بیان کیا جاتا جہت یہ ہی کہ نہ عقل رہنما رکھتے ہین اور نہ
دیانت برجا اور بادشاہ کو اس خواب بشارت آمود پر شادی کرنا چاہیے اور
اُسکے شکرانے مین صدقات بکیران مستحقون کو دینا لازم ہی اور دلائل سعادت

[۱] غدار مشدد غدر بالفتح بیوفائی ۱۲ کر
[۲] پاس انفاس نگہبانی کرنا دمون کی اور یہ ایک شغل ہی فقیرون اور درویشون مین ۱۲ کر
[۳] فیض بالفتح جمع فیوض ۱۲
[۴] بالضم غمخانہ کلبہ تاریک ۱۲
[۵] بالفتح مقدم آنا ۱۲

اور شواہد عزت و عظمت تعبیر سے اس خواب کی پیدا اور ہویدا ہین دمبدم اجراے امور
خواہش کے موافق ہونگے اور ساعت بساعت مہم دولت انتظام پائیگی دوران اور
گردون غلام اور ملک داعی اور فلک بکام رہے گا اور مین اسی وقت تعبیر ہر خواب
کی بہ تفصیل عرض کرکے کید ان بدکارون کا دفع کرتا ہون ع گر بدست تو خدنگ ست
مراہم سپر نیست ؂ اوّل وہ دو ماہی سرخ کہ دم پر کھڑی دیکھی ہین وہ دونون قاصد
ہین کہ بادشاہ سراندیپ کی طرف سے آئینگے اور دو بیل قوی ہیکل اور چار سو رطل یاقوت
رمانی کہ انار اُسکے رشک رنگ سے پرخون ہو جائے اور جرم آتش اُنکی شعاع کی غیرت
سے نہانخانہ سنگ مین مُنھ چھپاے وہ بادشاہ کو پیشکش گذرانینگے اور وہ دو بطین
اور ایک قاز کہ پیچھے سے اُڑکے روبرو بادشاہ کے آئی تھین وہ ایک شتر اور دو گھوڑے
ایسے ہونگے کہ رعد خروش برق جوش تیز ہوش سخت کوش کہ بادشاہ دہلی کا بطریق
ہدیہ حضرت کو بھیجے گا اور وہ سانپ کہ بادشاہ کے پانون سے لپٹا تھا وہ تلوار ہے ایسی
آبدار کہ روز جنگ اگر خود پر دشمن کے پڑے تو تا نگ مرکب سے مانند برق کے گذر جاے
اسی کی مدح مین یہ بیت مولف کی واقع ہے بیت ہے دوست کو تلوار تری نوح کی
کشتی ؂ اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر ؂ وہ بطریق ہدیہ بادشاہ دہلی
پیشکش کرے گا اور وہ خون کہ بادشاہ نے اپنے جسم مبارک کو اس سے آلودہ
دیکھا ہے وہ خلعت ہے ارغوانی رنگ مکلل بجواہر کہ دار السلطنت غزنین سے
بطریق ہدیہ کے خانہ خاص بادشاہ مین آئیگا اور وہ شتر سپید کہ بادشاہ اُسپر
سوار تھا سپید ہاتھی ہے کہ سلطان بیجانگر کا بادشاہ کی خدمت مین بھیجے گا اور
بادشاہ اُسپر سواری فرمائیگا اور وہ آگ کہ بادشاہ کے سر پہ چمکتی تھی وہ تاج
ہے کہ سیلان کا بادشاہ ہدیہ بھیجے گا اور وہ تاج ایسا ہوگا کہ کنگرہ اسکے قصر مینا رنگ
سے برابری کرے گا اور اُسکی گوہر فشانی سے ہر مو بادشاہ کے سر کا رشتہ گوہر کے

مانند درخشان ہوگا اور وہ جو مرغ کہ بادشاہ کے سر پر منقار مارتا ہی اور اس مین تھوڑا سا اندیشہ کراہیت کا ہی لیکن چندان اس مین ضرر نہین غایت اُسکی یہ ہی کہ چند روز کے واسطے کسی دوست اور یار مہربان پر ناراضی ہوگی اور مآل اُسکا صلاح اور فلاح پر انجام پائیگا یہ ہی تاویل اور تعبیر بادشاہ کے خواب کی کہ سات بار رسول بادشاہونکے درگاہ عالی مین حاضر ہوکے ہدیہ گذرانین گے اور بادشاہ اُن ہدیون سے شاد کام اور تازہ دل ہوگا اور ثبات دولت اور دوام عمر سے برخورداری پائیگا لیکن لازم یہ ہی کہ شہنشاہ بار دیگر ان نااہلون کو اپنا محرم اسرار نہ کرے اور بے خردون سے کبھی مشورہ نہ فرمائے اور لائق دانشمندی یہ ہی کہ مردم بیباک ناپاک بدگوہر زشت سیرت کے مشورے سے پرہیز کرنا فرض جانے اور نفس نفیس کو کہ ہر دم قیمتی ہی مردم سفلہ طبع دون ہمت لئیم مشرب کے سلک مین منسلک نہ کرے جبکہ اس پیر مبارک نفس مسیحا دم نے بادشاہ کے دل مردہ کو حیات تازہ اور سینہ پژمردہ کو نشاط بے اندازہ بخشی سجدات شکر ادا کیے اور کہا کہ عنایت یزدانی میری مددگار تھی کہ اس جناب حکمت مآب مین رہنمونی کی کہ مین بسبب برکت انفاس متبرکہ کے اس شدائد غم سے رہائی پاکے شاد کام ہوا اور یہ اشعار گویا کے شکر یہ مین پڑھے بیت

مین آتش غم سے جل رہا تھا ٭ تن سے مراجی نکل رہا تھا ٭ بھیجا ہی خدانے آب رحمت ٭ غم کی ہوئی برطرف حرارت ٭ صد شکر کہ مل گیا مسیحا ٭ مردے کو کیا ہی زندہ گویا ٭ الحمد للہ دائماً وابداً

بعد اسکے بادشاہ بادل شاد مستقر دولت کو آیا اور سات روز کے بعد متواتر رسول ہدیہ اور تحفہ کے ساتھ جس طرح سے کہ حکیم نے کہا تھا پے درپے آنے لگے ساتوین دن بادشاہ نے دونون بیٹون اور بلارورزیہ اور ایران دخت اور دبیر کو خلوت مین بلایا اور کہا کہ عجب خطا کی مین نے کہ خواب اپنا دشمنون سے بیان کیا اگر رحمت الٰہی متوجہ میرے حال پر نہوتی اور ایران دخت راہ تدارک نہ بتاتی تو صلاح ان ملاعین کی مجھے اور آرام میرے

اقربا اور اتباع کو ہلاک کرچکی تھی اور جس سے سعادت غیبی یاری کرے اُسکو چاہیے کہ مشفقون کی نصیحت کو عزیز تر رکھے اور ہر کام مین تامل فرمائے اور احتیاط کو ہاتھ سے نہ دے اور مین نے اسکے خلاف عمل کیا تھا مصرعہ ہر کہ بے تدبیر کارے کرد سامانی نیافت پھر اُسکے بعد فرمایا کہ عزیزون کی خاطر اس واقعہ سے خالی ملال اور کلال سے نہو گی لازم ہے کہ ہدیہ انپر تقسیم کرون خصوصاً ایران دخت کہ وہ اُس حادثے کی تلافی کی باعث ہوئی تھی اور بلار وزیر نے کہ ایران دخت کو اس تدارک کی صلاح بتائی ہی مقدم مین بلار نے کہا کہ غلام اسواسطے ہوتے ہین کہ حوادث مین اپنے سینے کو سپر بلا کرین یہ کون بڑا کام ہی مصرع ہر کو سر تو دارد بردای سر ندارد بندہ اور خدام کہ ولی نعمت پر اپنی جان نثاری کا دعوے رکھتے ہین اگر ایسے موقع مین وہ توقع بخشش و انعام کی رکھین تو وہ جان نثار نہین ہین مگر ملکہ زمان نے اس حالت مین البتہ بہت سعی کی ہی اگر اس تبرکات مین سے تاج مرصع یا جامہ ارغوانی ان مین سے ایک چیز جو ملکہ پسند کرین اور حضور عنایت فرمائین تو بجا ہی بادشاہ نے حکم کیا کہ اُن دونون چیزون کو حجرہ خاص مین لیجائین اور پیچھے سے بادشاہ بھی مع بلار وزیر اُس حجرہ مین تشریف لایا اور حرم بادشاہ مین سے ایک کنیز بزم افروز نام کہ بادشاہ کی منظور تھی از بس خوش طلعت کہ خورشید خاوری اُسکی شرم رو سے پردہ غرب مین چھپتا تھا بادشاہ اُسکا بہت مائل تھا باوجودیکہ ایران دخت حسن و ملاحت مین فتنہ جہان اور لطافت مین آشوب زمان تھی تو بھی بادشاہ بزم افروز کو اُسکے ساتھ نوبت مین برابری دیتا تھا یعنی ایک شب و روز ایران دخت کے پاس اور ایک شبانہ روز بزم افروز کے ساتھ رہتا تھا بادشاہ نے اُس حجرہ مین دونون کو بلا کے کہا کہ پہلے اسمین سے ایک کو ایران دخت پسند کرے اور وہ باقی دوسرا حصہ بزم افروز کا ہی ایران دخت کو میل تاج کی طرف بہت تھا اُسنے بلار وزیر کی طرف دیکھا یعنے بلار جس کی طرف اشارہ کردے اُس کو مین لون بلار نے اشارہ طرف جامہ کے

گیا کہ بادشاہ کی نظر بلار کے اشارہ پر جا پڑی ایران دخت نے دل مین کہا کہ اگر
مین جامہ لیتی ہون تو بادشاہ اس اشارے کو دیکھ چکا ہو خدا جانے کیا بد گمانی
کرے اسی واسطے اُس نے تاج اُٹھا لیا اور بلار بھی ڈرا اور اُسنے اپنی آنکھ اسی طرح کہ
جب سے اشارہ کیا تھا کھلی اور کج رکھی تا بادشاہ اشارے پر مطلع نہو اور اس کے بعد
چالیس برس بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہا جب بادشاہ کے پاس آتا تھا آنکھ کو
کج کر لیتا تھا تا بادشاہ کو اس اشارے کی بد گمانی نرہے اگر دونون نے یہ دانشمندی
نہ کی ہوتی تو اُن دونون کی جان مقرر برباد جاتی **بیت** ہر کس کہ مدار کار بر عقل
نہاد ﴿ بے شبہہ شد از بند بلاہا آزاد ﴾ جب کہ ایران دخت نے تاج سے سرفرازی
پائی اور بزم افروز کی بھی خلعت ارغوانی سے عزت افزائی ہوئی اُس کے بعد بادشاہ
ایک شب براحت بزم افروز سے ایک شب ایران دخت سے بسر کرتا تھا ایک دن کہ
نوبت ایران دخت کی تھی بادشاہ معمول کے موافق ایران دخت کے حجرے مین
آیا اور ایران دخت باروے عالم افروز اور زلف آویز دل تاج مرصع سر پر اور
کاسہ زرین پر از شیر و شکر ہاتھ مین لیے ہوے بادشاہ کے آگے کھڑی تھی اور
بادشاہ اس کاسہ سے جرعہ نوشی فرماتا تھا اور نظارہ جمال ایران دخت سے دیدۂ دل
خوش کر رہا تھا اُسی حالت مین بزم افروز بھی جامہ ارغوانی پہنے ہوے سامنے سے
گذری بادشاہ نے جب کہ اُس کے عذار شگفتہ اور رخسار ماہ دو ہفتہ پر نگاہ کی کھانے
سے ہاتھ کھینچا اور یہان تک شوق نے غلبہ کیا کہ بے تحاشا بزم افروز کی طرف متوجہ ہوا
اور ایران دخت سے بطور مطائبہ کے کہا کہ یہ تاج بزم افروز کے سر کے لایق تھا کہ تو نے
اُٹھا لیا ایران دخت مارے غیرت کے بیخود ہو گئی اور وہی کاسہ شیر بادشاہ کے سر پر
ڈال دیا کہ داڑھی اور بدن بادشاہ کا آلودہ ہو گیا اور وہ تعبیر کہ حکیم نے کہی تھی ظہور
اُسکا متحقق ہو گیا یعنی بادشاہ آتش غضب سے شعلہ بن گیا اور بلار وزیر کو بلا کے یہ

یہ احوال بیان کیا اور کہا کہ اس گیسو بریدہ نادان کو میرے آگے سے لیجائے گردن مارنا
مخلوق جانے کہ جو بادشاہ سے بے ادبی کرتا ہے اُسکی یہ سزا ہوتی ہے اور مین اس حکم سے ہرگز
نہ پھرونگا ناچار بلار بلکہ کو باہر لایا اور اپنے دل مین کہا کہ اس کام مین متابعت بادشاہ کی
نہ چاہیے کہ یہ عورت فصاحت و بلاغت مین بے مثل اور کیاست اور فصاحت مین بے بدل
ہے اور بادشاہ بغیر دیدار کے صبر نہ کر سکے گا اور اسکی نفس پاک اور رای روشن کی
برکت سے کتنے لوگ ورطہ ہلاکت سے بچے ہین ایسے کام مین ایسی شتابکاری مناسب
نہین ہے بہتر یہ ہے کہ تامل کرون ایسا نہو کہ سوال کے وقت جواب سے منفعل ہون بہرکیف
دو تین دن ٹھہرنا مناسب ہے اگر بادشاہ اس حکم سے پشیمانی کھینچے تو حیات اُسکی اولی ہے
اور اگر اسکے قتل پر اصرار اور مبالغہ کرے تو قتل اسکا بھی دشوار نہوگا مجھے اُس تاخیر مین
فائدہ کلی موجود ہین اول یہ کہ قایم رہنا ایک شخص کی ذات کا دوسرے رضا مندی
بادشاہ کی کہ اگر اسکے قتل سے نادم ہوا اور اُسے زندہ پاے تو کتنا خوش ہو تیسرے اس بات کا
احسان تمام سلطنت پر ہے کہ ملکہ نے فرزند اور اقربا اور ارکان دولت بادشاہی قتل سے
بچالیے ہین یہ احسان سب کو شامل ہے اسکے بعد ایران دخت کو اُن محرمون کے ساتھ کہ بادشاہ
کی طرف سے حرم سرا مین خدمت کرتی تھین ایک مکان محفوظ مین چھپا کے رکھا اور مبالغہ کیا
کہ ملکہ کی تعظیم اور تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور آب شمشیر خون آلودہ ہاتھ
مین لے کے اور غمگین صورت بناکے بادشاہ کے روبرو آیا اور کہا کہ مین حکم بادشاہ کا
بجالایا اور اُس بے ادب کو سزا کو پہونچایا بادشاہ کی صولت غضب اسوقت کہ فی الجملہ
کم ہوئی تھی سنتے ہی اس بات کے اُسکے جمال باکمال اور حسن و عقل اور صلاح کو جو یاد
کیا بہت رنجور ہوا اور اثر ندامت کا ہر چند چاہتا تھا کہ چہرہ پر ظاہر نہو تو بہتر ہے مگر
اپنے دل مین آپ کو ملامت کرنا شروع کیا کہ یہ کیا کیا مین نے کہ حلم اور تانی کو برطرف کیا
اور اپنی محبوب دلنواز کو تھوڑی سی خطا پر کہ حق بجانب اس کے تھا تلف کیا

حکایت بادشاہ یمن

لازم تھا کہ ایسا حکم نہ کرتا اور آب حلم سے آتش خشم کو بجھاتا جب وزیر نے علامت ندامت
کی بادشاہ کے چہرہ پر مشاہدہ کی کہا کہ بادشاہ کو غمناک نہونا چاہیے کہ تیر شست سے
نکلا ہوا پھر نہین آتا اور مردہ زندہ نہین ہوتا ہو اندوہ بیفائدہ کرنا جسم کو نزار اور دلکو
بے قرار کرتا ہو اور حاصل اس سے دوستون کی اذیت اور دشمنون کی راحت کے سوا
اور کچھ نہین ہوتا اور جو کوئی سُنیگا کہ بادشاہ نے ایسا حکم فرمایا اور اُسکے بعد پشیمان ہوا
تو وقار اور ثبات بادشاہی مین بدگمانی کریگا لازم تو یہ تھا کہ بادشاہ اس قضیے مین
ملائمت فرماتا اور سختی اور خشونت سے منحرف رہتا تو آج ندامت پیش نہ آتی اگر بادشاہ
فرمائے تو مین قصہ بادشاہ یمن کا عرض کرون بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر **حکایت**
وزیر نے عرض کیا کہ ملک یمن مین ایک بادشاہ تھا رائے پیر اور بخت جوان رکھتا تھا
دیدہ گردون نے اس سرعت گردش پر مدت سیاحت مین ایسا آفتاب آسمان سلطنت پر
نہ دیکھا تھا اور گوش روزگار نے صفت جہانداری مین ایسا جہاندار نہ سُنا تھا **ابیات**
بزم مین تھا روے تابان آفتاب ٭ رزم مین دشمن کو تھا تیر شہاب ٭ داد دہ سے رام تھا
سارا جہان ٭ شاکر انعام تھا سارا جہان ٭ اور یہ بادشاہ شکار دوست بھی تھا ایک دن
شکارگاہ مین مرکب اپنا چپ وراست دوڑایا اور نظر تامل سے ہر جانب دیکھا مگر وحوش و طیور
سے کوئی صید نظر نہ آیا ایک جگہ استادہ ہوکر متحیر ہر طرف نگران تھا قضارا ایک خارکش
پوست آہو کا نہایت اخلاص سے اوڑھے ہوے اس بیابان مین خارکشی سے تعب اُٹھا کے
ایک پتھر کو تکیہ کیے ہوے بیٹھا تھا بادشاہ دور سے سمجھا کہ یہ آہو ہے ایک خدنگ دل شگاف
اُسپر مارا **ابیات** شعلۂ تیرے کہ در آورد غرق ٭ جست بران سوختہ خرمن چو برق ٭
فتنہ مجابائے بلائے نہ کرد ٭ کرد خطائے و خطائے نہ کرد ٭ القصہ بادشاہ نے جب کہ تیر مارا
اور اسکے نزدیک پہونچا اُس کو با سینۂ مجروح اور تن پر خون دیکھا سخت غمناک ہوا اور
ناخن ملامت سے چہرہ ندامت نوچا اور اس جلدی کرنے سے ہزار خجالت اور

حسرت کرتا تھا لیکن خارکش زندہ تھا بادشاہ نے اُس سے عذر بہت کیا اور مرہم پٹی کے واسطے ہزار دینار زر سرخ اُسے عطا کیے اور گھر تک پہونچا دیا اور عنان اتصال طرف دار السلطنت کے پھیری اور ایک زاہد کے صومعہ مین آیا کہ وہ عفت اور عبادت مین اس شہر مین مشہور تھا اور یہ استدعا کی کہ ایسی نصیحت مجھے فرما کہ دنیا مین باعث مزید جاہ اور آخرت مین شفیع گناہ ہو زاہد نے بطریق کشف و کرامات کے کہا کہ ای بادشاہ وہ خصلت کہ دولت دُنیا اور سعادت عقبی کو جامع ہو یہ ہی کہ غلبہ غضب کے وقت غصے کو فرو کرے اور کسی امر مین جلدی نہ کرے اور جو کام کرے سو حلم اور تامل کے ساتھ کرے ابیات

کسی کو بر فروزد آتش خشم غضب چون نفس توسن را کند گرم	مدار از وی طریق مردمی چشم عنانش در کش آنجا تا شود نرم

بادشاہ نے کہا جانتا ہون کہ چاشنی شربت زہر آمیز بردباری کام عقل مین ذائقہ تمام رکھتی ہی لیکن غصے کے وقت اپنے نفس پر حاکم نہین ہو سکتا ہون اور جس وقت کہ آتش غضب مشتعل ہوتی ہی فرو کرنے پر قادر نہین ہوتا ہون زاہد نے فرمایا کہ مین تین رقعہ لکھے دیتا ہون تو ایک معتمد خاص با اخلاص حاضر باش کو سپرد کر اور کہدے کہ جب غصے کی علامت تیری پیشانی پر مشاہدہ کرے انمین سے ایک رقعہ تجھے دکھاوے یقین ہی کہ تیرے نفس کو تسکین ہو جاوے اور اگر اُسپر بھی آتش غضب منطفی نہو تو دوسرا رقعہ دکھادے اور اگر اُسپر بھی نفس سرکش رام نہو تو تیسرا پیش کرے امید خدا سے ہی کہ غصہ تیرا شفقت اور ملائمت سے مبدل ہو جائے بادشاہ اس بات سے خوش ہوا اور زاہد نے تین رقعہ لکھے ایک ملازم معتمد شاہی کو سپرد کیے مضمون اس پہلے کا یہ تھا کہ اقتدار کے وقت باگ اختیار کی نفس امارہ کے قبضے مین نہ دے

کہ تجھے ورطۂ ہلاکت ابدی مین ڈالے گا اور دوسرے رقعہ کا مضمون یہ تھا کہ غصے
کے وقت زیر دستون پر رحم کیا کرتا جزا کے وقت وہ بادشاہ کہ جو تجھ سے بھی زبردست
ہی مہربانی فرمائے بلکہ مضمون حدیث شریف کا یاد رکھ کہ ارحم ترحم یعنی رحم کر کہ تجھپر
بھی کیا جاے اور خلاصہ تیسرے رقعہ کا یہ ہی کہ حکم کرنے مین حد شرع سے تجاوز نہ کر
اور کسی حال مین انصاف سے نہ گذر نظم اگرچہ دی ہی خدانے تجھے جہانداری + مگر نہ
کیجیو زنہار مردم آزاری + نہ ناز کر جو ہی مانند برق خندہ یہ لب + کرے نہ ابر کے مانند
گریۂ وزاری + سمجھ لے عاریتی کارخانۂ عالم + اگر تو دانش و فرہنگ سے نہین عاری
بادشاہ زاہد سے رخصت ہو کے اپنے مکان مین آیا اور ہمیشہ علم کو دوست رکھتا
تھا اور غصے کے وقت تینون رقعے اُسے دکھا دیتے تھے اسی واسطے لقب اس بادشاہ
کا ذوالرقاع یعنی صاحب رقعون کا تھا اور انھین رقعون کے باعث سے ساتھ
اس لفظ کے ملقب ہوا تھا اور ایک بادشاہ کی کنیز تھی نہایت خوبرو اور پاکیزہ
خوش سرو قد ماہ خد یاقوت لب سیمین غبغب کبک رفتار طوطی گفتار بیت ماہ روئی
مشک بوے دل کشی + جان فزاے دل فریبے مہوشے + نرگس بیمار فریفتہ اُسکی چشم مخمور
کی تھی اور دل عقیق یمانی اُسکے رشک لعل شکر بار سے پر خون تھا اور خوبرویان خطا ختا
اُسکی چین زلف مین اسیر اور عشوہ فروشان کشمیر خواہش سلسلۂ جعد پر تاب مین پا
بزنجیر تھے بیت دیکھے گر خورشید رخ کو غش کرے + ماہ جو دیکھے جبین عش عش کرے +
اور جمال حال اُسکا پاکدامنی سے مشین اور حجلہ زیور عفت اور پارسائی سے مزین
تھا بادشاہ کا دل اُسکی شمایل پر اس درجہ مائل تھا کہ بلکہ حرم خاص اور سب
خواصان با اختصاص سے کنارہ کرتا تھا اور عروس بادشاہ کی ہمیشہ غیرت حسرت
سے خونناب روتی تھی اور واسطے اُسکے دفع کے ہزارون حیلے اُٹھاتی تھی القصہ
ایک دن اپنا غم وغصہ مشاطہ حرم سرا سے ظاہر کیا اور قتل بادشاہ

اور دفع کنیز کے لیے مددگاری چاہی مشاطہ نے کہا تو اتنا بتا کہ بادشاہ اُسکے کون سے
عضو پر زیادہ راغب ہی ملکہ نے کہا کہ بیشتر مین نے دیکھا ہی کہ بادشاہ اسکے سیب
غبغب پر منھ رکھ کے بوسے لیتا ہی اور اس حال مین یہ شعر گویا کا پڑھتا ہی بیت
سیب جنت ہو گیا آنکھوں مین اندرائن کا پھل ٭ خلد مین جب مجکو وہ سیب ذقن
یاد آ گیا ٭ مشاطہ نے کہا کہ طریق آسان میرے اختیار مین ہی کہ بادشاہ جلد تر اُس سے
ہلاک ہو جائیگا وہ یہ ہی کہ تھوڑے زہر ہلاہل مجکو دے کہ نیل مین اُسکو ملا کے
اور حجرے مین کنیز کے جا کے ایک خال اُس نیل سے اُسکے سیب ذقن پر بنا دون
جب کہ بادشاہ حالت مستی مین اُسپر منھ رکھے گا فی الفور ہلاک ہو جائیگا اور تو
اس رنج سے فراغت پائیگی خاتون اس بات سے خوش ہوئی اور زہر ہلاہل
اُسے منگا دیا مشاطہ نے اسی طرح کیا کہ ذکر جسکا ہو چکا نیل کو ملا کے کنیز کے پاس گئی اور
حالت آرایش مین اپنی سیاہ کاری سے خال اُس کے ذقن پر بنا آئی بادشاہ کا
ایک غلام تھا کہ حرم سرا مین محرمیت رکھتا تھا قضا را پس پردہ خاتون اور مشاطہ
کے کلام کو سنتا تھا اور مشاطہ کا جانا کنیز کے پاس اور اسکے زنخدان پر خال کا
بنانا دیکھا داعیہ وفاداری اور حق گذاری اُسے اُسپر لایا کہ کنیز اور بادشاہ کو اس
حال سے خبر دے لیکن کسی طرح فرصت نہ پائی اور ان تک پہونچ نہ سکا آخر بادشاہ
بستر کنیز پر حالت مستی مین سو گیا غلام پر شفقت حق شناسی غالب آئی آہستہ آہستہ
سرہانے کنیز کے آ کر گوشۂ آستین سے اثر نیل کا اُسکے ذقن سے پاک کرنے لگا کہ
اسی حالت مین بادشاہ بیدار ہوا دیکھا کہ غلام نے ہاتھ زنخدان کنیز پر دراز کیا ہی
حرارت حمیت بادشاہ کو غضب پر لائی اور تلوار لے کے غلام کے مارنے کا قصد کیا
غلام خلوت سے باہر بھاگا بادشاہ اسکے پیچھے تلوار کھینچے نکل آیا وہی معتمد خاص دروازہ پر
کھڑا تھا جب کہ بادشاہ کو غضب ناک دیکھا ایک رقعہ بادشاہ کو دکھا یا در پائے خشم

بادشاہ موج زنی سے موقوف نہوا دوسرا رقعہ دکھایا اُسپر بھی آتش قہر نے تسکین نپائی
تیسرا رقعہ دکھایا تو بادشاہ گو نہ ہوش مین آیا اور شربت ناگوار غضب کے گھونٹ
پینے لگا جب کہ اند کے غضب سے تسکین ہوئی غلام کو بلایا کہا کہ یہ بے ادبی
کس راہ سے تو نے کی ہے بیان کر غلام نے حال مو بمو بیان کیا بادشاہ نے
ملکہ کو بلایا اور اُس کی تفتیش مین مبالغہ کیا ملکہ نے انکار کیا اور کہا کہ
غلام جھوٹ کہتا ہی مین نے بارہا دیکھا ہی کہ یہ فاجرہ بدکار اُس کنیز سے اس فعال کے
مانند اکثر کام کیا کرتا تھا اور مین شرم کے مارے اور اس اندیشے سے اُسکے ظاہر
کرنے مین جرأت نہ کرتی تھی کہ گمان ہوگا کہ یہ رشک کے سبب سے تہمت کرتی ہی
الحمد للہ کہ بادشاہ نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا اب اس مفسد کے قتل کرنے مین
توقف کرنا سیاست سلطانی کو زیان رکھتا ہی اور غضب جبکہ موقع پر واقع ہو تو وہ
مراتب علم سے بہتر ہی بیت خار کز بہر سوختن شاید ۔ در گریبان نہی بہ تنگ آید بادشاہ
نے غلام کی طرف دیکھا غلام نے عرض کیا کہ ای بادشاہ کامران اور باعث امان زمان
ممکن ہی کہ اب تک بقیہ اُس نیل کا مشاطہ کی ڈبیا مین ہو اگر اپنے حضور بادشاہ اُسے
طلب فرمائے تو یہ شبہہ زائل ہو جائے بادشاہ نے اُسی دم مشاطہ کو مع ڈبیا کے طلب کیا
اور قدرے نیل کہ اُسمین باقی تھا اسمین سے ایک کتے کو تھوڑا سا کھلایا پس اُدھر کھانا
اور ادھر مرنا اُسکا جب کہ حقیقت حال بادشاہ پر منکشف ہوئی ملکہ کو قید اور مشاطہ
کو قتل اور غلام کو آزاد کیا اور سرداری ایک مملکت کی اُس غلام کے سپرد کی اور اس
بادشاہ نے جو حکم کیا تو مضرت مشاطہ سے بچ رہا اور برکت بردباری سے اُسکی سیہ کاری
نے کچھ ضرر نہ پہونچایا اور اتنا بڑا بھید اُسپر ظاہر ہوگیا اور دوست اور دشمن کھل گئے
اور یہ نقل اس واسطے عرض کی مین نے کہ بادشاہون کو کسی کام مین تعجیل نہ چاہیے
کیونکہ نظم لمؤلفہ حکم سلطان برنگ آتش و آب ۔ دم مین کر دے خراب

عالم کو ۞ حلم مین بغیہ نہ اضطراب کرے ۞ کہ نہو اضطراب عالم کو ۞ بادشاہ نے کہا کہ مجھسے واقعی اس حلم مین غصہ کے سبب سے خطا ہوئی بارے تجھے ازراہ خیر خواہی یہ لازم تھا کہ اُسے بچا رکھتا بلکہ یہ بات تجھسے بہت تعجب کی ہوئی کہ ایسے شخص بے نظیر کو ایک ہی حلم مین ہلاک کیا اور نہ آپ تامل کیا اور نہ مجھے کچھ کہا وزیر نے عرض کیا کہ بادشاہ کو ایک عورت کے واسطے اتنی فکر نہ کرنا چاہیے اور لوگ کہ حرم سراے بادشاہی مین ہین اُنکی صحبت سے باز رہے **بیت** گر سرو برفت ناردن ہست ۞ ور لالہ نماند یاسمن ہست ۞ بادشاہ کو فحواے کلام وزیر سے ایسا مفہوم ہوا کہ ایران دخت مقرر قتل ہوگئی آہ سرد دل پر درد سے بر لایا اور گرداب اندوہ مین زیادہ مبتلا ہوا اور یہ اشعار مؤلف مکرر پڑھتا تھا **ابیات** بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جائے ۞ انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس ۞ ملا یا خاک مین اُس رشک ماہ تابان کو ۞ زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس ۞ اور یہ کہتا تھا کہ صد افسوس ہے کہ وہ رونق گلزار کے مانند تھوڑی سی زندگانی رکھتی تھی اور دریغ ہے کہ وہ نہال ریاض کامرانی آفت خزان سے جلدی بے برگ بو ہو گیا پھر منہ طرف وزیر کے کیا اور کہا کہ مین سخت اندوہناک ہون ایران دخت کی ہلاکت سے وزیر نے کہا کہ تین شخص ہمیشہ اندوہ غم اور لبستہ بند رہتے ہین ایک وہ کہ بدکاری پر ہمیشہ مصروف رہے دوسرے وہ کہ حالت قدرت مین نیک کاری اختیار نہ کرے اور تیسرے وہ کہ بغیر خوب سمجھے کام کرے اور انجام پر نگاہ نہ کرے تو ضرور ندامت کھینچے گا بادشاہ نے کہا کہ اے بلار تو نے خون ایران دخت مین کیون توقف نہ کیا پس تیری فہمید باطل نے اُسے ہلاک کیا وزیر نے عرض کیا کہ تین شخص کی فہمید باطل ہے ایک وہ کہ جامہ سپید سے شبہ کرے کہ کپڑے میرے سپید رہینگے دوسرے گاذر کہ لباس ملکان پہن کے پانی مین کھڑا ہو کے کپڑے دھوئے اور تیسرے جو سوداگر کہ زن خوبصورت پاے اور اُسے وطن مین تنہا چھوڑ کے سفر دور دست

اختیار کرے اور مین نے خون مین ملکہ کے سعی نہین کی ہی بلکہ فرمان بادشاہ کا بجا لایا ہون اس بات مین میری طرف ملامت عائد نہین ہوتی ہی وہ شخص کہ اُسکے نظر عواقب امور مین محیط نہوا ور ایسے موقع پر راے روشن سے ملاحظہ نہ کرے اور فکر صائب سے تدبیر نہ فرمائے اُسکا یہی حال ہوتا ہی بیت مثال شاہ بایستی کہ از روے خرد بودے ؛ ورا ز روے خرد بودے چنین ہا روے ننمودے ؛ بادشاہ نے کہا کہ اس بات سے درگذر اور اسکی فکر کر کہ جسکے فراق نے مجھے اندوہگین کر رکھا ہی وزیر نے کہا کہ دست تدارک کا اس کام کے دامن تک نہ پہونچے گا اور اس قضیے مین پشیمانی کچھ فائدہ نہ کرے گی اور ایسے موقع مین جو کوئی کہ خوض کرے اور وہ کام کہ ندامت اُسمین نفع دے اُسپر عمل کرے اُسے وہ پہونچتا ہی کہ جو اُس کبوتر کو پہونچا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک کبوتر کے جوڑے نے اول تابستان مین کچھ دانے زمستان کے واسطے ذخیرہ کیے تھے اور وہ دانے اند کے نمی رکھتے تھے جبکہ گرمی آخر ہوئی اور وہ دانے سب خشک ہوگئے جو کہ اول مین زیادہ نظر آتے تھے اب کم نظر آنے لگے اور کبوتر اس عرصے مین غائب تھا جب آشیانے مین پھر آیا اور اُن دانون کو تھوڑا پایا اپنی مادہ کو ملامت کیا اور کہا کہ یہ دانے ہمنے قوت زمستان کے واسطے فراہم کیے تھے جب کہ شدت مین برف باری کے سبب سے صحرا مین دانہ نہ رہے گا تو ہم اس سے اپنی اوقات گذاری کرینگے اس وقت کہ کوہ و دشت مین دانہ بہت ہی تو نے کس واسطے اس ذخیرہ کو کھا ڈالا اور طریق احتیاط کو ملحوظ نہ رکھا کیا تو نے یہ بیت نہین سُنی تھی کہ کہا ہی بیت کنون کہ برگ و نوائیت ہست جہد ے کن ؛ ذخیرۂ بنہ از بہر بینوائی خویش ؛ مادہ نے جواب دیا کہ مین نے ان دانون مین سے ایک دانہ بھی نہین کھایا ہی کبوتر جو دانہ کو کم دیکھتا تھا باور نہ کرتا اور اُسے مارتا تھا آخر کار وہ تنگ ہوکر چلی گئی جب فصل جاڑون کی آئی اور برف باری ہونے لگی اور

حکایت کبوتر

رطوبت در و دیوار مین ظاہر ہوئی اور دانے نم ہوکے پھر زیادہ نظر آنے لگے
اُسوقت کبوتر سمجھا کہ سبب دانون کے کم ہونے کا گرمی اور خشکی تھی کبوتری نے
نہین کھائے تھے بعد اسکے پشیمان ہوکر گریہ وزاری کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جدائی دوست
کی بہت سخت چیز ہو فائدہ اس مثل سے یہ ہو کہ مرد عاقل کام مین شتابی نہ کرے
تا مانند کبوتر کے سوز جدائی مین مبتلا نہو بادشاہ نے کہا اگر مین نے قول مین جلدی کی
تو نے فعل مین جلدی کی اور مجھے اس رنج مین ڈالا یہ کہا اور شعر مولف کا پڑھا
بیت تبنگ ایسا غم فرقت سے ہون بس ڈوب ہی مرتا ٭ بتا دیتی قضا گر گھاٹ
مجکو تیغ قاتل کا ٭ وزیر نے کہا کہ تین شخص ایسے ہین جو اپنے آپ کو رنج مین ڈالتے ہین ایک
وہ کہ لڑائی مین اپنی ذات سے غافل رہے اور چپ و راست کی خبر نہ رکھے آخر
زخم کاری اُٹھاتا ہو دوسرے وہ کہ وارث نہین رکھتا ہو اور مال حرام کا جمع کرتا ہو
وہ مال تاراج حوادث سے برباد ہوتا ہو رنج اور وبال اُسکا اُسکی گردن پر علی الدوام
باقی رہتا ہو تیسرے پیر مرد کہ عورت نوجوان نابکار کو نکاح مین لاتا ہو اور اُسپر فریفتہ
ہوتا ہو اور وہ عورت ہر روز اُسکی موت خدا سے مانگتی ہو بادشاہ نے کہا کہ اس امر مین نافہمی
تیری بہت ثابت ہوتی ہو وزیر نے کہا کہ نافہمی دو قسم کے لوگون کی حرکات اور سکنات سے
ظاہر ہوتی ہو ایک وہ کہ اپنا مال دوسرے کے پاس امانت رکھتے ہین اور امتحان اُسکی دیانت
کا پہلے نہین کر لیتے ہین دوسرے وہ کہ اپنے قبضے مین کسی احمق کو حکم اور وکیل کرتے ہین اور
مین نے اس کام مین نافہمی نہین کی ہو نہایت یہ ہو کہ متابعت حکم بادشاہ مین دیر نہین کی
ہو بادشاہ نے کہا کہ مجھے ایران دخت کا بہت رنج ہو وزیر نے کہا کہ پانچ عورتون کے واسطے
غم کرنا روا ہو ایک وہ کہ اصل کریم اور ذات شریف اور جمال زیبا اور عفت کامل رکھتی ہو
دوسرے وہ کہ دانا اور بردبار اور مخلص اور یک دل اور بکر ہو تیسرے وہ کہ ہر کام مین
نصیحت کرے اور خفگی کے وقت بھی مشفق اور شفیق اور انیس ہے چوتھے وہ کہ نیک اور بد

اور خیر و شر مین موافقت اور متابعت کو شعار اپنا کرے پانچوین وہ کہ خجستہ فال اور مبارک نفس اور اپنے شوہر کے حق مین نیک قدم ہو اور ایران دخت ان سب صفتون سے آراستہ تھی غم کرنا اُسکے واسطے بجا ہی اور بادشاہ اُسکے واسطے جتنا اظہار ملال کرے لائق ہی کیونکہ بے یار وفادار نہ عمر سے لذت ہی اور نہ زندگانی سے راحت بادشاہ نے کہا کہ اے بلار تو گفتگو مین دلیری اور ہر کنایہ مین حد ادب سے تجاوز کرتا ہی مین ایسا دیکھتا ہون کہ تجھ سے دوری کرنا لازم پڑا وزیر نے کہا کہ دو شخصون سے دوری بہتر ہی ایک وہ کہ نیکی اور بدی اُسکے نزدیک یکسان ہو اور ثواب اور عذاب اور خدمتگزاری کو نابود سمجھتا ہو دوسرے وہ شخص کہ ظاہر کو باطن سے اور باطن کو مناہی سے پاک نرکھے بادشاہ نے کہا کہ مین تیری آنکھون مین حقیر نظر آتا ہون کہ ایسے بے ادبی کے کلام کرتا ہی وزیر نے کہا تین گروہ بزرگون کی آنکھون مین ہمیشہ حقیر نظر آتے ہین اوّل بندہ گستاخ کہ ہمیشہ آقا کے ساتھ ہمنشین ہو اور خواجہ بھی گاہ گاہ اُس سے ہزل کے اور فحش دوست بھی ہو دوسرے مرد خائن کہ خواجہ کے مال کی مختاری پائے اور اس مال مین خیانت کثیر کرے کہ چند مدت مین آقا سے بھی زیادہ مالدار ہو جائے اور اس مال پر نازش کرے اور آقا سے آپ کو بہتر جانے تیسرے وہ بندہ کہ بغیر استحقاق کے محل اعتماد آقا کا ہو جاوے اور خواجہ کے اسرار پر مطلع ہو کر حد سے زیادہ تجاوز کرے بادشاہ نے کہا کہ تو نا آزمودہ بہتر تھا اور مین نے تجھے آزمایا بُرا کیا وزیر نے جواب دیا کہ آٹھ شخصون کو آزمانا چاہیے مگر آٹھ جگہ پر آزمائے تو مضائقہ نہین ہی ایک یہ کہ مرد شجاع کو جنگ مین اور مزارع کو زراعت مین اور بزرگون اور رئیسون کو وقت غضب کے اور سوداگرون کو وقت حساب کے اور صاحب دولت کو وقت حاجت کے اور مرد اصیل اور اشراف کو وقت نکبت کے اور زاہد کو کوشش ثواب آخرت مین اور حاکم کو تقریر اور مباحثہ کے وقت غرض بادشاہ کلام لینت سے جتنا پیش آتا

وزیر جواب اُسکا تیغ آبدار سے تیز تر دیتا تھا اور حدت جواب اُس کے کی مانند شمشیر تیز کے
گلوے شاہ پر اترتی تھی اور بادشاہ حلم اور تحمل کر کے اُسکو شربت ناگوار کے مانند نوش
فرماتا تھا رباعی تحمل کند ہر کرا عقل ہست ٭ نہ عقلے کہ خشمش کند زیر دست ٭ تحمل چو زہرت
نماید نخست ٭ ولے شہد گردد بطبع درست ٭ جب کہ وزیر نے دیکھا کہ بے ادبی میری اور تحمل
بادشاہ کا حد سے در گذرا اسکے بعد وزیر نے زبان ثنا کھولی اور کہا کہ سایۂ دولت ظل اللہ
مفارق اہل عالم پر پایندہ رہے اور آفتاب ابہت اُسکی اوج شرف اور ذرۂ عظمت سے
تابندہ مین کہ طریقۂ بے ادبی مین جرأت کرتا تھا یہ سب امتحان ذات ستودہ صفات
کے واسطے اور عالی ہمتی کی تصدیق کے لیے اقدام کرتا تھا مراد میری یہ تھی تا ایسے موقع
مین کہ ایسا اتفاق کمتر ہوتا ہی مبلغ حلم اور بردباری اور در گذر شاہنشاہی کو بکلی
دریافت کرون والا کیا طاقت کہ غلام ناچیز حرف بے ادبی کا تاجدار عالم سے زبان
پر لاتا بارے الحمد للہ اگر خرد چراغ دانش ہاتھ مین لے کے شبیہ شہریار کو ڈھونڈھے
تو زنہار اس عالم مین نہ دیکھے سبحان اللہ کیا ذات ہی حلم اور تمکنت سے آراستہ اور
کیا نفس نفیس ہی تربیت صبر و وقار سے پیراستہ بزرگی ایسی ہی ذات بابرکات
کے واسطے زیبا ہی اور بزرگواری تاجداری ایسی ہی ذات قدسی صفات کے لیے سزاوار
ہی بادشاہ نے کہا کہ ای ہلار تو خوب جانتا ہی کہ مین نے بناے سلطنت مرحمت اور راحت
پر رکھی ہی اور بنیاد شہریاری شفقت و کم آزاری پر قائم کی ہی اور کبھی اُس گروہ
کی تادیب کے واسطے کہ از راہ نخوت غرور اختیار کرتے ہین اور مقام معارضہ اور
موازنے مین قدم رکھتے ہین کوئی اشارت بمصلحت کر دیتا ہون کہ وہ آداب
جہانداری اور تمہید قواعد شہریاری کے واسطے ضرور اور لازم ہوتی ہی ورنہ
دریاے ہمت ہمارا ایسی باتون پہ موج خشم کو کب اُٹھنے دیتا ہی ٭

مین نہین خاک ہوا خوار کرے جو در در	مین نہین آگ جو پانی سے کبھی ہو بجھے فرو

نہین سیماب جو ہو آگ سے مجکو پرہیز	مین نہین آب ہکدر جو کرے خاکستر

مگر مین حکم قتل ایران دخت مین کثرت غضب سے بے اختیار تھا کہ جیسا کہ اسپ تیز رو عراقی سکندری بھی کھا جاتا ہی مگر یہ عادت اسکی نہین ہوتی ہی وزیر نے کہا کہ اس طرح کا حکم نادر ہی اور النادر کالمعدوم مشہور ہی لیکن کسی تاریخ مین دیکھا نہین ہی کہ بادشاہ کامگار اور رئیس صاحب اقتدار باشمشیر بران اور حلم روان مسند حکومت پہ بیٹھا ہو اور غلام گنہگار روبرو کھڑا ہوکے کلام بے ادبی کے ایسے بے محابا کرے اور وہ حلم عظیم اور عفو عمیم سے درگذر فرمائے بادشاہ نے کہا کہ جب گنہگار اور فرمانبردار اپنے گناہ کا قایل ہوا اور اعتراف کرے تو اس صورت مین مرد کریم کو قبول عذر سے چارہ نہین ہوتا ہی العذر عند کرام الناس مقبول وزیر نے کہا کہ مین اپنے گناہ کا معترف ہون اور بڑا گناہ یہ ہی کہ بادشاہ عالیجاہ کے حکم مین تاخیر کی مین نے یعنی ایران دخت کے قتل مین تاخیر رکھی اور اپنے اس گناہ کے ہول سے کہ قتل ایران دخت مین کیون تعجیل نہ کی مین نے اپنے کو زندہ درگور جانتا ہون اب جو حکم بادشاہ کا ہو اسکا سزاوار ہون جب بادشاہ نے مژدہ ایران دخت کی حیات کا سنا فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی اور شکر پروردگار ہزار جان سے کرنے لگا اور سجدات شکر الٰہی غیر متناہی ادا کیے اور نعرہ شادی سپہر برین سے پرے پہونچایا اور کہا کہ مین اسمین سخت متحیر تھا کہ تیرا کلام سراسر قتل پر ایران دخت کے دلالت کرتا تھا اور تیری فراست اور کیاست سے یقین کامل تھا کہ تو ایسے کام مین مقرر توقف کرے گا تجھسے زیادہ میرا کوئی مزاجدان نہین ہی کہ مین شدت غضب جان سوز مین یہ حکم دے بیٹھا والا ایران دخت تو میرے لوازم اسباب زندگانی سے ہی وزیر نے کہا کہ تکرار حجت میری اس واسطے تھی کہ حقیقت مزاج بادشاہ کو واقعی دریافت کرون کہ حضرت اس حکم سے

نادم ہین یا نہین اگر بادشاہ کے مزاج کو اُسی طرح سے مصر پاتا تو قتل ایران دخت مین اختیار باقی تھا پھر کچھ تاخیر نہ کرتا جب کہ سمجھا مین کہ خاطر مبارک اُسکی بقا پر مائل ہوا اِس لیے گناہ اپنا اظہار کیا مین نے بادشاہ نے کہا کہ رسائی تیرے فہم کی انتہا مرتبہ آج مجھے متحقق ہوئی اور آج سے خوب سمجھا کہ تجھسے زیادہ دانا دل کسی بادشاہ کو میسر نہوا ہوگا اِس خدمت بے پایان کا ثمرہ تجھے جلد پہونچے گا اب جا اور ایران دخت سے میری طرف سے معذرت کرکے التماس کر کہ اب شادہ اور غصہ دل سے کم کرکے اور عذر میرا قبول کرکے تشریف لائے اور اپنے شربت وصال سے جان تازہ مجھے بخشے اور یہ اشعار مؤلف کے میری طرف سے پڑھو **ابیات**

ایک خوش آتی نہین تیرے بغیر	لاکھو شکلین جو تکو دکھلاتے ہین ہم
ہجر مین جز غم نہ کھایا ہمنے کچھ	یار کھانے کی قسم کھاتے ہین ہم
آتش غم سے ترے خورشید رو	شمع سان اتنو جلے جاتے ہین ہم
ہجر کی شب ہمکو نیند آتی نہین	زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم

بلار وزیر ایران دخت کے پاس آیا اور اشارت نجات اور بشارت حیات پہونچائی ایران دخت بموجب ایماے وزیر بادشاہ کے پاس چلی آئی اور شرط بندگی و آداب بجا لائی اور ہزار زبان سے بعد اظہار قصور منت داری اور شکر گذاری ادا کی بادشاہ نے کہا کہ یہ احسان بلار کا ہی کہ وہ شرط دانشمندی بجا لایا اور اس حکم مین تامل کیا ورنہ مین اپنے آپ گلے پر چھری پھیر چکا تھا وزیر نے کہا کہ حلم اور رافت خسروانہ اور فرط کرم شاہی پر مجھے وثوق تمام تھا اُس سبب سے یہ توقف ہوا تھا والا غلام کو حکم سولی مین کیا مجال تامل تھی بادشاہ نے کہا کہ اے بلار دل قوی رکھ کہ تیرا ہاتھ میری مملکت مین کشادہ ہی اور تیرے حلم نے میرے حلم سے برابری پائی جو کچھ کہیگا یا کریگا اُسمین اغماض راہ نہ پائیگا بلار نے کہا کہ پہلے احسان بادشاہ کے اتنے ہین کہ اگر ہزار سال شکر اُنکا کرون تو ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہو سکے گا اور یہ اشعار مؤلف کے

۴ دفعہ نصیحت استواری ۱۲ ی

میرے حسب حال ہین اشعار گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر ہو گویا کی زبان ہو ترے اوصاف مین قاصر ہو ہو گرچہ سخندانی مین حسان کے برابر ہو لیکن غلام کی اتنی عرض ہو کہ ایسے کامون مین شہریار تعجیل نہ فرمایا کرین تا صفائی عاقبت کدورت ندامت سے سالم رہے بادشاہ نے کہا کہ اس نصیحت کو سمع قبول سے سنا مین نے اور آیندہ بغیر مشورے کے کسی امر مین جراٴت نہ کرونگا اسکے بعد وزیر اور ایران دخت کو خلعت گران سے سرفراز کیا اور آپ کلبۂ مفارقت سے کاخ مواصلت مین تشریف لایا اور مجلس طرب کو آراستہ کیا ساقی زیبا رو ساغر زرین سے مے صاف دوستون کے کام و دہن مین ڈالتا تھا اور باغبان گلشن نشاط نہال سرور کو جویبار ہستی سے آب دیتا تھا کیفیت جند ابادۂ نشاط انگیز ہو کر دہ بازار عیش و عشرت تیز ہو مطرب خوش آہنگ نوائے رود و ساز سے مرغ دل کو اہتزاز مین لاتا تھا اور نغمات دل آویز عیش و شادمانی کی طرف ہر دم تاکید ترغیب کرتے تھے اور آہنگ عود و بلبل ہزار داستان کی طرح نغمہ سرائی کر رہے تھے اور نالہاے دلکش چنگ آئینہ سینہ سے زنگ غم کو دور کرتے تھے ابیات

مطرب مانند زہرہ خوش گو	ساقی مانند ماہ خوش رو
وہ نغمہ کہ تن مین جان آئے	وہ مے کہ بدن مین جان آئے
نغمہ دم عیسوی کے مانند	مے آب حیات سے بھی دہ چند
وہ مے کہ بلا سے دل امان پائے	وہ بادہ بدن مین جسکے جان آئے

غرضکہ وہ تمام روز عیش و عشرت مین بسر کیا جبکہ دوسرا دن ہوا بادشاہ برآمد ہو کے تخت عدالت پر بیٹھا اور دربار عام کیا اُسوقت بلار وزیر نے اصالتًا اپنی طرف سے اور وکالتًہ بادشاہ کے عزیزون اور متعلقون کی جانب سے براہمنکی فتنہ انگیزی کی داد چاہی اور کہا کہ ان بیگناہون کی خونریزی کے واسطے تعبیر خواب کی جوان مفسدون نے تجویز کی تھی بادشاہ خداشناس پر واجب ہو کہ اسکا انصاف فرمائے بادشاہ نے حکم کیا کہ حکیم

کارندون کا باعزاز تمام لا ئین جبکہ حلیم حاضر ہوا حلم اس قضیہ کا حلیم کو کیا حلیم نے
حکم دیا کہ بعضون کو دار پر کھینچو اور باقیون کو ہاتھیون کے پاؤن کے تلے
پامال کرو اور کہا کہ سزا خائنون اور بد اندیشون کی یہی ہی رُباعی

آسمان کی جو تعدی سے جہان گردش مین ہی		رات دن اسکے عوض مین آسمان گردش مین ہی
پھر خونریزی کیا کرتی ہی تلوارون کو تیز		انتقام اسکا ہی جو ہر دم فسان گردش مین ہی

جب کہ یہ حال براہمہ کا ہوا بادشاہ نے حکومت تمام مملکت کی وزیر کو سپرد کی اور ایران دخت کے ساتھ عشرت مین مبتلا ہو کے تمام عمر بسر کی اور اس بیت کو اکثر تکرار کرتا تھا **بیت** شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان ٭ کہ در عالم کسے احوال فردا را نمیداند
یہ ہی داستان علم اور نجابت کی اور ترجیح اُسکی سب اخلاق پر اور فائدہ اس بیان سے سُننے والون کو یہ ہی کہ نصیحت علما اور حکما کو ہر حال مین اپنا ومساز کرین اور بنائے کار دُنیا و دین کو قانون حکمت اور قاعدہ کیاست پر رکھین اور تعجیل اور سبکوضعی سے منحرف ہوکے وفاداری اور بردباری کی جانب میل کرین اور جسے کہ عنایت ربانی سے اختصاص ہی ہر آئینہ تاج و تواضع سے سر اُسکا سرفراز ہو کیونکہ تواضع اور حلم سے دشمن بھی دوست بنجاتے ہین بلکہ دوست بمرتبہ اقربا سے زیادہ تر ہو جاتے ہین **قطعہ لمؤلفہ**

اگر ہو حلم سے تیرا سروکار		تو سب اغیار ہو جائین ترے یار
برائی تو کرے گا گر کسی سے		مقرر تجکو بھی پہونچے گا آزار

باب تیرھوان قول غدار اور خیانت شعار سے ملوک کے اجتناب کرنے مین

جبکہ دابشلیم نے یہ داستان حکیم بیدپا سے سُنی بہت ثنا کی اور کہا کہ میری عقل نے تیرے فیض بیان سے روشنی پائی اور حل مشکل کی طاقت میری ادراک کو حاصل ہوئی اُسنے

صفت حلم اور بردباری کی اور دریافت کی مضرت خفت اور سبکساری کی اور معلوم کی
فضیلت ثبات اور وفاداری کی اور بہت سے نکات نافع اُسکے ضمن مین بسبب حکایات
اخلاق بادشاہونکے واضح ہوے اب بیان فرمایہ داستان کہ بادشاہ شخص خائن مین اور
معتمد کے ملازم رکھنے مین کیا کرے اور یہ بیان فرما کہ کیونکہ وہ قدر تعلیم اور پرورش کی خوب
جانتا ہو اور شکر نعمت کو کامل وجہ سے ادا کرتا ہو بیت لمؤلفہ حکیم کہن شکوے بد آزماہ
ہو اس طرح سے وہ دستان سرا ہ کہ اے بادشاہ جو تحفۂ دولت کہ کارخانۂ نصر من اللہ و فتح قریب
سے ظہور پکڑے اور جو عطیۂ سعادت کہ منصہ وما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ دکھائے جناب
سلطنت قباب کے واسطے مخصوص ہو جیو اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھے نظم جب تک کہ دھوئے
شبنم گلزار ہر شجر ہ رخسار لالہ و گل نسرین و ارغوان ہ گلزار جاہ دولت و حشمت ترا رہے*
یارب بہ رنگ گلشن فردوس بےخزان ہ اور قوی ترکن اُسکا کہ جو بادشاہ نے فرمایا پہچاننا اہل ہنر
کا ہو اور بادشاہ کو چاہیے کہ نقد اپنے ملازمون کا بواقعی محک امتحان پر آزمایش کرے اور
عیار عقل سے نصیحت اور اخلاص ہر ایک کا بخوبی دریافت فرمائے اور حقیقت حال انکی
بواقعی معلوم کرے اُسکے بعد اعتماد اُنکی پرہیزگاری اور دینداری اور صلاحیت اور امانت
اور دیانت کے لائق کرتا رہے کیونکہ سرمایہ خدمت سلاطین راستی بغیر خدا ترسی اور
دیانت داری کے وجود نہین پکڑتی ہو اور سردار سبب دانشمندی کا خوف اور خشیت
ہو انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور جو ملازم بادشاہ کا کہ خدا ترس ہو پس وہ بادشاہ
کے اعتماد کے لائق ہوتا ہو اور رعیت کو بھی اُمیدواری ایسے شخص سے ہوتی ہو اسواسطے
حکیم سخندان سعدی علیہ الرحمۃ نے مضمون نظم کیا ہو نظم خدا ترس را بر رعیت گمار ہ کہ معمار
ملکست پرہیزگار ہ وزیر از خدا بیداندیشناک ہ نہ از خوف سلطان و بیم ہلاک ہ اور
جو شخص دانستہ دروغگو ہو سانپ کے مانند ہو قول و فعل اُسکا مانند زہرناک ہو پس
ایسے کو محرم راز کرنا نہ چاہیے اور اسرار ملک و مال مین مجال مداخلت اُسے زنہار نہ

کہ ایسے شخص سے سبت خلل پیدا ہوتے ہین اور اثر اُسکے ضرر کا بہت دنون ہین ظاہر ہوتا ہی بیت سعدی حکومت سپردن باو ناروا ست ٭ کہ از دست او دست ہا بر خدا ست ٭ رائے و الشلیم نے کہا کہ یہ تفصیل کی محتاج ہی کیونکہ مرد و فرومایہ صفت نیک سے بظاہر آراستہ ہوتے ہین اور آخر کو حال اُسکا کھلتا ہی اور ایسا شخص رئیس کی ندامت کا باعث ہوتا ہی بیت ناپاک اصل اگرچہ دراول وفا کند ٭ آخر ازان بگردد و عزم جفا کند ٭ برہمن نے کہا کہ تفصیل اُسکی یہ ہی کہ رئیس کے خدمتگذار کو تین صفتین لازم ہین پہلے امانت کہ مرد امین پسندیدہ خلایق ہوتا ہی اور محرمیت اسرار ایسے ہی شخص کو سزاوار ہی دوسرے راستی کہ صفت اُسکی سعدی علیہ الرحمۃ نے دو ہی مصرعون مین ادا کی ہی بیت راستی موجب رضاے خدا ست ٭ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ٭ اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہی اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ اور دروغگوئی عیب عظیم ہی بادشاہون کو دروغگویون سے احتراز فرض ہی تیسرے اصل پاک اور ہمت عالی رکھتا ہو کہ مرد شریف راہ بیوفائی مین قدم نہین رکھتا ہی اور فرومایہ اونے اہمت انعام اور احسان کی قدر نہین جانتا ہی اور بلکہ جدھر کو ہوا پھری دیکھیگا اُدھر ہی کو پھر جائیگا اور مطلق شرم نہ کریگا بیت در طریق دوستی ثابت قدم چون کوہ باش ٭ چون صبا تا چند ہر دم بر سر کوے دگر ٭ بادشاہ کو چاہیے کہ ملازمون کی نیک اخلاقی پر نگاہ رکھے اور اُنکی عقل کا حال دریافت کرتا رہے کہ خوبی اس گروہ کی دانش سے ہی لیکن امتیاز دانش کا اتنا خیال مین رکھے کہ عاقل دو طرح کے ہوتے ہین ایک وہ ہی کہ راے جسکی ہر حال مین اصلاح اور وفا کی طرف مائل ہی اور دوسرے وہ کہ اُستقال ذہن سے وہ دور پہونچتا ہی مگر بیشتر نظر اُسکی فساد کیجانب رہتی ہی تو لازم ہی کہ اُس مفسد کو کبھی غافل نہ جانے کہ انجام مفسد کی راے کا کبھی بخیر نہین ہوتا ہی اُس سے اجتناب واجب ہی بس عاقل وہی ہی جو سلیم الطبع ہی برائی سے

اختیار کرے کہ انجام اُسکی راے کا بخیر ہوتا ہو بس جو کوئی کہ اس صفت سے موصوف ہو
بادشاہ اُسکی پرورش اور عزت افزائی مین اہتمام رکھے اور باہستگی اور تدریج[1] اُسے
مراتب تقرب کو پہونچائے تا حرمت اور ہیبت اُسکی سب کے دلون مین رفتہ رفتہ متمکن[2]
ہوتی جائے حکمانے کہا ہو کہ رئیس چاکرون کی تربیت مین طبیب حاذق کے مانند ہو جبتک
کہ حال بیماری اور ملال اور کیفیت علت اور اُسکے اسباب اور علامات کو انکشاف
تمام اور استفسار سے دریافت نہین کرتا ہو اور تا کہ کلیات اور جزئیات عوارض اور
دلائل نبض وتفارورہ[3] پر وقوف کامل اور شعور شامل حاصل نہین کر لیتا ہو تب تک اسکے
معالجے مین شروع نہین کرتا ہو اسی طرح بادشاہ کو بھی چاہیے کہ چاکرون کا تعرف حال
از جزئی تا کلی جب تک حاصل نہ کرلے اور اندازہ کردار اور مقدار گفتار اور طریقہ ہنجار اور
سلیقہ کاروبار ہر ایک کا خوب پہچان نہ لے تب تک آغاز تربیت اور پرورش نہ کرے
اور بے سمجھے کسی پر اعتماد نہ کرے تا باعث حسرت اور ندامت نہو حاصل لباب یہ ہو کہ ملازم
رئیس کا ایسا امین اور کاردان ہو کہ ملک و مال اور رعیت و سپاہ بسبب اسکی صیانت کے
جمیع اضرار اور اشرار سے محفوظ رہین اور اگر مقرب رئیس کا بدنفس ہو اور اسکی بات رئیس
کے نزدیک قبول ہو تو ممکن نہین ہو کہ بیگناہ معرض تلف اور ضیق مین نہ پڑین اور باعث
بدنامی اور خرابی عافیت رئیس کے واسطے نہو اور اُس کلمات کے مانند حکایت زرگر
اور سیاح کی بہت چسپان ہو راے وابشلیم نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت برہمن
نے کہا کہ ملک حلب مین ایک بادشاہ نامدار تھا اکثر سلاطین اُسے خراج و باج دیتے تھے
اور بادشاہ کی ایک لڑکی تھی ماہ پیکر مہر طلعت زیبا و مشکین مو کہ بوے مشکبار اسکی مشام عالم
کو معطر کرتی تھی بموجب بیت غضب چون غضب کھڑا تیامت قد بالا اتھا خدانے
سر سے لے پانوٗن تلک سانچے مین ڈھالا تھا بادشاہ اُس دُر بے بہا کو دیدہ اغیار
سے درج عصمت مین نہان رکھتا تھا اور مانند گوہر شاہوار صدف ستر و صلاح مین

حکایت زرگر و سیاح

[1] تدریج بمعنی تفصیل درنگ کردن و آہستہ آہستہ کار کردن ۱۲
[2] متمکن قرار گیرندہ ۱۲
[3] قارورہ کہ دران بیمار بول کند ... ۱۲

پرورش دیتا تھا ایک دن اُس دختر کے واسطے زیور بنانا منظور ہوا اور ایک زرگر کارگیر کی احتیاج ہوئی اُسی شہر مین ایک زرگر فنون دستکاری مین یگانہ روزگار تھا بادشاہ نے اُسکی اُستادی کا شہرہ سُنکے بلایا اور طریق زیور سازی کا پوچھنے لگا زرگر آدمی ازبس ظریف اور شیرین بیان تھا بادشاہ کو کلام اُسکا خوش آیا فرمایا کہ ہمیشہ حاضر رہا کرے وہ حاضر رہتا تھا اور ہر روز سخنان عجیب اور ہنرہاے غریب سے بادشاہ کو اپنا کرتا تھا اور ساعت بساعت بادشاہ اُسکی عزت افزائی فرماتا جاتا تھا حتی کہ محرم حرم سلطنت ہوا اور شاہزادی نے کہ آفتاب اور ماہتاب بھی اُسکے اوپر سایہ افگن نہوے تھے اُسکو پس پردہ راہ دی اور اُس بادشاہ کا ایک وزیر ازبس فہیم اور صاحب راے سلیم اور آبشار خنجر جہان کشا اُسکی فتحنامہ ہفت اقلیم اور فکر عالم آرا اُسکی حافظ تخت دیہیم تھی جب کہ وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ عزت افزائی زرگر کی بیچ حد اعتدال سے تجاوز کرتا ہی اور مبالغہ اُسکے انعام و اکرام کا حد حساب سے گذر گیا محض خیرخواہی سے عرض کیا کہ سلاطین ماسبق نے اہل حرفہ کو مقام اہل مملکت مین جگہ نہین دی ہی غلام کے خیال مین یون آتا ہی کہ یہ شخص اصل کریم اور نسل پاک سے نہین ہی کیونکہ اسکی طبیعت ہمیشہ مردم آزاری اور جفاکاری پر مائل رہتی ہی اور یہ عادت مردم شریف کی نہین ہوتی ہی ایسے شخص سے رسم وفاداری اور آئین حق گذاری کی توقع نرکھنا چاہیے بیت ہر کہ از ناکس طمع دارد وفا ؛ از درخت بید میجوید ثمر ؛ اور اکثر مشاہدہ کیا ہی کہ جب شہریار اپنی عادت کے موافق کسی کو کچھ عطا فرماتے ہین یہ سفلہ بد اصل یہان تک ملال کرتا ہی کہ اپنے مٹ جانے پر راضی ہوتا ہی اور حکما کا اس پر اتفاق ہی کہ یہ علامت ارذال کی ہی کہ وہ انعام و اکرام دیکھنے کی تاب نہین رکھتے ہین کہ کوئی کسی کو کچھ دے یا کسی طرح کا کرم کرے اسکے مناسب حال یہ شعر مؤلف کا ہی بیت وہ بد نفس سفلہ ہی مردود حق ہی ؛ جو کوئی کسی کا

حد اعتدال ۱۲
بالکسر ابری ۱۲
ارذال جمع رذیل بمعنی کمینہ و کم ذات ۱۲

بُرا چاہتا ہی ٭ بلکہ بادشاہ کی صحبت کے واسطے وہ لوگ سزاوار ہین کہ اصالت نسب
اور شرافت فضیلت اُن مین جمع ہوا ور مخالطت جاہل بدکردار کی لایق شان
بادشاہون کے نہین ہی کیونکہ صحبت ایسے شخصون کی بہت خلل پیدا کرتی ہی
اور جس مین کہ خبث ذات اور خیانت نیت موجود ہی وہ کبھی لحاظ امانت و دیانت
نہین کرتے کا پس ایسے شخص سے خیر کی توقع زنہار نہ چاہیئے **مثنوی** کسے کز امانت
ندارد نصیب ٭ اگر بد کند نبود از وی غریب ٭ خیانت ز ہر فعل بد بدترست ٭
تمامی بدیہا درو مضمرست ٭ بادشاہ نے کہا کہ یہ جوان صورت نیک رکھتا ہی اور
صورت نیک دلیل ہی سیرت خوب کی عرب کہتے ہین الظاہر عنوان الباطن یعنی ظاہر
خبر دینے والا حسن باطن کا ہی اور بزرگون نے کہا ہی کہ حسن عنوان یعنی آغاز نامی کا
لطافت مضمون کی خبر دیتا ہی **بیت** لمؤلفہ جانتے ہین حال دل عاقل قیافہ دیکھکر
خط کا مضمون جان لیتے ہین لفافہ دیکھکر ٭ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ اور ایک نسخہ مین حسان الوجوہ بھی لکھا ہی
خلاصہ معنی حدیث شریف کا یہ ہی کہ طلب کرو اپنی احتیاج نیک صورت اور شگفتہ رو
شخصون سے نکتہ اسمین یہ ہی کہ حسن صورت نمونہ ہی لطافت معنی کا **بیت** آنکہ اخلاق
ظاہرش با خلق ٭ نیک بینی گمان بد مبرش ٭ وزیر نے عرض کیا کہ دبیرستان حکمت
مین نیک صورت کو نیک سیرت پر قیاس کرکے تعلیم نہین دیتے ہین اور حقیقت
نیکخوئی کی بجز اوصاف پسندیدہ ثابت نہین جانتے ہین کیونکہ بہت صورتین
زیبا اور دلکش دیکھی ہین کہ خالی معانی سے ہوتی ہین چنانچہ تاریخ مین لکھا ہی
کہ ایک حکیم نے جوان خوبصورت کو دیکھا اور دل حکیم کا اُسکی مصاحبت پر
مائل ہوا جب کہ امتحان کیا عیب کثیر کے سوا کوئی چیز اور ہنر نہ پایا حکیم نے
اُس سے دوری اور بے ہنر اختیار کیا اور کہا کہ خانہ خوب تھا اگر اہل خانہ بھی

نیک ہوتا تو کیا خوب ہوتا یعنی صورت خوب ہو اگر سیرت بھی خوب ہوتی تو بہتر تھا بیت رہ بمعنی بر کہ در صورت دونی مانند ہم ٭ از یکے خیز و شکر دان یک زہر بوریاست ٭ چنانچہ بیشتر زن رقص پیشہ اور قحبہ بازاری کو دیکھا ہو کہ جتنا زیادہ حسین ہوتی ہو زیادہ فسق و فجور مین مبتلا ہوتی ہو یہ کام صورت پر موقوف نہین بلکہ حسان الوجوہ سے مراد یہ ہو کہ خوش خلق اور خندہ رو ہو بادشاہ نے کہا کہ لطافت صورت اعتدال مزاج پر دلیل ہو اور صاحب مزاج معتدل مین قبول قابلیت کی استعداد ہوتی ہو اور جو اُسنے بسبب مربی نہونے کے تربیت نہ پائی تھی تو کیا عجب ہو کہ بعضے اخلاق حمیدہ اُسکے راہ اعتدال سے منحرف ہو گئے ہون اب جو ہم اُسکی تربیت پر متوجہ ہین یقین ہو کہ تھوڑے عرصے مین اکتساب وصاف ستودہ کرکے مرتبہ کمال کو پہونچے کیونکہ آفتاب اپنے اثر صلاحیت سے سنگ خارا کو لعل آبدار بناتا ہو اور تقویت صفائے آب و ہوا سے خون سیاہ مشک تاتار اور قطرۂ باران اثر موسم سے گوہر یکتائے شاہوار ہوتا ہو رباعی ناسخ آئینہ بنا ہو تربیت سے پتھر ٭ آتش آب خاک باد اصل بشر ٭ پارس جو مربی ہو تو آہن ہو زر ٭ دانے کی جو پرداخت ہو تو بنجائے شجر ٭ وزیر نے عرض کیا کہ اے بادشاہ وہ شخص کہ جوہر اصلی رکھتا ہو اسکو تربیت کرنا لائق ہو کیونکہ ہر سنگ جوہر نہین ہوتا ہو اور ہر خون مشک اذفر نہین بنتا ہو اگر ناکس ہزار سال تربیت پائے توقع نیکی کی اُس سے نہ رکھنا چاہئے لئیم کو اگر سو بار تغیر و تبدیل دیجائے اُسکا جوہر اصلی اپنے حال سے متغیر نہین ہونے کا اسی باب مین ایک عزیز نے قطعہ لکھا ہو قطعہ ہر کہ ناکس در اصل افتاد است ٭ بہ تقالیب ہر کس نشود ٭ سگ مگس را اگر کنی مقلوب ٭ قلب او غیر سگ مگس نشود ٭ جب کہ یہ بات متحقق ہو چکی تو چاہیے کہ کوئی ایسے ناپاک سے اختلاط نہ کرے تا درطۂ ذلت مین گرفتار نہو جیسا کہ وہ ملک زادہ کفشگر کی صحبت سے سرحد وادی ہلاکت

حکایت شاہزادہ و کفشگر ۵

کو پہونچا بادشاہ نے کہا کہ اس کا قصہ کیونکر ہی حکایت کہا کہ بلاد بابرس مین
ایک بادشاہ تھا نیک سیرت عدل دوست کہ بنیاد جہانداری کی عاطفت اور
رعیت پروری پر رکھی تھی اور سریر سلطنت کو بساط عدل و داد پر متمکن کیا تھا
بیت کشادہ رحمت او دست عدل بر عالم ۔ کشیدہ ہمت او پای ظلم در زنجیر ۔
اور اُسکی شان مین رعایا اور برایا اُس مملکت کی یہ اشعار گویا کے زبان پر
رکھتی تھی ابیات ترے کرم سے شہا ملک عیش و راحت مین ۔ دل کشادہ و طبع شگفتہ
ارزان ہی ۔ جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز ۔ غضب مین برق ہی تو اور
کرم مین باران ہی ۔ اسکو رب العالمین نے ایک فرزند دیا کہ آثار رشد اور نجابت
اُسکی پیشانی پر پیدا اور امارت وجہان آرائی اُسکی طلعت سے ہویدا تھی اور اُس
فرزند کے کتف پر ایک داغ سیاہ تھا کہ جسے ہندی مین لہسن کہتے ہین بادشاہ اس داغ
مین سیاہ داغ کے دیکھنے سے متغیر ہوا اور حکماء زمان سے خواص اس داغ کے پوچھے
انھون نے کہا کہ ہمنے کتب نجوم مین دیکھا ہی کہ جو کوئی ایسا نشان رکھتا ہو مخاطرے مین پڑتا
ہی مگر آخر کو کشور گیر اور مالک تاج و سریر ہوتا ہی بادشاہ اس مژدے سے خوشدل ہوا
اور اس فرزند کی پرورش مین مبالغہ تمام کرنے لگا اور بادشاہ کے ہمسایہ مین ایک کفشگر
رہتا تھا بے احتیاط و ناپاک بادشاہ نے بسبب رعایت ہمسایہ کے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا
تھا کہ بخوبی اُس سے اوقات بسر کرتا تھا شاہزادہ جب کہ چار برس کا ہوا اور طبیعت
لہو و لعب پر مصروف ہوئی اکثر حجرے مین کفشگر کے آکر کھیلا کرتا تھا وزیر اس
حال سے آگاہ ہوا اور اُسکے حجرے مین جانے سے شاہزادے کو منع کیا اور بادشاہ
سے عرض کیا کہ لڑکون کا نہال طبیعت نہایت نازکی رکھتا ہی جس طرف کو جھکائیے
اُسی طرف کو جھک جاتا ہی اور بعد عرصہ دراز کے پھر اسی دستور پر باقی رہتا
ہی صلاح یہ ہی کہ بادشاہ جہانگیر اور جہان پناہ شاہزادے کو کفشگر کی صحبت

سے باز رکھے تا اُس کے اخلاق مذموم شاہزادے کی طبیعت مین سرایت نہ کرین اور
دون ہمتی اُسکی کوکب سلطنت کو حضیض ذلت مین نہ ڈالے اور بہت سے نقصان
اس ہین متصور ہین کہ ایسی صحبت مین خبث نفس کے سوا اور کچھ پیدا نہین ہوتا ہی
بادشاہ نے کہا کہ وہ لڑکا کفشگر سے مانوس ہوگیا ہی ممکن ہو کہ اگر اُسکی صحبت سے
اُسے منع کرون تو ملول ہو اور اُسکا ملال خاطر میری اندوہ افزائی کا باعث ہی
اس لیے خیال مین آتا ہی کہ چندے تامل کرون جب کہ ہوشیار ہو جائیگا اُس وقت
تھوڑے سے منع کرنے سے مان جائیگا اور بسبب فہمید کے ملول نہین ہونے کا کہ ہوقت
امتیاز نیک و بد کا حاصل ہوگا وزیر سُنکے سمجھا کہ مزاج بادشاہ کا ازبس اُسکے حال
پر مصروف ہی کہنا میرا فائدہ نہ بخشے گا لہذا سکوت اختیار کیا اور بادشاہ نے
گفشگر کو بلا کے کہا کہ تو ہمارا ہمسایہ ہی اور میرا جگر گوشہ تجھے مالوف ہی چاہیے
کہ تو ہر دم انیس اور رفیق اُسکا رہا کر اور ہر بات سے محافظت کیا کر کفشگر نے
زمین ادب کی چوم کر کہا **بیت** گل باغ شہ ہو گل آفتاب ٭ خزان ہو نہ اس باغ
مین باریاب ٭ اس بندہ کو اس منصب جلیل کی قابلیت کہان ہی اور استحقاق
خدمت عالی کا اپنے مین مشاہدہ نہین کرتا ہون لیکن شہریار نامدار کی نظر وہ
کیمیا اثر ہی کہ خاک کو زر صافی بنا دیتی ہی اور سنگ ناقص سے لعل آبدار پیدا
کرتی ہی **بیت** لمولفہ ہوا بھی اکسیر اگر تو پاؤن کھے خار پر ٭ خرمن گل ہو
اگر گذرے خس و خاشاک پر ٭ القصہ بعد قیل و قال بسیار خدمت ملکزادے کی قبول
کی اور اُسکے بعد بے دہشت شاہزادے کو اپنے گھر اُٹھا لاتا تھا اور کبھی اُسے لیکر
بارگاہ شاہی مین آتا تھا اور جس قدر شاہزادہ اس سے زیادہ مانوس ہوتا جاتا
تھا بادشاہ کفشگر سے زیادہ تر خوش ہوتا تھا اور کفشگر بھی طریقہ شاہزادے کی
خدمت کا اس طور پر ادا کرتا تھا کہ روز بروز خدمت مین بادشاہ کے قریب

ہوتا جاتا تھا آخرکار رشارا الیہ اُس سرکار کا ہوا اور دن بھر شاہزادے کو سیر باغ و بوستان دکھاتا اور شب کو تماشاے رقص و سرود مین مشغول رکھتا تھا اور گاہ تمام شب باغ مین بسر کرتا تھا حتّٰی کہ ہر کام شاہزادہ عالی مقام کا کجرائی پر اُس بدانجام کے منحصر ہوا اتفاقًا بادشاہ کو سفر ضروری درپیش آیا کفشگر کو بلا کے مجدداً شاہزادے کو اُسکے سپرد کیا اور انواع تاکیدات کر کے امیدوار انعامات فراوان کا فرمایا کفشگر نے بجان و دل فرمان شاہ قبول کیا اور کہا کہ اے شہنشاہ خاطر جمع رکھ میری جان شاہزادے پر نثار کو خلق ہوئی ہے جب تک یہ باقی رہیگی شاہزادے کی مددگار رہیگی آخر بادشاہ روانہ ہوا اور کفشگر شاہزادے کی خدمتگزاری مین مصروف تھا نواحی شہر مین ایک باغ بادشاہی کہ نمونہ خلد برین تھا شاہزادہ بیشتر اس باغ مین سیر کو جاتا تھا بادشاہ کے جانے کے بعد ایک دن شاہزادے نے کہا کہ آج باغ کو چل کفشگر مع چند غلام اور پرستار کہ ہمیشہ خدمت شاہزادے کے لیے معین تھے روانہ اس باغ کو ہوا اور شاہزادہ بھی تاج مرصع برسر اور جامہ مکلل دربر پہنے ہوے باغ مین آیا کفشگر نے دیکھا کہ آج شاہزادہ تاج مکلل بجواہر برسر اور جامہ مرصع دربر رکھتا ہے کہ خراج ہفت اقلیم اُسکی قیمت مین ارزان ہین اس لیے اُسکی سرشت لئیم نے خیانت کی تحریص کی اور دل مین کہا کہ یہ تاج اور جامہ مایہ ہے سو تجار مالدار کا بلکہ راس المال ہزار دریا اور کان کا ہے اور در بنولا بادشاہ بھی دور ہے اور مان اسکی میری طرف سے مطمئن ہے صلاح یہ ہے کہ اس لڑکے کو کسی شہر دور دست مین لیجاؤن اور مع اسباب فروخت کر کے تمام عمر اپنی بآسایش بسر کرون **بیت لمولفہ** مطلب اپنا ہاتھ آتا ہے نہ چھوڑا چاہیئے ؛ آج موقع ہے کہ سارے عہد توڑا چاہیئے ؛ آخر اُس بدکردار غدار نے آتش فتنہ برانگیختہ کی اور آبرو امانت اور دیانت کی خاک مین ملائی یعنے اپنے غلام رازدار

سے مشورہ کر کے شاہزادے کو مع جمیع خدام دارو بیہوشی پلائی جب کہ سب
بیہوش ہو گئے شاہزادے کو صندوق مین بند کر کے پشت پر اونٹ کے باندھا
اور آپ بھی ایک سمند بادپیما پر سوار ہوکے اور اُس غلام کو بھی ایک گھوڑے
تیز رو پر سوار کر کے اور دو گھوڑے اور ایک اونٹ کوتل ہمراہ لیکے روانہ ہوا صبح کے
ہوتے ہی منزل دور دراز طی کر گیا راہ مین تھوڑا سا وقفہ کر کے پھر سوار ہوئے یلغار روانہ
ہوا حتی کہ اس بادشاہ کی حد عمل سے گذر کے اور بادشاہ کے شہر مین جا پہونچا اُب دوسرا
حال سُنا چاہیے کہ خادم جو ہمراہ شاہزادے کے تھے دو پہر دن کے بعد جب داروغہ
باغ نے بیہوش دیکھے روغن بادام سرکہ کہنہ مین حل کر کے اُنکی دماغ مین پھونکا
جب کہ سب ہوش مین آئے اور ڈھونڈھا تو شاہزادے اور کفشگر کا نشان نہ پایا
آخر شہر مین آکے ملکہ کو خبر دی کہ آپکے فرزند کو کفشگر لے بھاگا ملکہ گریان اور خاک
بر سر باغ مین آئی اور پتا پتا باغ کا ڈھونڈھا سراغ نہ پایا آہ دردناک کھینچی اور
ہر طرف لوگ دوڑائے وہ کب ملتا تھا تمام شب گریہ وزاری مین بسر کی صبح
ہوتے ہی فرمان پروردگار پہونچا ارجعی الی ربک یعنی شمع حیات اُسکی تند باد
کل من علیہا فان سے فانی ہو گئی آخر اس حادثہ کی خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ
پھر کے دارالامارۃ کو آیا اور فراق زن و فرزند مین جزع و فزع کرنے لگا آخر بجز
صبر چارہ نہ تھا شکیبائی اختیار کی **بیت للمولفہ** مر گیا جب دوست پھر تدبیر کا
یارا نہین ٭ آدمی کو غیر استرجاع کچھ چارہ نہین ٭ کفشگر شاہزادہ کو ملک شام مین
لے گیا اور بردہ کیا شاہزادے کو مع جواہر ایک سوداگر کے ہاتھ بیچا دو سال سوداگر
کی صحبت مین شاہزادے نے نشو و نما پائی اسطرح کا حسن و جمال نکلا کہ یوسف ثانی
کہنا اسی کی ذات کو زیبا تھا جو وقت کہ وہ سرو نازپرور گھر سے باہر آتا تھا ایک عالم
جان نثاری پر مستعد ہوتا تھا اور ہر کوئی اُس سہی قامت کی درازی عمر کے واسطے

دست دعا اُٹھاتا تھا بیت ہر طرف کہ گذشتی برائے دیدہ بد * ہزار دست دعا زآستین
برون آمد * بازارگان کہ ایک فرد جہاندیدہ تھا اپنے دل مین کہتا تھا کہ اس غلام کا رہنا
میرے پاس مصلحت نہین ہی کیونکہ اگر مخفی رکھون تو وجود اور عدم اسکا برابر ہی اور اگر گھر
سے باہر لاتا ہون تو آتش فتنہ مشتعل ہوتی ہی اور کوئی طاقت اس کے دیکھنے کی نہین
رکھتا ہی بہتر یہ ہی کہ اس تحفہ کو بادشاہ پاس لیجاؤن کہ وہ کریم النفس ہی یقین ہی
کہ وہ چند اسکی قیمت سے مجھے انعام دیوے پس سوداگر اُسے پارس مین لایا اور بہیل
تحفہ بادشاہ کو گذرانا دس برس ہوئے تھے کہ وہ بادشاہ سے جدا ہوا تھا اور اب
چودہ برس کو پہونچکر مانند ماہ تمام اپنی منزل کو آیا بیت مہ چاردہ سالہ ہی مرا
راحت جان * مثل ہال مہ چاردہ ہی جس پر قربان * بادشاہ فرزند کے حال سے
غافل تھا بطور ہدیہ کے اس غلام کو قبول کر کے حلقہ غلامان خاص مین داخل کیا
روز بروز پرورش اُسکی زیادہ کرتا تھا گو تمام غلامون مین اس نے امتیاز پایا اور وہ
جوہری کہ خزانہ بادشاہی اسکے سپرد تھا اس سے شاہزادے کو اُنس پیدا ہوا ہمیشہ
اُسپر عنایت کرتا تھا اور جو تحفہ کہ بادشاہ اُسے دیتا تھا وہ جوہری کو شریک حصہ
کرتا تھا اور جوہری بھی علی ہذا القیاس اسی طرح پیش آتا تھا جب کہ جوہری کو
یقین ہوا کہ یہ میرا فریفتہ ہو چکا ہی پس اس کے گوہر لیئم نے طمع خام کا خیال کیا اور
دل مین کہا کہ غلام کو فریب دون تا انگشتری بادشاہ کی مجھے لا دے کہ اُس مہر
سے کاغذ درست کر کے خزانہ بادشاہ کا ویران کرون اور ذخیرہ وافر اور مال
نفیس اپنے گھر لے جاؤن اسکے بعد غلام سے کہا کہ اے نازنین ہمیشہ تو اس کمینہ
کے حق مین الطاف فرماتا ہی اس لیے مین بھی چاہتا ہون کہ ایک خدمت
پسندیدہ تیری ایسی کرون کہ عوض تیرے احسانون کا ادا ہو جائے سو وہ
یہ ہی کہ بادشاہ کی انگوٹھی پر ایک نقش ہی کہ جو کوئی اُس نقش کو اپنے

نگین انگشتری پر کھدوائے وہ بادشاہ ہوجائے گویا وہ مہر سلیمان ہو کہ نقش اُسکی خاتم کا جو کوئی اپنے پاس رکھے گا عالم اُسکا مطیع اور فرمانبردار ہوجائیگا اگر تو متحمل اس محنت کا ہو کہ بادشاہ جب وقت خواب غفلت مین مستغرق ہو انگوٹھی کو اُسکی اُنگلی سے نکال کے میرے پاس لے آ تو اس نقش کو ایک نگینے پر کندہ کراکے تیری انگشتری پر رکھون پر شرط یہ ہو کہ وزارت اپنی مجھے عنایت فرمانا **بیت**

خوان پائے تو مجھے کوئی نوالہ دینا ٭ باغ ہاتھ آئے تو کوئی گل لالہ دینا ٭ شاہزادے کو یہ فریب دیکے اُسپر راضی کیا شاہزادہ بیچارہ ناتجربہ کار اُس مکار کے فریب مین آگیا شب کو جب بادشاہ سو گیا اُس نے دست جرأت بڑھا کے آہستہ انگشت بادشاہ سے انگشتری کھینچی بادشاہ بیدار ہوا اور غلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ جرأت تو نے کیون کی اور اس انگوٹھی سے تجھے کیا کام تھا شاہزادے نے جوہری کا نام نہ لیا اور تقریر مین عاجز ہوا بادشاہ نے غضب مین آکے سیاف کو اُسکے قتل کا حکم دیا جلاد نے دستور کے موافق جامہ اُسکے بدن سے دور کیا بادشاہ نے خال سیاہ غلام کے شانے پر دیکھا پس دیکھتے ہی بیہوش ہوگیا جلاد اس سانحے کو دیکھکے متحیر ہوا اور قتل مین تامل کیا جب کہ بادشاہ ہوش مین آیا اور بلحاظ اول خط و خال فرزند کے دیکھے اور یہ نشان کہ جیسے خواص حکما نے بیان کیے تھے اُسنے مشاہدہ کر کے پہچانا کہ یہ میرا وہی فرزند گم گشتہ ہی اسکے بعد سر و چشم چومنے لگا اور کہا کہ اے فرزند صحبت کفشگر مکار سے فراق تیرا حاصل ہوا مجھے اس وقت شاہزادے نے اپنا حال گذشتہ اور یہ حال تازہ کہ جوہری نے مجھے اس بے ادبی پر تحریص دی تھی ورنہ مین ایسی بے ادبی کیون کرتا مو بمو بیان کیا پس بادشاہ نے جوہری کو سزاے معقول دی اور بیٹے کو نصیحت کی کہ آئندہ ناکسون کی مصاحبت سے پرہیز کرنا کہ مانند ان صدور تو ان کے پھر کسی حادثے

مین گرفتار نہو فائدہ اس مثل کا یہ ہی کہ خاطر اشرف بادشاہ پر ظاہر ہو کہ بد چلون کی صحبت شاہ کو بندہ اور بندے کو سرافگندہ کرتی ہی اور یہ زرگر بھی اُنھین لوگون مین سے ہی محافظت اور احتراز اس سے ضرور چاہیئے۔ اور حال یہ ہی کہ حضرت اُسکی پرورش مین سرحد افراط سے درگذرے ہین مصلحت یہ ہی کہ اسکے تقرب مین جانب اعتدال ملحوظ رہے کہ تا خلل کلی پیدا نہو کہ اسکا تدارک حد امکان سے باہر ہو جائے بادشاہ نے وزیر کی بات پر کچھ التفات نہ کیا اور کہا کہ سلاطین با تمکین بغیر تلقین خرد کسی کام مین شروع نہین کرتے ہین اور بے مدد الہام غیب کسی راہ خیر مین قدم نہین رکھتے ہین حق مین انسان کے شرف ذات اور کمال صفات مین نسبت عالی اور خاندان قدیم کو کچھ داخل نہین ہی بزرگ اور اکرام انسان کا فضل اور ادب پر ہی نہ اصل و نسب پر کیا نہین سُنا ہی تو نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی[۱]۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم خلاصہ یہ ہی کہ اکرم تمھارا کون ہی جو نزدیک اللہ کے متقی ہو تم مین سے **نظم** از ہنر خویش کشا سینہ را ٭ مایہ مکن نسبت دیرینہ را ٭ آب گہرہاے کہن را مجوے ٭ ورچو کہن گشت بود زرد روے ٭ اور شریف اور بزرگوار شخص وہ ہی کہ بادشاہ وقت اُسے برگزیدہ کرے ایک[۲] بادشاہ عالی قدر نے کہا ہی کہ جسکو ہم اُٹھاتے ہین سر اُسکا فرق فرقدان[۳] سے گذر جاتا ہی اور جسکو ہم گراتے ہین کوکب اسکے بخت کا حضیض نکبت مین گر پڑتا ہی نسیم ہمارے لطف کی اگر شورہ زار مین بھی وزان ہو تو وہ رشک گلستان ارم ہو جائے اور اگر برق قہر[۴] ہماری آتش فشان ہو تو خرمن مملکت ایکدم مین جل جائے **رباعی** آتش خشم سے شہ کرتے ہین جسکو مردود ٭ روسیہ ہوتا ہی برباد وہین صورت دود ٭ شہ اگر خار کو مقبول کرے تو دم مین ٭ رشک گلزار بنے صورت نار نمرود ٭ اور ہمنے اس جوان کو اُٹھایا ہی اور اس کا سر حرمت دروازۂ رفعت کو پہونچایا ہی یقین۔ ہمارا

[۱] ترجمہ تحقیق بزرگ تر تمھارا خدا کے نزدیک وہ ہی جو متقی زیادہ ہو تم مین ۱۲
[۲] ترجمہ ہی قول مامون عباسی کا یعنی ملوک کی زبان
[۳] من رفعناہ رفیع ۱۲ فرقدان دو ستارے ہین
[۴] یعنی قطبین ... نعمان بن المنذر ... دیکھو بادشاہ ... بس

یہ ہو کہ کبھی یہ خط خطا کی طرف نہ کھینچے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ کو اُسکی طرف رغبت تام ہی خاموش ہو رہا اور کبھی پھر اُسکا مذکور نہ کیا جبکہ چند روز گذرے اور زرگر نے اپنے دست اختیار کو دراز پایا جادۂ اعتدال سے پانؤن باہر رکھا یعنی اُمید بیم اور وعدہ وعید سے خلق کے مال مین تصرف شروع کیا ایک دن شاہزادی کے زیور کے واسطے احتیاج ہوئی جواہر کی جس طرح کا جواہر مطلوب تھا خزانہ بادشاہی مین نہ پایا اور نہ جوہری بازار مین ہاتھ آیا زرگر کو کسی اُسکے دشمن نے خبر دی کہ فلانے جوہری کی دختر کے پاس ایسے جواہرات بہت ہین زرگر نے آدمی بھیجے جوہری بچی نے انکار کیا کہ ہرگز ایسے جواہر میرے پاس نہین ہین ہرچند اُسنے عذر کیا زرگر نے نہ مانا القصہ زرگر نے دختر شاہ سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ اُس سوداگر بچی کے پاس ایسا درشہوار ہی کہ جوہری فلک نے ایسا دانہ آنکہ سے نہین دیکھا ہوا ور جب سے کہ دایہ دریائے در یتیم کو مہد صدف مین پرورش کیا ہی غواص نظر نے نظیر اس دانہ گوہر کا کبھی مشاہدہ نہین کیا ہی بیت نہ زہرہ مین ہی یہ درخشندگی ✽ نہ ہی چاند مین ایسی رخشندگی اور وہ یاقوت خوش آب اُسکے پاس ہین کہ شکم کان مین ربوبیت خورشید سے بصد خون جگر اُن کی پرورش ہوئی ہی اور چند پارۂ زمرد ہین کہ اس طرح کا رنگ اور سنگ اور ڈھنگ رکھتے ہین کہ دیکھنے والون کی آنکھی چمک اور دمک سے نظر خیرگی کرتی ہی اور مردم دیدہ کی اُنکے مشاہدہ سے روشنی بڑھتی ہی بیت ز د نور بصر فزود معلوم شد ✽ کز سبزہ شود روشنی چشم فزون ✽ اور چند دانے لعل کے ہین کہ گلنار فارسی کی طرح نظر مین مبصرون کے آگے آتش افروزی کرتے ہین اور چند فیروزے صاف اور خوش رنگ ہین کہ مینائے سپہر اُن کی لطافت اور صفائی رنگ سے رشک کرتا ہی بیت یاقوت برنگ لعل خندان ✽ فیروزے ہین مثل خط جانان ✽ یہ ترغیب دے کے کہا کہ ملکہ کسی کو حکم دے کہ وہ اُس جوہری بچی کو ساتھ اس سب جواہر کے حاضر کرے

اگر بقیمت مناسب بیچے تو بہتر ہی والا بہ تکلف اور تشدد اُس سے لیے جائین ملکہ نے
جوہری بچی کو بلایا اور کہا اُسنے سوگند کھائی کہ اس طرح کے جواہرات خواب مین بھی
دیکھے نہین ہین اور جو کچھ کہ میرے پاس ہین سو سب حاضر ہین یہ کہا اور سب دلنے
کہ جو اسکے پاس تھے روبرو رکھدیے زرگر نے وہ پسند نہ کیے اور ملکہ کو کہا کہ یہ بد سرشت
جب تک سزا نہ پائیگی نہ بتائیگی شہزادی کہ جام جہالت سے مست اور بیہوش تھی
اور دوسرے فریب اس دیو سیرت کا شامل ہوا اور تیسرے نخوت سلطنت اور
شیطان نے مددگاری کی اس عاجز کو بیگناہ شکنجہ عذاب سخت مین کھینچا وہ ضعیفہ
اس عذاب الیم کی کب متحمل ہو سکتی تھی بس اُدھر آہ کھینچی اور ادھر
جان بحق تسلیم کی جب کہ یہ حال گذرا وزیر نے بادشاہ کو آگاہ کیا بادشاہ
عادل کا مزاج کب تحمل ایسے ستم کا رکھتا تھا غیرت عدل سے آفتاب اُسکی آنکھون مین
سیاہ ہوگیا اور اُسکے وارثون کو بلوا کے نہایت دلجوئی کی اور یہان تک انعام دیا
اور بمدارا و الطاف پیش آیا کہ اندوہ اُنکا برطرف ہوگیا اور اُس لئیم بدکردار کی
مصاحبت سے شاہزادی پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئی اور عتاب قہر سلطانی مین گرفتار
ہوئی اور زرگر کو بھی سزا کے واسطے طلب کیا وہ شیطان سیرت پہلے ہی سے روپوش
ہوگیا تھا اور شاہزادی کی مان نے بیٹی کو شہر سے باہر ایک باغ مین بھیدیا باین خیال
کہ جب قہر سلطانی کم ہوگا تو بلا لونگی زرگر اسی شہر مین چندے مخفی رہا جب سُنا
کہ ملکہ چارباغ میں فروکش ہی زرگر چھپکر شاہزادی کے پاس آیا شہزادی نے
زرگر کو دیکھکر کہا کہ اے بدبخت شوم خوبوم دیدار پھر آیا اب کیا اور کوئی فتنہ خوابیدہ
کو بیدار کرے گا دور اور دفع ہو کہ بار دیگر یہان آنا تیرا وبال جان ہوجائیگا
زرگر مایوس ہوکر پھر گیا اور سرگشتہ پھرتا تھا کہ اتفاقاً ایک بیشے مین رات
ہوگئی شکاریون نے درندون کی گرفتاری کے واسطے اُس جنگل مین گڑھا کھود

تھا اور ایک بندر اور ایک سانپ اور ایک ببر یہ سب پہلے سے اُسمین گرچکے تھے یہ
زرگر بھی کہ ہمیشہ اورکی راہ مین کنوان کھودا کرتا تھا قضا را اسی کنوئین مین گرا
بیت لمولفہ ظلم کرتا ہو زمان جاہ مین جو چاہ کھُدواتا ہو اپنی راہ مین وہ
وہ جماعت کہ گڈھے مین ایک جا تھی اپنے اپنے رنج سے اور کی ایذا پر متوجہ نہوئی
تھی چند روز اسی طرح گذرے تھے کہ ایک سیاح رحم دل شہر سے بارادہ سفر نکلا
اتفاقاً اُسی گڑھے پر آیا حال ان کا دیکھ کر پریشان خاطر ہوا اور دل مین کہ یہ
شخص بنی آدم مین ہو اور اس بلا مین پڑا ہو قریب ہو کہ ہلاک ہو جائے مروت سے
دور ہو کہ اِسے ورطۂ ہلاکت مین چھوڑ دون جس طرح ہوسکے اسے نکالون اور ثواب
اسکا اُس دن کے واسطے کہ لاینفع مال ولا بنون ہو ذخیرہ کر دون آخر اُسنے رسی
اُس گڑھے مین لٹکائی پہلے اُس رسی مین بندر چمٹ گیا اُسنے باہر کو کھینچ لیا دوسری
بار رسی ڈالی سانپ لپٹ گیا اُسے بھی باہر کھینچا تیسری بار ببر نے پنجہ رسی مین ڈالا
وہ بھی باہر آیا جبکہ یہ تینون باہر نکلے سیاح کو دعا دی اور کہا کہ تونے احسان عظیم
ہم پر کیا اس وقت ہم کوئی عوض اسکا نہین کر سکتے ہین بوزینہ نے کہا کہ سر اور یہ پہاڑ
کہ شہر کے متصل ہو اسمین میرا مسکن ہو اگر وہان تک قدم رنجہ فرمائیے تو جو کچھ کہ
طریق بندگی میرے وسعت اختیار مین ہو سو بجا لاؤن ببر نے کہا مین اسی بیشہ
مین رہتا ہون اگر مجھے سرافراز کرے تو غلامون کے مانند تیری بندگی کردن
سانپ نے کہا کہ مین فلان مقام پر شہر مین مسکن رکھتا ہون اگر اُس جگہ تشریف فرما
ہو تو جو کچھ ہوسکے خدمت بجا لاؤن اور کہا کہ ایک پند اور کرتا ہون کہ سننا اور
عمل کرنا اُس کا فرض ہو وہ یہ ہو کہ اُس شخص کو کہ کنوئین مین ہو اُس سے نہ نکال
کہ آدمی بد عہد ہوتے ہین اکثر اوریاداش نیکی کی بدی کرتے ہین اُن کے جمال پر
فریفتہ ہونا نہ چاہیئے اور اُن کے قبح باطن اور ناپاکی طینت سے اجتناب واجب ہے

بیت بگذر از صورت و سیرت بصفا دار ازانکہ ٭ آدمی شکل بود گو تر ازدو باشد ٭
اکثر اہل روزگار آرایش صورت پر مالوف ہین اور صلاح معنی سے غافل مصرع
دیدہ را یوسف اند و دل را گرگ ٭ علی المخصوص یہ شخص کہ چند روز ہمارے ساتھ
رہا ہی اُسکی خصلت و خو کو مین نے خوب پہچانا ہی اور اُسکے بشرے سے علامت
بیمروتی اور بیوفائی کی پائی جاتی ہی بیت وفا مجوے ز خوبان کہ ہیچکس نشنید ٭
بہیچ دور زگلزار دہر بوے وفا ٭ اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو ایکدن اسی کے
ہاتھ پشیمانی کھینچیگا سیاح نے سانپ کے کہنے پر عمل نہ کیا اور رسی کو ڈال کے زرگر کو
نکال لیا زرگر نے بعد شکر گذاری کے شمہ حال بادشاہ کی بے التفاتی کا اور اپنی خواری
اور ذلت کا بیان کیا اور یہ التماس کیا اگر کبھی مجھے سرفراز کیجیے تو جو کچھ کہ خدمتگذاری
ہو سکے تو وہ میری سعادت ہی سیاح نے کہا کہ مین نے مدت سے ترک تعلق کیا ہی
اب چند روز سیاحی کرونگا اور تماشا عالم کا دیکھونگا لیکن اگر موت نے امان دی
اور زندہ آیا البتہ تا مقدور ارادہ ملاقات کا کرونگا یہ کہکر سب کو وداع کر کے روانہ ہوا
اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ کو گیا اور زرگر شہر مین آ کے ایک گوشے مین چھپکر بیٹھا اور
بادشاہ وزیر کی نصیحت نہ سننے سے منفعل تھا اور بیٹی کی طرف التفات نہ کرتا تھا اور کسی
کی سفارش اُسکے حق مین نہ سنتا تھا اس قصہ مین ایک سال گذرا سیاح نے اکثر بلاد و ولایت
کا تماشا دیکھا اور چند صد دینار سرخ بھی ہاتھ آئے آخر کار ارادہ وطن کا کیا اور خیال کیا
ہر چند سفر مجھے وسیلۃ الظفر ہوا ہی کہ فلاح ساعت لبساعت پیش آئی ہی اور سعادت دارین
منہ دکھاتی ہی یعنے مال و زر بھی ہاتھ آیا اور کار ثواب بھی حاصل ہوے لیکن وطن کی ہوا نہایت
سازگار اور چشمۂ وطن خوشگوار ہی آخر طرف وطن کے روانہ ہوا ایکدن نزدیک
اُس کوہ کے جس مین سبندر کا مسکن تھا شام ہوگئی اُسی جگہ پڑ رہا کہ دو دزد خونریز
فتنہ انگیز مریخ خنجر گزار جن کے تیر سینۂ شگاف سے عذر کرتا تھا اور سپہدار فلک

ف
دوبانغ ہر دو دل بغلہ درندہ اس شعر کا مطلب یہ ہی کہ صورت پر جمال کو نہ چاہیے اور خصلت اچھی اختیار کرنا
... بیوفا سے ... انسان نہین فقط صورت انسانی رکھتا

ان کی تیغ کے ہول سے سپر ماہ اپنے منھ پر رکھتا تھا بالین سیاح پر آئے اور نقد وجنس
جو کہ اسکے پاس تھا سب لے لیا اور ہاتھ اُس بیچارے کے کمند سے باندھکر ایک
خطرناک ٹیلے کے اوپر کہ شاہراہ سے بہت دور تھا چھوڑدیا سیاح دل سے کہتا تھا کہ ابھی
زبان چلتی ہی شکر کیون نہین کرتا ہی غرضکہ تمام شب ہاتھ پاؤن بندھے اور زبان
شکر کھلی تھی جب صبح ہوئی اور طاقت درد کے تحمل کی نہ رہی فریاد آغاز کی بیت
می رسد گر کند دلم فریاد ✽ لیک فریاد رس نمی بینم ✽ اشک حسرت آنکھون سے
جاری تھے اور سوز سینہ سے فریاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ افسوس کوئی اس مہلک
مین میرے حال سے خبردار نہوا اور عبث بیابان مرگ ہوا بیت کس سے اظہار
کرون حال پریشان اپنا ✽ کوئی دلسوز نہین جز دل نالان اپنا ✽ صبح کو بندر بھی
تلاش معاش مین اپنے مسکن سے باہر آیا تھا اور اُس ٹیلے کے حوالی مین پھرتا تھا
ناگاہ آواز دردناک کان مین آئی اور اُس آواز سے بوے آشنا آتی تھی اس آواز
پر ٹیلے کے قریب آیا جبکہ سیاح کے سر پر پہونچا اور پہچانا اور اپنے محسن کو بستہ بند بلا
دیکھا سیلاب خون آنکھون سے جاری کیے اور کہا کہ اے دوست اس جگہ کیون
پڑا ہی تو اور حال تیرا کیا ہی سیاح نے کہا اے یار مہربان اس محنت آباد دنیا مین کوئی
راحت بے جراحت حاصل نہین ہوتی ہی اور خزانۂ روزگار غدار مین کوئی گنج لطافت
بے زخم اژدہاے رنج و آفت ہاتھ نہین آتا ہی بیت لمؤلفہ فائدہ بھی یہان
تو نقصان ہی ✽ سنگ کھاتے ہین باروار درخت ✽ اور جو کوئی اس نکتہ سے آگاہ
ہوا اُسکو نہ کاوش خار آزار گیتی سے مانند ابر خزان کے اشک گرانا مناسب ہی
اور نہ جلوہ گلنار تازہ پر موسم بہار کے مانند طرح طرب کی ڈالنا لایق ہی
کیونکہ نہ اُس غم کو ثبات اور نہ اِس شادی کو قرار ہی ابیات گویا
ہی یہ تقریر عارفان الست ✽ نہ غم نیست ہو نہ شادی ہست ✽ آسمان جس کو سیر کرتا ہی

ہیضے سے وہ غریب مرتا ہی ٭ جسے پانی سے سیرا سنے کیا ٭ ہو گیا آخر اُسکو استسقا ٭
جس سے اس کج ادائے نیکی کی ٭ ساتھ مین اُسکے اک بدی بھی کی ٭ اسکے بعد قصہ چورون
کا اور مال لیجانے کا اور اپنے باندھکے ڈال جانے کا بہ تفصیل بیان کیا بندر نے کہا
دل خوش رکھ **بیت** در نومیدی بسے امید است ٭ پایان شب سیہ سپید است ٭
اور مین بقدر لیاقت تدارک اُسکا کرتا ہون اور مقدم یہ ہی کہ تیری رہائی ہو اُسکے بعد
سیاح کے دست و پا کے بند کاٹے اور اُس جگہ کہ اپنا گھر خس و خاشاک سے بنایا تھا
لے گیا اور جو میوہ تر و خشک کہ موجود تھا حاضر کرکے التماس کیا کہ آج کے دن
اس مکان سے پانون باہر نہ رکھنا اور فراغ خاطر سے بستر آسایش پر آرام کرنا
اور مین ایک کام کے واسطے جاتا ہون یہ کہا اور روانہ ہوا چورون کے نشان پا
پر جاتا تھا چور کہ تمام اسباب وزدی لے کر ساری رات چلے تھے صبح کو کوفتہ ہوکر
ایک چشمے پر سو رہے اور اسباب کھول کر رکھدیا تھا اور بادل امین اور خاطر مطمئن
آرام کیا تھا چاشت کے وقت بندر بھی جا پہونچا اور اُنکو غافل پاکر فرصت غنیمت
جانی اور پشتارہ کو پھاڑ کر اسباب نکالا پہلے خریطہ زر کا اُٹھا کے ایک گوشے مین
گڑھا کھود کے دفن کر دیا اور دوسری بار باقی اسباب لے جاکر دوسری جانب
مین دفن کیا یہان تک کہ اسباب چورون کا بھی باقی نہ رہا اور آپ درخت پر
جا بیٹھا اور منتظر اُن کی بیداری کا ہوا آخر جب چور بیدار ہوئے اور زر و اسباب
مین سے کوئی چیز نہ دیکھی تو سراسیمہ ہوکے ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے
ایک اُن مین سے کہ وہ عاقل تھا اُس نے کہا اے برادر اس چشمہ پر آمد و شد
آدمیون کی نہین ہی اور دوسرے آدمی کے قدم کا نشان بھی نہین پایا جاتا ہی
یہ کام کسی طرح آدمیون سے نہین ہوا غالب ہی کہ یہ چشمہ جگہ دیوون کی اور
پریون کی ہو اور ہم گستاخانہ اس جگہ آئے اور دست و پا دراز کرکے

سور ہے اس لیے یہ حرکت اس قوم سے ہوئی ہو اور یہ بھی جگہ شکر کی ہو کہ اُنھون نے
ہمین قتل نہین کیا اب بہتر ہو کہ یہان سے بھاگین اور نیم جان کہ باقی رہی ہو اسے
سلامت لے جائین اُسکے بعد با دل تنگ اور ترس ناک بھاگے اور بندر اس کی
معاودت سے خاطر جمع کر کے اپنے گھر آیا اور صورت حال یار سے کہی اور اس شب
سیاح کو اپنے گھر رکھا جب کہ دن ہوا بندر سیاح کو چشمہ پر لایا اور جو کچھ کہ زر اور
لباس اسکا چور لے گئے تھے سپرد اُسکے کیا سیاح نے اپنا مال لے لیا اور چور خست
چورون کا ہاتھ آیا اُسے نہ لیا اور شکر گذاری کر کے بندر کو رخصت کیا اور آپ
روانہ ہوا چند فرسخ راہ گیا تھا کہ اتفاقاً گذر اُسکا ببر کے مسکن پر ہوا جبکہ وہ مانند شیر ژیان
کے نمودار ہوا سیاح نے ڈر کر چاہا کہ بھاگے ببر نے آواز دی کہ خوف نہ کر مجھے تیرا
احسان بھولا نہین ہو اسکے بعد نزدیک آ کے کمال محبت سے پیش آیا اور التماس کیا
کہ ایک ساعت توقف فرما سیاح اُس کی رضامندی کے واسطے متوقف ہوا
ببر تلاش مین تحفے کے کہ ایک مہمان کے لائق ہو ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا کہ گذر اُسکا
اُسی باغ مین جس مین کہ بادشاہ کی بیٹی رہتی تھی ہوا دیکھا شہزادی لب حوض
زیور قیمتی پہنے بیٹھی ہو ببر نے ایک ہی پنجے مین کام اسکا تمام کیا اور سب زیور
لے کر سیاح کے آگے دھرا اور بمنت کہا کہ یہ آپ کی نذر ہو سیاح نے زیور کی
شکر گذاری کی اور شہر مین آیا اپنے دل مین کہا کہ جب بہائم اور سباع سے
حسن عہد درست پایا زرگر تو انسان ہو کہان تک میرے احسانون کا عوض
نہ کرے گا اور اسے جواہر شناسی مین مہارت ہو یہ جواہر اُسکی معرفت خوب
بکے گا اس خیال مین زرگر کے پاس آیا اور ماجرا مو بمو بیان کیا زرگر باعزاز تمام
پیش آیا اور اسی دن بادشاہ کی دختر کے قتل کا شہرہ تمام شہر مین ہو رہا تھا
زرگر نے کہا کہ وہ جواہر کہان ہو دیکھون مین سیاح نے زیور مرصع نکال کے

آگے رکھا دیکھتے ہی زرگر نے پہچانا اور دل مین کہا کہ یہ زیور شاہزادی کا ہی
خوش ہوا اور کہا کہ یہ زیور ایک سلطنت کے خراج کی قیمت رکھتا ہی اے سیاح
دل خوش کر بجھے فکر احتیاج سے فارغ کیے دیتا ہون اور باخود کہا کہ آج وقت ہی
اور موقع تاخیر کا نہین ہی یہ خوب وسیلہ بادشاہ سے صفائی کا ہاتھ آیا کہ وہ بیٹی کے
غم مین مبتلا ہی اور تلاش قاتل مین بیٹھا ہی اگر نشان اُسکے زیور کا پائے گا تو
اسکے جلد وہین پھر وہی مرتبہ میرا کر دے گا اور سیاح کو قتل کرے گا زاہد کو کہا تو
اب بخاطر جمع بیٹھ مین زیور لے کر جوہریون کے پاس جاتا ہون اور اسکے بعد معہ
زیور ور دولت بادشاہی پر آیا اور کہا کہ مین نے ملکہ کے قاتل کو معہ زیور گرفتار کیا ہی
بادشاہ نے اُسے بلایا اور زیور کو دیکھا کہا کہ سیاح کو لاؤ زرگر سیاح کو بادشاہ
کے روبرو لے گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے آج تمام شہر کے گرد پھرائین اور رات
کو قید رکھین کل اسے قتل کرون گا بیچارہ سیاح بے گناہ آہ آہ کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ اے زرگر جو تو نے دوستی مین کیا کوئی ایسا دشمنی مین نہ کرے گا عوض احسان
کا یہی تھا مین نے کہنا اُس سانپ کا نہ مانا وہی ندامت اُٹھائی اگر ہزار چند اسکی
سزا اور جزا مجھے ملے تو بھی تھوڑی ہی مگر بادشاہ کو یقین ہوا کہ کلام اِسکا مکاری
سے ہی اور گنہ گاری ہی بموجب حکم کے اسے تمام دن پھراتے تھے اور وہ سانپ
بانبی کے اوپر دیکھتا تھا آخر اسنے پہچانا کہ وہی شخص ہی جس نے مجھے گڑھے سے
نکالا تھا غمگین اور منتظر فرصت کا تھا کہ شب ہوئی اور سیاح کو زندان مین
لے گئے جبکہ رات کو فرصت پائی سانپ اسکے پاس آیا اور کہا کہ مین نے
کہا تھا کہ انسان بد گوہر وفادار نہین ہوتا ہی اور احسان کے عوض
مین بدی کرتا ہی اور تو نے جو نصیحت میری نہ مانی اور زرگر بد اصل
کو کوئین سے نکالا مین اُسی دن سمجھا تھا کہ تیرا انجام ندامت پر ہوگا

بیت من ہمان روز ز فرہاد طمع ببریدم ٭ کہ عنان دل شیدا بکف شیرین داد ٭
سیاح نے کہا کہ ای دوست مہربان خجل کرنے سے ملامت دل کے جراحت پر نمک پڑتا
ہی اس سے سوز دل اور اضطراب خاطر کے سوا اور کچھ حاصل نہین ہوتا ہی اور مجھے
یہ رنج کیا کم ہی کہ تیری نصیحت نہ ماننے سے رسواے جہان اور بدنام انس و جان ہوا
اب وہ صلاح بتا کہ اس بلا سے رہا ہون سانپ نے کہا کہ تدبیر یہ ہی کہ مین جا کے
بادشاہ کی مان کو کاٹتا ہون ایک خلقت عاجز آئیگی پر وہ صحت نہ پائیگی یہ بوٹی لے
اور بادشاہ کی مان کو پلا دینا فی الفور صحت پائیگی تو شاید کہ اس جلد وین تیری
رہائی ہو جائے سیاح نے شکر گزاری کی اور سانپ بوٹی دے کر روانہ ہوا اور جاکر
بادشاہ کی مان کو کاٹا بادشاہ تمام شب سرہانے مان کے بیٹھا رہا اور معالجہ مار گزیدہ
اطبا سے پوچھتا تھا طبیب بھی جو کچھ کہ تریاق وغیرہ اسکی دوائین مقرر ہین دیتے
تھے کچھ فائدہ نہوتا تھا جبکہ صبح کاذب ہوئی سانپ نے بام پر آکر آواز دی کہ
علاج مار گزیدہ کا نہایت مجرب سیاح بے گناہ کے پاس ہی کہ زندان مین محبوس اور
موجود ہی بادشاہ نے کہا کہ دیکھو بام پر کون شخص ہی ہر چند کوٹھے پر لوگون نے
ڈھونڈا نشان کسی کا نہ پایا یقین ہوا کہ ہاتف غیب نے آواز دی ہی سیاح
زندان سے بلایا گیا اور دوا کی درخواست کی سیاح نے کہا بیت ہمیشہ
درگہ عدل و کمال احسانت ٭ چو کعبہ مقصد حاجات اہل عالم باد ٭ علاج
اس زہر کا میرے پاس ہی امید خدا سے رکھتا ہون کہ ملکہ جہان اسی دم صحت
پائے لاکن امیدوار ہون کہ اول بادشاہ میری پریشانی کا حال سن لے اور
عدل شاہی کے بھی زیبندہ یہی ہی کہ گوش ہوش مظلومون پر کھلا رکھے اور جو
بادشاہ کہ شنوائی حال مظلومون کی نہین کرتا ہی وہ جہانبانی کے سزاوار نہین
ہوتا ہی سخن راست سیاح کا بادشاہ کے دل پر اثر کر گیا اور بطریق لطف کہا

کہ حال اپنا از ابتدا تا انتہا بلا دہشت بیان کر سیاح نے سب حال اپنا بسبب اس جرأت کے کہ راست گویون کی قدر تا ہوتی ہی دلیرانہ اور مشروحاً بیان کیا بادشاہ کو یقین ہوا کہ یہ بیگناہ ہی اُسکے بعد سیاح نے بوٹی دودھ مین گھولکر بادشاہ کی مان کو پلائی فی الحال اسنے شفا پائی بادشاہ نے سیاح کو خلعت گرانبہا اور انعام کثیر سے سرفراز فرمایا اور زرگر غدار مکار ناحق شناس کو دار پر کھینچا آخر اپنے کردار کی مکافات کو پہونچا نظم

درین دار المکافات آنکہ بد کرد	نہ بر حال کسان پامال خود کرد
اگر خواہی نکو باشی نکو باش	ہمیشہ راست کار و راستگو باش

یہ مثل بادشاہون کے فائدہ کے واسطے کہ کن شخصون کو اپنا مصاحب کرین اور متعلقون کے حال کا تفحص کرتے رہین اگر بادشاہ حلب کا اُس بد اصل و بے ادب کی پرورش نہ کرتا تو بیٹی بادشاہ کی قصور عظیم مین مبتلا نہوتی اور بطریق جزا کے پنجہ شیر سے جان اپنی نہ کھوتی اور اگر بادشاہ قول مظلوم ستمدیدہ کا نہ سنتا تو حق باطل سے اور راست دروغ سے جدا نہ ہوتا بادشاہ کو لازم ہی کہ بغیر تحقیق واقعی کے پرورش نااہل کی نہ کرے اور سیاست کے وقت ترحم اور نیکی کے موقع پر بدی کی تجویز نہ فرمائے اور فراش قضا نے کہ بارگاہ دولت اُنکے لیے استادہ کیا ہی اور کار فرماے قدر نے کہ نوبت جہانداری کی واسطے انکے بجائی ہی تو لازم ہی کہ ایسی سعی کرین کہ وہ کام ان سے ظہور پاے کہ باعث نیکنامی دنیا اور سبب نجات عقبی ہو قطعہ

ہر مدتے نظر بکسے کے کند سپہر	ہر نوبتے زمین بکسے کے دہد زمان
چون کام جاودان متصور نمیشود	خرم کسے کہ ماند از و نام جاودان

باب چودھوان مشتمل ہی عدم التفات اور انقلاب زمانہ پر

یعنے بناے کار کو قضا و قدر پر رکھنا بہتر ہی جبکہ راے کشور آراے نے یہ داستان کہ فائدہ مین خزانہ بیکران ہی حکیم پر فنون سے سُنی بجان و دل ممنون ہوا اور کہا کہ قطعہ

اے تشنگان بادیۂ شوق یافتہ ٭ از بحر طبع روشنت آب زلال علم ٭ بر داشتہ
ضمیر منیرت بدست فکر ٭ روزی ہزار بار نقاب از جمال علم ٭ تصدیع جناب حکمت
مآب کی زیادہ حد سے گذری اور تکلیف دہی اس طرف سے حد بے ادبی کو پہونچی
اندیشہ نزدیک ہی کہ طناب اطناب کی قطع ہو جاے مگر جو از راہ تلطف تیرھوین وصیت
سے فیضیاب فرمایا تونے اور داستان ملوک اور تربیت ندما و متعلقون کی سُنی اور جو
خلل ارذال کی صحبت اور سفلون کی مصاحبت سے پیدا ہوتا تھا اس سے مطلع ہوا مین
اب عنایت فرماکے مضمون وصیت آخری کا کہ چودھوین ہی مفصل بیان فرماکہ اس حکایت سے
بھی مین مشروحاً آگاہ ہی یا کہ تیرا بندۂ احسان ہون اول یہ فرما کہ کریم مزاج اور
عاقل کامل کیون بستۂ بند بلا اور خستۂ رنج و عنا رہتے ہین اور لئیم اور جاہل اور نادان و غافل
کس سبب سے بفراغت و رفاہیت زندگانی بسر کرتے ہین وجہ اُسکی اور سبب جلب منفعت
اور رفع مضرت کا کیا ہی اور کس تدبیر سے محفوظ رہنا اور کونسی تدبیر سے مقصود کو
پہونچنا ہو سکتا ہی برہمن نے جواب دیا کہ اے بادشاہ دولت اور سعادت کے واسطے
مقدمات اور اسباب بہت ہین جو کوئی کہ اُسے حاصل کرکے اُس راہ پر چلے سزاوار
جاہ و مکنت اور شایستہ عزت و رفعت ہوتا ہی مگر اُسکے نتیجے اور ثمرات تقدیر الٰہی سے
متعلق ہین اور اصل ان سب کی تقدیر ہی اور اسکے بعد حلم بادشاہی کیونکہ بغیر
مشیت ایزدی کے سب وسیلہ باطل ہوتے ہین بلکہ بارہا دیکھا ہی کہ بہت سے دانا
نان شبینہ کو محتاج پھرتے ہین اور اکثر جاہل اور نادان کہ ہرگز لیاقت شوکت کی
نہین رکھتے ہین اور تقدیر اُنکو سریر سلطنت پر بٹھاتی ہی قطعہ گنج شاہی ہند دونان
را ٭ ہنر پیشہ نیم نان ندہند ٭ سفلہ بر صدر و اہل دانش را ٭ بغلط رہ بر آستان ندہند
ایضاً ناسخ آیا ہی نظر عجب طرح کا یہ باغ ٭ ہر پھول کو رنج کانٹون کو فراغ ٭ دیکھی ہی
عجب ہوا یہان کی اُلٹی ٭ بلبل ہی قفس مین بند آزاد ہی زاغ ٭ غرضکہ یہ سب وابستہ

حکایت شاہزادہ شہر نسطور

حکم نزدانی کے ہین ہر چند خرد کامل ہو اُس سے وجہ معاش سرانجام کرسکتا ہو مثلاً حرفت کہ نزدیک عقلا کے آسان ہی دیا جمال زیبا کہ دلون کو صید کرتا ہی اور سبب منافع کا ہوتا ہی لیکن جب تک قضاے الٰہی اُنکی یار نہو یہ سب ہیچ ہی اور کوئی ثمرہ ان سے مرتب نہو سکے گا لاکن جو کہ پسندیدہ عقل ہی مآل کار اُسکا بخیر ہوتا ہی اور ثمرہ نادانی کا بیشتر پشیمانی کو کھینچتا ہی چنانچہ ایک بادشاہزادے نے یہ حکایت شہر نسطور کے دروازہ پر تحریر کی تھی اور یادگار رہی اور اسبات کے واسطے ایک داستان رنگین اور قصہ شیرین ہی راے نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ولایت روم مین ایک بادشاہ کامگار تھا اُسکے دو فرزند تھے نہایت علم و فضل سے آراستہ جب کہ اُس بادشاہ نے داعی اجل کو لبیک کہا بڑے بھائی نے باپ کے خزانے پر قبضہ کیا اور ارکان دولت کو نہایت شیرین زبانی اور چاپلوسی سے مائل اپنا بنایا اور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوکر آئین پدری کو جاری کیا جبکہ چھوٹے بھائی نے دیکھا کہ ہماے سلطنت بڑے بھائی کے سر پر سایہ فگن ہوا سمجھا کہ مبادا بھائی مجھے شریک سلطنت جانکر ضرر پہونچائے اِس خوف سے کربت غربت اختیار کی **بیت** ز شہر خویش ملولم سر سفر دارم ٭ بجز غم تو ندانم چہ توشہ بر دارم ٭ شاہزادے نے راہ دور و دراز تنہا اختیار کی اور سر شام حد منزل کو پہونچا اور اپنی تنہائی اور غریبی پر روتا تھا اور کہتا تھا کہ پہلے ہی منزل مین یہ کرب و بلا ہی تو انجام مین کیا ہوگا القصہ وہ شب تنہائی مین کاٹی دوسرے دن جبکہ خورشید تابان نے تتق افق سے سر نکالا شاہزادے نے چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جوان خوشرو پیچیدہ مو ہمراہ ہوا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک محبوب ہی کہ قباے کمال حسن اسکے قامت پر دوختہ اور دل آفتاب اُس کے رشک شمع جمال سے سوختہ ہی جبکہ شاہزادے نے بغور وہ خط دلکش اور رخسار ماہ وش مشاہدہ کیا دل مین کہا کہ الحمد للہ محنت سفر کی اس جوان کی

راحت موافقت سے آسان ہو جائیگی بلکہ اُس شخص کی آوارگی گھر سے بہتر ہی
جسکے ہمراہ ایسا محبوب ہو اُسکے بعد وہ دو یاسمن جوانی اور وہ دونو نہال جوئبار
زندگانی باہم کی ملاقات سے اس قدر خوش ہوئے کہ بیابان الم کو گلستان ارم تصور
کرتے تھے اور خارستان مشقت کو سامان حشم و خدم سمجھتے تھے رباعی در دوزخم از زلف تو ار
در چنگ آید ۔ از حال بہشتیان مرا ننگ آید ۔ ور بے تو بصحرائے بہشتم خوانند ۔
صحرائے بہشت بر دلم تنگ آید ۔ اور دوسری منزل مین ایک سوداگر بچہ نہایت
ہوشیار کاروان صائب تدبیر دور اندیش تمام خرد کہ ہنگام کار تدبیر کامل سے رشتۂ
شب گردون روز پر باندھتا تھا اور وقت ضرورت فکر رسا سے جنبش خورشید کو
چار بازار فلک سے ارزان خرید کرتا تھا بیت حریفے چابکے شیرین زبانے ۔ لطیفے
ہوشیاری کاروانے ۔ وہ بھی اُنکے ہمراہ ہوا یعنی سعادت نے اس شکل مثلث مین
ظہور کیا تیسرے دن دہقان زادہ زور آور کہ ابواب زراعت مین بصارت شامل
اور اہتمام کشتکاری مین مہارت کامل رکھتا تھا اور علم فلاحت مین صناع بےبدل
تھا کہ اگر چوب خشک کو زمین سخت مین گاڑ دیتا تو تھوڑے سے عرصے مین نہال
اسکا کمال پر پہونچ کے میوہ افشانی کرتا اور فن دہقانیت مین برکت قدم اُسکی
یہ اثر رکھتی تھی کہ جس خاک پر پانون رکھتا تھا بے اُسکے کہ تخم اُسمین بویا جائے زراعت
باردار ہوکر لہلہاتی تھی وہ مصاحب اُنکا ہوا جبکہ یہ چار رکن یکجا ہوئے دوستی
بدرجۂ اتم ان مین پیدا ہوئی اور مضمون خیر الرفقاء اربعۃ نے ظہور پایا اور یہ آپس
کی مصاحبت سے باہم اتنے خوش تھے کہ عزیز و اقربا اور یار و دیار کو فراموش کرکے
منزل پیمائی کرتے تھے اور کثرت سفر سے مطلق ملول نہوتے تھے بلکہ بسبب ملاقات
اور اختلاط آپس کے خرم و مسرور رہتے تھے القصہ قطع مسافت کے بعد شہر نسطرہ
مین پہونچے اور کنارے شہر کے واسطے آسائش کے ایک جگہ بہتر سمجھ کر ٹھہرے

لیکن کسی کے پاس کچھ زادراہ اور کوئی دینار و درم باقی نہ رہا تھا ایک نے ان یارون
مین سے کہا کہ وقت یہ ہو کہ ہر ایک اپنا ہنر دکھاے اور جد وجہد سے کچھ حاصل کرے
تا چند روز اس شہر مین بسر کرین اور محتاج آذوقہ[۵] کے نہون شاہزادے نے کہا کہ
کام عالم کا تقدیر الٰہی پر موقوف ہو اور کوشش اور جہد اور سستی اور کاہلی اسمین
زیادتی اور نقصان نہین کر سکتی ہو پس چاہیے کہ عاقل طلب دنیا مین فکر نہ کرے اور
عمر عزیز کو ایسی مردار کے پیچھے کہ باوجود ناپائداری کے دشمن بیوفا ہو رایگان نہ دے
نظم این جہان بر مثال مرداریست ٭ کرکسان گرد او ہزار ہزار ٭ این مر آنرا ہمیزند
مخلب ٭ وان مر این را ہمین زند منقار ٭ آخر الامر بگذرند ہمہ ٭ وز ہمہ باز ماند این مردار
اور کم زیادہ اسمین ہو سکتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو نحن قسمنا بینہم معیشتہم[۴] یعنی ہمنے تقسیم
کیا ہو رزق کو انمین یعنی مخلوق مین پس تقسیم خدا کو کس کی مجال ہو جو کم و بیش کر سکے
اور دوسرے یہ ہو کہ حریص کا انجام کار وبال و نکال پر ہوتا ہو **ابیات** گرچہ
بے لقمہ ہاست آوریم ٭ بیشتر از روزی خود کے خوریم ٭ پس ز پے آنکہ نہ روزی ماست
این ہمہ تشویش کشیدن چراست ٭ راہ رضا گیر د بر دمند شو ٭ حرص بہ یکسو نہ و خرسند
شو ٭ اسکے بعد جوان زیبا رو نے کہا کہ حصول زر کے واسطے حسن کا ایک وسیلہ ہو
معتبر جس جگہ کہ جسم جمال جلوہ آرا ہو غالب ہو کہ مال کی وہان کمی نہو اور جسجا کہ ظاہر کے
ظرافت ظہور پکڑے رافت اور مہربانی ہر طرف سے منہ دکھاے سوداگر نے کہا کہ
سرمایہ حسن بازار معاملات مین ایک نقد ہو مگر بہت بے ثبات کہ اندک زمانے مین
زائل ہو جاتا ہو مگر حصول دولت اور نعمت کے واسطے راے درست اور تدبیر صائب
اور کار شناسی اور معاملہ گذاری سے بہتر کوئی چیز نہین ہو اور جس کا پاے معیشت
اپنی جگہ سے لغزش کرے گا سواے پنجہ عقل اور فراست کے اور کوئی دستگیری
نہ کر سکے گا بیت کریگا عقل سے کوئی اگر کام ٭ نہو گا دین و دنیا مین وہ ناکام

[۵] آذوقہ بالمد بزاے معجمہ لفظ ترکیست بمعنی روزی ۱۲

[۴] [illegible]

دہقان زادہ نے کہا کہ عقل اور تدبیر ہر جگہ کام نہیں آتی ہی اور ہر وقت اُسکے فائدے مترتب نہیں ہوتے ہین کس واسطے کہ اگر دانش دولت کے حاصل کرنے کی سبب ہوتی تو جو کوئی کہ دانائی مین سب سے بیش اور رای درست مین سب سے درپیش ہوتا تو لواے دولت میدان سلطنت مین وہی بلند کرتا سو ایسا نہین ہوتا ہی اور مین نے بہت عاقلون کو دیکھا ہی کہ زندان احتیاج مین گرفتار ہین اور وہ لوگ کہ عقل سے بہرہ نہین رکھتے ہین بوستان تنعم اور مالداری مین خوش گذران کرتے ہین بیت فلک بر دوم نادان دہد زمام مراد ٭ تو اہل دانش و فضلی ہمین گناہت بس ٭ بلکہ برکات کسب سے بھی آدمی کامگاری اور مسرت کو پہونچتا ہی اور وسیلہ ہنر اور فائدہ حرفت سے زیور شادکامی اور بہجت سے آراستہ ہوتا ہی نظم کسب کر زر اسی سے پائیگا ٭ عقل سے کچھ نہ ہاتھ آئیگا ٭ گرچہ ہین بادشاہ صاحب تاج ٭ ہین مگر کسب کے وہ سب محتاج ٭ جبکہ نوبت کلام تمام ہوئی پھر سب نے شاہزادے سے التماس کیا کہ اب کوئی اور نکتہ بیان فرمائیے شہزادے نے کہا کہ مین اسی مذہب پر ہون کہ پہلے سے شمہ اُسکی تقریر کا بیان کیا تھا اور تم سب رفیقون کی بات بھی درست ہی کہ پیرایۂ حسن اور سرمایۂ عقل اور کسب سے کچھ حاصل ہوتا ہی اسکا بھی منکر نہین ہون مگر مدعا یہ ہی کہ اگر جمال قضا پردۂ غیب کے پیچھے سے جلوہ نہ دکھائے و ستارۂ حسن افق اقبال سے طلوع نہ کرے اور جب تک کہ کارگزار قدر دروازہ دکان مشیت نہین کھولتا ہی متاع عقل و دانش بازار قبول مین رواج نہین پاتا اور فائدہ کسب کا ایک نوالہ ہی کہ حوالہ کرنے سے تقدیر ازلی کے نصیب بہرہ مندان کے ہوتا ہی اور نفع زراعت کا ایک توشہ ہی کہ خرمن ارادت لم یزلی سے مزرع جان حرفت کو پہونچتا ہی اور بمقتضاے حکم ربانی جو خط کہ اندیشہ رنگ آمیزی سے لوح خیال پر کھینچا جاتا ہی اور جو افسون عزیمت خوان کا کہ بے امداد تقدیر ورق تدبیر سے پڑھا جاتا ہی انجام اُسکا ایک افسانہ لاحاصل ہو جاتا ہی بیت ہمہ نقشہا کہ برانگیختیم و دو

دہقان و زن

نداشت ٭ فسون ما برا و گشتہ است افسانہ ٭ پس ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالی چاہے تو مقصود ہر کسی کا بے محنت اور تعب بھی حاصل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالی کا ارادہ اسکے حصول پر نہو تو کوشش کچھ کام نہین آتی ہے پس گردن کو حکم الٰہی پر اور سر تسلیم کو تقدیر ربانی کے نیچے رکھا چاہیے ورنہ خسر الدنیا والآخرہ موجود ہے مصرع درمان ما رضا بقضا دادن ست وبس ٭ جیسا کہ اس پیر مرد دہقان نے اپنا کام عنایت الٰہی کے سپرد کیا اور تھوڑے سے دنون مین مطلب حاصل کرکے قید محنت سے آزاد ہو گیا تینون یارون نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ شہر اندلس مین ایک دہقان تھا کہ ہاتھ اسکا کشادہ اور اسباب زراعت سب آمادہ تھا چنانچہ چند روز مین اسنے تین سو دینار سرخ جمع کیے اس مال سے خوش رہتا تھا اور اُس مین سے کچھ صرف نہ کرتا تھا ہر روز انھین کھولکر آگے رکھتا تھا اور شمار کرتا تھا اور زعفران زار طرب افزا سے لب عیش کو خندان کرتا تھا ایک دن عادت مستمرہ کے موافق گنکر چاہتا تھا کہ تھیلی مین رکھے کہ ایک آشنائے قدیم نے دروازہ پر آواز دی دہقان نے بحکم استر ذہبک اس خوف سے کہ آشنا کو علم اسکا نہو جلدی سے اشرفیون کو ایک سبو مین ڈالدیا اور جلد باہر آکر اس آشنا کے ساتھ کسی کام کے واسطے ایک قریے کو گیا اور جاتے وقت اپنی زوجہ سے تاکید کر گیا کہ کھانا پکا رکھنا جبکہ دہقان گیا عورت نے چاہا کہ آش پکائے گھڑے کو خالی سمجھکر گھر سے باہر لے کر آئی اور منتظر تھی کہ کوئی آشنا صورت نظر آئے تو اُس سے پانی منگواؤن قضارا ایک قصاب گاؤ کی خریداری کے واسطے اس قریے مین شہر سے آیا تھا اس طرف اتفاقًا اسکا گذر ہوا زن زوجہ دہقان نے کہ اس سے تعارف رکھتی تھی کہا کہ اتنی تکلیف کر کہ یہ گھڑا مجھے کنوئین سے بھر لادے قصائی نے کہنا قبول کیا اور وہ گھڑا اسکے ہاتھ سے لے لیا اور اس عورت کو یہ علم نہ تھا کہ اسمین اشرفیان ہین قصاب گھڑے کو پس پشت پھر رکھکے کنوئین کی طرف چلا راہ مین

اُسے معلوم ہوا کہ کوئی چیز اور اِس گھڑے مین کھڑکتی ہی جب کہ گھڑے مین ہاتھ
ڈالکر دیکھا تو توڑا اشرفیون کا پایا خوش ہو کر چھپا لیا اور کہا بیت دولت
آنست کہ بے خون دل آید بکنار ٭ ورنہ باسعی عمل باغ جنان این ہمہ ہیچ ٭ اور
یہ ستایش اور منت حضرت اللہ تعالیٰ شانہ کی بجا لا کے کہتا تھا کہ بے شائبۂ محنت
اور مشقت اور بے غائلہ رنج و اذیّت یہ نعمت بے نہایت اور دولت بے غایت مجھے
عنایت فرمائی اب شکر گزاری اس نعمت غیر مترقب کی بھی واجب ہی اور حرفت بھی
چھوڑنا مناسب نہین ہی اور اس زر کو برائے وقت احتیاج ذخیرہ رکھنا چاہیے اسکے
بعد اس قصاب کو زر کی خوشی مین پانی اور گھر اسب بھولا اور اپنے زر سے کہ ہمراہ
لایا تھا ایک گاؤ فربہ خرید کر کے گھر کی راہ لی جب کہ اس قریہ سے نکلا اور شام ہوئی
دل مین اندیشہ کیا کہ یہ زر میرے پاس ہی اور اس راہ خطرناک سے کیونکر راہ چلے گی
اور اگر کہین دفن کرتا ہون تو مبادا نشان اُس مکان کا بھول جاؤن اور اگر
کسی کے پاس کسی قریے مین امانت رکھتا ہون تو رسم امانت داری کی اس زمانے سے
اُٹھ گئی ہی صلاح یہ ہی کہ ان دینارون کو کسی طرح سے گاؤ کے حلق مین اُتار دون جبکہ
گھر مین یہ پہونچے گی اُسے ذبح کرونگا بجنسہ نکال لونگا اسکے بعد بیچاری گاؤ کو اس بلا
مین مبتلا کیا اور گوسالہ سامری کے مانند پر زر کر کے گھر کی طرف روانہ ہوا قضارا راہ مین
اُسکا بیٹا ملا چند کام اور کہ قصاب کو ضروری تھے اُنکا بیان بیٹے سے کیا اور ان کامون
کے واسطے قصاب پیچھے پھرا اور گاؤ کو بیٹے کے سپرد کیا اور بیٹے کو اس راز سے آگاہ نکیا
اس عرصے مین دہقان گھر کو پھرا تھا اور ایک مدت سے دہقان نے نذر مانی تھی کہ ایک
گاؤ فربہ قربانی کرونگا جب کہ ایسی فربہ گاؤ دیکھی واسطے خریداری کے متوجہ ہوا اور جو
قیمت کہ مانگی اُس سے زیادہ دیکر اور گائے کو لے کر گھر آیا اور ارادہ قربانی کا کیا اس حال
مین اُسے اشرفیون کا توڑا یاد آیا کہ اُس سبو سے نکالکر جائے محفوظ مین رکھے ہر چند

تلاش کیا سبو کو نہ پایا عورت سے پوچھا کہ گھڑا کیا ہوا عورت نے تمام حکایت بیان کی
دھوان دہقان کے دل مین اُٹھا اور زار زار رونے لگا ادھر خرد دوربین رسوائی سے
ڈراتی تھی کہ خاموشی اولے ہی کہ شماتت اعدا سے تو بچے گا **بیت** جماعتے کہ گویند
بہر مال و منال ؛ یقین بدان تو کہ برخویشتن ہمی خندند ؛ دہقان ایک ساعت
ورطۂ تحیر مین رہا آخر دل کو راضی قضاے الٰہی پر کیا اور کہا **مصرع** بگذاشتیم
تاکرم او چہا کند ؛ اُسکے بعد گاے کو قربانی کیا اور پیٹ چیرا توڑا اشرفیون کا بجنسہ
اُسکے پیٹ سے نکل آیا خوشی سے بیہوش ہوگیا جبکہ ہوش مین آیا صرّہ اُٹھایا اور چاک
کرکے چومتا تھا اور آنکھون سے لگاتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ ایسا امر عجیب اور
سانحہ غریب نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا تھا اور نہ کانون نے سنا تھا کہ جس طرح سے
زر ہاتھ آیا اگر بار دیگر ایسا حادثہ پیش آیا تو بغیر اُس زر کے زندگانی نہوگی اب
احتیاط واجب ہی اسکے بعد وہ دہقان ہمیشہ اُس توڑے کو پاس رکھتا تھا اور اسکی
عورت ہمیشہ اسبات سے ملامت کرتی تھی کہ یہ عمل طریق توکل سے دور ہی اور ذخیرہ
رکھنا یہ دلیل ہی خدا کی رزاقی پر اعتماد نہ کرنے کی کیونکہ اللہ تعالیٰ ضامن رزق
کا ہی اور اپنے بندون کو ہر حال مین روزی پہونچاتا ہی پھر ذخیرہ رکھنے کے کیا معنے بلکہ
عاقل کامل وہ ہی کہ مال کے جمع کرنے مین حرص نہ کرے اور دیدۂ توکل کرم پر کریم
کارساز کے کھلے رکھے کہ کوئی فرد عالم مین ایسا نہین ہی کہ اُسکے خوان احسان سے
روزی نپاوے اور یقین کرنا چاہیے کہ روز ازل سے جو مقدر ہوا ہی زیادتی اور
نقصان اُسمین ممکن نہین کہ پیشانی تقدیر مین بیش و کم کی گنجایش نہین رہی ہی پس دہقان
نے کہا کہ اے عورت عالم اسباب مین تدبیر کے بغیر کام نہین نکلتا ہی ظاہر مین رعایت
اسباب کی کرنا اور باطن مین ساغر شراب توکل پینا چاہیے **رباعی لمولفہ** نہا نہین
ہی یہ توکل ؛ کرنا ہر اک امر مین تغافل ؛ ہشیاری بھی کر خدا کو بھی سونپ ؛ یک جا ہو

توکل وتعقل ؛ عورت خاموش ہو رہی اور دہقان نے وہ اشرفیان کمر مین باندھین
اور اپنے کام مین مشغول ہوا ایک دن چشمۂ آب پر غسل کرنے کو گیا اور وہ اشرفیان
کمر سے کھولکر کنارے رکھدین جبکہ نہانے سے فارغ ہوا کپڑے پہنکر روانہ ہوا اور اشرفیان
اسی جگہ بھول گیا مقارن اُسکے ایک شبان بکریون کو پانی پلانے کو اُسی جگہ وارد
ہوا اور وہ اشرفیان لب چاہ دیکھکر جلد اُٹھالین اور اپنے گھر کو بھاگا اور گھر مین
آکر شمار کین تو تین سو دینار سرخ تھے اپنے دل مین کہا کہ یہ دولت خداداد بے سعی ہاتھ
آئی ہے اسے محافظت سے رکھون اور معاش اپنی حرفت قدیم سے کیا کرون اور یہ
مبلغ روز سیاہ کے واسطے رکھ چھوڑون بعد اُسکے دم کو لے رہا اور کسی سے یہ مذکور
نہ کیا اور اپنی شبانی مین مشغول رہا لیکن اسکے بعد اس سادہ لوح نے دل اپنا
یہان تک ان اشرفیون سے لگایا کہ ایک حالت عشق کی پیدا ہوئی جب کہ
دہقان کو گھر جاکر اشرفیان یاد آئین بادل محزون وبادیدۂ پرخون پھرا اور
بہت سی تلاش کی پر مطلب کو نہ پہونچا آخر مایوس ہوکے گھر آیا اور صورت حال
اپنی زوجہ سے بیان کی چونکہ پہلے سے دل عورت کا شوہر کی اس حرکت سے پھر رہا
تھا جبکہ یہ کیفیت سُنی زبان ملامت کی کھولی اور کہا کہ اے ناعاقبت اندیش اس
زر کی حفظ مین یہ مبالغہ کیا تو نے اور ہمارے نفقے مین تنگی رکھی اب اس زر
کی حسرت مین آنکھون کو نمناک اور دل کو غمناک رکھ دہقان نے کہا کہ سچ کہا
تو نے بیت بدرو دوری اگر مبتلا شدیم رواست ؛ کہ روز وصل نگفتیم شکر
نعمت او ؛ محض عبث تھا کہ زر کے جمع کرنے مین سعی بیفائدہ کی اور اہل پر تنگی
معاش رکھی کوئی عاقل ایسا نہ کرے گا کہ صرۂ زر کو کمر مین باندھکے محنت کرے اور
اہل وعیال کی تکلیف روا رکھے مگر عوض اسکا یہی تھا کہ کارخانۂ تقدیر سے ایسا ظاہر
ہوا کہ اس طرح سے مین گرداب تحیر مین پڑا اب کہ ساحل نجات کو پہونچ نہین سکتا ہون

یہ رباعی گویا کی ہیر حسب حال ہو رباعی ہر چند ملی خدا سے دولت مجکو ٭ لیکن نہ ملا گنج قناعت مجکو ٭ غفلت سے مین افسوس نہ سمجھا کہ یہ حرص ٭ کر دیگی گرفتار مصیبت مجکو ٭ اسکے بعد دہقان اسی غم مین مبتلا رہا اور یہ نذر کی کہ اگر پھر اسکے بعد اللہ تعالی مجھے مال دیگا تو مین جمع نہ کرونگا بلکہ صرف بیچارگان مین کوشش کرونگا اسکے بعد توکل سے توسل کرکے کلید اپنے قفل بستہ کی حضرت معبود کو تفویض کی اور بیت مؤلف کی تکرار کرتا تھا بیت کر توکل رزق بے اندازہ ہو ٭ ہر جگہ اللہ کا دروازہ ہو ٭ اور ادھر شبان کا یہ حال تھا کہ اس توڑے کو اپنی بغل مین رکھتا تھا اور بکریون کو چرایا کرتا تھا ایکدن کنوئین کے پاس بیٹھا نگہبانی کرتا تھا کہ ایک غول سوارون کا دور سے نظر آیا ڈرا کہ مبادا یہ سوار اشرفیان مجھ سے چھین لین اس توڑے کو اسی کنوئین مین ڈالدیا اور بکریان لیکر اپنے گھر کو بھاگا اتفاقاً وہی دہقان مزدوری کے واسطے گھر سے باہر نکلا تھا جبکہ اس کنوئین کے قریب پہونچا باد سخت تند وزان ہوئی اور دستار اسکی سر سے اُڑکے اس کنوئین مین جا پڑی دہقان اس کنوئین مین جلدی سے اُترا اور دستار اپنی کنوئین مین ڈھونڈھنے لگا ناگاہ وہی توڑا اشرفیون کا اسکے ہاتھ آیا یہ وہ مثل ہو کہ ایک شخص کہربا ڈھونڈھتا تھا یاقوت پایا دہقان شکر الہی بجالایا اور اپنے گھر مین آکر یہ قصہ اپنی عورت سے کہا اسکے بعد جو شمار کیا وہی تین سو عدد پورے تھے دہقان نے کہا کہ اسی قدر گم میری ہوئی تھین اُتنے ہی دینار اللہ نے غیب سے مجھے عنایت کیے اسکے بعد جو اسنے نذر کی تھی اُسے وفا کیا یعنی اسکو خرچ کرنا شروع کیا کچھ اسمین نفقۂ عیال کرتا تھا اور کچھ راہ خدا مین صرف کرتا تھا یہان تک کہ دو سو روپے خرچ ہوگئے اور وہ شبان شب کو اُس چاہ پر آکے کنوئین مین اُترا ہر چند تلاش کیا اپنے یوسف گم گشتہ کو نہ پایا یعقوب وار رویا اور کہا کہ اُس مال کے بغیر کہ محبوب جانی تھا زندگانی سے کیا راحت ملے گی اور بیت ناسخ کی پڑھتا تھا

بیت کاش ہون دل کی طرح دیدۂ بیدار جدا ٭ کہ کا نظارہ کرونگا کہ ہوا یار جدا ٭
اسی طرح سے شبان حیران و پریشان تاسف کنان پھرتا تھا ایک مدت کے بعد شہر
مین آیا اور گذر اُسکا اُسی دہقان کے گھر مین ہوا دہقان جلدی سے اُٹھا اور
اپنی عادت کے موافق اُس شبان کو مہمان کیا اور کھانا کھانے کے وقت کلام باہم
کرنے لگے دہقان نے دیکھا کہ آثار ملال کے شبان کے چہرہ پر ظاہر ہین کہ بار بار اشکباری
کرتا ہی دہقان نے سبب رونے کا پوچھا شبان نے کہا کہ کیونکر شکستہ دل نہون کہ یہ
بیت حسب حال میرے ہی **بیت** انچہ از من گم شدست ار از سلیمان گم شدی ٭
ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستی ٭ اور کہا کہ تین سو اشرفیون کا مین مالک تھا اور
قوت دل و راحت جان اور نور بصر اور سرور سینہ مجھے انھین سے حاصل تھا فلانے
دن ظالمون کے خوف سے فلانے کنوئین مین ڈال دی تھین دوسرے دن جو ڈھونڈھا
تو اثر اُنکا نہ پایا دہقان نے جبکہ یہ بات سنی متحیر ہوا اور عورت کے پاس جاکر کہا کہ
اس مال کو مین حلال جانتا تھا اور دست تصرف اُسپر دراز کیا تھا سو وہ حق اس
شبان کا ہی اور مین غفلت کے سبب سے درجۂ وبال مین پڑا اب جسقدر رکھ چھوڑا ہی
وہ اس مہمان کو سپرد کرونگا اور جو خرچ ہو چکا ہی اگر اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے
میرا دسترس کریگا تو اُسے ادا کرونگا ورنہ عمر اپنی استغفار مین بسر کرونگا اور
اللہ عالم ہی کہ بے علمی نے مجھے ورطۂ ماخوذیت مین ڈالا اور اس حال کا بھی افشا
نہ کرون اور نہین تو فی الحال یہ تینون سو اشرفیون کا مطالبہ ابھی کریگا اور مین
اسکے ادا کرنے مین عاجز آؤنگا عورت نے یہ بات بہت پسند کی کہ حق حقدار کو پہونچانا
اور قناعت توکل سے ساز کرنا واجب ہی تا حقتعالیٰ عوض اُسکا ہمکو پھر عنایت
کرے جو توکل اختیار کرتا ہی جلد مقصد کو پہونچتا ہی دہقان نے سو دینار جو باقی
رہے تھے بر سبیل ہدیہ شبان کے آگے رکھے شبان نے کمال منت سے اُٹھائے

اور گننے تو پوری سو اشرفیان تھین شبان نے دل مین کہا کہ یہ فال نیک ہی امید
ہی کہ باقی دو سو بھی ملجائین اور ان سو کو نہایت محافظت سے رکھا چاہیے تاکہ
پھر رنج مین گرفتار نہون کہ حدیث شریف مین آیا ہی لا یلسغ المومن من جحر واحد
مرتین اُسکے بعد ایک چوبدستی بہت موٹی کہ جسے لٹھ کہتے ہین شبان کے ہاتھ مین
تھی اُسے تھوڑا چیرا اور مجوف کرکے وہ اشرفیان اُسمین بھر دین اور ہر دم اپنے ہاتھ
مین رکھتا تھا ایک دن ایک دریاے بزرگ پر کھڑا تھا کہ وہ چوبدستی گر پڑی ہر چند
اُسنے جہد کی نپائی حیران و پریشان گھر کو آیا اور دریا شہر کے نیچے سے نکلا تھا اتفاقاً
وہی دہقان کنارے پر غسل کرتا تھا کہ وہ چوب دستی بہتی ہوئی اُسکے پاس آنکلی
اُٹھا لیا اور گھر مین اپنے آیا اُس وقت عورت دہقان کی کھانا پکا رہی تھی اور
لکڑی جلانے کی باقی نرہی تھی دہقان نے اس لیے کہ کھانا نیم پخت نرہجاے
اُس لاٹھی کو جلانے کے واسطے چیرا کہ ناگاہ وہ سو اشرفیان نکل آئین شکر خدا بجالایا
اور موافق معمول کے پھر اُسکا خرچ کرنا شروع کیا چند روز کے بعد پھر شبان دہقان
کے گھر آیا پہلے حال سے بھی حال اُسکا ابتر پایا دہقان نے پوچھا کہ سبب اتنے غم
کا کیا ہی اُسنے قصہ اول اشرفیون کے عصا مین رکھنے کا اور عصا کے دریا مین
گر پڑنے کا سب بیان کیا دہقان نے کہا کہ سچ کہہ کہ اول بار تونے یہ اشرفیان
کہان سے پائین اور کیونکر جمع کی تھین شبان نے بھی حال مو بمو اور راست براست
کہ جو گذرا تھا بیان کیا دہقان نے تبسم کیا اور کہا کہ حمد بیحد خداے پاک کو سزاوار
ہی کہ حق کو اُسکے مرکز پر قرار دیتا ہی اے شبان جان تو کہ یہ صُرہ زر کا اُس چشمہ پر
مین ہی بھول آیا تھا اور چاہ سے بھی مین نے نکالا تھا اور یہ سو دینار جو تجکو دیے
تھے وہ اُسی کا بقیہ تھا اور اُنکی بار بھی تیرا عصا جس مین وہی سو دینار تھے
میرے ہی پاس آیا کہ اُسی مین سے آج تک خرچ کرتا ہون شبان متحیر ہوا اور

کہا کہ اس بوالعجبی سے معلوم ہوتا ہی کہ روزی کسی کی کوئی نہین کہا سکتا ہی غرض
مثل سے یہ تھی کہ تا یار لوگ بھی حبل المتین قناعت ہاتھ سے نہ چھوڑین اور دائرۂ
توکل سے قدم باہر نہ رکھین اور عجائبات زمانے سے کہ نتیجہ قضا و قدر ہی غافل نہ
رہین فرصت حیات کی غنیمت سمجھ کے مال اور کمال اور جمال پر اعتماد نہ کرین کہ حقیقت
ہر امر کی پس پردہ قضا و قدر مخفی اور مستور ہی کسی کو معلوم نہین ہی کہ انجام کار کیا ہو
القصہ وہ دن اسی گفتگو مین کٹا دوسرے دن کہ سنبل غالیہ بیز شب میدان سپہر سے
گوشۂ خفا مین چھپا اور باغبان قدرت نے گل صد برگ آفتاب کو چمن افق سے
بصد آب و تاب نمایان کیا دہقان اُٹھا اور کہا کہ تم فارغ دل بیٹھے رہو مین آج کے
دن اپنے ثمرۂ مجاہدہ سے جو کچھ کہ پیدا کر لاتا ہون وہ تمہارے آگے رکھتا ہون
کل کے دن ماندگی تم سب کی دفع ہو جاوے گی تو پھر اپنے اپنے طور پر معیشت کی تدبیر
کرنا درست ہی سب اس بات پر راضی ہوئے اور کہا کہ بہتر ہی اسکے بعد دہقان زادہ
شہر سے باہر آیا اور لوگون سے پوچھا کہ شہر مین کونسی چیز کی خریداری بہت ہوتی ہی
لوگون نے کہا کہ اس جگہ ہیمہ سوختنی کی قدر بہت ہی اور نہایت قیمت سے بکتی ہی جوان
فی الفور کوہ کی طرف روانہ ہو کر ایک پشتارہ کلان ہیمہ خشک کا باندھ لایا اور دس
درم کو بیچکر طعام مطبوخ بازار سے خرید کرکے یارونکے آگے رکھدیا لیکن جب کہ شہر مین آنے لگا
تو دروازۂ شہر پر لکھا آیا کہ نتیجہ ایک دن کے کسب کا دس درم ہی حاصل الامر
اُس دن سب یارون نے دہقان زادے کے کسب سے کھانا کھایا دوسرے دن کہ
حسن جہان آرائے خورشید عالم نے جہان تیرہ کو اپنے جمال سے درخشان کیا جوان نے یارون
سے کہا کہ آج تو اپنے جمال سے کچھ کام کر کہ یارون کی معاش کا باعث ہو نیکبار و اُٹھکر
باہر آیا اور دل مین سوچا کہ مین تو ہنر کچھ نہین رکھتا ہون اور بغیر حصول بہر کے بھی
نہ آؤنگا عجب مشکل مین پڑا ہون کہ نہ جائے رفتن اور نہ روے باز گشتن

ہی رباعی للمؤلفہ ہی زلف کے مانند مرا عقدۂ دل ٭ مثل دہن تنگ ہی کھلنا مشکل ٭
پانی تو کہان جز آب تیغ ابرو ٭ دانے کے عوض فقط ہی عارض کا تل ٭ اسی فکر مین
ایک کوچۂ شہر مین بیٹھا تھا کہ ناگہان ایک عورت خوبرو آشفتہ مو کہ مال بیکران
اور تجمل فراوان رکھتی تھی اُس جوان کے پاس سے نکلی اُسکی نظر جوان زیبا رو پر
پڑی وہ خط دلنواز اور روے دلفریب دیکھا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے جاتی رہی
کنیز سے کہا کہ اس رخسارۂ زیبا کو دیکھ کر گل سُرخ اُسکے رنگ رخسار سے آب خجالت مین
غرق ہوتا ہی اور اُس قامت رعنا پر نگاہ کر کہ سرو سہی اِسکی لطافت اور نازکی سے
پاے در گل ہو رہا ہی بیت للمؤلفہ ایسی کس سرو روان کی چال ہی ٭ کبک جسکی چال
کا پامال ہی اور یہ شعر میر مغفور کا پڑھا بیت آہ کیا تن ہی کہ گل کو بھی حسد جس
تن پہ ہی ٭ کیا بدن کا رنگ ہی تہ جسکی پیراہن پہ ہی ٭ اور کہا کہ اگر تعریف اِس لب
کی کرون تو لعل ہی شکر آمیز اور اگر توصیف اُس خط کی رقم کرون تو بلا ہی فتنہ انگیز
بہر تقدیر یہ بشر نہین مگر ملک کریم ہی کہ یہ حسن جمال حد آدم زاد سے بہت زیادہ ہی اے کنیز
وہ تدبیر کر کہ یہ ہمارے سعادت میرے دام مین پھنسے کنیز نے جوان کے پاس آکر کہا نظم
اے نور دیدہ آرزوے جان کیستی ٭ شیرین لبے و از شکرستان کیستی ٭ شوریست از لب تو
ببازار کائنات ٭ آخر بگوے تا نمک از خوان کیستی ٭ اے نازنین میری بی بی نیازمندی
کے بعد کہتی ہی کہ تو اس شہر مین مسافر نظر آتا ہی اور مسافر شکستہ دل ہوتا ہی اور میرا
مکان نہایت سرور انگیز اور مقام فرحت خیز ہی اگر تشریف لائیے اور ایک ساعت
کرم فرمائیے تو زندگی جاوید مجھے حاصل ہوتی ہی اور مین مسافر کی خدمت ہمیشہ سے
سعادت جانتی ہون اور تیرا کچھ زیان اِسمین نہین ہی جوان نے کہا مین حاضر ہون
اسکے بعد اُس کنیز کے ساتھ جا کے اُسکا مہمان ہوا اور تمام روز اسکے ساتھ بعیش و آرام
بسر کیا اور شام کو رخصت مانگی عورت نے سو اشرفیان دیکے بہزار مشکل رخصت کیا

جوان نے آنے کے وقت شہر کے دروازہ پر لکھا کہ ایک روز کے حسن وجمال کی اجرت
سو اشرفیان ہین اور اُسے لاکے یارون کے روبرو رکھدیا تیسرے دن جب کہ
صبح ہوئی سوداگر بچے سے سب نے کہا کہ لو آج تمھاری باری ہی اسنے قبول کیا
اور روانہ ہوا شہر کے باہر جاکر دیکھا کہ کشتی اسباب تجارت سے بھری ہوئی کنارے
دریا کے لگی ہی اور شہر کے سوداگر نرخ توڑنے کے واسطے قیمت بہت کم کہتے ہین
سوداگر بچے نے قیاس کیا کہ اس مین فائدہ زیادہ ہی یکمشت تمام کشتی خرید کی اور
متفرق کرکے سب اسباب بیچ لیا ہزار درم نفع سردست حاصل ہوئے پھر سوداگر نے
دروازہ پر لکھا کہ حاصل ایک دن کی عقل کے ہزار روپیہ ہین اور وہ سب لاکر
یارون کے آگے رکھدیے جب کہ چوتھا دن ہوا شاہزادے سے سب نے کہا کہ تو ہمیشہ
لاف توکل مارتا ہی اب اسکا نفع اور حاصل آج دکھا کہ کیا ہوتا ہی شہزادے نے یارون
کا کہنا قبول کیا اور ہمت عالی کے ساتھ کہ خالی شائبہ ریب سے تھی روانہ ہوا اسدن
بادشاہ شہر کا قضا کر گیا تھا ایک خلقت ماتم داری مین مشغول تھی شاہزادہ
بھی اُسی جگہ پہونچا اور ایک گوشے مین بیٹھکے تماشا سب کا دیکھتا تھا کہ ایک
دربان نے خیال کیا کہ لوگ حالت ماتم مین گرفتار ہین اور ایک شخص اجنبی گوشے
مین بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہی شاید جاسوس ہی اُسنے شاہزادہ سے آویزش کی اور سخت
اور سُست کہا اسنے آتش غضب کو آب تحمل سے سرد کیا اور اس بیت کے
موافق مطلق دم نمارا **بیت** سفیہ ار درشتی کند از غرور ٭ زمن غیر نرمی نیاید
ظہور ٭ اسکے بعد جنازہ بادشاہ کا گورستان کو لیچلے اور سب وضیع و شریف ساتھ
ہوئے تمام مکان خالی ہوگیا مگر شاہزادہ اُسی جگہ بیٹھا ہوا تماشا در و دیوار کا کرتا
تھا اور پھر دربان نے آکر دیکھا کہ وہ شخص اُسی طرح بیٹھا ہی بہت آزردہ ہوا
اور اس بیچارے بیگناہ کو قید خانے مین بھجدیا جبکہ شب ہوئی اور شاہزادے کی خبر

یاردن کو نہ ملی سمجھے کہ اسنے بنا ے کار کو توکل پر رکھا تھا جبکہ کوئی صورت نہ بن سکی شرمندگی سے منھ چھپا کے کسی طرف راہی ہوا کاش ہم اُسے تکلیف نہ دیتے تو دل اُسکا شرمندہ نہوتا یہ اپنی جگہ اُسکا تاسف کرتے تھے اور وہ زندان مین خدا کو یاد کرتا تھا اور بیک خیال سے کہتا تھا **بیت** خبر من برسانید بیاران چمن ٭ کہ ہم آواز شما در قفس افتادہ است ٭ بعد سوم کے اشراف اور ارکان دولت نے جمع ہو کر کہا کہ کسی ایسے شخص کو جو لایق سلطنت کے ہو تخت پر بٹھانا چاہیے کیونکہ بادشاہ کا کوئی وارث نہ تھا اور دربان نے دل مین کہا کہ جاسوس پکڑا ہی کیا عجب ہی کہ اُسکا کوئی ہمراہی بھی ہو اور اپنے مالک کو خبر دیوے اور وہ تخت کو بادشاہ سے خالی سمجھکر کچھ فساد کرے پس بہتر یہ ہی کہ مین حال اسکا ارکان دولت سے ظاہر کرون یہ خیال کر کے سب حال اُسکا بیان کیا اعیان دولت نے محبس[له] سے شاہزادے کو بلا کر حال پوچھا جبکہ سب کی نظر اُسکے جمال مملکت آرا پر پڑی سمجھے کہ یہ شخص تو جاسوس نہین ہی ایسی ذات شریف سے ایسا کار ذلیل نہین ہوتا ہی شرایط تعظیم بجا لائے اور استفسار حال کیا کہ اپنے مولد اور شہزادے سے مطلع کرو اور اس جگہ آنے کا کیا باعث ہی شہزادے نے کمال فصاحت سے کلام کیا اور اصل اور نسب اپنا بیان کیا اور کیفیت وفات پدر اور تغلب اور غصب بھائی کا ظاہر کیا کہ اتفاقاً ایک گروہ اُس دیار کے تجار کا اُس جگہ وارد تھا دیکھتے ہی شاہزادے کو پہچانا اور سب ارکان دولت سے حال شہزادے کا اور حسب و نسب اُسکا کہ سلطان ابن السلطان ہی بیان کیا مجموع اکابر اس سلطنت کے دیکھتے ہی جمال اکمال کے اور سنتے ہی اس حال کے متفق الکلمہ ہوے کہ لایق اس تخت کے یہی شخص ہی کہ اصل پاک اور نسب پاکیزہ رکھتا ہی بیشک افتتاح[عه] ابواب[عه] عدالت اور عاطفت مین رعیت کے واسطے اس سے بہتر دوسرا شخص نہ ملے گا اور یہ مقرر

[له] محبس بفتح میم و سکون حا حطی و فتح با موحدہ جا قید ۱۲

[عه] افتتاح بکسر کشادن ۱۲

[عه] ابواب جمع باب بمعنی دروازہ ۱۲

اپنے اسلاف کی راہ جاری کرے گا کہ انوار سعادت اس مہ جبین کی جبین سے پیدا ہین غالب ہو کر فضائل موروثی مفاخرت کے ساتھ جمع کر کے خلق کو آسودہ رکھے گا اور لمعہ فرزندانی کہ اسکے جبین مبین سے لامع ہو استحقاق جہانبانی اور استعداد کشورکشائی پر دلیل قوی اور حجت ساطع ہو اور علامت شہریاری اور امارت نامداری کہ اُسکے حال سے روشن ہو غالبًا کسی صاحب نظر سے مخفی نہ رہی ہوگی بیت بر حشمت سلیمان ہر کس کہ شک نماید ٭ بر عقل و دانش او خندند مرغ و ماہی ٭ غرض بعد قیل و قال کے اُسے تخت پر جلوہ افروز کیا اور توکل کی برکت سے ایسی سلطنت خداداد ہاتھ آئی جو کوئی مقام توکل مین ثابت قدم رہے تو نتیجہ اسکا دنیا اور دین مین ضرور ملتا ہی بیت کلید توکل چو آید بدست ٭ در گنج واقبال بتوان گشود ٭ بچوگان صدق اندرین عرصہ گاہ ٭ زمیدان توان گوے دولت ربود ٭ اور اس شہر مین یہ رسم تھی کہ اول روز بادشاہ کو ہاتھی سفید پر سوار کر کے تمام شہر مین پھراتے تھے تا وضیع و شریف اُسکے جمال روشن سے آنکھین منور کرین چنانچہ اس سے بھی یہی معاملہ کیا جب کہ وہ شاہزادہ اس دروازہ پر پہونچا کہ جہان اُن تینون یارون نے اپنے ہنر کا فائدہ لکھا تھا حکم دیا کہ اس جگہ پر لکھدو کہ کسب اور جمال اور عقل کا اُس وقت فائدہ ہوتا ہی کہ قضاے الٰہی اُسکے موافق حکم کرے اور حال توکل کا یہ ہی کہ مین روز اول زندان مین مقید ہوا اور دوسرے دن تخت زرنگار پر بیٹھا اہل بصیرت کی عبرت کے واسطے یہ امر کافی ہی اسکے بعد پھر کے ایوان شاہی مین داخل ہو کر اجراے امور سلطنت مین مشغول ہوا قطعہ بخت چون بر تخت دیدش تہنیت ہا کرد و گفت ٭ ایکہ بر تخت جہان داری تو میدانی نشست ٭ چون جہانداران کمر بر بند و عالم برکشاے ٭ وقت کار آمد دگر بیکار نتوانی

نشست ؛ اسکے بعد شاہزادہ نے تینون یارون کو بلایا تاجر صاحب عقل کو وزیر ثانی کیا اور زرگر بچے کو داروغگی اسباب خاص کی دی اور صاحب جمال کو خلعت گران بہا اور مال بے پایان دیکر فرمایا کہ ہرچند مفارقت دوست عزیز کی سخت ہی لیکن بمناسبت اس شہر مین اچھا نہین ہی تاکہ عورتین اس شہر کی تیرے جمال پر مفتون ہوکر فسق و فجور نہ کرین بعد اسکے بزرگان مجلس کی طرف مُنھ پھیرا اور کہا کہ تمنے بہت شخص دیکھے ہین کہ ہنر اور دانش مین مجھ پر ترجیح رکھتے ہین لیکن ملک بغیر عنایت یزدانی ہاتھ نہین آتا ہی چنانچہ منطوق تؤتی الملک من تشاء سے معلوم ہوتا ہی کہ بغیر اُسکی حمایت کے ایک برگ کاہ کوئی ہلا نہین سکتا ہی **نظم**

اے مقصد ہمت بلندان ؛ مقصود دل نیازمندان ؛ از قسمت بندگی و شاہی ؛ دولت تو دہی بہر کہ خواہی ؛ توفیق تو گر نہ رو نماید ؛ این راہ بعقل کے کشاید ؛ اور کہا کہ ہمراہی میرے سب کسب مین کوشش کرتے تھے اور ہر کسی کو ایک دست آویز حاصل تھی اور مین نہ دانش اور قوت پر اعتماد رکھتا تھا اور نہ کسی کی مددگاری کا اُمیدوار تھا بلکہ بنائے کار محض توکل پر رکھی تھی اور بموجب اس بیت کے عمل کرتا تھا **بیت** سر قبول بباید نہاد گردن طوع ؛ کہ ہرچہ حاکم عادل کند ہمہ داد است ؛ حاضران مجلس مین سے ایک سخندان نے اُٹھ کے عرض کیا کہ جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوا گوہر ہی الماس خرد سے سفتہ اور زر ہی محک دانش پر آزمودہ کہ جہانداری عقل اور حکمت پر موقوف نہین بلکہ نعمت خداداد ہی وہ ایسا ہی کریم ہی جسکو جو دیا اُسکے لایق دیا **بیت** ز خوان نعمت بے منتہاے او ہر کس ؛ بقدر حوصلۂ خود نوالہ می یابد ؛ خوش نصیبی اس دیار کی تھی کہ تجھسا بادشاہ حق شناس فرمان روا ہوا اور خوبی طالع ساکنان اس مرز بوم کی تھی کہ سایہ تجھ سے ہماے سعادت کا ان مرغان شکستہ بال پر پڑا

بیت لمؤلفہ مبارک ہو وہ منزل جلوہ گر ہو جس مین مہ ایسا ؛ ہمایون تخت ہو جس پر کہ بیٹھے بادشہ ایسا ؛ اسکے بعد دوسرا ترانہ سنج ہوا کہ اے بادشاہ جوان بخت چند ابیات لائق نثار فرق مبارک کے کہ گنجینۂ سینہ مین ہو سو عرض کرتا ہون **نظم** ایا شہے کہ کف کامگار زر بخشت ؛ کمند در سر گردون کامران انداختت ؛ شد از نزول حوادث چو آسمان ایمن ؛ بران دیار کہ چتر تو سائبان انداختت ؛ اسی طرح سے ہر ایک ندیم فراخور حال اپنی بات کہتا تھا اور صحیفہ مناقبت سلطانی سے خوش بیانی کرتا تھا سب کے بعد ایک پیر پاک ضمیر خوش تقریر نے دست بستہ ایستادہ ہو کر عرض کیا کہ اے بادشاہ قدر و قضا کے باب مین جو کچھ کہ زبان گوہر فشان سے نکتہ بیان فرمایا تو نے موافق اس بندے کی سرگذشت کے ہو اگر ارشاد ہو تو عرض کرون بادشاہ نے کہا کہ بیا تا چہ داری یعنی لا جو کچھ کہ رکھتا ہو تو **حکایت** پیر نے کہا کہ مین ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر تھا جب کہ بیوفائی دنیا کی پہچانی مین نے اور فریب سے اس زال دستان کے خوب آگاہ ہوا کہ یہ عروس شوہر کش اپنے شیفتون کو ہمیشہ ناامید رکھتی ہو اور یہ معشوقہ غدّار ناسازگار ہمیشہ سے عاشقون کو خاک مین ملا چکی ہو اپنے دل سے کہا مین نے کہ اے احمق اُسکی دوستی مین آپ کو پھنساتا ہو تو کہ جسکا دست رد لاکھون بادشاہان کامگار کے سینون پر رکھا ہوا ہو اور اُس نے خرمن جمعیت کتنے بادشاہون کا بادہستی سے برباد کیا ہو اس پیرزال کے خیال سے درگذر اس رہگذر مین کہ دمبدم طیاری کوچ کی ہو گھر اپنا نہ بنا **ابیات لمؤلفہ** عالم امکان مسافر خانہ ہو ؛ جو بنائے اس مین گھر دیوانہ ہو ؛ جس جگہ رہنا ہو تجکو تا ابد ؛ چاہیے اُسکی عمارت مین ہو کد ؛ خواب غفلت سے بیدار ہو کہ وقت تنگ ہو اور مرکب عمل کا لنگ اور عمر کوتاہ سے توشہ اُٹھا کر راہ

دور و دراز پیش ہی کہ ابیات آن طلب امروز بہر گوشۂ ٭ کز پے فردات بود توشۂ ٭ راہ تو دور آمد و منزل دراز ٭ برگ رہ و توشۂ منزل بساز ٭ آخرکار اس فکر سے نفس سرکش متنبہ ہوا اور اسکے بعد نشاط تمام اور رغبت صادق سے خدا ے کریم کی طرف منھ کیا مین نے اور خدمت دنیا اور صحبت اہل دنیا پر پشت ماری ایک دن بازار مین دیکھا مین نے کہ ایک صیاد دو ہدہد بیچتا ہی اور وہ دونون آپسمین اپنی زبان مین ایک دوسرے کا غم کھاتا ہی اور اپنی گرفتاری سے پژمردہ ہوکے آزادی اپنی خدا سے طلب کرتا ہی مین اُنکی زبان سمجھتا تھا جبکہ یہ حال اُنکا دیکھا تو رحم آیا مجھے کہ ان کو چھوڑا دون کہ شاید اُنکی آزادی کی برکت سے خدا کی رحمت کا سزاوار ہون آخر صیاد نے دو درم اُنکا مول کیا اور میرے پاس سواے دو درم کے اور کچھ نہ تھا اسواسطے مین متردد تھا اور نفس میرا رخصت نہ دیتا تھا کہ وہ دو درم اپنے خرچ کردن آخر توکل خدا پر نظر کرکے دونون درم صیاد کو دیے اور انھین آزاد کیا مین نے وہ دونون اُڑکے ایک دیوار پر جا کے بیٹھے اور حق شناسون کے طور سے دعا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اب ہاتھ ہمارا تیرے احسان کرنے کے عوض کرنے مین کوتاہ ہی لیکن اس دیوار کے تلے ایک صندوقچہ جواہر قیمتی کا مدفون ہی اِسے لے کہ یہ ہم تیری نذر کرتے ہین مجھے اُنکی گفتار سے تعجب آیا اور کہا مین نے کہ طرفہ حال ہی کہ صندوقچہ جواہر کا نیچے زمین کے دیکھا تمنے اور دام کہ نیچے تھوڑے سے غبار کے چھپا تھا اُس سے غافل رہے ہدہد نے جواب دیا کہ قضاے الٰہی جبکہ نازل ہوتی ہی دیدۂ عقل خیرہ اور آنکھ باریک بینی کی تیرہ ہو جاتی ہی اور مقتضاے قضاے قدر کسی سے دفع نہین ہو سکتا ہی اس محل مین نہ عاقل کو عقل اور نہ عارف کو معرفت رہتی ہی اور یہ حکایت تول شاہ کے واسطے کہ باب قضا و قدر مین صادر ہوئی

گواہ عادل ہی اور حکمانے بھی تائید اس معنی کی کی ہی قطعہ گر کار تو نیک است بتدبیر تو نیست ٭ ور نیز بد ست ہم بتقصیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا پیشہ کن و شادی کن ٭ این نیک و بد جہان بہ تقدیر تو نیست ٭ اسکے بعد کہا کہ اے شاہ مین نے اس دیوار کے نیچے کھودا اور صندوقچہ جواہر کا پایا اب اسے مین اس لیے ظاہر کرتا ہون کہ شہریار اپنے خزانۂ عامرہ مین پہونچا دین بادشاہزادے نے کہا کہ تخم تو نے بویا تھا اسکا پھل پایا شرکت اسمین کسی کی نہین اور یہ جواہر حکمت کہ اس وقت رشتۂ تقریر مین پروئے تو نے ہمارے واسطے کافی ہین کہ کوئی جواہر زیباتر سخن نیک سے نہین ہی کیمیاے سخن مس قلب کو زر کامل عیار کر سکتی ہی حاضرین محفل نے ذہن پر شاہزادے کے آفرین کی اور بدل وجان پیمان مضبوط کرکے خط فرمانروائی قبضۂ اختیار مین شاہزادے کے بکلی سپرد کیا اور اسکے سایۂ دولت مین بآرام تمام زندگی بسر کرتے تھے مصرعہ تا آنزمان کہ نوبت ایشان تمام شد ٭ یہ ہی داستان منافع توکل اور نتائج تفویض قضا و قدر کی اور یہ بات ظاہر ہی کہ عنان اختیار ہمارے قبضہ مین ہوتی تو کوئی کام اپنی مراد کے خلاف وجود نہ پاتا اور حال یہ ہی کہ اگر ہزار نقش ہم خیالات کے بنائین تو ایک بھی اس طرح پر کہ جو ہمارے آئینہ تصور مین ہی ظہور مین نہ آئیگا بیت اگر محول حال جہانیان نہ قضاست ٭ چرا مجاری احوال برخلاف رضاست جبکہ برہمن بیدپا نے یہ فصل تمام کی اور مضمون ہوشنگ کے وصایا کا ان داستانون کے ساتھ کہ جو بیان مین آچکا ادا کیا و تسلیم شرط خدمت کی بجا لایا اور فرمایا کہ حضرت کی برکت ہمت سے نقاب خفا چہرۂ مقصود سے اٹھا اور جو کہ مطلوب تھا برکت صحبت رفیع منزلت سے حاصل ہوا شکر ہی اس خداے کریم کو کہ سعی میری باطل نہ کی اب التماس یہ ہی کہ جو تحفہ کہ بطریق اخلاص پیشکش کردن مین حکیم روشن دل سے بنظر ہدیۂ نیازمندانہ قبول فرمائیے برہمن نے کہا کہ اے بادشاہ

مین نے دار دنیا سے گوشۂ عزلت اور توشۂ قناعت اختیار کیا ہی اور دامن اپنا لوث تعلق فضول سے دھویا ہی امکان نہین رکھتا ہی کہ کسی طرح سے بار دیگر اسکی نجاست مین آلودہ ہون مین بیت بدنیا تا توان آسودہ بودن ؛ دریغ آید مرا آلودہ بودن ؛ اور اگر بادشاہ چاہتا ہی کہ میری کچھ خدمت کرے اور طوق منت کا میری گردن مین ڈالے تو متوقع اسکا ہون مین کہ ان کلمات حکمت آمیز کو رشتۂ تالیف مین منسلک کرکے مقتداے راہ نجات اور پیشواے طریق کمال سمجھے اور ہمیشہ اسی وسیلے سے مجھے اپنی خاطر عاطر سے فراموش نہ کرے اور دعاے مغفرت سے دریغ نہ فرمائے کہ کہا ہی دعاء الامام العادل لا یرد یعنی دعا امام عادل کی رد نہین ہوتی بلکہ دعا بادشاہ عادل کی اجابت سے نزدیک ہوتی ہی راے دابشلیم نے ارشاد برہمن کا قبول کیا اور رخصت ہو کے اپنے دار الخلافت مین پھر آیا اور جو جواہر حکمت کہ درج گوش مین لایا تھا انھین رشتہ تالیف مین انتظام دیا اور ہمیشہ ہر حادثے اور ہر مہم مین استمداد انھین نصیحتون سے کرتا تھا ابیات آنکہ او پیروی پند خردمندان کرد ؛ آخر الامر بسر منزل مقصود رسید ؛ دآنکہ شد منحرف از جادۂ آن راست روان ؛ راہ گم کرد وز مطلوب نشانی نشنید ؛ جگبہ خجستہ راے نے یہ حکایت دلپذیر متضمن ہدایت سے نہایت تقریر فرمائی بادشاہ ہمایونفال مانند گل سیراب بساط نشاط پر شگفتگی کرتا تھا اور اُسکے نہال حال نے چمن اقبال مین سرفرازی شروع کی اور وزیر کو بسبب رہنمائی اس حکایت کے عواطف بادشاہانہ کا امیدوار فرمایا اور اُسکے دیدۂ دل کو حصول مقصد سے روشن کیا اور دل مین کہا بعد الیوم دستور راے اور قانون کارخانہ ملک ستانی اس نصیحت سامی کے موافق کرونگا کہ ان باتون نے میرے دل پر عجیب طرح کی تاثیر کی ہی کہ ایک دم سرور میری خاطر سے کم نہین ہوتا ہی اور وہ باعث ناصح صاحب اخلاص پاک طینت ہی

اور اگر ناصح راست گو نہو اور سخن ہرچند نفس الامر مین نیک بھی ہو لیکن ناصح کی آلودگی کی جہت سے کہ وہ صاف باطن نہین ہوتا ہی تو اسکی سیاہ دلی کے باعث وہ سخن بھی کچھ تاثیر نہین کرتا ہی اور ان حکایات عجائب اور روایات غرائب سے کہ بے شائبہ ریا اور بے سبب غرض اس حکیم دانا دل نے تقریر فرمائی میرے جان و دل مین اثر ہوتا ہی وزیر نے بادشاہ کو دعا دی اور کہا کہ جو کچھ زبان فیض ترجمان حکمت نشان شاہنشاہی پر گذرا عین صدق اور محض ثواب واقعی ہی کہ اہل مکر و فریب اور دروغگو اور ریائی کی بات بے فروغ ہوتی ہی کہ زبانہ آتش کے مانند تھوڑے سے صدمہ مین سرد ہو جاتی ہی اور کلام اہل صدق و صفا کا تاثیر مین صبح کے مانند ہی کہ دمبدم روشنی اسکی زیادہ ہوتی جاتی ہی اور شعلہ نور خورشید نورانی کے مانند ساعت بساعت ترقی پذیر ہوتا ہی بادشاہ نے وزیر خجستہ رائے کو دوبارہ سرفراز کیا اور وزیر نے بھی صفات پسندیدہ اور انوار اخلاق ستودہ شاہی کو مشاہدہ کر کے دعا اور ثنا کو اس طرح تمہید دی لمؤلفہ ای بادشہ جہان فریدون حشمت شاہان سبق سے لے گیا تو سبقت ؛ کیا دین ہی کیا عقل ہی کیا عدل و کرم ؛ تا بان ہو ترا ہمیشہ نجم دولت ؛ اس دعا پر مجلس ختم ہوئی اور ہمایون فال نے بھی رائے و اشلیم کے دستور پر لطائف ان حکایات کے اپنے اعمال پہ ثبت کیے اور ذکر جمیل یادگار چھوڑ گیا ؛ دو چیز حاصل عمر است خیر و نام نکو ؛ وزین چو در گذری کل من علیہا فان ؛ مباش در پے آزار کام خلق بر آر ؛ گزین دو کامیابی سعادت دو جہان ؛ یہ تھے کلمے چند کہ بمقتضائے زبان قلم اسکے شروع کرنے مین بامداد غیبی جرأت کی مین نے اور جس طرح پر کہ رائے ناقص نے تقاضا کیا رقمزدہ کلک بیان ہوا اب امیدوار ا فاضل محاسن اطوار اور عمائد عالی مقدار اور صاحبان علم باوقار سے یہ ہون کہ اس بے مایہ کی عبارات ناسنجیدہ اور کلمات ناپسندیدہ پر دیدۂ اعتراض نہ کھولین اور ازراہ ذرہ پروری و فقرا نوازی جو خطا کہ اس فقیر کی دیکھین بجز حرف صواب نہ بولین بلکہ بنظر اصلاح جو کہ مناسب حال دیکھین

اُسے بلا تامل درست فرمائین مصرع ع ہر کریمان کارہا دشوار نیست پس شکر خدائے عزوجل کا کہ ترجمہ انوار سہیلی کا بجھ دھوین ذیقعدہ ۱۲۵۱ سنہ ہجری وقت صبح کے کہ ہنوز نیر اعظم نے علم نورانی افق مشرق سے بلند نہ کیا تھا مقام دار السلطنت لکھنؤ مین ختم ہوا الحمد للہ علی ذلک باطناً وظاہراً والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین رحمۃ للعالمین وآلہ وصحبہ متوالیا ومتکاثرا اے کریم کارساز تیرے نام پاک سے ابتدا ان اوراق کی ہوئی تھی اس کے برکت سے خاتمہ اسکا بخوبی ہوا ورنہ اِس بےبضاعت ناچیز کو کب ایسی لیاقت تھی کہ اِس عہدے کو سرانجام دیتا یہ محض تیری ہی قدرت نمائی تھی کہ ایسے بے استطاعت ناچیز کے ہاتھ سے یہ دریا کوزے مین بند ہوا اب اُمیدوار ہون کہ ایسی مقبولیت اسے عنایت فرما کہ از وضیع تا شریف خریداری اِس کتاب کی بجان ودل کرین اور یادگار اس ذرۂ بیمقدار کی تا قیام قیامت رہے اور جو کوئی اسکا مطالعہ کرے حسبۃً للہ واسطے اس عاصی کے خدائے وحدہ لاشریک سے دعائے مغفرت چاہے کہ خصال کریمانہ سے بعید نہین ہے۔

تاریخ ناسخ

زہے نسخۂ حکمت آمیز نافع — کہ ہر باب وا کرد صد باب حکمت
مسمّٰی بہ بستان حکمت نمودند — برائے تماشائے ارباب حکمت
گل و برگ و شاخ و ثمر جملہ حکمت — شد این باغ سرسبز از آب حکمت
بہ لطف مسبب کہ زیباست شکرش — فراہم شدہ جملہ اسباب حکمت
پے سال تاریخ اتمام ناسخ — خرد گفت بستان سیراب حکمت

خاتمۃ الطبع

جس طرح حمد خداوند کون و مکان دشوار ہی ویسی ہی دشوار نعت سرور انس و جان حضرت احمد مختار محبوب پروردگار ہی علی ہذا مدحت اصحاب کرام اور منقبت آل عظام اور عترت اطہار کچھ آسان کار نہین ہی سبحان ما اعظم شانہ منجملہ محامد و فی کل شئ لہ آیۃ تدل علی انہ واحد شان ایزدی ہی اور شفیع مطاع نبی کریم قسیم جسیم نسیم وسیم من مناقب احمدی ہی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم و علیہم اجمعین اما بعد۔ شایقین کتب حکمت و اخلاق کو نوید تازہ اور مژدہ بے اندازہ ہو کہ ان ایام فرخندہ فرجام فرخی التیام مین کتاب مستطاب بلاغت انتساب فصاحت اکتساب عمدہ سرمایۂ دانشمندی نیکو مطاع دانشوری ترجمۂ انوار سہیلی سراپا پند و نصیحت اسم بامسمی **بستان حکمت** مترجمۂ فارس مضمار سخندانی یکہ تاز عرصۂ شیرین زبانی عمدۃ الشعرا سرخیل زبان آوران عالی جناب فقیر محمد خان بہادر رسالدار سابق زمانہ شاہی المتخلص بہ گویا من عمائد اراکین و اعیان سلطنت لکھنؤ تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ اللہ تعالی بحبوحۃ جنانہ۔

سبحان اللہ یہ ترجمہ ایسا فائق ہی کہ ہر خاص و عام جان و دل سے اس گنج خوبی کا شایق ہی بلکہ عاشق ہی مناسبات فقرات چستی عبارت رنگینی مضامین شگفتگی الفاظ سچ تو یہ ہی کہ دریا کوزہ مین بھرا ہی خدا کے فضل و کرم سے جیسی یہ کتاب نایاب ویسا ہی یہ ترجمہ لاجواب ہی اور کیون نہو مترجم ممدوح الصدر نے باتفاق مشورۂ چند استادان نامی و گرامی و زبان آوران لکھنؤ خاص مثل شیخ امام بخش صاحب ناسخ و خواجہ وزیر صاحب وزیر کہ بڑے زبردست شعراے لکھنؤ سے تھے یہ ترجمہ مشہر مایا ہے اور نام بھی

بستان حکمت رکھا ہی المختصر یہ ترجمہ **مطبع منشی نول کشور**
واقع شہر لکھنؤ مین حسب ایمائے امیر باذل سخی دریادل معلے القاب فی المجد
والمحاسن عالیجناب منشی **بشن نرائن** صاحب دام اللہ اقبالہ واجلالہ
باہزاران ہزار زیب وزینت وبہ تجدید درستی وصحت بار سیزدہم ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء
حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر روشنی بخش چشم مشتاقان ہوا۔

تاریخ طبع سابق از سحر بیان مولنا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح

ازین بستان حکمت گو ہر چند — بسان مہر انور گشت لائح
مضامینش چہ بیند بندی اہم — بتوضیحات گردد جملہ واضح
ہمہ فقرات گویا فی الحقیقت — پُراز حسن ست و خالی از قبائح
دلم گردید چون جویای تاریخ — دماغ جان معطر شد ز روائح
لب حامد کشاد از بہر سالش — زہے مجموعۂ وعظ و نصائح

۱۳۳۵ھ